

تالیفات حکیم الامت تھانوی

فَالصَّلَاحُ قِنْتُ خِفْتُ الْغَيْبَ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ

تہذیب النساء و تربیت الانسان

از
افادات ہرمانس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ (خلد مکان) تاج ہند
ورئیس دلاور اعظم طبقہ اعلا سارہ ہند سابقہ والیہ بھوپال

جس کی
ہرمانس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ سی، آئی، جی، سی، الین
آئی، جی، سی، آئی، اسی، فرمانروائے بھوپال، ام القیاس نے نظر ثانی فرمائی

اور
بہ عطاے حقوق طبع رسالہ ظل السلطان بھوپال کو اشاعت کی اجازت فرمائی

اور
مطبع مفید عام اگرہ مدین باہتمام محمد قادر علی خان فی طبع علی

مقام اشاعت بھوپال: دفتر ظل السلطان قیمت ۴۰

تالیفات حکیم الامت تھانوی

فہرست ابواب و مضامین کتاب تہذیب النساء و تربیت النساء

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیس باچہ مصنفہ	۱	۲۶	ولادت کے بیان میں	۲۶
	باب اول		۳۰	فصل - مولود کی تدبیر میں	۳۰
۲	فصل - عورتوں کے امراض	۲		باب سوم	
	اور ان کی ادویہ کے بیان میں	۳		فصل بچے کے کان میں	۱۰
۳	فصل - مانعات حمل میں	۴		اذان اور اقامت وغیرہ	
۴	فصل - وجوہ اسقاط کے	۴	۳۳	کھنے کے بیان میں	۳۳
	بیان میں	۱۱		فصل بچے کی گھٹی اور حسیا	۱۱
۵	فصل - اسقاط اور قرابچہ	۵	۳۶	کے بیان میں	۳۶
	ہونے کے بیان میں	۱۳		فصل زچا کی احتیاط کے	۱۲
	باب دوم		۴۱	بیان میں	۴۱
۶	فصل - حمل کی پہچان میں	۱۸		فصل بچے کے دودھ پلانے	۱۳
۷	فصل - حمل کی احتیاط میں	۲۱	۴۷	کے بیان میں	۴۷
۸	فصل - بچے کے وقت			باچہ	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴	فصل عقیقے کے بیان میں	۵۳	۱۰۲	علاج کے بیان میں -	
۱۵	فصل بچے کے نام رکھنے		۲۳	فصل اُن امراض اور	
	کے بیان میں - -	۶۱		اوریات کے بیان میں جو	
۱۶	فصل حبشی کے بیان میں -	۶۸	۱۰۶	بعض بچوں کو ہوتے ہیں -	
۱۷	فصل ختنے کے بیان میں	۷۰	۲۴	فصل بچوں کی دوا کرنے	
	باب سبب پنجم		۱۱۱	کے طریقے میں - -	
۱۸	فصل غذا کھانے کے طریقے میں	۷۶	۲۵	فصل اُن عملوں کے بیان	
۱۹	فصل اس امر کے بیان میں			کہ جن کا کرنا شرعاً منع اور اُن	
	کہ کھلائی وغیرہ بچے کو کس طرح			عملیات کی تفصیل میں جنکا	
	رکھے - - -	۸۶	۱۱۷	کرنا جائز ہے -	
۲۰	فصل بچوں کے لباس وغیرہ			باب ہفتم	
	کے بیان میں - -	۹۰	۲۶	فصل منت اور نذر	
۲۱	فصل بچوں کو گفتگو وغیرہ		۱۲۰	وغیرہ کے بیان میں -	
	سکھانے کے طریقے میں	۹۵	۲۷	فصل کنجیدین کے	
	باب ششم			طریقے اور اُسکے پڑھنے	
۲۲	فصل بچوں کی بیماریوں اور		۱۲۷	اور علاج کے بیان میں	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۸	فصل مکتب اور نشری			صفائی اور اسباب وغیرہ	
	کی رسموں کے بیان میں	۱۳۰		کے رکھنے کے طریقوں	۱۶۱
۲۹	فصل ماہ مبارک میں		۳۵	فصل جسم کی صفائی اور	
	روزہ رکھانے کے			آرائش کے بیان میں -	۱۶۶
	بیان میں - - -	۱۳۵	۳۶	فصل لباس کے بیان میں	۱۶۱
	بائستہم		۳۷	فصل چاندی سونے وغیرہ	
۳۰	فصل اولاد کے ساتھ			کے زیور اور ان کے برتنوں	
	والدین کے برتاؤ میں -	۱۳۹	۱۷۷	کے برتاؤ کے بیان میں	
۳۱	فصل مالیاتی کی شرطوں			باب دہم	
	کے بیان میں - - -	۱۴۲	۳۸	فصل علم سکھانے کے	
۳۲	فصل آداب سکھانے			بیان میں - - -	۱۸۰
	کے بیان میں -	۱۴۶	۳۹	فصل علم دینی سکھانے	
۳۳	فصل خوش اخلاقی کے			کے بیان میں - - -	۱۸۶
	بیان میں - - -	۱۵۲	۴۰	فصل علم دنیوی سکھانے	
	باب نہم			کے بیان میں - - -	۱۸۹
۳۴	فصل گہر کی آرائش اور		۴۱	فصل لکھنا سکھانے کے	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۹۴	بیان میں - -	۱۹۴	۲۳۱	بیان میں - -	۲۳۱
۲۲	باب یازدہم فصل ریاضت کے	۲۲	۲۳۶	فصل کپڑے رنگنے کی ترکیبوں میں - -	۲۳۶
۲۳	طریقوں کے بیان میں - - فصل شہسواری کے	۱۹۷	۵۰	باب سیزدہم فصل بلوغ کے بیان	۵۰
۲۴	بیان میں - - فصل تنگ اور تیراندازی	۲۰۱	۵۱	میں - - - فصل ستر اور پردے	۲۴۲
۲۵	اور غیل بازی کے بیان میں فصل سیف اور بانک	۲۰۵	۵۲	کے بیان میں - - فصل اُن تاتے داروں	۲۴۴
۲۱۵	اور پٹے بازی کے بیان میں باب دوازدهم فصل کھانا پکانے کے	۲۱۵	۵۳	اور مذہب والوں کے بیان میں جن سے نکاح درست نہیں - -	۲۴۷
۲۲۲	بیان میں - - فصل گٹکا اور بٹربنائے	۲۲۲	۵۴	فصل ترغیب نکاح اور منگنی کی شرطوں کے	۲۴۷
۲۲۶	کے طریقوں میں - - فصل سینا سکھانے کے	۲۲۶	۲۵۷	بیان میں - - باب چہار دہم	۲۵۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۴	فصل نکاح کی شرطوں	۲۶۰	۳۱۰	بیان میں - -	۳۱۰
۵۵	فصل اولیائے نکاح	۲۶۱	۳۱۲	باب شانزدہم	۳۱۲
۵۶	فصل مہر کے بیان میں	۲۸۳	۳۲۲	فصل طلاق کے بیان میں	۳۲۲
۵۷	فصل آداب خلوت کے	۲۸۴	۳۳۵	فصل عدت کے بیان میں	۳۳۵
۵۸	فصل عورتوں کے	۲۹۱	۳۴۰	فصل ان امور کے	۳۴۰
۵۹	فصل ولیمہ کے بیان میں	۲۹۸	۳۴۸	فصل بیمار کی خدمت اور	۳۴۸
۶۰	فصل میان بی بی کے	۳۰۰	۳۵۳	فصل خبر گیری کے بیان میں	۳۵۳
۶۱	فصل نان نفقہ کے				

ترتیب	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۸	فصل عبادت کی بیانیں	۳۵۹	۷۴	فصل مردے کے بھلانے	
۶۹	فصل موت کی آرزو کرنے			اور کفنانے بیان میں -	۳۵۸
	کی ممانعت میں -	۳۶۸	۷۵	فصل جنازہ لیجانے اور	
	باب ہیچدہم			اس پر نماز پڑھنے کی بیان میں	۳۶۸
۷۰	فصل موت کی علامات		۷۶	فصل دفن کرنے کے بیانیں	۳۶۷
	اور نزع کے حالات اور		۷۷	فصل تعزیت کے بیانیں	۳۷۰
	اس وقت کی تدبیر و ذکر بیانیں	۳۷۲		باب بستم	
۷۱	فصل اس امر کے بیانیں		۷۸	فصل سوگ و رنج اور دُش	
	کہ دم نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہیے	۳۷۷		بیویں چالیسویں وغیرہ کی	
۷۲	فصل میت کے حالات بیان			رہمونی کے بیان میں -	۳۷۵
	کر کے اس پر رونے پٹینے کے		۷۹	فصل مردے کی طرف سوخت	
	بیان میں - - -	۳۸۷		کرنے کے بیان میں -	۳۷۹
۷۳	فصل قبر کی تیاری کے		۸۰	فصل مقبرہ وغیرہ بنانے کی بیانیں	۳۵۶
	بیان میں - -	۳۹۵	۸۱	فصل قبروں کی زیارت کی آداب	
	باب نوزدہم			اور اس کے مقصود کی بیانیں	۳۶۰



تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

والدہ محترمہ ہر ہائمنس نواب شاہ جهان بیگم (خلد مکان) اس زمانہ کی
 ان ممتاز خواتین میں تھیں جو یگانہ عصر گزری ہیں۔ وہ جس طرح ایک مدبر
 فرمان روا تھیں اور انہیں حکمرانی کی اعلیٰ قابلیتیں جمع تھیں اسی طرح تدبیر منزل
 اور تصنیف و تالیف کی قابلیت بھی موجود تھی۔ انھوں نے متعدد تصانیف
 لکیں جو ملک میں شایع ہو چکی ہیں لیکن تھذیب النساء و تربیت لائسنس
 انکی قابلیت تصنیف و تدبیر منزل کو خاص طور پر نمایاں کرتی ہے اور ان کے
 اس مقدس جذبہ کی منظر ہے جو اپنی جنس کی ترقی و تعلیم اور احترام مذہب
 کے متعلق ان کے دل میں تھا۔ اول مرتبہ یہ کتاب ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲ء
 میں شایع ہوئی تھی۔ اس کتاب نے قبولیت عام کی سند حاصل کی اور دو ہی
 سال بعد دوبارہ شائع کی گئی۔ پھر مطبع مجتہدائی نے اس کو تیسری مرتبہ شائع

کیا۔ غالباً اردو میں یہ پھیلی تصنیف شائع ہوئی ہے جس میں امور تدبیر منزل کے ساتھ ساتھ اُن مذہبی احکام کو بھی جو اس باب میں مین کافی طور پر جمع کیا ہے۔

چونکہ اب تعلیم نسوان کی طرف بمقابلہ گذشتہ ۳۲ سال کے زیادہ توجہ ہو رہی ہے لیکن اس توجہ میں مذہبی بے پروائی کا اثر بھی ہے اسلئے میں نے اس کتاب کو جس میں مذہبی اصول پر تدبیر منزل کی تعلیم ہے بعد از زوائد شائع کرنا ضروری سمجھا ہے تاکہ میری جنس اور قوم کی خواتین کو فائدہ پہونچے اور والدہ مرحومہ کی روح کو مسرت و ثواب حاصل ہو۔ مجھے یقین ہے کہ جو خواتین اس کتاب کا مطالعہ کریں گی وہ جناب مرحومہ کو اور مجھے دعائے خیر سے یاد کر لیں گی۔

سلطان جہان حکیم

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ



تالیفات حکیم الامت تھانوی



حمید اوس احسن الخالقین کو جس نے نوع انسان کو اشرف مخلوقات و اکرم کائنات بنایا اور نسل آدم ابو البشر کو لطن جو علیہما السلام ہے سارے اقالیم دنیا میں پھیلا یا اور صلوٰۃ و سلام جناب نبوت پر جنہوں نے اولاد ہونے کو موجب کثرت امت مرحومہ ٹھیرایا اور معالجہ اطفال و تعلیم و تربیت اولاد خرد سال کو جائز بتلایا اور انکے آل و اصحاب پر جنکے سبب سے ہمیں ہر نیک و بد کا تمیز و سلیقہ آیا اما بعد جو کہ اس ملک ہندوستان میں اکثر عورتیں اپنے جہل اور نادانی کے سبب سے اپنی اولاد کو خصوصاً لڑکیوں کو بے علم اور بے ہنر کرتی ہیں اور وہ بسبب بی تعلیمی اور بے ہنری کے طرح طرح کی تکلیف اور اندامین گرفتار ہو کر آخر کو افلاس و غیرہ میں مبتلا رہتی ہیں بلکہ جو کچھ مال و اسباب مان باپ یا سسرال کا جہیز یا ترکے وغیرہ میں ہاتھ آتا ہے اسکو بھی اپنی نادانی

اور کم فہمی اور بے تعلی اور بے ہنری سے کہو دیتی ہیں اور ہر زمان شبینہ کو محتاج ہو جاتی ہیں اور
سوائے محتاجی اور افلاس کے اپنی جہالت اور بے تعلی کے باعث سے دین و ایمان کا
بھی خیال اور اندیشہ نہیں رکھتی ہیں اور ہر طرح کے شرک اور بدعت وغیرہ میں گرفتار
ہو کر آخرت کو بھی تباہ اور برباد کرتی ہیں اس لئے کہ دنیا کی درستی آخرت کا بتاؤ
اللہ تعالیٰ کی معرفت علم ہی پر موقوف ہے بقول سعدی ع کہ بے علم نتوان خدا را
شناخت و اور جیسے اپنے جہل اور بیوقوفی کی وجہ سے دنیا و آخرت کی خوبیوں کو نہ کوئی
ہیں ویسے ہی اپنی جان کی بھی حفاظت اور احتیاط نہیں کر سکتی ہیں چنانچہ اکثر عورتیں
زچا خانے میں ہر نوع کی تکلیفیں اور بیماریاں اٹھاتی ہیں بلکہ بہت عورتیں اسی میں
ضائع ہو جاتی ہیں گو ان کی عمر اتنی ہی ہوتی ہے مگر بے احتیاطی کا عیلہ ہو جاتا ہے اور
جو عورتیں اپنی زندگی سے اتفاقاً بچ بھی جاتی ہیں تو وہ بیماریاں اکثر امراض میں گرفتار
ہو کر ہمیشہ ایذا اور تکلیف میں مبتلا رہتی ہیں یعنی کسکا پیٹ بڑھ جاتا ہے کوئی بے کلی
اور صلابت رحم اور مرض ریاح وغیرہ میں مدام گرفتار اور آلودہ رہتی ہے باوجودیکہ اولاً
کا ہونا ہر عورت کے واسطے مقرر ہے الا ماشاء اللہ اور جب سے یہ دنیا قائم ہوئی
ہے تب سے یہ کارخانہ انہی برابر جاری اور قائم ہے کہ جب کو عرصہ کئی ہزار برس کا
گزر رہا ہے مگر ان جاہل اور نادان عورتوں کو اب تک کسی طرح کا تمیز اور
سلیقہ اپنی موت اور زندگی اور پرورش اور بچوں کی تعلیم اور زچا کی احتیاط اور
شادی غمی وغیرہ کا حاصل نہوا اور جو نقصانات انکی بے تعلی اور نادانی کی وجہ سے

ہر امر میں پیش آنے میں وہ سب پر دشمن اور عیان ہیں حاجت بیان کی نہیں ہے
اور یہ تمام ضرر اور نقصانات داریں کے اسی بے علمی کی وجہ سے ہو سکتے ہیں۔
اس واسطے میں نے یہ رسالہ موسوم بہ تہذیب النساء و تربیۃ الانسان مشتمل
بیس باب اور اسی فصلوں پر کہ جس میں شروع حمل سے مرنے تک کا حال ہے اُردو
زبان میں واسطے تعلیم عورتوں کے موافق اپنی عقل اور تجربے کے لکھا تاکہ ہر
عورت اس سے فائدہ اٹھا دے اور مجھ کو دعاے خیر سے حاضر اور غائب یاد کرے

باب اول

فصل عورتوں کے امراض اور اون کے ادویہ کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ اکثر عورتوں کو امراض رحم ہی سے پیدا ہوتے ہیں یعنی رحم کے بگاڑ
سے ہر طرح کا مرض مثل بیکلی اور سختی رحم وغیرہ کے پیدا ہوتا ہے کہ جس سے حیض آنا
کم ہو جاتا ہے اور بسبب قلت حیض کے ہر طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں جیسے
دوران سر اور غشیان اور درد سر اور تہیج اور گھبراہٹ اور اعضا شکنی اور نفخ اور
درد شکم وغیرہ اور بعض کی قلت ایام سے مینائی بھی کم ہو جاتی ہے بلکہ حبس کی وجہ
اکثر امراض مہلک اور سخت ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ جس کا علاج دشوار اور
مشکل ہو جاتا ہے اور ایسے ہی سببوں سے اولاد ہونا بھی موقوف ہو جاتا ہے غرض کہ

قلّت ایام کی نہایت مضر ہوتی ہے پس اس سے غفلت اور بے پروائی کرنا نہ چاہیے
جب اپنے معمول میں قلّت معلوم ہو تو اس وقت اسکی تدبیر اور علاج کرنا بہت
ضرور ہے اور قلّت ایام کے کئی سبب ہوتے ہیں یعنی گرمی اور سردی اور رطوبت
اور جھکنا رحم کا اور ورم رحم اور صلابت رحم اور قلّت خون کہ یہ سبب باعث حبس
کے ہیں پس اسکا علاج کرنا لازم ہے جب جس معلوم ہو تو اسوقت کوئی دوا دیا جائے
یا کوئی لیپ لگا دے یا کسی قابلہ سے ایسی دوا استعمال کرادے کہ جس سے رحم درست
ہو اور ورم اور صلابت کو مفید ہو مگر جہاں تک ہو سکے کھانے پینے اور ضماہی کا
علاج کرے اور استعمال کی دوا سے بچے کیونکہ قابلہ کے علاج سے اکثر مضرت ہوتی ہے
اور پیٹ اور رحم کو عادت دستکاری کی ہو جاتی ہے کہ جس سے ہمیشہ قابلہ کی حیات
رہتی ہے اور اکثر قابلہ علاج میں کوتاہی کر جاتی ہیں تاکہ عورتیں ہمیشہ اون کی محتاج
رہیں اور اونکو اپنی آندہ رہے اس لئے چاہیے کہ جب حاجت علاج کی ہو تو کسی حکیم
حاذق سے اپنا حال کہے اور اسکی رائے سے علاج کرے قابلہ کو دخل نہ دے اور
اگر حکیم قابلہ کی رائے چاہے تو قابلہ کو دکھا دے اور جو دوا حکیم تجویز کرے اسکا استعمال
قابلہ سے کرے مگر اسکی رائے کو دخل نہ دے حکیم کی رائے کے موافق عمل کرے اس
مرض کے واسطے فصد پاؤن کی جس کو صافن کہتے ہیں بہت مفید ہوتی ہے اور
اگر کسی سبب سے فصد پاؤن کی ممکن نہ ہو تو باسلیق کی فصد بھی فائدہ کرتی ہے لیکن جو
عورت ضعیف القوی ہو تو وہ بعد چالیس سال کے بغیر سبب قوی کے فصد نہ لوئی یعنی

جہان تک ہو سکے اور طرح کے علاج مثل دوا پینے لپیپ کرنے سینکے استعمال کی
 دوا وغیرہ سے اس مرض کا تدارک کرے فصد نہ لے اور قوی عورت کو ساٹھ برس تک
 فصد لینے کا اختیار ہے لیکن اوسکو بھی لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو فصد نہ
 کھلوائے لیپ سینک پینے وغیرہ کی دوا کرے چنانچہ کئی ادویات مجرب رفع حبس
 کے واسطے ضرورت کے لکھی جاتی ہیں اول یہ کہ کالی زیری کالیپ زیر ناف
 کرے اور اسپر نیم کا بہر تیا ارتڈ کے پتے باندھے اور ایلوے کالیپ بھی مفید ہوتا ہے
 اور ٹیو کے پھول بھی جوش دیکر زیر ناف باندھتے ہیں اور ارتڈی کے تیل کا بھی استعمال
 کرنا مفید ہوتا ہے اور اگر اس تیل میں زعفران ملا کر استعمال کرے تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے
 اور پینا تخم خیارین یا تخم خرزبرے کا بھی فائدہ کرتا ہے اور تخم گاجر بھی مدد دے اور تخم کسم
 کو بھی جسے کڑا کہتے ہیں جوش دیکر پینا مفید ہوتا ہے اور بعض عورتیں واسطے اور ار کے
 ہلدی کی بھنکی بھی پھانکتی ہیں اور کلونجی کا پھانکنا بھی مفید ہوتا ہے اور حبس کے
 واسطے حمام کا نہانا بھی فائدہ کرتا ہے پس یہ دوائیں تو مفرد لکھی گئی ہیں اور ایک
 نسخہ مرکب بھی شربت بزوری کا جو واسطے حبس کے نہایت ہی مفید ہے اور وہ اکثر
 زچاؤن کو پلا یا جاتا ہے ضرورت اس حکم لکھا جاتا ہے یہ ہے۔ نسخہ شربت بزوری مرکب معتدل
 خار خشک نیمکوفتہ تخم خیارین نیمکوفتہ تخم کاسنی نیمکوفتہ تخم خرزبرہ نیمکوفتہ اہل
 روماس^۱ پوست فلوں^۲ خیار شبنم^۳ در آب^۴ خیسانیدہ جوش کردہ صاف نمودہ قند سفید^۵
 بقوام آلودہ ریونڈختیانی^۶ باریک سودہ شربت سازند قدر شربت سمراہ^۷ برتدیا اور اگر^۸

ان دواؤں کے پینے اور صفا وغیرہ سے کچھ فائدہ نہواور سبب فساد رحم کا معلوم ہو تو چاہئے
 کہ اس وقت علاج قابلہ کرے یعنی استعمال دوا کا اور ماش پیٹ کی کراوے اور
 کلین وغیرہ دوا دے تاکہ سب رگ پٹھے درست ہو جاوین لیکن زمانہ ایام میں تین روز
 تک ماش وغیرہ نہ کرے اور استعمال کی دوا بھی آگے کی جانب نہ لیوے پیچھے دوا کا
 استعمال کراوے اور جب ایام پورے ہو جاوین اس وقت ماش پیٹ کی اور دوا کا
 استعمال آگے کی جانب کراوے اور جب سختی وغیرہ جاتی رہے تو اس وقت دوا
 جھاڑ کی لیوے اور جب خوب اخراج مادے کا ہو جاوے تو پھر تین چار روز دوا
 قوت کی لیوے اور جب تک دوا قابلہ کی ہووے تب تک ہر قسم کی احتیاط
 رکھے کچھ کام محنت کا مثل بوجہ اوٹھانے یا دوڑنے یا زینہ چڑبنے وغیرہ کے نہ کرے اور
 ترشی اور بادی اور سرد چیز سے بھی پرہیز رکھے اور وقت علاج قابلہ کے اگر ممکن ہو تو حکیم
 کی رائے کو ہی شریک کرے تاکہ کسی طرح کا نقصان واقع نہ ہو کیونکہ اکثر دایاں جاہل
 ہوتی ہیں اور مریض کے مزاج سے واقف نہیں ہوتیں اپنی رائے سے سرد گرم کا لحاظ
 نہ کر کے خلاف مزاج مریض اور مرض کے دوا کر بیٹھتی ہیں کہ وہ آئندہ کو نقصان کرتی
 ہے اور پھر اسکا سد ہر نامشکل اور دشوار ہوتا ہے پس اس لئے حکیم کی رائے شریک
 کرنا بہت ہی ضرور ہے اور یہ بھی چاہیے کہ بغیر کسی ضرورت قوی کے قابلہ کا علاج نہ کرے
 اور تدابیر سے کام لے استعمال اور ماش وغیرہ سے حتی المقدور بچتی رہے کیونکہ اس سے
 رگ پٹھے عورت کے نرم اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور ادنیٰ صدمے سے اپنی جگہ سے ہٹ

جاتے ہیں اور پیر بے مالش درست نہیں ہوتے ہیں۔ پس ہر وقت قابله کی ضرورت
اور احتیاج رہتی ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے کمانے پینے ہی کی دوا کرے
قابله کی دوا سے بچے۔

فصل مانعات حمل میں

جانتا چاہیے کہ بانج کی دو قسمیں ہیں ایک تو مادر زاد کہ جسکے کبھی بچہ نہوا ہو اس کا تو
علاج مشکل ہے بلکہ ہو نہیں سکتا اور دوسری قسم وہ ہے کہ اولاد ہو چکی ہے اور پیر
کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے بچہ ہونا بند ہو گیا ہے پس ایسی بانج کا علاج ممکن ہے
اور اس طرح سے بانج ہو جانے کے حکیموں نے کئی سبب لکھے ہیں اول تو قوی
سبب اولاد نہ ہونے کا امراض رحم کو لکھا ہے اور دوسرا سبب جلیکھون نے منع حمل
کا کمانے پینے کی ادویات وغیرہ کو لکھا ہے جیسے بچونٹی وغیرہ اور یہ دوائیں مرکب
اور مفرد دونوں طرح کی ہوتی ہیں اور جیسے ادویات معدنی اور نباتی کمانے
پینے میں مانع حمل ہیں ویسے ہی ہستمال کی دوائیں بھی مانع حمل ہیں اور کثرت جن
اور غم سے بھی حمل نہیں رہتا مگر یہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا ہے اور سوائے اسکے
بہت سے سبب اور امراض نہ رہتے حمل کے کتب طب میں لکھے ہیں مینے
اتنی ہی پر قصر کیا کیونکہ اولاد کا ہونا اکثر انہیں اسباب کی وجہ سے جسکی تفصیل اوپر
لکھی گئی موقوف ہو جاتا ہے اور اکثر عورتوں کو اسی قسم کے باعث ہوتے ہیں پس

جو سبب کہ کثرت سے ہوتے ہیں وہی اس فصل میں درج کئے گئے ہیں زیادہ کی کچھ حاجت نہیں معلوم ہوئی پس جس عورت کے اولاد نہوتی ہو اور کسی مرض کے باعث سے اولاد کا ہونا موقوف ہو گیا ہو یعنی ایک یا دو بچے ہو کر بہر کسی وجہ سے جننا بند ہو گیا ہو تو لازم ہے کہ اوسکی تدبیر اور علاج وغیرہ میں دریغ نہ کرے اسلئے کہ اولاد کا ہونا بہت بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی ہے خصوصاً مسلمان کے لئے تو کثیر الاولاد ہونا فائدہ دارین کا بخشا ہے کیونکہ اولاد ہونے سے کثرت اہمیت محمدی کی ہوتی ہے اور اولاد صلاح کا اپنے بعد چھوڑنا باقیات صالحات میں داخل ہے اور دنیا میں ہی نہایت نصیبہ دہی کی بات ہے بلکہ دولت ظاہری اولاد ہی سے مراد ہے اسواسلئے کہ اگر کسی کے گھر میں لاکھوں کروڑوں روپے ہوں اور اولاد نہ تو وہ دولت کسی کام اور مصرت کی نہیں ہوتی اور نہ اس دولت سے دل کو چین اور آرام حاصل ہوتا ہے بلکہ وہ دولت خارا و خنجر معلوم ہوتی ہے اور تمام روپیہ مانند آگ اور سانپ اور بچوؤں کے نظر آتا ہے نظم

اولاد نہو دے جس کے گھر میں	زندہ آنجانہ ہے وہ نظر میں
فرزند چہ راغ دو دمان ہے	روشن فرزند سے جہان ہے
انسان کو بوقت دستگیری	فرزند ہے جو عصاے پیری
نے جم ہی رہا نہ حساب باقی	رہتا ہے پسر سے نام باقی

اور ہر ایک شخص اولاد ہی کو چاہتا ہے کہ آپ کے گئے بچے ہیں کوئی دولت کا

حال نہیں پوچھتا کہ آپ کے پاس روپیہ کتنا ہے اور کثرت اولاد سے ایک تو
 خانہ آبادی ہے دوسرے اگر ایک بچہ خراب اور نالائق ہوگا تو دوسرا تیسرا اچھا
 اور نیک ہوگا کہ جس سے مان باپ کو چین و آرام حاصل ہوگا اور وہ اپنی صلاحیت
 کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ مان باپ کے لئے محضرت کا وسیلہ ہوگا غرض کہ کثرت اولاد
 میں کمی فائدہ سے ہیں پس جو لوگ کہ کثیر الاولاد ہیں وہ نہایت ہی خوش نصیب ہیں
 بخلاف ان کے کہ جو اس نعمت سے محروم ہیں پس ہر ایک کو لازم ہے کہ اولاد ہونے کی
 فکر اور تدبیر ضرور کرتا رہے اس لئے کہ اس کی فکر اور تدبیر میں رہنا ہی خالی اجر اور ثواب سے
 نہیں اور جو کوئی تدبیر اور علاج کسی کا واسطے اولاد ہونے کے کر لیا تو وہ بھی داخل
 ثواب ہوگا اور اللہ اس کو بھی جزائے خیر عطا کرے انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ اگر کسی
 محمدی کو اسکے علاج سے فائدہ ہوگا اور اس کی اولاد ہوگی تو مخلوق خدا کی زیادتی اور امت محمدیہ
 علیہ والہ وسلم کی کثرت ہوگی کہ جس کے واسطے شرع شریف میں نکاح کرنا سنت
 ٹھیکر ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بے نکاح رہنے سے منع فرمایا
 ہے سبب اس کا محض رکنا ولادت کا ہے کیونکہ اگر نکاح نہ ہوگا تو پھر اولاد
 کس طرح ہوگی اور نکاح کی غرض یہی ہے۔ بلکہ قرآن مجید اور حدیث شریف
 میں نکاح سے مقصود اصلی اولاد کا ہونا سمجھا جاتا ہے چنانچہ قرآن شریف میں
 آیا ہے **وَسَاءَ لَكُمْ هَوَاتُ لَكُمْ فَأْتُوا حُرَّتْكُمْ أَنِّي شَتِّمْ وَقَدْ مَوْلَا نَفْسِكُمْ**
 یعنی بیبیان تمہاری کتیاں ہیں واسطے تمہارے پس جاؤ کہیت اپنے میں جھڑ

چاہو تم اور آگے بھیجو واسطے جانوں اپنی کے اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو کیتی ٹھہر کے حکم فرمایا ہے کہ جس طرح چاہو جاؤ اور بعد اس کے جو یہ فرمایا ہے کہ آگے بھیجو اس سے مراد خاص اولاد کا طلب کرنا اور آرزو اسکی ہے اور یہی بات حدیث شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ابو داؤد اور نسائی نے معقل بن یسار سے نقل کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدَّ وَالْوُدَّ فَإِنَّ مَكَاتِرَكُمْ الْأُمَمِ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کرو تم اس عورت سے کہ بہت دوست رکھے خاتوند کو اور بہت جنتی والی ہو اسلئے کہ تحقیق میں فخر کرونگا بسبب بتائیت تمہاری کے اور اُمتوں پر پس اس سے بھی یہ ثابت ہوا کہ نکاح واسطے پیدا ہونے اولاد کے ہے اور اس سے دنیا کی آبادی اُمت کی زیادتی بندگان خدا کی افزائش مقصود ہے پس جو عورت خلقی بائج نہ ہو بلکہ کسی دوا یا مرض کے سبب سے اولاد ہونا اوسکا موقوف ہو گیا ہو تو وہ اپنی تدبیر اور فکر اولاد کی کرے اور اسکے علاج سے غافل نہ ہوے شاید اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اولاد صالح پیدا کر دے اور اگر باوجود تدبیر کے اولاد نہ ہوے تو بھی اوسکی فکر اور تدبیر میں رہنا خالی اجر سے نہیں ہے اس واسطے کہ اگر اوسکی نیت نیک ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکو تیاست میں بدلے اس دوا اور دعا کے اجر نیک دیگا اور ثمرہ اس تکلیف کا جنت میں عنایت فرما دیگا انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ کوئی عمل نیک نزدیک اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں جاتا اگر دنیا میں اثر نہ ہوا تو عاقبت میں ضرور اوسکا نفع حاصل ہوگا بشرطیکہ

نیت بخیر ہو غرض کہ عورتوں کو لازم ہے کہ اولاد ہونے کی تدبیر اور فکر میں رہیں اور
 دایمیں اور حکیموں کو بھی چاہیے کہ ایسی عورتوں کے علاج میں درلج نہ کریں اس واسطے
 کہ ایسے علاج کرنے سے اجر دارین حاصل ہوتا ہے اور بہائی مسلمان کی اعانت
 ہے نیک کام میں اور بہتر آدمی وہ ہے جس سے خلق کو نفع پہنچے اور عبادت
 لازمی سے عبادت متعدی بہتر ہوتی ہے اور دفع کرنا مفرت کا کسی مسلمان سے
 اپنے نفع کیلئے سے بہتر ہے اسی لئے جو حکیم نیت ثواب سے علاج کرتے ہیں
 ان کے ہاتھ میں زیادہ شفا ہوتی ہے بہ نسبت ان حکیموں کے جنہوں نے علاج
 کرنے کو کمائی ٹھیرایا ہے۔

فصل وجوہ اسقاط کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب بعض عورتوں کو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حمل ان کے ٹھیرتے نہیں گر کر
 جاتے ہیں اور بچہ پورا نہیں پیدا ہوتا ہے تو اس کے کئی سبب ہوتے ہیں چنانچہ رحم
 میں حرارت یا برودت یا ضعف کا پیدا ہونا زیادہ گرم چیز کھانا کسی بوجہل چیز کا اٹھانا
 سخت محنت کرنا تیزی سے چلنا یا دوڑنا یا ابتدائی زمانہ میں ممنوعات سے پرہیز نہ کرنا
 مسلسل و فصد لینا پیٹ کی مالش کرنا رنج و غم کا ہونا گہرا ہٹ، یہ سب ایسے ہی
 اسباب ہیں اور اکثر کم مدت کے حمل میں اندیشہ اسقاط کا بہت ہوتا ہے پس ان
 ایام میں نہایت احتیاط اور حفاظت کرنا چاہیے یعنی ان چیزوں سے کہ جس کے

باعث سے اندیشہ اسقاط کا ہو پھر نیز اور اجتناب رکنا بہت ضرور ہے اور اکثر ایسا ہی دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ کمانے پینے ہی کی بے احتیاطی کی وجہ سے بہت عورتوں کے اسقاط ہو گئے ہیں اور اکثر خارجی چیزوں کا کمانا باعث اسقاط ہوا ہے اور یہ ہی امتحان میں آیا ہے کہ اکثر لڑکوں کے حمل زیادہ کرنے میں اور لڑکیوں کے کم پس لازم ہے کہ شروع حمل سے چہ مہینے تک ہر طرح کی احتیاط رکھیں اور آٹھویں مہینے میں بھی احتیاط کرنا بہت ضرور ہے اسلئے کہ اکثر ساتویں مہینے کا بچہ زندہ اور سلامت رہتا ہے بخلاف آٹھویں مہینے کے کہ وہ کبھی نہیں بچتا۔ حکماً اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب ساتواں مہینہ عورت کو شروع ہوتا ہے تو اوس وقت بچہ پیدا ہونے کے واسطے پیٹ میں زور و طاقت کرتا ہے تاکہ باہر آوے پس اگر بچہ قوی ہوتا ہے تو اپنی قوت کے سبب اوس مہینے میں پیدا ہو جاتا ہے اور اگر کچھ ضعیف اور ناتوان ہوتا ہے تو پھر وہ خروج نہیں کر سکتا بلکہ تک کر پیٹ میں بیمار اور سست ہو جاتا ہے اور مہینہ بہر تک بسبب اوس تھکن کے سست رہتا ہے اس وجہ سے اٹھواں سا بچہ نہیں جیتا پس لازم ہے کہ جب سے حمل معلوم ہو نو مہینے تک خوب احتیاط

۵۔ اطباء کا قول ہے کہ لڑکوں کی طبیعتیں خارجی یعنی گرم ہوتی ہیں اور لڑکیوں کی طبیعت میں غلبہ برودت ہوتا ہے اس لئے ذرا سی بے احتیاطی اور گرم چیز کے استعمال سے لڑکوں کے حمل کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ پس حاملہ کو گرم چیزوں سے زیادہ پرہیز کی ضرورت ہے۔



اور حفاظت رکھیں اور ہر مضر چیز کے کمانے پینے سے پرہیز کریں تاکہ کسی طرح کی
حسرت اور پریشانی نہ ہو۔ اگرچہ ہونا وہی ہے جو قسمت میں ہوتا ہے لیکن اکثر نام
بے احتیاطی کا ہو جاتا ہے پس ہر امین لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بہرہ و سا کرے اور
اپنی تدبیر اور احتیاط اور حفاظت سے غافل نہ رہے اور یہی حکم حدیث شریف میں
آیا ہے اِعْقِلْ مَا تَأْكُلُ اور اسی مضمون کو مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ
نے نظم فرمایا ہے ع بر توکل زانوے اُشتر بپند۔

فصل اسقاط اور مراحہ پیدائش کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جس عورت کا حمل ساقط ہو اور وہ کسی دوسرے مرض میں سوائے
اسقاط کے گرفتار نہ ہو اور حمل دو ماہ سے زائد اور سات مہینے سے کم کا ساقط ہوا
تو وہ چار با پنج روز مطلقاً غذا نہ کھاوے تاکہ فضلات رحم اور رطوبت جسم جو بدن
میں زائد ہوں بالکل دفع ہو جاوین اور طبیعت غذا کے ہضم کی طرف مصروف نہو
اس لئے کہ اگر غذا مواد فاسدہ کے دفع ہونے سے پہلے ٹپکی تو وہ رطوبات جن کا
نکلنا ضروری ہوتا نہ نکلیں گی بلکہ ساتھ غذا کے جسم میں پہنچ کر رطوبات صالحہ کو بھی
فاسد کر کے درمور و غیرہ پیدا کریں گی اس واسطے لازم ہے کہ مواد فاسدہ کے
دفع ہونے کے زمانے میں یعنی دو روز تک غذا مطلق نہ کھاوے بعد اس کے

۱۵۔ ترمذی نے اس حدیث کو ابن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جامع صغیر میں اس پر ضعف کی علامت لکھی
۱۶۔ ڈاکٹر اس کے بالکل خلاف ہیں اور ان کی رائے یہ ہے کہ ایسی صورت میں کوئی ہلکی اور زود ہضم غذا ضروری دینی چاہئے۔

تین روز تک منقہ کماوے چٹے یا ساتوین دن سے تین روز تک آبجوش فوجون
 بکری وغیرہ کا پیہ پر روٹی شوربے میں بگو کر جسے عربی میں ثرید کہتے ہیں کماوے
 اور دو ایک وقت اسی پر کفایت کرے پھر ثرید کی ضرورت نہیں جب تک
 روٹی نہ ملے تب تک پانی ہی پینا نہ چاہیے فقط عرق سولفٹ کو وغیرہ پیا کرے
 اور جس قدر زائد میعاد کا حمل ساقط ہوا اسی قدر احتیاط کمانے پینے میں زیادہ
 رکے یعنی اگر حمل دو ماہ سے کم کا گرا ہو تو زائد احتیاط کی ضرورت نہیں ہے فقط
 ایک دو روز اگر فاقہ کرے تو بہتر ہے اور اگر تین چار ماہ کا حمل ساقط ہوا ہو تو اسکی
 احتیاط کمانے پینے میں ایک ہفتے تک رکے یعنی ایک ہفتہ غذا نہ کماوے
 اور پانی ہی نہ پیے فقط عرق پیا کرے اور اگر اسقاط پانچ سات ماہ کا ہو تو اس میں
 غذا اور پانی وغیرہ کی بہت احتیاط رکے یعنی نوین روز غذا کماوے اور اسی روز
 پانی ہی پیے آٹھ روز تک منقہ اور آبجوش ہی پر قناعت کرے اور پانی کی جگہ
 عرق مذکور ہی پیے اور چلے تک سر اور ترش چیزوں سے پرہیز رکے اور اگر سات
 ماہ سے زائد کا حمل ساقط ہوا ہو اور بچہ زندہ اور صحیح پیدا ہوا ہو تو اسکی احتیاط
 مثل زچا کے ہے اور اگر اتنی مدت کے بعد بچے کے پیٹ میں مرنے کے آثار
 پائے جاوین یعنی حرکت بچے کی جو پیٹ میں وقت ولادت کے ہوتی ہے جاتی

۱۵۔ بعض زچاؤں کو عرق سولفٹ بہت نقصان کرتا ہے اور ڈاکٹر صاف و مقطر پانی ہی دیتے ہیں۔

لیکن شروع میں نیم گرم دینا چاہیے۔

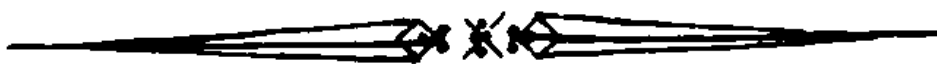
رہے اور دروازہ تھم جاوے پیٹ زچا کا ٹنڈا اور ہاتھ پاؤں سرد ہو جاوین اور
غفلت سی معلوم ہو جب یہ سب علامتیں پائی جاوین یا بعض تو اسی وقت
اخراج کی دواؤں کا استعمال کرنا چاہیے اور کاڑھا وغیرہ بھی جلد تیار کر کے پلاوین
اور جہاں تک ممکن ہو اس کے اخراج کی تدبیر جلد کریں تاکہ اس مردہ بچے کا زہر
زچا کو اثر نہ کرنے پاوے اور جب بچہ پیدا ہو چکے تو اسی وقت زچا کے پیٹ
کو خوب سونٹ ڈالیں تاکہ سب لہو پانی زہر کا نکل جاوے اور پیٹ خوب
صاف ہو جاوے بعد اسکے توڑے سے پیسے لیکر زچا کے بدن کے اندر
رکھ دیں اور دو چار پیسے زچا کے سونہ میں بھی دیدیں اور پانی ندین بجائے اسکے
یہ ادویات پلاوین - بالنس کی گرہ - پوست اخروٹ - ڈوڈھ کپاس - پوست
امٹاس - ان چاروں چیزوں کو آٹھ دس سیر پانی میں جوش دین جب دو تہائی
پانی باقی رہے تو بجائے پانی کے استعمال کریں اور طہارت بھی اسی سے کریں
اور اکثر عورتیں اور عوام اطباء فلوس ہی داخل کرتے ہیں تین دن تک اسی پانی
کو پین چوتھے روز بجائے غذا کے کھلتی پکا کر صرف اسکا پانی پین اور جرم
کھلتی کا دوسرے وقت کما دین پانچویں روز موٹھ بقدر دو تین تولے کے پکا کر
کما دین اور پانی کے عوض عرق سونف عرق مکودہ عرق گاوزبان ملا کر پین اور

۱۵۔ سوتا ہی نقصان دہ ہے اور بجائے سوتنے کے پچکاری سے صاف کرنا چاہیے اس قسم کی پچکاری
بہ کثرت دستیاب ہوتی ہیں ۱۶۔ پیونکا استعمال احتیاط کے خلاف ہے کیونکہ تانبے میں ایک قسم کی سمیت
آجاتی ہے اور اس سے نقصان ہو پینے کا اندیشہ ہے۔

دو ایک روز بھی موٹہ پکا کر کما دین اور اسی پر قناعت کریں نوین روز تھوڑی
 روٹی گیہون کی موٹہ کی دال کے ساتھ کما دین اور دسویں روز بھی اسی پر قناعت
 کریں مگر تھوڑی تھوڑی غذا بڑھاتے جا دین گیا رہوین روز سے گیہون کی روٹی
 مرغ اور تیر وغیرہ کی بے روغن شوربے کے ساتھ بتدریج کمانا شروع کریں اور
 تفتن طبع کے لئے منقہ انجیر ولایتی وغیرہ میوہ جات بدرجہہ کا موافق قوت ہضم کے
 استعمال کریں اور اکیسویں دن تھوڑا تھوڑا روغن گاؤ روغن یا دام و پستہ غذا
 میں داخل کرنا شروع کریں غرض کہ جبکہ مراجعہ پیدا ہو وہ تین روز تک سوائے اون
 پینے کی دواؤں کے جو اوپر لکھی گئی ہیں اور کوئی چیز کمانے پینے میں استعمال نہ کریں
 جو تھے روز اول وقت صرف کھستی کا پانی پیئیں اور دوسرے وقت اوسکا جرم
 کما دین پانچویں روز سے آٹھویں روز تک فقط موٹہ دو تین تولے پکا کر کما دین اور
 کوئی دوسرا نالج نہ کما دین نوین اور دسویں روز تھوڑی روٹی گیہون کی موٹہ
 کی دال سے کما دین اور پینے کو پانچویں روز سے گیا رہوین روز تک عرق
 سوفل کو گاؤ زبان وغیرہ کا پیئیں اور گیا رہوین روز سے پھر گیہون کی روٹی مرغ تیر
 وغیرہ کے شوربے کے ساتھ کما دین مگر غذا کو تھوڑا تھوڑا بڑھاتے جا دین یکبارگی
 زیادہ نہ کما دین اور بیس روز تک روغن کسی طرح کا مطلق نہ لہا دین اکیسویں روز
 سے تھوڑا تھوڑا روغن کمانا شروع کریں اور بارہویں روز سے تھوڑا تھوڑا پانی بجا ہوا
 بھی پیئیں مگر اس طرح سے کہ وقت کمانا کمانے کے پانی پیئیں اور پھر عرق چودھویں روز

تک اسی قاعدے سے پیتی رہیں پندرہویں روز سے اکیسویں روز تک اس طور سے کہ دو وقت پانی پین تو ایک وقت عرق اور بعد اکیس روز کے جب روغن کمانے میں داخل ہو تو عرق پینا ہی موقوف کریں فقط - پانی ہی پیوین لیکن عجب ہوا ہو اور چاہیے کہ چالیس روز تک اسی طرح پرہیز اور تدبیر اور علاج وغیرہ کریں۔ جن عورتوں کو بعد اسقاط کے ادما رکھ ہو تو وہ واسطے اخراج کے حار مدد دواؤں کا استعمال کریں مثلاً ایک نسخہ بھی اس جگہ لکھا جاتا ہے۔

تخم شبت تخم خرزہ بادیان پنج بادیان تخم قزطم اہل عرق بادیان
مین جوش کر کے مل چنان کے شربت بزوری معتدل بنا کر سپین اور چاہے پینا ہی مفید
ہے غرضکہ ایسی عورتوں کو چالیس دن تک سو پانی سے بچنا چاہیے اور سرد اور
ترش چیزوں سے بھی پرہیز لازم ہے اور خاوند سے بھی الگ رہیں اور چونکہ اسقاط
کے بعد ضعف بہت ہو جاتا ہے اس واسطے محنت اور مشقت کے کاموں
سے بچنا ضرور ہے تاکہ مشقت اور محنت کی حرارت سے اخلاط صالح فاسد ہونے
سے محفوظ رہیں اور دوسرے امراض رحمی نہ پیدا ہو جاوین کہ موجب فساد اور
نقصان کے ہوں یہ سب دوائیں اور تدبیریں اگرچہ کتب طب کے لکھی گئی ہیں اور
اکثر تجربے میں ہی آئی ہیں مگر بہرہی حاجت کے وقت کسی حکیم کی رائے کو ضرور
شریک کر لیں اس کی صلاح کے بعد دوا اور علاج کی تدبیر کریں۔



باب دوم فصل حمل کی چپان میں

جاننا چاہیے کہ آثار حمل سے اول بند ہونا ایام کا ہے یعنی جب حمل رہتا ہے تو حیض موقوف ہو جاتا ہے اسی لئے جب تندرست جوان عورت خاوند والی کے ایام بند ہو جائیں تو حمل ہی سمجھنا چاہیے اور بعض حمل میں بعض عورتوں کو ایسا ہی ہوتا ہے کہ حمل کے زمانے میں توڑا توڑا خون ہی آتا ہے اور حمل ہی قائم رہتا ہے یعنی موافق معمول کے زیادتی آمد کی نہیں ہوتی کچھ دہتسا سا لگتا ہے اور اس طرح کا حمل بعض وقت بعض عورتوں کو ہوتا ہے اکثر کو نہیں ہوتا پس بڑی علامت حمل کی ہی ہے کہ جوان عورت خاوند والی کے ایام بند ہو جاوے اور اسی بند ہونے پر گنتی ایام حمل کی ہوتی ہے درد سر اور متلی کا ہونا پنڈلیوں کا اٹھنا چپاتیوں کا گد رانا بغیر درد کے یعنی جیسے جس میں چپاتیاں دکتی ہیں ویسے حمل میں نہیں دکتیں لیکن گد راضرور جاتی ہیں اور یہی آجانا سیاہی کا چپاتیوں کے مونہ پر اور اوٹنا دہنیوں کا یعنی بٹنی سے لیکر آدھی چپاتی تک سیاہی آجاتی ہے اور اوپر بٹنی کے گرد گرد دانے دانے سے اوٹھ آتے ہیں کہ اوٹھ کو ہندی میں دہنیاں کہتے ہیں یہ علامتیں حمل میں لازم ہیں اور حمل میں طبیعت کا سست رہنا اور نیند کا بہت آنا لازم ہے اور بعض عورتوں کے حمل میں قے ہی ہوتی ہے سر ہی پرتا ہے اور

کسی کسی کو غش بھی آتے ہیں اور اکثر عورتوں کا جی بعض چیزوں کے کمانے پینے سے بیزار ہو جاتا ہے بلکہ اسکی خوشبو تک بُری معلوم ہوتی ہے اور بعض چیزوں کی طرف رغبت ہو جاتی ہے اور شروع شروع حمل کی سختی ٹھیکرے میں معلوم ہوتی ہے یعنی ناف کے نیچے بچوں پیچ میں ایک پور برابر ٹکلیا سختی کی معلوم ہوتی ہے اور اس میں مانند نبض کے کچھ کچھ دھمک بھی محسوس ہوتی ہے اور اسی سے حمل سمجھا جاتا ہے اسلئے کہ مرض کی سختی نالی وغیرہ میں ہوتی ہے اور حمل کی سختی اول اول بچوں پیچ ٹھیکری ہی میں ہوتی ہے پھر دوسرے مہینے تک نالی کی طرف زیادہ ہوتی جاتی ہے اور تیسرے مہینے تو تمام پڑو بہر جاتا ہے چوتھے پانچویں مہینے بچہ پڑکنے لگتا ہے اور پڑکنے کا پہلی ٹھیکری ہی اسلئے معلوم ہوتا ہے یعنی اول جو بچہ پڑکتا ہے تو اسکی لپک ٹھیکری ہی میں ثابت ہوتی ہے پھر دن بدن بڑھتی جاتی ہے ساتویں مہینے تک تو خوب پڑکنے لگتا ہے یعنی تمام پیٹ میں پھر نا اوس کا خوب محسوس ہوتا ہے اور حمل میں پانچویں مہینے چھاتیوں میں درد بھی آ جاتا ہے اور اکثر عورتوں کو پانچویں یا ساتویں مہینے سے کولے میں درد شروع ہوتا ہے اور کسی کی پسلی لگتی ہے

۱۵ اگرچہ نبض کی سرعت اور قارورہ سے بھی اطباء حمل کی شناخت کر لیتے ہیں لیکن پھر بھی شک رہتا ہے اور وہ علامتیں جو عام طور پر حمل کی کبھی جاتی ہیں اور بہت سے امراض میں بھی ہوتی ہیں۔ حمل کا کمال یقین اسی وقت ہوتا ہے کہ جب پیٹ پر آدہ لکڑ دیکھا جاتا ہے اور بچہ کے دل کی آواز کان میں آتی ہے اور یہ سب باتیں پانچ چھ ماہ کے بعد معلوم ہوتی ہیں - ۱۲

یعنی پسلی کی نوک پیٹ میں چپتی ہے اور اس سے ایسا درد ہوتا ہے کہ نہایت تکلیف ہوتی ہے اور حمل والیوں کے پانوں پر درم ہی آجاتا ہے کسی کے ساتویں ہی مہینے اور کسی کے پورے دنوں میں یعنی نوین مہینے غرض کہ پانوں پر درم کا آجانا ہی ضرور ہے تو بڑی مدت رہے یا بہت کم ہو یا زیادہ حاصل یہ کہ زمانہ حمل میں عورتیں بیماروں ہی کی طرح رہ کر سال بہر تک تکلیفوں ہی میں مبتلا رہتی ہیں اور ابتداء حمل سے ولادت تک کسی طرح کا آرام نہیں ملتا اور جو عورتیں کہ اولاد کو دودھ پلاتی ہیں اون کو تو ڈھائی تین برس تک مطلق چین و آرام میسر نہیں ہوتا اتنے دن تکلیف ہی میں گزرتے ہیں چونکہ حمل کے زمانے میں انتہا درجے کی تکلیف و ایذا رہتی ہے اور مان کو کسی طرح کی راحت نہیں ملتی اسلئے اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں مان باپ کے ساتھ احسان کرنے کی چند جگہ وصیت فرمائی چنانچہ اکیسویں پارے میں یہ ارشاد ہوتا ہے وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلًى وَهْنٌ وَفَضَّلَهُ فِي عَمَلَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَى الْعِصِيِّ

یعنی او حکم کیا ہم نے انسان کو بیچ مان باپ اوس کے کے بہلانی کا ادھاتی ہے اوسکو مان اوسکی سستی سے اوپر سستی کے اور دودھ چھٹانا اوسکا بیج دو برس کے یہ کہ شکر کرنا سٹے میرے اور واسطے مان باپ اپنے کے طرف میرے ہے پہر آنا غرض کہ اس ایذا کا حال ہی اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ فرمایا ہے پس انتہا کی تکلیف سمجھنا چاہیے لیکن اس ایذا کا خیال نہ کرنا چاہیے جب سے حمل معلوم ہوا اسکی

احتیاط ضرور چاہیے کس واسطے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بعد اس
ایذا کے بچہ عنایت کرے گا اور وہ صالح اور نیک ہوگا تو اس ایذا کا نغم البدل
ہوگا اور مان باپ کو اس سے چین اور آرام حاصل ہوگا۔

فصل حمل کی احتیاطیں

عورتوں کو لازم ہے کہ جس وقت آثار حمل کے معلوم ہو دیں تو اسکی حفاظت اور
احتیاط اس قاعدے سے رکھیں کہ تین چار مہینے تک کوئی چیز حار اور سرد نہ کھا
پینے میں نہ آوے اور پیٹ کی مالش وغیرہ سے احتیاط رکھیں اور کوئی دوا وغیرہ
استعمال کی بھی نہ کریں اور خلوت میں نہ جائیں اور بہت محنت اور مشقت سے بھی
اجتناب کریں اور بہت بار بار چیز بھی نہ اٹھا دیں اور سہل بھی نہ لیویں اور خونک
اور فصد اور سنگی وغیرہ بھی نہ لگا دیں اور نہ برت کھا دیں کیونکہ ان سبب اندیشہ حمل کے
استقلال کا ہے ان اگر سہل کی نہایت ہی ضرورت ہو تو چوتھو مہینے سے چھ مہینے تک سہل لینے کا
چند ایضائے مہینہ ہی مگر شروع حمل سے تین مہینے تک در ساتویں مہینے سے بچہ کی دلاوت تک ہرگز سہل
نہ لیویں اگر اس مدت میں بہت ہی شدید ضرورت ہو اور سوائے سہل کے کسی تدبیر سے
علاج نہ ہو سکنا ہو اور حکیم سہل ہی کی تجویز کرتے ہوں تو مجبوری سے تلین سلین
تو ہی سہل تلین خونک اور فصد اور سنگی وغیرہ کا بھی اسی طرح خیال رکھیں یعنی اگر
ان چیزوں میں سے کسی کی ضرورت ہو تو جو کم خون دینی والی چیز ہو اسکو علاج میں مقدم کریں

مثلاً اگر فصد کی ضرورت ہے اور جو تک سے ہی کام نکل سکتا ہے تو جو تک ہی کو مقدم کریں اور فصد سے بچیں مگر جان تک ممکن ہو سہل اور جو تک اور فصد اور سنگی وغیرہ سے حاملہ کو اجتناب کرنا ضرور ہے کیونکہ ان سب چیزوں سے اکثر اسقاط ہو جاتا ہے اور شروع حمل سے بچے کی پیدائش تک گوشت شکار کا بھی نہ کھاوین خصوصاً ہرن کا گوشت تو ہرگز نہ کھاوین کیونکہ اس سے بچے کو مرگی کی بیماری ہو جاتی ہے اور مچھلی بھی کھانا نچا رہیے کہ اس سے بچے کے بدن میں خشکی اور پھوڑے پھنسی وغیرہ ہوتے ہیں۔ مرقع اور ترشی بھی کم کھانا چاہیے کیونکہ اس سے بھی حمل کو مضرت ہوتی ہے ساتوین مہینے سے بچے کے پیدا ہونے تک سرد اور قابض اور دیہضم چیز نہ کھاوین تر بوڑا اور می اور ککڑی تو ہرگز نہ کھاوین اس لئے کہ ان چیزوں کے کھانے سے بچے کو نہایت ہی مضرت ہوتی ہے اور بہت سخت سخت ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ جن سے بچے کی جان جانیکا اندیشہ ہوتا ہے بلکہ اکثر دیکھا ہے کہ جن عورتوں نے یہ چیزیں ولادت کے قریب کھائی ہیں انکے بچے پیٹ ہی میں سے بہت سخت بیمار پیدا ہوئے ہیں اور اسی مرض میں مر گئے ہیں علاوہ اس کے ان چیزوں کے کھانے سے زچا کو بھی وقت چننے کے نہایت ہی تکلیف اور ایذا ہوتی ہے اس واسطے کہ ان چیزوں کی سردی سے بچہ پیٹ میں سست اور بیمار ہو جاتا ہے اور بسبب سستی اور بیماری کے دردوں کے وقت زور اور طاقت خروج کے لئے نہیں

کر سکتا ہے اور یہی ساتوین جینے سے بچے کے پیدا ہونے تک شوہر سے بہی احتیاط
 رہے کہ اس سے بھی بچے کو نہ رہا ہوتا ہے۔ اور حمل والی کمر بند کسک نہ باندھے
 اور دہلیز وغیرہ پر نہ بیٹھے کہ اس سے بچہ چپٹا پیدا ہوتا ہے اور باسی روٹی بھی نہ کھاوے
 کہ اس سے آنول بڑھتی ہے اور بچے کے سر پر بال بھی زیادہ ہوتے ہیں کہ اس
 سے حاملہ کا سینہ بہت جلا کر تا ہے یعنی معدے کے موہنہ پر اکثر جلن رہا کرتی
 ہے اور یہ بھی چاہیے کہ خوراک اپنی متوسط رکھے نہ بہت کھاوے نہ فاقہ کرے
 اس واسطے کہ فاقے سے تو بچہ پیٹ میں بہت بڑھتا ہے اور زیادہ قوی ہوتا ہے
 کہ جس سے وقت ولادت کے زچا کو بہت ایذا ہوتی ہے اور بہت کمانے سے
 بچہ پیٹ میں ناطاقت اور دہلا اور کم زور ہوتا ہے جس سے وقت آسانی سے
 نہیں نکل سکتا اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے پس مقدار میں متوسط غذا
 کمانا چاہیے کہ اس میں ہر طرح کا امن ہے اسی لئے خَيْرُ الْأُمُورِ رَأْوٌ سَطْهًا
 شَرٌّ مِنْ دَارِدِهِیْ اور بہت مقویات اور میوہات وغیرہ کمانا چاہیے کہ اس سے
 بھی بچہ قوی اور موٹا ہو جاتا ہے اور اس قوت اور موٹاپے کے سبب سے وہی

۵۔ یوں تو کمانے کی احتیاط ہر وقت لازمی ہے گرایام حمل میں خصوصیت کے ساتھ احتیاط رکھنی چاہیے
 کیونکہ ان دنوں میں بے چینی کی وجہ سے ہضم میں فتور ہو جاتا ہے جس سے تکلیف پڑھ جاتی ہے
 اور بچہ برہمی اور سلا اثر ہوتا ہے۔ ۱۲

۶۔ اس حدیث کو ابن سمعان نے تاریخ بغداد میں بسند محمود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مرفوعاً روایت
 کیا ہے اور بیہقی نے مطرف بن قریب سے اسکی تخریج کی ہے نیز الطیب بن الخبث فیما ید علی السنۃ اناس

زچاک تکلیف اور اندام متصور ہے اور اکثر حمل والیاں مٹی بہت کماتی ہیں یہی
 مغرب ہے اور حکیم مٹی کمانے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے پیٹ میں
 کیرے مثل کچوڑوں کے پیدا ہو جاتے ہیں اسی لئے چند حدیثوں میں مٹی کمانے
 کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے کبیر میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
مَنْ أَكَلَ الطِّينَ فَكَانَتْ أَعَانَهُ عَلَى الْقَتْلِ نَفْسُهُ یعنی جس شخص نے
 مٹی گمانی تو گویا اس نے مدد کی اپنی جان مار ڈالنے پر اس سے معلوم ہوا کہ مٹی
 کمانے میں سوائے ضرر اور نقصان جان کے کسی طرح کا فائدہ نہیں پس برگز مٹی
 کمانا نہ چاہیے اور حاملہ کو چاہیے کہ بہت خوشبو کی چیزوں کا بھی استعمال نہ کرے

۵۔ - شرح جامع مغیرین اس حدیث پر ضعف کی علامت لکھی ہے شرح جامع مغیرین کا ہے کہ تہی نے کہا ہے
 اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن یزید اہوازی ہے وہی نے اس کو محبوب کہا ہے اور باقی راوی اس کے حال
 صحیح ہیں اور میزان میں کہا کہ یحییٰ بن یزید اہوازی کی حدیث مٹی کمانے کے باب میں صحیح نہیں ہے اور یہ شخص محبوب
 ہے تمام ہما کلام میزان کا اور ابن حبان نے کہا یہ حدیث باطل ہے اور ایسا ہی خطیب نے کہا اور ابن جوزی نے کہا موضوع
 ہے اور رافعی نے کہا جن حدیثوں میں مٹی کمانے سے نفی آئی ہے ان میں سے کوئی حدیث ثابت نہیں حافظ ابن حجر نے
 فرمایا کہ ابن مندہ نے ان حدیثوں کو ایک جز میں جمع کیا اور میں کوئی حدیث ثابت نہیں رہی نے ان حدیثوں
 کا ایک باب منع کیا اور کہا ان میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں بعض محدثین نے مٹی کمانے کی تحریم اس آیت سے لگائی ہے
كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کھاؤ تم اس چیز سے جو زمین میں ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ زمین
 کو کھاؤ پس اس سے ثابت ہوا کہ مٹی کمانا حرام ہے غرض کہ جتنی حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں وہ سب ضعیف
 یا موضوع ہیں قابل حجت کو نہیں لیکن چونکہ مٹی کمانے سے سخت سخت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں چنانچہ بدن و
 ہوتا ہی مٹی کمانے والا ہمیشہ بیمار رہتا ہے اس کا پیٹ بڑا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قتل نفس سے

یعنی عطر وغیرہ بہت نہ سونگے خصوصاً ولادت کے وقت تو خوشبو کا سونگھنا اور لگانا بہت ہی منع ہے اور یہی حمام میں نہانا اور آئرن کرنا یعنی دوا کے پانی میں بیٹھنا اور پیٹ کا دھارنا یہ سب حمل والی کو منع ہے پس ان سب چیزوں سے بچنا ضرور ہے فقط تمام ہوا بیان ان چیزوں کا جو حمل میں مضر ہیں اب جو چیزیں کہ عالم کو کہنا اور برتننا ان کا لازم ہے وہ لکھی جاتی ہیں۔ جانتا چاہیے کہ اگر حمل والی عورت نہار موندہ ایک دو گھنٹ ٹھنڈے پانی کے پی لیا کرے تو اس سے بچے کی آنکھیں بڑی ہوتی ہیں اور لوبیا کھانے سے بچہ عاقل اور خبر بوزہ کھانے سے خوبصورت پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ اگر ہر روز ایک چوٹا سا ٹکڑا اکو پر کا کھالیا کرے تو اس سے بچہ گورا پیدا ہوتا ہے اور اوس میں سوند ہی خوشبو آتی ہے غرض کہ ان چیزوں کے کھانے میں کچھ مہفرت نہیں ہے بلکہ فائدہ ہی ہے لیکن ہر چیز کو کم کھانا چاہیے اس لئے کہ زیادتی ہر چیز کی مضر ہے اور حاملہ کو یہ بھی چاہیے کہ جب سے حمل معلوم ہوا سو وقت سے ولادت تک غذائے لطیف زد و صہم معتدل کھائے پیے اور یہ بھی چاہیے کہ جب سے نوان مینا شروع ہو چکے کے پیدا ہونے تک بہت بیٹھی نہ رہے کچھ کام چلنے پر نہ کا کرتی رہے اور تھوڑی سی محنت وغیرہ کر لیا کرے اس لئے کہ اس سے ولادت میں آسانی ہوتی ہے اور کسی طرح تکلیف نہیں ہوتی اور یہ بھی چاہیے کہ قریب زمانہ ولادت کے اپنے کھانے پینے میں اکثر ماش کی دال اور اسی کے پانی کا استعمال کرے

اس لئے کہ اس سے بھی بچہ آسانی پیدا ہوتا ہے۔

فصل بچے کے وقت ولادت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب عورت کو آثار ولادت کے شروع ہوں یعنی درد زہ معلوم ہو تو اس وقت زچا کو لازم ہے کہ بہت بیٹھے نہیں آہستہ آہستہ چہل قدمی کرے اور کچھ غذا نہ کھاوے اور ٹنڈا پانی ہی نہ پیے اگر ہو کہ معلوم ہو تو دس پانچ دانے منقہ کے کماے یا شوربا جوان مرغ کا یا تھوڑا سا دودھ گرم گرم پی لے مگر بہت نہ پیے اس لئے کہ زیادتی سے اندیشہ بدہضمی کا ہوتا ہے اور جب پیاس معلوم ہو تو سو نف کا عرق گرم کر کے پیے اور اگر بہت ہی پیاس معلوم ہو تو ایک دو بار وہی عرق ٹنڈا پی لے مگر تھوڑا تھوڑا کہ جس سے فقط تسکین ہو جاوے اور جب ٹینے کو جی چاہے تو گاؤ نکہ وغیرہ کر کے پیچھے لگا کر اس طرح سے لیٹے کہ آدھی بیٹھی ہو اور آدھی لیٹی اور جتنے وقت کسی قابلہ یعنی دائی ہو شیار کا ہونا ضرور ہے کہ وہ احتیاط و ہوشیاری سے جناوے۔ اور یہ بھی چاہیے کہ بار بار قابلہ کو نہ دکھاوے بلکہ ہاتھ ہی اوسکا بدن کو بار بار نہ لگانے دے لیکن جب درد زیادہ ہو تو روئی کو تلی کے تیل میں ہلک کر قابلہ کے ہاتھ سے آگے کی جانب استعمال کرادے اور ارٹدی کا تیل بھی استعمال کرنا واسطے سہولت ولادت کے مجرب ہے اور

۱۵۔ لیکن ہاضمہ کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیے۔

جب وقت جننے کا قریب ہو تو کوئی عورت ہوشیار زچا کے پیٹ کو اس طرح سے تھامے کہ دونوں ہاتھ مین زچا کا پیٹ چنکر آہستہ سے نیچے کی طرف دبا رہے تاکہ بچہ اوپر کو نہ چڑھ سکے اور دو عورتیں زچا کے پانوں کو اس طرح سے تھامیں کہ ران سے ران نہ ملنے پاوے اور زچا کو چاہیے کہ اس وقت سانس اوپر کو نہ لے دردی تکلیف کو ضبط کرے چٹھے نہیں اور نیچے کی طرف زور دے سیدھی چت لیٹی رہے کروٹ نہ لے اور اگر بیٹھے کو جی چاہے تو قابلہ کے پاؤں پر جوہر دیکر اکڑا دے اور قابلہ کے گلے میں دونوں ہاتھ ڈال کر نیچے کی طرف طاقت اور زور کرے مگر بیٹے کے جننے سے لیٹ کر جننا سہل ہے اور سوائے اسکے بیٹے کے جننے میں اندیشہ بدن کے نکل آنے کا بھی ہوتا ہے اور خدا نخواستہ جس عورت کے بچہ مشکل سے ہوتا ہو تو قابلہ کو چاہیے کہ انڈی کے تیل میں زعفران بسی ہوئی ملا کر زچا کو استعمال کراوے اور مینے خود دیکھا ہے کہ ایک عورت کے مرے ہوئے بچے کا اخراج اسی کے استعمال سے ہوا تھا اور سہولت ولادت کے لئے صابون میں انڈے کی زردی ملا کر استعمال کرنا بھی مجرب ہے اور قابلہ کو یہ بھی چاہیے کہ روغن بادام یا اسی کا تیل لعاب اسی کے ساتھ ملا کر خم رحم پر ہست مل دے کہ اس تدبیر سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ بچہ آسانی سے پیدا ہوگا اور واسطے سہولت ولادت کے بالخصوص جو دوائیں مجرب اور مفید ہیں وہ یہ ہیں کہ زچا سنگ مقناطیس کا ایک ٹکڑا بائیں ہاتھ میں پکڑے اور مونگے کی جڑ دھننے زانوں میں

باندہ ہے اور واپسینی کا زچا کو کھانا بھی مجرب ہے اور اگر چند یا ہینگ بھی اوسمین
 ملا کر دیکھاوے بشرطیکہ حرارت نہ ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ اثر اسکا جلد ہوگا اور املاک
 کے چمکے ڈیڑھ تولہ نیکوب پاؤ بہر بانی میں جوش دے اور چنانکہ شربت بنفشہ ۲ تولہ
 یا آب بنحو چٹانک بہر ملا کر زچا کو پلانا بھی سہولت ولادت کے لئے مجرب ہے
 اور املاک کے چمکوں کی زچا کو دھونی دینا بھی مجرب ہے اور انڈے کی
 زردی نیم برشت اور اوسپر سیاہ مرچ پسپائی ہوئی چٹک کے زچا کو کھلانے سے بھی
 ولادت سہل ہوتی ہے اور میزان الطلب میں لکھا ہے کہ جس عورت کا جتنا مشکل
 ہو پس لازم ہے کہ اوسکو ابتدائی درد وضع حمل سے حمام میں لیجاوے اور گرم پانی
 بدن پر گراوے اور آئرن میں بٹھا کر روغن سے کنج ران وغیرہ میں مالش کراوے
 اور چند قدم ٹھلاوے پر ولادت کی جگہ پرے آوے لیکن یہ آئرن وغیرہ بعد
 فراغت کے پیشاب پاخانے سے کرنا چاہیئے مگر یہ علاج اس ملک میں رائج
 نہیں اور نہ ہم نے کسی زچا کے لئے کرتے دیکھا ہے فقط کتاب میں لکھا ہے اور
 دردوں میں سر و پانی اور ٹنڈی اور ترش چیزوں سے پرہیز کرنا لازم ہے اور دروزہ
 میں بہت چیخنا اور چٹانا بھی نہ چاہیئے بلکہ اوس وقت دم کو روکے اور اپنے پاؤں
 پر زور کرے اور کونٹھے تاکہ بچہ جلدی ہووے لیکن یہ زور دینا اور کونٹھنا قریب
 ولادت کے چاہیئے شروع دردوں میں نہیں کیونکہ ابتدائیں دم کے روکنے اور

اگلے قریب زمانہ ولادت میں ارٹھی کا تیل بھی پلانا مفید ہے تاکہ دو چار دست ہو جائیں اسکے علاوہ
 کوئین بھی دیکھتی ہے۔ لیکن کوئی دوا بغیر ڈاکٹر سے مشورہ حاصل کیے ہوئے نہیں دینا چاہیئے۔

آواز نہ نکالنے سے زچا کو تکلیف اور تکان زیادہ ہوتا ہے اور سوائے اس کے دم کے گوشے میں پیٹ کے رگ پٹھون کے بگاڑ کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور جنے میں جیلیان بھی دینا نہ چاہیے کہ اس سے بھی اندیشہ پیٹ کے بگاڑ کا ہی اور بعض عورتوں کے آنول کا اخراج بعد بچہ ہونے کے کچھ دیر میں ہوتا ہے پس اس وقت اس کے نکالنے میں جلدی نہ کرے اور قابلہ کو دستکاری نہ کرنے دے کہ اس میں بھی اندیشہ رگ پٹھون کے بگاڑ کا ہے پس آنول کے اخراج کی تدبیر خارجی ہی کرنا چاہیے جیسے زچا کو چینک دلوانا یا کسی کے پر سے اولبکاٹی دلوانا یا کوئی چیز مثل ہیکنی وغیرہ کے زچا سے ہلکوانا یا سر کے بال زچا کے مونہ میں دینا کہ اس سے بھی اولبکاٹی آجاتی ہے پس ایسی ہی تدبیریں کرنا چاہئیں کہ جن سے زور پڑ کر آنول کا اخراج ہو جاوے اور جب تک آنول نہ نکلے تب تک زچا کا پیٹ تھامنے رہنا چاہیے اور یہ بھی چاہیے کہ زچا کو سانس کھینچ کر لینے دین نیچے ہی کی طرف زور کرادیں تاکہ آنول اوپر کو نہ چڑھے اور نیچے کی طرف زور دینے سے اس کا جلدی اخراج ہو جاوے۔

۵۔ آنول دیر سے نکلنے کی وجہ سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیے۔ طبیعت خود بخود زائد چیز کو دفع کرتی ہے صرف پیٹ پر ہاتھ کا سہارا ہے۔ یہ بھی کہنے میں آیا ہے کہ ناف پر لمبی کچکر رکھنا مفید ہے۔

فصل مولود کی تدبیر میں

جاننا چاہیے کہ جب بچہ پیدا ہو چکے اور آنول نکل چکے تو قابلہ کو لازم ہے کہ بچے کے بچے کا نال خوب سونت ڈالے اور پھر اس کو چار انگل چوڑ کرناڑے سے باندھے اور پھر اس ناڑے کے دو سرے کو پندرہ دیکر بچے کے گلے میں ڈال دے مگر اس پندرہ کو ڈھیلار کے تاکہ بچے کے گلے میں نہ پہننے اور پھر اس نال کو ناڑے کے اوپر سے کسی چاقو چھری وغیرہ سے کاٹ دے لیکن وقت کاٹنے نال کے بہت احتیاط چاہیے کہ اندازے سے زیادہ نہ کٹے کیونکہ بے انداز نال کٹنے سے بچہ ضائع ہو جاتا ہے چنانچہ میری برادری میں ایک جگہ ایسا ہی ہوا تھا کہ ایک دائی نے اس طرح بے انداز بچے کا نال کاٹا کہ آخر کو وہ بچہ خون بہتے بہتے آٹھ پہر کے بعد مر گیا اور بغیر سونتے اور بے ناپے نال کاٹنے سے بچے کی ناف پک جاتی ہے اور پھولی ہوئی رہ جاتی ہے پس نال کاٹنے میں بہت احتیاط چاہیے اور جب بچے کا نال کاٹ چکے تب بچے کو مین یا منہدی ملکر نرے گرم پانی سے منلا دے اور اسی وقت منلانے میں بچے کا گلا بھی کر دے اور پانچھانے کے مقام کو بھی اونگلی سے کشادہ کر دے اور چپا تیان بھی بچے کی مسک دے تاکہ اس کی رطوبت وغیرہ نکل جاوے کیونکہ اگر چپا تیون میں کچھ رطوبت رہ جاوے گی تو چپا تی کے پکنے کا اندیشہ ہے یعنی اس رطوبت کے

رہنے سے بچے کی چھاتیان بک جاتی ہیں یا چھاتیوں میں گٹھلیاں پڑ جاتی
 ہیں۔ اور یہ بھی سنا ہے کہ اس رطوبت کے رہنے سے بچے کے پسینے میں بو آتی
 ہے غرض کہ چھاتیوں کی رطوبت کو خوب صاف کر دے کہ کسی طرح کے ضرر کا اندیشہ
 نہ رہے اور دختہ کے پیشاب کے مقام پر بھی تھوڑی سی مصری پیکر چڑک
 دے کہ اس سے رطوبت غلیظہ اوس کے بدن کی نکلی جاوے اور جب بچے کو
 نہلا کر فارغ ہوں تو پھر چاہیے کہ کسی بزرگ آدمی کا پُرانا کپڑا لیکر بچے کے
 گلے میں ڈال دین اور ایک ٹکڑا اسی کپڑے کا بچے کے سر پر باندھ دین اور یہ فقط
 واسطے برکت اور نیک فال لینے کے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اوس بچے کی عمر دراز
 کرے اور عادت نیک دے سوا اسکے ایسے کپڑے پہنانے میں اور کچھ فائدہ نہیں
 ہے اور نہ یہ بات طب سے ہے اور نہ شرع شریف میں اس کا کچھ حکم آیا ہے مگر جو کہ نیک
 قال لینا شرع میں درست ہے اس واسطے جو عورتیں اپنی اولاد کو اولاً کسی بزرگ کے
 کپڑے بڑگا پہنا دیتی ہیں اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ علما قال لینے کو منع نہیں کرتے
 پس میرے نزدیک بھی یہ سبب نیک فالی کے جائز ہے البتہ فال بد لینا نہ چاہیے
 اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فال بد لینے کو شرک فرمایا ہے
 پس اس سے بچنا لازم ہے بغوی نے شرح السنہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے روایت کیا ہے قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 يَتَفَاءَلُ وَلَا يَتَطَلَّرُ وَكَانَ يُحِبُّ الْإِسْمَ الْحَسَنَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لیتے اور شگون بدنہ لیتے اور روت
 رکھتے نام نیک کو یعنی اوس کے ساتھ قال لیتے اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن مسعود
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
 کرتے ہیں کہ آپؐ فرمایا الطَّيْرَةُ شِرْكٌ قَالَهُ ثَلَاثًا وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ
 يَدْنُ هِبَةً بِالتَّوَكُّلِ یعنی شگون بدینا شرک ہے یہ بات تین بار فرمائی
 یعنی مبالغہ تاکہ لوگ اوس سے بہت بچیں اور نہیں ہم میں سے کوئی مگر یعنی
 بمقتضاے بشریت ہر ایک کے دلیں کہی قال بد سے تردد و خلجان راہ پاتا ہے لیکن
 اللہ تعالیٰ بسبب توکل کے اوس کو لیجاتا ہے یعنی اگر یکم بشریت کے کچھ شک و ہم
 دل میں آجاوے تو چاہیے کہ خدا پر توکل کرے اور اوس کام کو جاوے اوس ہم
 کا تابع نہ ہو اس حدیث کو ترمذی نے ہی روایت کیا ہے اور کہا کہ میں نے امام
 بخاری کو سنا وہ کہتے تھے کہ سلیمان بن حرب یعنی بخاری کے استاد یوں کہتے
 تھے - وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَدْنُ هِبَةً بِالتَّوَكُّلِ یہ کلام میرے
 نزدیک ابن مسعود کے قول سے ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ
 وسلم کا ارشاد اور بعد غسل کے جب بچے کو کپڑے پہنا چکیں تو پہراؤ سکی آنکھوں
 میں سرمہ لگاویں -

فصل بچے کے کان میں اذان اور اقامت کہنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب بچے کو کپڑے وغیرہ پہنا چکیں تو ہر کسی عالم یا حافظ یا نیک آدمی کو بلا کر بچے کے کانوں میں اذان اور اقامت کہلانا لازم ہے یعنی اول بچے کے دانے کان میں اذان کہلاوین اور پھر بائیں کان میں اقامت یعنی بعد ہی علی الفلاح کے قدامت الصلوٰۃ ہی کہنا چاہیے اذان اور اقامت کہنا سنت ہے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَكَذَلِكَ فَاطِمَةَ بِالصَّلَاةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَفِي التِّرْمِذِيِّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

یعنی ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حسن بن علی کے کان میں اذان کی جبکہ ان کو بی بی فاطمہ نے جنا ماتہ اذان نماز کے روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور ایک نسخے میں صحیح ہے اس حدیث کے معلوم ہوا کہ پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں اذان دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے اور اقامت کہنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معلوم ہوتا ہے مگر ابن السنی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہو گا پس اذان اور اقامت کہنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے اس کو ضرور ادا کرنا چاہیے اور یہ بھی ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا کوئی بزرگ اس کے

کانون میں اذان اور اقامت کے کہ یہ اولیٰ ہے اور اگر سنت ادا ہونے کے لئے
 کوئی غیر شخص ہی بچے کے کانون میں اذان اور اقامت کے تو یہی درست ہے
 اذان اور اقامت کا کمنا وقت ولادت کے اس واسطے چاہیے کہ سب سے پہلے نام
 اللہ تعالیٰ کا اور کلمہ دین اسلام کا بچے کے کان میں پہنچ جاوے اور وہ اپنے خالق
 کا نام سب کلام سے پہلے سنے اور تخصیص اذان و اقامت کی اس واسطے ہو کہ
 شیطان اسکی آواز سے بھاگتا ہے اور اذان اور اقامت کی برکت سے انشاء اللہ
 تعالیٰ بچے کو ام الصبیان کا مرض ہی نہیں ہوتا اور بچہ اس مرض سے پناہ میں رہتا
 ہے جیسا کہ ابو یعلیٰ نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
 مَنْ وَلِدَ لَكَ وَلَدًا فَادْنِ فِيْ اُذُنَيْهِ الْيَمْنَىْ وَاَقَامْرَ فِيْ اُذُنَيْهِ الْيُسْرَىْ
 تضرع ام الصبیان یعنی جسکے ہاں بچہ پیدا ہو پھر وہ اس کے دہنے کان میں اذان کے
 اور بائیں کان میں اقامت تو ام الصبیان اسکو ایذا نہ پہنچائیگی۔ جامع صغیر
 کی شرح یعنی غزیری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ابن السنی نے اس
 حدیث کو اسی لفظ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور تلخیص حیرین ہی اس حدیث
 کو وارد کیا اور کچھ کلام اوپر نہیں کیا پس اذان اور اقامت بچے کے کانون میں
 کتنا ضرور ہے اور شریعت الاسلام میں منقول ہے کہ جب بچے کے کانون میں اذان
 اور اقامت کہہ چکے تو پھر اس کے بائیں کان میں یہ دعا بھی پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ
 بَرًّا نَقِيًّا وَاَنْبِيَّۃً فِي الْاِسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اور اس دعا کو بھی دو تین بار

پڑھے اَعِيْذُكَ بِاللّٰهِ الصَّمَدِ مِنْ شَرِّ حَامِیْدٍ اِذَا اَحَدٌ اَوْ رَوْضَه مِنْ شَرِّ
 مشکوٰۃ اور شرح سفر السعادت سے لکھا ہے کہ فرزندِ نولد کے کان میں یہ دعا پڑھنا
 مستحب ہے اگرچہ لڑکا ہو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِيْذُكَ بِاَبِیْ وَدُرَّتِیْہَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
 بعد اسکے کجور یا چوہا یا شہد یا کوئی اور بیٹی چیز اوس کے تالو میں ملنا مستحب ہے
 اسی کو تخنیک کہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہ عَنْہَا
 اَنَّ رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کَانَ یُوْنِیْ بِالْصَّبِّیَّانِ فِیْبَرِکَ
 عَلَیْہِمُ وَیُجَبِّکُہُمُ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک
 لوگ بچوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پر نور میں لاتے تھے
 آپ انکے حق میں برکت کی دعا فرماتے تھے اور ان کی تخنیک کرتے تھے اسکو
 مسلم نے روایت کیا لیکن کجور افضل ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے ابو موسیٰ کے لڑکے کے تالو میں کجور ہی چبا کے ملی تھی جیسا کہ مسلم کی دوسری
 روایت میں وارد ہوا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَتْ بِہِ السَّیِّئَۃُ
 صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ فَسَمَّاهُ اِبْرٰہِیْمَ وَحَمَلْکَہٗ بِتَمْرِ
 یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہتے ہیں میرے ہاں لڑکا پیدا
 ہوا بہرین اوس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیگیا آپ نے اوسکا نام
 اے شاہِ دنیا ہوں میں اوسکو اللہ کے ساتھ جو نژاد ہا رہے برائی حسد کرنے والی سے جبکہ وہ حسد کرے
 اے یعنی اے اللہ بیشک میں پناہ دیتا ہوں اوسکو تیرے ساتھ اور اوسکی اولاد کو شیطان رائد

ابراہیم رکھا اور کچور چا بکراؤ سکے تالوین ملدی پس جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اویسی کا کرنا بہتر ہے۔ علمائے لکھا ہے کہ چوہا را کچور شہد وغیرہ کے کھلانے سے بچہ حلیم اور خوش خلق ہوتا ہے اور جب بچے کو کچور یا شہد وغیرہ دیکھیں تو اس وقت ایک آدھ پان میں ذرا سا چونہ کتہہ لگا کر تھوڑی سی زعفران ڈال کر پکٹی وغیرہ میں کوٹ کے تھوڑا سا عرق اوسکا بچے کے حلق میں ڈال دین تاکہ نہانے وغیرہ کی سردی جاتی رہے بعد اسکے بچے کی حفاظت اور گھٹی اور زچا کی احتیاط کی تجویز کریں اور حال انکا اور فصلوں میں لکھا جاوے گا۔

فصل پنجم کی گھٹی اور احتیاط کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ بچے کے کان میں اذان اور اقامت گنی اور چوہا را یا شہد تالوین لگانے کے بعد کسی حکیم سے پوچھ کر دو روز تک اولاً دوا دستون کی جس کو گھٹی کہتے ہیں سستی سستی نہ بہت گرم نہ ٹھنڈی اس ترکیب سے پلاتے رہیں کہ ایک کپڑے کی تہی انگلی کی برابر موٹی بنا کر گھٹی میں بگو کر بچے کے مونہ میں دین تاکہ اس طرح کی گھٹی پینے سے بچے کو دودھ پینے کی عادت پڑ جاوے چچہ اور پھوٹی سے گھٹی پلانے میں بچہ دودھ جو سنا بول جاتا ہے جب بچے کا پیٹ دست ہو کر خوب صاف ہو جاوے تو تیسرے روز بچے کو دودھ دین اور باقی روز تک اس قاعدہ سے دودھ پلاوین کہ دو وقت دودھ دین تو ایک وقت گھٹی تاکہ بچے کا پیٹ خوب

ملہ جدید تجربوں سے ثابت ہوا ہے کہ گھٹی واقعی مضر ہے اور مان کا دودھ دینا چاہیے۔ لیکن اگر ضرورت ہو تو اندھیری کا تیل اندر تالوین لگانا کافی ہے۔

صاف ہوتا رہے اور بعد سات روز کے پھر بچے کو دودھ ہی پلا دین لیکن نوین روز پھر گھٹی دین اس طرح سے کہ تمام دن میں دو تین بار گھٹی دین باقی وقتوں میں دودھ پلانے اور اسی طرح سے ہر دو ہائی میں ایک روز پیشتر نملانے سے بچے کو گھٹی دیا کریں اور چلے تک گھٹی دینے کا یہی قاعدہ اور دستور کہیں تاکہ بچے کا پیٹ خوب صاف ہو جاوے۔ اور بعد چلے کے جب تک دودھ پیتا رہے دوسرے تیسرے مہینے گھٹی دینا ضرور ہے تاکہ دودھ پینے سے جو مواد بلغمی بہت ہوتا ہے اور اس سے بچے کو طرح طرح کے مرض ہوتے رہتے ہیں اس گھٹی کے دینے سے نکل جائے اور جب پیٹ مواد سے صاف ہو جائیگا تو اکثر امراض کا اندیشہ ہی نہ رہیگا اس واسطے کہ بہت مرض پیٹ ہی کے فساد سے پیدا ہوتے ہیں اور ہر روز بچے کا ہاتھ موٹہ گلا کان چڈھا وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب صاف کر دیا کریں اور کپڑے کی تہی بنا کر ناک بھی بچے کی صاف کر دیا کریں تاکہ بچہ صاف اور ستھرا رہے کہ دیکھنے والوں کو نفرت نہ آوے اور بچے کی عادت بھی صاف رہنے کی رہے اور ہاتھ گلے کان چڈھے وغیرہ میں میل بھی نہ جھنپے پاوے کیونکہ اس سے بو آنے لگتی ہے اور بچے کا گوشت گلہ زخم پڑ جاتے ہیں اور جب بچہ پیشاب وغیرہ کرے تو پانی سے طہارت کر دیا کریں تاکہ بچہ پاک صاف رہے اور بو وغیرہ بھی نہ آوے اور سوائے صفائی کے طہارت نہ کرنے سے بچے کے بدن میں خارش اور سوزش بھی ہونے لگتی ہے اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو وقت حاجت ضروری کے عادت اشارہ

کرنے کی سکھا دین تاکہ بچہ وقت حاجت کے اشارہ کیا کرے اور رکنے والا اسکو
 گود اور بستر سے علیحدہ کر کے پیشاب وغیرہ کرایا کرے تاکہ رکنے والے اور مان
 اور بچے کے کپڑے اور بچہ پونے وغیرہ پاک صاف رہیں اور پیشاب وغیرہ کی بدبو
 بھی نہ آوے اور رکنے والوں کی نماز میں خلل نہ پڑے اسی واسطے بچے کو غنڈک
 میں رکھنا نہایت اچھا ہے غنڈک اسے کہتے ہیں کہ ایک کپڑا گڑبڑ گز کا لٹا
 آدھ گز کا چوڑا اوپر بچے کو لٹا کر اس کے ہاتھ پانوں سیدھے کر کے گلے کے بیان
 سے تختے تک بچے کے پیٹ دیتے ہیں اور اوپر کوئی ناٹا یا بند وغیرہ بھی باندھ
 دیتے ہیں غنڈک اس طرح سے کپڑے میں بچے کو پیٹتے ہیں کہ اسکا صاف سونہ کھاتا رہتا
 ہے باقی سب جسم لپٹ جاتا ہے اور اس میں بچے کو نہایت ہی آرام ملتا ہے اور
 اس کپڑے کے پیٹنے سے یہ بھی فائدہ ہے کہ بچے کے ہاتھ پانوں سیدھے رہتے ہیں
 اور پیشاب وغیرہ بھی اسی کپڑے میں جذب ہو جاتا ہے اور کپڑوں میں دھبے نہیں
 لگتا اس لئے غنڈک کر دینا بہت بہتر ہے پس چاہیے کہ چار پانچ کپڑے غنڈک
 کے واسطے بنالین اور تین چار بار دن میں اس کپڑے کو بدل ڈالیں اور دوسرے
 کپڑے کی غنڈک باندھ دیں اور وہ کپڑا دھونے کو دیدیں۔ اسی طرح سے غنڈک کے
 کپڑوں کو بدلتے رہیں کہ اس میں کئی فائدے ہیں اور یہ رسم غنڈک کی عرب میں بہت
 جاری ہے اور افغانستان میں بھی اسکا نہایت رواج ہے اور بچے کا موندہ سونے میں
 کسی کپڑے سے چھپا دیا کریں کہ لٹا کر کہیں تو اسے موندہ کھلے سونے کی عادت نہ ہو

ایسے کہ وہ نہ کو لکر سونے سے سردی میں ہوا سے بچے کے گال وغیرہ سپٹ جاتے
 ہیں کہ جس سے بچے کو بہت ایذا ہوتی ہے اور مکھی وغیرہ کی بھی احتیاط نہیں ہو سکتی۔
 اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو کسی کے ساتھ نہ سُلاوین الگ سونے کی عادت ڈالیں الگ
 سونے میں بچہ توانا ہوتا ہے اور دوسرے کی بہا پ اور پسینے کے نقصان اور ضرر سے
 محفوظ رہتا ہے اور الگ سونے کی وجہ سے کھلائی سے بھی کم ہلتا ہے اور ہاتھ
 پاؤں کے دبنے کا اندیشہ بھی نہیں رہتا ہے پس بچے کے الگ سُلا نے میں بہت
 فائدے اور مصالحتیں ہیں اور سکو الگ ہی سُلانا بہتر ہے اس طرح پر کہ ایک علیحدہ
 کھٹوے پر او سے سُلاوین اور اسکے دونوں طرف کی بیٹوں سے ملا کر دونوں پلنگ
 اٹا اور کھلائی کے بچہ وین تاکہ بچہ الگ سووے اور اوس کے گرنے وغیرہ کی بھی محظرت
 رہے اور بہت جہوے اور گود میں بچے کو نہ رکھیں کہ اس سے بچہ ناطاقت اور
 کمزور رہتا ہے اور اوسکی عادت بھی خراب ہوتی ہے کہ بغیر جہوے اور بے گود کے
 کسی وقت نہیں رہ سکتا اس طرح کی عادت سے بچہ اور اوس کی مان اور کھلائی
 کو نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے اس واسطے کہ ہر جگہ جہولا نہیں مل سکتا اور نہ
 ہر وقت بچے کو کوئی گود میں رکھ سکتا ہے پس ایسی حادثات بچے کی نہ ڈالنا چاہیے کہ
 جس سے بچہ ایذا پاوے اور آپ بھی تکلیف اوٹھاوے اور بچے کو ہرگز افیون کھلانا
 نہ چاہیے کیونکہ اول تو افیون کھانا اور کھلانا دونوں حرام ہیں دوسرے افیون کھانے
 سے بچہ کالا اور بد مزاج ہو جاتا ہے سوائے اسکے افیون نہ رہے اگر زیادہ ہو جاوے

تو بچے کی جان کا اندیشہ ہے سو سین سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں ہے۔
 طبرانی نے کبیر بن ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ان اللہ کہ یجعل
 شفاءکم فیما حرکم علیکم یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی تمہاری
 شفا اس چیز میں جسکو تم پر حرام کیا جامع صغیر میں اس حدیث پر صحت کی علامت کی
 ہے اور عرف الجادی میں لکھا ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کی تخریج کی اور ابن حبان
 نے اسکو صحیح کہا اور چوٹے بچے کی احتیاط زیادہ ہو اسے رکھیں اس لئے کہ بچے
 کو ہوا بہت جلد اثر کرتی ہے اور اسکی سردی وغیرہ کی وجہ سے اکثر امراض پیدا
 ہو جاتے ہیں پس چاہیے کہ اکثر اسکو گرم کپڑا پہنائے رہیں اور سردی کے وقت بند
 اور گرم مکان میں جہاں ہوا کم آتی ہو رکھیں اور گرمی میں بہت سرد مکان میں بھی
 نہ رکھیں غرض کہ بچے کو بہت سردی اور گرمی سے بچانے رہیں اور ہر وقت بچے
 کی طبیعت کا دھیان رکھیں کیونکہ اسکا مزاج بہت نازک ہوتا ہے سردی گرمی
 اس کو جلد اثر کرتی ہے اسکا بہت ہی خیال رکھنا چاہیے جس وقت ابر ہوا مینہ
 صاف کا بہتا ہو یا جاڑا زیادہ پڑتا ہو تو اس وقت بچے کو نہلانا چاہیے جب
 پانی برس چکے ابر کھل جاوے اور دھوپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو اس وقت
 بچے کو نہلانا چاہیے اس لئے کہ سردی اور ابر وغیرہ میں نہلانے سے بچے کو اکثر
 امراض پیدا ہوتے ہیں اور بعض اوسمیں سے مہلک بھی ہوتے ہیں کہ جس سے بچکل
 جان کا زیان ہوتا ہے اور اکثر بچے کے گلے نہ کراوین کہ اس سے بہت ایذا ہوتی ہے

اور اُس کی عادت بگڑ جاتی ہے یعنی ہر وقت گلا کرنے کی ضرورت رہتی ہے اسی لئے شرع شریف میں اسکی ممانعت آئی ہے پس لازم ہے کہ بچے کی عادت گلا کرنے کی نہ ڈالیں اگر بہت ہی ضرورت ہو تو دو ایک بار مضائقہ نہیں ورنہ لیسپ وغیرہ کر دیا کریں اور جب تک بچہ دودھ پیتا رہے چاہیے کہ اُس کی ماں یا آٹا کو جسکا دودھ پیتا ہو دو سکر تیسرے دن توڑا ساق سونف کا پلا دیا کریں اور اسی طرح بچے کو بھی ایک چھوٹے عرق سونف کا دو سکر تیسرے روز دیدینا لازم ہے تاکہ بچے کے پیٹ میں کسی طرح کی گرانی نہ رہنے پاوے اور دودھ پلانے والی کے کمانے وغیرہ کی کسر بچے کو کچھ ضرر نہ کرے اور اوسکا ہضم صحیح ہوتا رہے کہ جس سے وہ ہمیشہ کو تندرست اور توانا رہے

فصل زچاکی احتیاط کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب عورت کے بچہ ہو چکے اور آئول ہی نکل چکے اوس وقت زچا کو بٹھا کر اوسکے پیٹ کو دونوں ہاتھوں سے چکر خوب بجا دیں اور نیچے کو سونتیں تاکہ جو کچھ خون فاسد اور خراب ہو نکل جاوے پھر زچا کو کپڑے پہنا کر پلنگ پر آہستہ

الحمد للہ بخاری و مسلم نے اس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزْنُوا بَنِيَّانَكُمْ بِالْفَرْجِ عَنِ النَّسَبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بِإِذْنِهِ

نے نہ عذاب کر دو تم اپنے لڑکوں کو ساتھ دبانے کے ہاتھ سے یا کپڑے سے بیماری خلق کو اور لازم ہے تمکو استعظا کٹ کاف عذرہ ایک بیماری ہے جوش خون سے بچون کے خلق میں پیدا ہوتی ہے اسکے دفع کے لئے دایان بچون کے تالو کو انگوٹھے سے دباتی ہیں اوسمیں سے سیاہ خون نکلتا ہے آپ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسکا علاج کٹ سے کرو یعنی اسکو پانی میں جل کر کے خاک میں ٹپکا دیں اسکو سھوتا کہتے ہیں پس وہ

بانی جامعہ توحید و تہذیب اسلامیہ

سے چت لٹا کر آٹھ نو گز سنگین کپڑے کا پشل پشل یا نین سکہ وغیرہ کے چارے
 کر کے زچا کے پیٹ کو زیر ناف سے موٹی ران تک خوب کیمنچا باندھیں اور اسی
 طرح سے اگر ممکن ہو تو سات روز تک زچا کے پیٹ کو دونوں وقت قابض سے بندھا
 دیا کریں اگر کسی کے پیٹ پر دانتے وغیرہ ہو جاویں اور پٹی باندھنے میں زیادہ
 ایذا ہوتی ہو تو تین روز اسی طرح سے زچا کے پیٹ کو باندھنا نہایت ہی ضرور ہے کہ
 اس سے جوڑ جوڑاؤ کے اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں اور خون کی آمد بھی زیادہ ہوتی ہے
 اور زچا کے سر پر کساؤ باندھ دے تاکہ ہوا سر کو نہ لگے پیر صناعی وغیرہ اوڑھا کر ہوا سے
 بہت احتیاط رکھیں اور کم سے کم چار ہر تک اسکو چیت ہی لیٹا رکھیں نہ کروٹ لینے
 دین اور نہ بیٹھنے دین اس لیے کہ اس سے بدن کے نکل آنے کا اندیشہ ہے اور جب پیٹی
 باندھ چکیں تو ایک پڑا پیلے پان کا بنا کر اوہین زعفران یا مشک ڈال کر زچا کو کھلا دیں
 تاکہ اسکی گرمی جیڑوں تک پہنچے اور آٹھ ہر تک زچا کو سواے پان کے اور کچھ
 نہ کھلا دیں اور پینے کو سونف کا عرق گرم کر کے دین بعد آٹھ ہر کے صرف دس پندرہ
 دانے منقہ کے اور پانچ سات دانے بادام کے ورق طلا اور نقرہ لگا کر زچا کو کھلا دیں

۱۵ لیکن جدید تجربوں سے فائدہ دینا مستحکم ثابت ہوا ہے چار ہر کے بعد بکری کی بخنی یعنی آب جوش۔ آتش جو
 دودھ۔ چار دینا چاہیے۔ اگر دودھ پلانا منظور نہیں ہے تو ہلکے قسم کے عمدہ بسکٹ جو نہایت زود ہضم ہوتے
 ہیں دئے جائیں۔ لیکن میدہ وغیرہ کے بسکٹ جو معمولی قسم کے ہوتے ہیں ہرگز نہ دئے جائیں۔ رقیق
 غذا سے دودھ زیادہ ہوتا ہے۔ تیسرے روز تھولی۔ شرب یا اور کوئی ہلکی غذا دینا چاہیے۔



اور دوسرے وقت بھی یہی کملا دین اسی طرح سے تین روز تک اسی قدر منقہ
 اور بادام ہی پر اکتفا کریں زیادہ ندین اور پینے کو وہی سونف کا عرق لیکن بعد آٹھ پہر
 کے بچہ ہونے سے ٹنڈے عرق دینے کا مضائقہ نہیں بوتل کا نکلا ہو عرق
 پلا دین غرض کہ تین روز تک سوائے منقہ اور بادام اور بوتل کے نکلے ہوئے عرق کے
 اور کوئی چیز کمانے پینے میں زچا کو ندین بعد تین دن کے نوجوان بکری یا چوزہ مرغ
 کی بخنی بنا کر زچا کو پلا دین اور اوس بخنی میں دہنیا کم ڈالیں ایک وقت میں ایک
 چائے کی پیالی کے انداز سے زیادہ نہ پلا دین تین روز تک دو وقت بھی بخنی پلانے
 رہیں اور اگر بیچ میں زچا کو کچھ اشتہا معلوم ہو تو وہی پانچ سات دانے منقہ کے دین
 اور پینے کے واسطے سونف کا عرق کسی مٹی کے آبخورے وغیرہ میں ٹنڈا کر کے پیاس
 کے وقت زچا کو پلا دین اور جس کو پیاس زیادہ اور عرق سونف کا گرمی کرتا ہو تو مکہ
 اور گاؤ زبان کا عرق ملا کر پلا دین غرض کہ سات روز تک کمانا اور پانی مطلق ندین
 اس لئے کہ ابتدا میں رزق کمانے اور پانی پینے سے مادہ فاسد حسیں کا باقی رہتا
 ہے اور اس سے زچا کو بہت نقصان اور تکلیف ہوتی رہے اور طرح طرح کی
 بیماریاں پیدا ہوتی ہیں خصوصاً مرض ریح کے زیادہ پیدا ہوتے ہیں پس جہاں تک
 ممکن ہو رزق اور پانی کی نہایت احتیاط رکھیں اکثر حکیمین سے ایسا سنا ہے کہ اگر
 زچا چالیس روز تک پانی نہ پئے تو اوسکو کوئی مرض ریح کا نہیں ہوتا لیکن اتنا
 پرہیز کرنا نہایت ہی مشکل ہے پس کم سے کم سات روز تک بہت احتیاط رکھیں جب

۱۔ ٹھوان روز ہو تو اس کو اس طرح سے غذا کھلا دیں کہ نری بکری یا مرغ کے شوربے
 میں ایک یا دو پہلکے کا ثرید بنا کر دیں اور چانول مطلق ندین پانی کو سونے یا لوہے
 یا فقط اینٹ سے بچھا کر کھلنا کھلنا پلا دیں ٹھنڈا اور کچا پانی ندین بچھا ہوا اور سہتا سہتا
 پانی پلانا چاہیے اس لئے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے اکثر زچاؤں کو کوسر ہو جاتی ہے اور
 سونے کا ٹیچھا ہوا پانی زیادہ مفید ہوتا ہے۔ اور یہ بھی چاہیے کہ اول روز زیادہ
 پانی نہ پلا دیں صرف کمانے کے وقت آدھے یا پون آجھورے سے زیادہ ندین
 غرضکہ ایک دو روز تک اس طرح پانی پلانا چاہیے کہ کمانے کے وقت تو پانی دیا
 جاوے پھر اگر بیچ میں زچا کو پیاس معلوم ہو تو پانی ندین عرق پلا دیں اور دس روز تک
 یہ قاعدہ رکھیں کہ ایک بار پانی دین تو دوسری بار عرق پھر دو بار پانی دین تو ایک بار
 عرق غرضکہ پانی زچا کا بتدیج بڑبا دیں یکبارگی نہ پانی پر کفایت نکرین اور رات
 کو اگر زچا پانی مانگے تو عرق ہی پلا دیں پانی ندین اور بعد دس روز کے پھر عرق پلانا
 موقوف کریں تازہ بچھا اور ٹھنڈک دو رکھا ہوا پانی پلا دیں رات کا بچھا اور ٹھنڈا
 ندین صبح اور شام دونوں وقت بیس روز تک اسی طرح کا پانی پلا دیں بعد بیس
 دن کے پھر ٹھنڈے پانی دینے کا مصافقہ نہیں لیکن کچا اور باسی ندین اور غذا میں
 چانول کم کھلا دیں گی اور مٹھاس بھی زیادہ دینا چاہیے اور یہ احتیاط کمانے پینے
 میں ایک مہینے تک ضرور ہے پھر اتنی احتیاط کی حاجت نہیں لیکن سرد اور ترش

۲۔ نام بیماری ۱۲ جوش دیا ہوا پانی تازہ سا دینا چاہیے۔ عرق سونف بعض زچاؤں کے
 لئے مفید ہے۔ ۱۲۔

چیزوں سے دو چار مہینے تک پرہیز کرنا ضرور ہے کہ اس سے خوف ورم وغیرہ کا ہے
 اور زچا کے سر میں تیل خوب ڈالیں اسلئے کہ خون کے نکل جانے سے دماغ میں جو خشکی
 اور ضعف پیدا ہوا ہے اس تیل کے لگانے سے جاتا رہیگا اور دماغ میں طاقت
 آوے گی اور یہ بھی چاہیئے کہ زچا کی آنکھوں میں ہر روز کوہرا کا جل لگا دیں کہ اس سے
 آنکھوں کو قوت رہتی ہے اور زچا کے پیٹ پر کسی طرح کی ماش نہ کرادیں کیونکہ ماش
 کرنے سے سب رگ پٹھے نرم اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں پھر ہر وقت حاجت پیٹ کھوانے
 کی رہتی ہے اور کسی طرح کی دوا کا استعمال بھی مثل مشتری یا جبار یا سمیٹ وغیرہ کے
 نکرادیں اس واسطے کہ جبار وغیرہ کے استعمال سے رحم خراب ہو جاتا ہے اور سمیٹ کے
 لینے سے دوسری بار کے جننے میں عورت کو بہت تکلیف اور ایذا ہوتی ہے غرض کہ بعد
 بچہ ہونے کے پھر کسی طرح کی دوا اور ماش پیٹ کی ہرگز نہ چاہیئے بلکہ قابلہ کو پھر کسی طرح
 کی دستکاری وغیرہ نہ کرنے دیں اور بے ضرورت قوی کے کوئی کام دانی گری کا قابلہ
 نہ لیں اور بعد بچہ ہونے کے سات روز تک زچا کو نہ نہلا دیں ساتویں روز اس طور سے
 کہ چڑھتے دن گرم وقت نہار سو نہ نہلا دیں اور سر میں اوسکے پہلے خشخش پیکر طین اور
 ہر جوڑ پر ایک ایک زردی انڈے کی بعد اسکی زے گرم پانی سے سر اوسکا دھوئیں پھر
 باوام اور زعفران ملا کر زچا کے تمام بدن پر طین اور بالونے کو پانی میں جوش دیکر زے
 اوس پانی سے اوس کے تمام بدن کے ہر جوڑ کو خوب دھوئیں اور بند ہی دھارے پانی
 ڈالیں کہ اوس جوڑ پر زور سے پڑے جب سب جوڑ دھار چکیں تو اوسی بالونے کے پانی

کے چار پانچ لوٹے بہر کر زچا کے زیر ناف اس طرح سے ڈالیں کہ اوسکی دہار زور سے
 زچا کے پیڑ پر معلوم ہوتا کہ اوس کی گرمی سے آمد خون کی زیادہ ہو جاوے اور پانی بائو
 کا اس قدر زیادہ رکھیں کہ دہار نے وغیرہ مین کم نہ پڑے جتنا زیادہ دہار جاوے گا اتنا ہی
 زچا کے جوڑون کو مفید ہوگا لیکن جہاں تک ہو سکے نملانے مین جلدی کرین مگر پہلے
 سے نملانے کی جگہ کو کہہ دیا ہو اہاں کی بند ہو آگ سے خوب گرم کر لیں اور بعد نملانے
 کے بھی کسی بند مکان مین ہوا سے بچا کر ٹھاوین اور انگلیٹھی وغیرہ بھی آگ سے بہر کر
 اوسکے پاس رکھ دین اور سر کے بالون کو بھی جلدی سے خشک کر لیں اور گرم کپڑے
 پہناوین بعد اس کے وہی غذا جو اول لکھی گئی یعنی شوربے مین پہلکا پہلو کر کھلاوین
 اور وہی آدھا آبخورہ بجھے ہوئے پانی کا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے پلاوین بعد اس کے
 پہلے پکے پان کے پیڑے مین زعفران یا مشک ڈال کر کھلاوین اور اسی طرح کا
 بیڑا نہانے مین بھی دیلوین اور اسی قاعدے سے ہر چلے یعنی دسویں اور بیسویں اور
 عینے پر نملاوین جب چالیسویں روز بڑا چلا ہو تو اوس دن اپنی عادت قدیم کے
 موافق نملاوین یعنی بہر حاجت ان دواؤن کی نہیں ہے لیکن سردی اور ہوا وغیرہ
 کی احتیاط رکنا ضرور ہے اس واسطے کہ جننے سے عورت ضعیف اور ناتوان بہت
 ہو جاتی ہے اور ضعف کے سبب سردی وغیرہ جلد اثر کرتی ہے بعد بڑا چلا نہانے
 کے چاہیے کہ دو رکعت نماز شکرانے کی پڑھے اسلئے کہ جب خدا تعالیٰ نے ایسے
 صدمہ عظیم سے بچا کر اپنے فضل و کرم سے صحت اور تندرستی عنایت کی کہ گویا دوبار

زندگی عطا فرمائی اوس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اوس کی بندگی اور منت کرنا اور اوس سے عاجزی ظاہر کرنا اور اپنی اولاد کی صحت اور زندگی کی دعا کرنا بہت ضرور ہے تاکہ ارحم الراحمین اسپر اور اسکی اولاد پر اپنی مہربانی فرما کر دوتکی عمر دراز کرے اور دنیا اور آخرت کا چین اور آرام نصیب فرماوے اور یہ بھی نہ چاہا کہ چاہیے کہ ولادت کے بعد سے بڑے چلنے تک خاوند کے پاس بجاوے اگر چہ درمیان چلے کے پاک بھی ہو جاوے چلے کے اندر جب پاک ہو جاوے یا یہ مدت پوری گذر جاوے حکم نفاس کا جانا رہتا ہے پھر نماز روزہ منع نہیں بلکہ اوسی وقت سے بعد غسل کے نماز شروع کرنا ضرور ہے چالیس روز کے پورے ہونے کا انتظار نہ کرنا چاہیے۔

فصل سچے کے دودھ پلانے کے بیان میں

جانتنا چاہیے کہ اگر بچے کو مان کا دودھ پلانا منظور ہو تو ولادت سے چوتھے روز کہ وہی دن زچا کے شور باٹنے اور دودھ کے اوترنے کا ہے اولاً کسی بڑی عمر کے دودھ پیتے بچے کو اوس کا دودھ پلوا دین تاکہ وہ بچہ اوس جیسے ہوئے دودھ کو خوب چوسے اگر کوئی ایسا دودھ پیتا بچہ نہ لے تو دودھ کیسے پینے کے شیشے سے جیسے ہوئے دودھ کو نکال ڈالیں یا گرم پانی بوتل میں بہرین جب وہ گرم ہو جاوے خالی کر کے او سے

۱۵۔ جدید تحقیقات یہ ہے کہ پہلے ہی روز بچہ کو مان کے دودھ لگانا چاہیے۔ کیونکہ بچے سے بچہ کو دست ہو جانے میں اور یہی چیک گھٹی کا کام دیتا ہے۔

گرم بوتل کو جس کی بہا پ نہ نکلی ہو زچا کی چھاتیوں میں لگا دین تاکہ اوسمیں سب جما ہوا
دودھ جسکو ہندی میں چپکا کتے ہیں کچ آوے پر اس دودھ کے خوب صاف ہو جانے
کے بعد اپنے بچے کو پلا دین غرض کہ جما ہوا دودھ یعنی چپکا ہر گز بچے کو نہ پلا دین اس لئے
کہ یہ دودھ اوسکو نہایت نقصان اور ضرر کرے گا اگر مان کو اپنا دودھ پلانا منظور نہ ہو
تو چاہیے کہ اپنی چھاتی ہر گز بچے کے مونہ میں نہ دے کیونکہ اوسکا مونہ لگنے سے
دودھ زیادہ اوترتا ہے پھر نہ پلانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے پس چاہیے کہ بوتل
وغیرہ سے اوس جھے ہوئے دودھ کو کھینچ ڈالیں اس واسطے کہ اوس کے رہنے
سے چھاتیان پاک جاتی ہیں اور اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور دوبارہ
جننے میں ناخوش دودھ ہی کم ہوتا ہے پس بعد نکال ڈالنے چیکے کے لیپ دودھ کے
خشک کرنے کا لگائیں اور اس کے لئے سوئف یا ملتانی مٹی کا لیپ کرنا بہت مفید
ہے اولیٰ انگلیا کا پھنسا اور مسور کا لیپ بھی دودھ خشک کرتا ہے مگر اس کے لیپ
میں یہ نقصان ہے کہ دوسرے وقت کے جننے میں دودھ کم ہو جاتا ہے اس واسطے
سوئف یا ملتانی مٹی کا لیپ کریں کہ اوسمیں کوئی نقصان نہیں جب اتنا کا دودھ پلوانا
منظور ہو تو اس امر کا خیال رکھنا ضرور ہے کہ جس عورت کو واسطے دودھ پلانے کے
مقرر کریں اول اوسکا دودھ دیکھ لیں اگر اچھا ہو تو اوس عورت سے پلوادین ورنہ بعد
شناخت کے جسکا دودھ بہتر ہو اس سے پلوادین پہچان عہدگی کی یہ ہے کہ نیلا اور
پتلا خوب صاف ہو زرد اور گاڑھا اور اوسمیں کسی طرح کی چکنائی خواہ ہٹکی یا جالا وغیرہ نہ ہو

اور یہ بھی دودھ کے اچھے ہونے کی پہچان ہے کہ اوسمین ایک جون ڈال دین اگر
زندہ رہے اور تیر جاوے تو جانین کہ یہ دودھ اچھا ہے پس وہ بچے کو پلانا چاہیے
اگر وہ جون مر جاوے تو اچھا نہیں پس ایسا دودھ ہرگز نہ پلاوین کہ بہت نقصان کرتا ہے
اور لڑکے کو لڑکی والی کا اور لڑکی کو لڑکے والی کا دودھ پلانا مفید ہے اور اس کا کھا نا
بھی چاہیے کہ اتنا جوان ہو میں پچیس برس کی عمر سے زائد نہ واس واسطے کہ جوان عورت
کا دودھ بڑی عورت کے دودھ سے زیادہ قوت اور طاقت رکھتا ہے اور بچے
کے لئے نہایت مفید ہے اور دودھ بھی اوسکا تازہ ہو یعنی بچہ اوسکا چہ سات
مہینے سے زیادہ کا نہ واسٹے کہ بڑے بچے کی مان کے دودھ کم ہوتا ہے اور اوس
دو بچوں کا پیٹ بڑا مشکل ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ بچے کو روزیل اور بد خلق اور
احمق اور قاحشہ اور بیچیا عورتوں کا دودھ نہ پلاوین کیونکہ دودھ بدن میں تاثیر کرنا
ہے اور اوسکا اثر بہت ہوتا ہے چنانچہ بھی مضمون تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو احمق اور قاحشہ عورتوں
کے حوالے نہ کیا کرو اور نہ انکا دودھ پلویا کرو اس واسطے کہ دودھ بدن میں تاثیر
کرتا ہے اور بچے کو اوسکا اثر بہت ہوتا ہے حاصل یہ کہ جب کوئی عورت
دودھ پلانے کے لئے مقرر کریں تو ان شروط مذکورہ کا ضرور خیال رکھیں یعنی وہ
عورت اچھے اور تازے دودھ کی جوان اور شریف پرہیزگار خوش خلق اور حیا دار ہو
۱۵ نسل گون دودھ کم زور بنایا جاتا ہے۔ زرد خراب ہوتا ہے۔ سفید قوی اور مفید ہوتا ہے۔

پیر جب ایسی آتا سے دودھ پلانے کا قصد ہو تو دو ایک روز پیشتر دودھ پلانے
 سے غذائے لطیف اور زود ہضم مثل تولی یا شریہ یا کچھڑی کے کھلا دین لیکن کچھڑی
 اور تولی شوربے کے ساتھ دینا چاہیے مگر یہ شوربا بوڑھی بکری گائے بھیڑ وغیرہ کا
 نہ ہو کیونکہ یہ سب دیر ہضم اور بادی ہوتے ہیں اور اسی طرح ہمیشہ آنا کو ثقیل اور
 بادی چیزیں مثل گائے کے گوشت اور بیگن وغیرہ کے نہ کھلا دین اور سرد اور ترش
 چیزیں ہی نہ دین اس لئے کہ یہ سب چیزیں بچے کو ضرر کرتی ہیں مریض اور لگی بھی کم
 دینا چاہیے مٹھاس اور دودھ جوتے پانچوین دن آنا کے کھانے میں اگر دیا جاوے
 تو کچھ قباحت نہیں مگر یہ چیزیں آنا کو کثرت سے دینا نہ چاہئیں کیونکہ بہت شیرینی
 کھانے سے بچے کے پانچا۔ نے کی جگہ ایک قسم کے کیڑے باریک باریک پیدا
 ہو جاتے ہیں جسکو ہندی میں چنچنے کہتے ہیں اور اس سے بچے کو ایذا اور تکلیف بہت
 ہوتی ہے کہ پانچا۔ نے کا مقام سرخ ہو جاتا ہے اور اس جگہ خارش بہت ہوتی ہے
 اور دودھ کے بہت استعمال کرنے سے کھانسی اور زکام اور آنکھ میں دکنے کا اندیشہ
 ہے غرض کہ دودھ پلانے والیوں کو سب چیزوں سے جو اوپر مذکور ہوئیں پرہیز کرنا
 ضرور ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ پانی کے بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئیں اور بہت
 گرم کھانا بھی نہ کھا دین اور قابض چیز کے کھانے سے پرہیز کریں سرد ہوا اور سردی
 سے خصوصاً بارش اور سردی کے موسم میں نہایت احتیاط رکھیں اس واسطے
 کہ ابر اور بارش کی فصل میں ایسی چیزوں کے کھانے سے بچے کو اندیشہ مہلک

بیماری کا ہوتا ہے یعنی اکثر بچوں کو پسلی کا مرض جس کو عورتیں باد لون کی بیماری
 کہتے ہیں ہو جاتا ہے اور اس سے بچہ بہت کم بچتا ہے اور یہ بھی چاہیے کہ سردی اور
 بارش میں نہانے سے بہت بچیں یعنی جس دن سردی زیادہ یا مینہ برسا ہو اس
 دن ہرگز نہ ناوین جب پانی تھم جاوے وہ پونپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو اس
 وقت نہاویں اور گیلے بال بچے کو دودھ نہ پلاویں جب بال خشک ہو جاویں
 تو پہلے توڑی سی روٹی کھالیں پھر دودھ پلاویں اور جب خوب بہوک لگے
 اس وقت کھانا کھاویں کیونکہ بے بہوک کھانے سے اندیشہ سوہمی کا ہوتا ہے
 اور دودھ پلانے والی کی سوہمی سے بچے کو بھی نقصان ہوتا ہے اس واسطے اس
 کو زود ہضم اور ہلکی اور نرم چیزیں مثل تھولی اور کچڑی اور روٹی بکری کے شوربے کے
 ساتھ کھلاتے ہیں تاکہ سوہمی کے ضرر سے وہ اور بچہ دونوں محفوظ رہیں دودھ پلانے
 کے زمانے میں اگر کوئی دودھ پلانے والی حاملہ ہو جاوے تو اس کا دودھ ہرگز ہرگز بچے
 کو نہ پلاویں کیونکہ یہ دودھ چیکا ہو جاتا ہے اور ایسا دودھ بچے کو نہایت نقصان کرتا
 ہے اور اسی طرح بیماری کی حالت کا دودھ بھی نہایت مضر ہے پس جب تک بچہ
 دودھ پئے دودھ پلانے والی اور بچے کے مان باپ کو ان سب باتوں کا جو اوپر
 گزر چکین خیال رکھنا ضرور ہے اور مدت دودھ پلانے کی اکثر علما کے نزدیک سال
 مقرر ہیں اس لئے کہ دوسرے پارے میں قرآن شریف کے اللہ تعالیٰ نے
 ارشاد فرمایا ہے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَ كَافٍ

یعنی لڑکے والیان دودھ پلا دین اپنی اولاد کو دو برس پورے اور یہ مدت اکثر ہے
 اس لئے کہ آگے فرمایا ہے لَمَّا أَتَى الْاَنَامُ ثَلَاثَةَ الشَّهْرَاتِ یعنی دو سال
 تک دودھ پلانا اس کے واسطے ہے جو پوری مدت تک پلانا چاہے اس سے
 معلوم ہوا کہ دو برس سے کم ہی پلانا درست ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے روایت ہے کہ جب عورت نو مہینے میں جنے تو اکیس مہینے دودھ پلانا کافی ہے
 اور جب سات مہینے میں جنے تو تیس مہینے اور چھ مہینے میں جنے تو پورے دو برس
 دودھ پلاوے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا یعنی
 حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہیں پس اکثر مدت اسکی دو سال ہے
 اور کم موافق اوپر کی تفصیل کے اکیس اور تیس مہینے ہیں اور امام اعظم رحمہ اللہ کے
 مذہب کے مطابق مدت رضاعت کی اڑھائی برس ہیں اس لئے کہ قرآن مجید میں
 اللہ جل شانہ نے حَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا فرمایا ہے پس حمل و فصال
 دو چیزیں ذکر فرمائیں اور ان دونوں کے واسطے ایک مدت مقرر کی تو ہر ایک
 کے لئے پوری مدت چاہیے اور وہ نہیں مگر اڑھائی برس لیکن کم ہونا حمل کی مدت
 کا اڑھائی برس سے اون کے نزدیک عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے

لَفِظَ اَوَّلِهِ يَوْمَئِذٍ فِي الْبَطْنِ اَكْثَرُ مِنْ سَنَيْنِ وَلَوْ بَطِلَ مَعْنَى الدَّارِ قَطْبِي
 مِنْ كَرْبٍ جَبَلَةٍ بَنَتْ سَعْدِي عَنْهَا مَا تَزَوَّجْتُ الْمَرْأَةَ فِي الْحَجْلِ عَلَى سَنَيْنِ قَدَرِ مَا يَقُولُ قُلُومُ الْعَمُودِ لِلْعَمَلِ الْاَحْمَرِ
 مِنْ كَرْبٍ الْوَيْلُ لِمَنْ سَأَلَ كَالْكَافِرِ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ مَنْ يَقُولُ هَذَا هَذِهِ جَارَتُنَا امْرَأَةُ مُحَمَّدٍ
 عَجَلَانَ عَجَلًا بَيْنَ اَرْبَعِ سَنَيْنِ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ رَوَيْتُكَ قَوْلَ عُمَرَ نَدْبِشَ الْمَرْأَةَ الْمَقْوَدَةَ اَرْبَعَةَ اَعْوَامٍ مَعْنَى

ثابت ہے غرضکہ انہیں مدتوں کے اندر دودھ چھوڑنا چاہیے یعنی اگر بچہ قوی ہو تو پوسنے دو برس تک پلاوین اور اگر ضعیف ہو تو دو برس پورے کر لین اور اگر ایسی ہی شدید ضرورت ہو تو مجبوری سے امام اعظم صاحب کے قول کے موافق اڑھائی برس تک دودھ پلاوین زیادہ اس سے نہ بڑھاوین اگرچہ بعض عالموں کے نزدیک رضاع کی مدت تین برس اور سات برس بھی ہے۔

باب چہارم فصل عقیقہ کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ عقیقہ لیا گیا ہے عق سے عق کے معنی عربی زبان میں چہرے کا ٹٹنے کے ہن اسی لیے شرع کی بول چال میں عقیقہ اس قربانی کو کہتے ہیں جو کہ ساتویں دن بچے کی پیدائش سے ذبح کی جاتی ہے اور کبھی عقیقہ بچے کے بالوں کو بھی کہتے ہیں آئین علماء کا اختلاف ہے کہ عقیقہ واجب ہے یا سنت یا مستحب علماء ظاہریہ یعنی جو لوگ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہیں اور حسن بصری رضی اللہ عنہ عقیقہ کو واجب کہتے ہیں ایسے ہی امام احمد رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں واجب ہے اور جمہور اہل بیت اور ان کے سوا اور اکثر علماء کے نزدیک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲ - عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بچہ دو برس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہتا اگرچہ فقہ نکلے کے سایہ کے ہو دارقطنی نے جمید بنت سعد کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کی ہے کہ نہیں زیادہ کرتی عورت حمل میں دو برس پر بعد اوس چیز کے کہ ڈھلے نکلے کے عمود کا سایہ اور روایت کی دارقطنی نے وسیع بن مسلم کے طریق سے انہوں نے کہا اپنے اس حدیث کا حال امام مالک رحمہ اللہ سے

سنت ہے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک نہ فرض ہے نہ سنت بعض
 کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک نفل ہے امام شافعی اور امام مالک فرماتے ہیں کہ عقیقہ
 مستحب ہے اس لئے کہ امام احمد اور ابو داؤد و نسائی نے عمرو بن شعیب سے انہوں
 نے اپنے باپ شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
 ﷺ ﷺ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعِيقَةِ فَقَالَ لَا أَحِبُّ الْعُقُوقَ وَكَانَتْ كِرَةً إِلَيْكُمْ
 فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا نَسَأُ لَكَ عَنْ أَحَدِنَا يُؤَلِّدُ قَالَ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ
 يَنْسَأَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ عَنِ الْعُسْلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ
 وَ عَنْ الْجَبَارِيَةِ سَكَاةٌ یعنی عمرو کے دادا کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم عقیقے سے پوچھے گئے آپ نے فرمایا میں عقوق کو دوست نہیں رکھتا
 گویا اس نام کو مکروہ رکھا ہوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے یہ پوچھتے
 ہیں کہ ہم میں سے کسی کے بیان بچہ پیدا ہوا فرمایا جو شخص تم میں سے دوست رکھے
 کہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرے تو او سے چاہیے کہ کرے لڑکے سے دو بکریاں
 برابر اور لڑکی سے ایک بکری اس حدیث شریف سے عقیقے کا مستحب ہونا
 صاف ظاہر ہے کیونکہ اگر واجب ہوتا تو آپ یہ لفظ نہ فرماتے کہ جو شخص تم میں سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳ - پوچھا وہ انہوں نے فرمایا یہ کون کتا ہے یہ ہماری بڑوسن محمد بن عبد اللہ

کی بی بی ہر تل اسکا چار برس کا ہوتا ہے بیقی نے کہا تاہم یہ کہتا ہے اس قول کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 کا قول کہ انتظار کرے منقود کی عورت چار برس کا حافظ بن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نصب الراية میں خرینج

دوست رکے کرے بلکہ صاف مزح امر فرماتے رہیں وہ حدیثیں جنہیں لفظ رہن یا
 امر ہے سو رہن سے وجوب نہیں نکلتا اس کے اور معنی ہیں اور بدلیل حدیث مذکور
 کے امر وجوب کے واسطے نہیں ہے بلکہ امر استحبابی ہے جیسا کہ بخاری نے
 سلمان بن عامر رضی سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْعُلَامِ عَقِيقَةٌ فَاهِرٌ يَتَوَاعَنُهُ دَمًا وَارْمِطُوا عَنْهُ أَدَى
 یعنی سلمان نے کہا سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
 ساتھ پیدا ہونے والا کے کے عقیقہ ہے پس فرج کرو اس کی طرف جانور اور دور کر دو اس
 سے ایذا یعنی بال سر کے اور زیل وغیرہ دَعْنِ الْحَسَنَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْعُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ يَذْجُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِغِ
 وَيُسَّكُّ وَيُخْلَقُ رَأْسُهُ یعنی حسن بصری عمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکا اگر وہ بے سبب یا بے
 اپنے عقیقے کے فرج کیا جاوے اس سے ساتویں دن اور نام رکھا جاوے یعنی
 ساتویں دن اور مونڈا جاوے سر اس کا اس حدیث کو احمد و ترمذی و ابو داؤد
 و نسائی نے روایت کیا مگر روایت ابو داؤد و نسائی میں مُرْتَهَنٌ یا کی جگہ رَهْبَنَةٌ
 ہے اور ایک روایت احمد و ابو داؤد میں بجائے ویسی کے لفظ یدامی ہے ابو داؤد
 نے کہا لفظ ویسی صحیح تر ہے رہن کے معنی میں علما کا اختلاف ہے اکثر نے یہ کہا کہ
 بچہ منع کیا گیا ہے شفاعت کرنے سے والدین کے حق میں یعنی جس بچے کا عقیقہ

ہوا اگر چھٹپنے میں مر جاویگا تو وہ قیامت کے دن مان باپ کی شفاعت نہ کریگا
 امام احمد رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے بعض نے یہ کہا کہ ہلایون اور سلامتی
 آفات اور زیادتی نشوونما سے روکا گیا ہے یعنی جب تک اس کا عقیقہ ہوگا
 اکثر علیل و بیمار رہیگا بعض نے یہ کہا کہ اذی و پلیدی کے ساتھ گروہ جیسا کہ
 پہلی حدیث میں گذرا *أَمِيطُوا عَنْهُ أَذًی* یعنی بال اور میل کھیل وغیرہ اس سے
 دور کرو پہلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ولادت سے ساتویں دن عقیقہ
 کرنا چاہیے اگرچہ علمائے اسکی مدت بھی زیادہ کر دی ہے یعنی یون لکھا ہے کہ اگر
 کسی ضرورت سے بچہ کا عقیقہ ساتویں روز نہ ہو سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن
 کرے اگر ان دنوں میں ہی نہ ہو سکے تو جب ممکن ہو اس وقت کر دے مگر
 اس قول پر کوئی دلیل صریح حدیث سے معلوم نہیں ہوتی پس ساتویں دن عقیقہ
 کرنا اولیٰ افضل ہے گو کسی ضرورت قوی سے تاخیر بھی جائز ہو مثلاً بچہ کچھ ایسا
 بیمار و علیل ہو گیا کہ اس کے سر کو پانی لگانا منکر کرتا ہے تو چودھویں یا اکیسویں
 روز اس کا عقیقہ کرنا مضائقہ نہیں لیکن جہاں تک ہو سکے چلے کے اندر ہی عقیقہ
 کر دے زیادہ دیر نہ کرے اور بغیر ضرورت قوی کے ساتواں روز عقیقے کا نہ ٹمائے
 یعنی جب ولادت کو چھ روز گذر جا دیں تو ساتویں روز بچے کو نہلا کر مسلمان
 بنائیے اس کا سر منڈوا دے نہ ہندو سے اور اسی دن عقیقے کا جائز
 بھی ذبح کر دے کیونکہ حدیث مذکورہ میں مراد ذبح سے یہی عقیقہ کا جائز ہے اور اسی

دن بچے کا نام رکنا ہی سنت ہے اس لئے کہ یہی اسی حدیث سے ثابت ہے
 غرض کہ ان سب امور کے ادا کرنے کا حکم ساتویں ہی دن آیا ہے بغیر ضرورت کے
 اسی روز کرنے چاہئیں تاکہ خلاف سنت کے نہ ہو مگر ذبح کرنا جانور کا بچے کے
 سر منڈاتے وقت چاہیے اگر لڑکا ہو تو دو بکریان ذبح کرے اور جو لڑکی ہو تو
 ایک نر ہو یا مادہ یعنی یہ خیال کرنا ضرور نہیں کہ بیٹی کی طرف سے بکری ہو
 اور بیٹے کی طرف سے بکرا چنانچہ یہی مضمون حدیث شریف میں آیا ہے جس کو
 ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے عَنْ أُمِّ كُرَيْبٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَعَنِ الْعُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ
 شَاةٌ وَلَا يَصْرُكُهُ ذَكَرًا نَكْبًا أَمْ إِنْسَانًا یعنی ام کرز سے روایت ہے
 انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
 لڑکے کی طرف سے دو بکریان اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے یعنی عقیقہ
 میں اور ضرور نہیں کرتا تم کہ یہ کہ وہ نر ہوں یا مادہ یعنی یہ دھیان نہ کرو کہ لڑکے کی
 طرف سے نر چاہئیں اور لڑکی کی طرف سے مادہ پس اس حدیث سے معلوم ہوا
 کہ عقیقہ میں جانور کے نر مادہ ہونے کی کچھ قید نہیں صرف لڑکے کی طرف سے
 دو جانور کا ذبح کرنا سنت معلوم ہوتا ہے مگر بعض علما نے یہ بھی لکھا ہے کہ لڑکے
 کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا افضل ہے اگر کوئی
 شخص لڑکے کی طرف سے عقیقہ میں ایک ہی بکری ذبح کرے تو بھی درست ہے

جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کیا ہے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا
 وَعِنْدَ النَّسَائِيِّ كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
 ہے کہ ذبح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور امام حسین
 رضی اللہ عنہما کے عقیقے میں ایک ایک دنبہ اور نسائی کے نزدیک دو دنبے اس سے
 یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقے میں بکری کی تخصیص نہیں ہے چاہے بکری ذبح کرے چاہے
 دنبہ اور عقیقے میں بھی ذبح کرنا بھی درست ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک بکری اور بھیڑ ایک
 سال سے اور دنبہ چارہ مہینے سے کم کا نہوا اور کچھ عیب دار بھی نہ ہو یعنی لتکڑا لولا اندھا
 بست بلبا بھی نہ ہو بلکہ جو شرطیں اور صفاتیں قربانی کے جانور میں چاہئیں ان سب کا
 عقیقے کے جانور میں ہونا بھی ضرور ہے۔ جب بچے کا سر منڈا چلے تو اوس کے بالوں
 کے ہموزن چاندی خیرات کرے علمائے سونا دینا بھی جائز لکھا ہے یعنی اگر کسی کو
 مقدور ہو اور وہ بچے کے بالوں کی برابر سونا خیرات کرے تو کچھ مضائقہ نہیں مگر امام حسن
 رضی اللہ عنہ کے بالوں کے ہموزن چاندی ہی دینی تھی جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا
 ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
 قَالَ عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَالَ
 يَا فَاطِمَةُ اخْلُقِي دَاسَةً وَتَصَدَّقِي بِزِينَةِ شَعْرِهِمْ فِعْثَةً فَكَانَ دَرَاهِمًا أَوْ
 بَعْضَ دَرَاهِمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَإِسْنَادُهُ لَا يَسُوعُ بِمُتَّصِلٍ

لَا نَحْمَدُ بَنِي عَلِيٍّ بِنِ الْحُسَيْنِ كَمَا يُدْعَىٰ عَلَيْهِ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ یعنی روایت ہے محمد بن علی حسین سے
 یعنی امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید علیہم السلام سے کہ نقل کی
 علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے کہ کما عقیقہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے حضرت امام حسن کی طرف سے ساتھ ایک بکری کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے اے فاطمہ مونڈ تو سر اوسکا اور لد دے ہموزن اوسکے بالون کے چاندی
 پس وزن کیا بنے بالون کو تو اونکا وزن ایک درہم یا درہم سے کم تھا روایت کیا اسکو
 ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسناد اسکی متصل نہیں ہے اس لیے کہ
 محمد بن علی بن حسین نے علی بن ابی طالب کو نہیں پایا پس اس حدیث سے پابندی
 دینے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور میرے نزدیک یہی اولیٰ ہے اس لیے کہ سونا دینے
 میں ایک طرح کا فخر اور تکبر معلوم ہوتا ہے اور ہنریت سے بڑا ہر مرتبہ میں کسی کی
 اولاد نہیں ہے پس جو اون کے واسطے ہوا ہے وہی کرنا افضل اور اعلیٰ ہے بہر
 اوس کے بالون کو زمین میں دفن کر دے یا دریا میں ڈال دے اور سر منڈانے کے بعد
 کوئی خوشبودار چیز مثل زعفران وغیرہ کے بچے کے سر پر مل دے کہ یہ سنت ہے جانور
 کا خون نہ ملے کیونکہ یہ رسم جاہلیت کی ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے عَنْ بُرَيْدَةَ
 قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا عِلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ
 رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَقُومُ السَّابِعُ وَلَطَخُ
 رَأْسَهُ وَلَطَخُ زَيْدُ بْنُ زَوْاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ زَيْدُ بْنُ وَثَّابٍ وَتُسَمَّى بِهِنَّ كَمَا

بریدہ نے جاہلیت میں ہماری یہ عادت تھی کہ جب پیدا ہوتا کسی کے بیان ہم میں سے لڑکا تو وہ بکری کو ذبح کرنا اور اوس کا خون بچے کے سر سے لگاتا پر جب اسلام آیا تو ہم ساتویں دن بکری ذبح کرتے ہیں اور بچے کا سر موٹہ دیتے ہیں اور اوس کے سر کو زعفران لگاتے ہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور زرین نے و نسیمی نے
 کا لفظ زیادہ کیا یعنی ساتویں ہی دن اوسکا نام رکھتے ہیں زعفران ملنے سے یہ ہی فائدہ ہے کہ بچے پر خوف سردی کا نہیں ہوتا ہے عقیقے کے جانور کو اگر بچے کا باپ خود ہی ذبح کرے تو بہت بہتر ہے اگر باپ نہ ہو تو اور کہنے کے لوگ مثل دادا یا چچا وغیرہ کے اوس جانور کو ذبح کر دین اور غیر شخص کا ذبح کرنا ہی درست ہے لیکن کہنے والے افضل ہیں اور یہ جو مشہور ہے کہ عقیقے کے جانور کا گوشت بچے کے مان باپ دادا نانی نانا نہ کھا دین سو غلط ہے اس لئے کہ شرع شریف میں اس گوشت کے کمانے سے گھر والوں یعنی مان باپ اور رشتے داروں اور برادری والوں اور دوستوں وغیرہ کسی کو ممانعت نہیں آئی ہے ان سب لوگوں کو اسکا کھانا درست ہے لیکن اس گوشت میں سے ایک تہائی حصہ خیرات کر دے اور دو حصے گھر اور برادری اور دوستوں وغیرہ میں تقسیم کرے کچا بانٹے یا کھانا پکا کر کھلا دے دونوں طرح درست ہے دانی اور نانی کا اس گوشت میں کچھ حق اور حصہ شرع سے مقرر نہیں اپنی طرف سے اگر ان کو بھی توڑا سا دیدے تو کچھ مضائقہ نہیں مگر جیسا کہ مشہور ہے کہ سر اور ران حق نانی اور دانی کا ہے سو

حدیث صحیح سے اس کی کچھ اصل نہیں اسی طرح عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں ہاں مرا سیل الوداؤد میں جعفر بن محمد کی روایت سے قابلہ کو عقیقے کی بکری کے پائے دنیا اور اوسکی ہڈی نہ توڑنا معلوم ہوتا ہے اسی لئے امام شافعی اور امام احمد اس طرف گئے ہیں کہ عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا مستحب ہے اور ان کے سوا اور لوگ اس طرف گئے ہیں کہ ہڈی نہ توڑنا مستحب ہے۔

فصل بچے کے نام رکھنے کے بیان میں

مان باپ کو لازم ہے کہ جب بچے کا نام رکھنا منظور ہو تو اچھا نام تجویز کریں بلکہ اگر بیویوں کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھیں جیسے ابراہیم ایوب موسیٰ اسمٰعیل اور اون کی عورتوں کے نام پر جیسے ستارا ہاجرہ بلقیس وغیرہ جو بیویوں کی بیبیوں اور بیٹیوں کے نام تھے اپنی لڑکیوں کے نام رکھیں تو بہتر ہے صحابہ اور صحابیات کے نام پر بھی نام رکھنا بہت اچھا ہے جیسے ابوبکر صدیق عقیق عمر عثمان طلحہ سعد انس جابر سہل وغیرہ لڑکوں کے واسطے اور اسماء سلمہ وغیرہ جو صحابیات کے نام ہیں عورتوں کے لئے اور اہل بیت کے نام پر بھی جیسے حسن حسین جعفر باقر حمزہ عباس وغیرہ لڑکوں کے نام رکھنا اولیٰ ہے اور لڑکیوں کے واسطے زمینہ رقیہ کلثوم فاطمہ عائشہ صفیہ جویریہ خدیجہ وغیرہ نام رکھنا انسب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں پر

کہ علمائے قریب چار سو کے لکے ہیں اپنی اولاد کے نام رکھنا نہایت بہتر اور مبارک ہے جیسے محمد احمد محمود حامد وغیرہ حضرت کے نام کی ایک ادنیٰ برکت یہ بھی ہے کہ جس کے گھر بیٹا نہ ہوتا ہو وہ ابتداء سے حمل سے چار مہینے کے اندر اپنی بی بی کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کے یہ کہے کہ جو بچہ اس پیٹ میں ہے اس کا نام میں نے محمد رکھا تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ بچہ زریں پیدا ہوگا اور زندہ رہے گا اس عمل کا تجربہ اکثر بزرگوں نے کیا ہے اور جس نام میں لفظ عبد کا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جمع ہو وہ نام سب سے زیادہ افضل ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَاءِكُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

یعنی کسا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق دوست تر تمہارے ناموں میں اللہ کے نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں روایت کیا اسکو مسلم نے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے نام بہت پسند ہیں پس چاہیے کہ اپنی اولاد کے نام اسی طرح کے رکھیں یعنی اگر لڑکا ہو تو عبد اللہ عبد الرحمن عبد الرحیم عبد العزیز عبد القیوم وغیرہ جتنے نام اس عروج کے ہیں اوپر لفظ عبد کا بڑا دین اور اگر لڑکی ہو تو اللہ پاک کے نام سے پہلے لفظ آمنہ کا زیادہ کر دین جیسے آمنہ اللہ آمنہ الرحیم آمنہ السلام

امت الرحمن اس لئے کہ عبد کے معنی غلام کے ہیں اور امت کے معنی لوٹدی کے
 اور اللہ ہی کے سب لوٹدی غلام ہیں پس اپنے مالک ہی کی طرف نسبت کرنا
 زیادہ ہے غیر کی طرف منسوب کرنا اور اسکی لوٹدی غلام بننا جائز نہیں یعنی ایسے
 نام نہ رکھیں کہ جن میں لفظ بندہ یا عبد کا مخلوق کی طرف منسوب ہو جیسے اکثر
 نادان لوگ مثل بندہ علی عبدالحسین عبدالبنی غلام محی الدین غلام حشقی
 غلام حبیلانی وغیرہ کے نام رکھتے ہیں اور جو لوگ ایسے نام رکھتے ہیں کہ
 انہیں بندے کی بخشش کی طرف نسبت ہوتی ہے جیسے سالار بخش
 مدار بخش بنی بخش سویہ خالی شرک سے نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی
 کو طاقت بخشنے کی نہیں پس قادر بخش خدا بخش آلہ بخش مولیٰ بخش نام رکھنے
 میں کیا قباحت و نقصان ہے پیغمبروں علیہم السلام اور انکے آل و اصحاب و صحابہ
 و اولیاء و صالحین رضی اللہ عنہم کے اسماء کیا کم ہیں جو مدار بخش سالار بخش وغیرہ
 مشرکوں کے سے نام رکھنے لگے غرض کہ ایسے نام رکھنا کہ جنکے معانی میں شرک
 نکلتا ہو شرعاً منع ہے اور اسکے سوا جن ناموں کے معنوں میں بُرائی ہو اور لکار کنا
 بھی جائز نہیں جیسے اجدع کہ اصل لغت میں کان اور ناک ہاتھ اور ہونٹ
 کٹے ہوئے کو کہتے ہیں اور ایک شیطان کا بھی نام ہے جیسا کہ البوداؤد وابن ماجہ
 نے روایت کیا ہے عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ لَقِيتُ عُمَرَ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قُلْتُ
 مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ لَأَجْعَلَ شَيْطَانٌ یعنی مسروق سے روایت ہے کہ کما ملاقات کی میں نے
 حضرت عمرؓ سے اونہوں نے فرمایا تو کون ہے میں نے کہا میں مسروق اجدع کا
 بیٹا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ
 اجدع شیطان ہے اسی طرح حزن نام رکنا نچا ہے کیونکہ حزن اصل میں زمین
 سخت کو کہتے ہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نام کو تغیر فرمایا
 جیسا کہ بخاری نے روایت کیا ہے عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ
 إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَخَدَّثَنِي أَنَّ جَدَّهُ خَزَنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اسْمِي حَزْنٌ قَالَ بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا أَنَا
 بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَانِيَهُ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا
 الْحُزُونَةُ بَعْدُ یعنی روایت ہے عبد الحمید بن جبیر بن شیبہ سے کہ کما میں
 بیٹھا تھا سعید بن مسیب کے پاس پس سعید نے میرے روبرو حدیث بیان کی کہ
 میرے دادا کا نام حزن تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے
 فرمایا تیرا کیا نام ہے انہوں نے کہا میرا نام حزن ہے آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام سہل ہے
 انہوں نے کہا میں اوس نام کو نہیں بدلتا جس کو میرے باپ نے رکھا سعید بن مسیب
 کہتے ہیں ہمارے خاندان میں اب تک سختی رہی یعنی اوس نام کی شومی باقی رہی اگر
 حسب فرمودہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس نام کو بدل کر سہل رکھ لیتے تو ہمیشہ ہمیشہ
 کو برکت و خوبی حاصل ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عادت شریف

تھی کہ جب کوئی برا نام سنتے تو فوراً اوسکو بدل دیتے تھے جیسا کہ اس حدیث
 میں آیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْأَسْمَ الْفَاحِشَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ يَعْنِي كَمَا حَضَرَتْ عَائِشَةُ
 صَدِيقَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نَعْنِي كَمَا بِشَكَرَ رَسُولَ خُذَّاصِلِي اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَدَل دِجِ
 تھے بڑے نام کو روایت کیا اسکو ترمذی نے عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ بَنَاتًا كَانَتْ لِعُمَرَ
 يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةٌ فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَبِيبَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ
 یعنی روایت ہے ابن عمر سے کہ مگر ایک بیٹی تھی حضرت عمرؓ کی کہ کہا جاتا تھا اوس
 کو عاصیہ یعنی گنہگار پس نام رکھا اوس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 جمیلہ روایت کیا اسکو مسلم نے اسی طرح اور کئی حدیثوں سے تغیر کر دینا بڑے
 ناموں کا ثابت ہے جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے عَنْ تَشْيِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ
 عَمْرِو بْنِ آسَامَةَ بْنِ أَخْذَرٍ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ أَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِينَ اتَّعَا
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ قَالَ أَصْرَمُ قَالَ بَلْ أَنْتَ ذُرْعَةُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
 وَقَالَ غَيْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اسْمَ الْعَاصِ وَغَيْرُ نَزْوِ
 عَتَلَةٍ وَشَيْطَانٍ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَحُبَابٍ وَشَهَابٍ وَقَالَ تَرَكْتُ آسَانِدَهَا
 لِلْإِخْتِصَارِ یعنی روایت ہے بشیر بن ميمون تابعی سے انہوں نے اسے
 ابن اخدری اپنے چچا سے جو صحابی ہیں یہ نقل کیا کہ ایک شخص تھا اوسکو اصرم کہتے

تھے اوس جماعت میں تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی آپ نے اوس سے فرمایا تیرا کیا نام ہے اوس نے عرض کیا کہ میرا نام اصرم ہے آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام زرعہ ہے یعنی چونکہ اصرم مشتق صرم سے ہے جس کے معنی قطع اور درخت کاٹنے کے ہیں اس لئے اسکو آپ نے ناپسند فرمایا اس کے بدل میں زرعہ نام رکھا جو زراعت سے مشتق ہے اور زراعت مشعر جو دو خیر و برکت کی ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے یعنی بطریق تعلیق کے اور کہا کہ بدل دیا آپ نے عاص و عزیز و عتله و شیطان و حکم و غراب و حباب و شہاب کے ناموں کو اور کہا ابو داؤد نے کہ اختصار کے لئے میں نے ان حدیثوں کی اسناد کا ذکر نہیں کیا جنہیں ان ناموں کا تغیر واقع ہوا ہے پس بدل دیا آپ نے عاص کو جو مخفف ہے عاصی کا کیونکہ معنی عاصی کے نافرمان اور گنہگار کے ہیں اور عزیز کو اس لئے بدلا کہ ایک تہہ اسم الہی ہے سو بندے کو چاہیے کہ عبد العزیز نام رکھے خود عزیز نہ بنے دوسرے اس کے معنی میں عرت و غلبہ ہے سو بندے کو خشوع خضوع چاہیے نہ عرت و کبر اور تغیر کیا عتله کو اس واسطے کہ اوس کے معنی غلظت اور شدت کے ہیں اور حکم کو اس لئے بدلا کہ حکم سب اغماح کا ہے اور حاکم حقیقی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے اوس کی خلق اوس کا امر ہے اور غراب کو بھی اس لئے بدل دیا کہ کوٹے کو کہتے ہیں اور کوٹا جانوروں میں پلید ہے مردار اور نجاست کہاتا ہے اور حل و حرم میں مارا جاتا ہے اور اوس کے معنی دور ہونے کے بھی ہیں اور بدل دیا

حباب اور شہاب کو بھی اسلئے کہ اول نام شیطان کا ہے اور سانپ کو بھی کہتے ہیں اور دوسرا یعنی شہاب آگ کے بھرکتے شعلے کو کہتے ہیں غرض کہ ایسے نام کہ جن کے معنوں میں بُرائی ہونہ رکنا چاہئیں بلکہ اون کا تغیر کرنا مستحب ہے اور ایسے نام رکنا بھی درست نہیں کہ جن میں ایک طرح کی عظمت اور شان نکلتی ہو کہ اسکی بھی حدیثوں سے ممانعت معلوم ہوتی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے نام کو متغیر فرمایا ہے چنانچہ روایت ہے زینب بنت ابی سلمہ سے قَالَتْ سُمِّيتُ بَرَّةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاللَّهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْكُوكُنَّ أَنْفُسَكُمْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبَرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

یعنی کہا زینب بنت ابی سلمہ نے کہ نام رکھا گیا میرا برہ یعنی نیکو کار پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اچھا نہ جانو اپنی جانوں کو اللہ خوب جانتا ہے کہ کون تم میں نیک اور اچھا ہے نام رکھو اسکا زینب روایت کیا اسکو مسلم نے پس اس حدیث سے ممانعت بُرائی واسلئے نام رکھنے کی اور بدل دینا اس کا یہ دونوں باتیں صاف معلوم ہوتی ہیں اور اوپر کی حدیثوں سے فقط بدل دینا بُرائی واسلئے ناموں کا تصریح سے نکلتا ہے پس جن لفظوں میں تعریف اور بزرگی یا بُرائی نکلتی ہو ایسے نام رکنا درست نہیں مان جن اسموں کے معنی اچھے ہوں اور عبادت اس شخص کی بہ نسبت معبود بحق کے سمجھی جاوے ایسے ناموں کا رکنا شرعاً نہایت بہتر اور افضل معلوم ہوتا ہے اگر اسکے ساتھ عوام کی زبان پر بولنے میں سہل بھی

ہوں تو نہایت ہی خوب ہے۔

فصل چہٹی کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جاہل لوگ اور امور شرعیہ سے ناواقف عورتیں جو بچے کو چہڑی اور
 سنلاتی ہیں اور اوس دن اوسکا سر نہیں منڈواتیں صرف نہلا کر بچے اور زچا دونوں
 کو زرد جوڑا پہنا دیتی ہیں اور دونوں کے سر پر گوٹے یا بنت کی پٹی بنا کر مثل گوشوارے
 کے باندھ دیتی ہیں سو یہ سب بدعت ہے بلکہ مشرکوں کی رسموں سے ہے چنانچہ
 ہندوؤں کے یہاں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ زچا اور بچے کو پیدا ہونے سے چھٹے
 روز نہلا کر زرد کپڑے پہناتے ہیں اور زچا کو دھن کی طرح بنا کر اوس کے اور بچے
 کے سر پر گوشوارے کی طرح گوٹے یا بنت کی پٹی سیکر باندھ دیتے ہیں اور یہ بھی
 کافروں کی رسموں سے ہے جو بعضی عورتیں قریب سورج ڈوبنے کے بچے کو زچا کی گود
 میں دیکر باہر صحن میں نکالتی ہیں اور اوس کے سر پر اس طرح سے قرآن شریف کا شتا
 کرتی ہیں کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کلام مجید دیتی ہیں کہ وہ زچا کے سر پر اوسکا
 سایہ کئے رہتی ہے اور اوس کے دیور کو ننگی تلوار دیتی ہیں کہ وہ زچا کے سر پر رکھے
 ہوئے اوس کے ساتھ ہوتا ہے اور ایک آٹے کی چومک میں گھی بھر کر چار بتیان
 ٹاڑے کی روشن کرتی ہیں اور اوس چومک کو ایک تنائی میں رکھ لے ایک عورت
 کو دیتی ہیں کہ وہ زچا کے آگے آگے لئے چلتی ہے اور ایک روغنی روٹی اور
 ٹکیلی بکلی ہوئی دائی کو دیدیتے ہیں جب زچا ان رسموں کے بعد صحن میں ٹھیکر سوچ

کو دیکھتی ہے تو وہ دانی زچا کے سرے پاس لیجا کر اوس روٹی کے چار ٹکڑے
 کرتی ہے اور کہتی ہے کہ سورج سورج روٹی تیری اور زچا میری اسی طرح
 اوس روغنئی ٹکلیا کو بچے کے سر کے پاس لیجا کر توڑتی ہے اور وہی الفاظ جو
 زچا کے واسطے کہے تھے بچے کے لئے بھی کہتی ہے اور بعض عورتیں غروب کے
 بعد سورج کے بدے تارے دکھاتی ہیں اس میں بھی وہی نسب باتیں جو پہلے بیان
 ہو چکیں کرتی ہیں پھر زچا سورج یا تارے دیکھ کر جب اپنے زچا خانے میں آتی ہے
 اوس وقت دیورا و سی ننگی تلوار کو جو اوس کے ہاتھ میں ہوتی ہے زچا خانے
 کی چوڑے سے چوڑا دیتا ہے اور اس کا نیگ بھی یہی لیتا ہے اس رسم کو جابلون
 کی بول چال میں مرگ مارنا کہتے ہیں بعد اس رسم کے جب زچا اپنے پلنگ
 پر آتی ہے تو عورتیں اوس کے سامنے چوکی بچھا کر ایک تھال پھر چانول کے پھوٹے
 اوس میں دو دہ شکر میوہ پڑا ہوا اوس چوکی پر رکھتے ہیں اور سات یا نو خواہ گیارہ
 سہاگنوں کو جمع کر کے زچا کے ساتھ اوس تھال میں کھانا کھاتے ہیں پھر اوس
 تھال میں سب برادری کی بیبیاں اپنے اپنے مقدور کے موافق روپے اٹھنیان
 وغیرہ ڈالتی ہیں اور یہ سب دانی کو دیا جاتا ہے اور اس چٹائی ہی کے دن بچے کی
 پوپی نیل کی ڈلی سے گھر کے چاروں کونوں پر دو دو چار چار لکیریں لہر دار بنا دیتی ہے
 اسکو ہندو ستیا رکھنا کہتے ہیں اسکا نیگ بھی نند کو اوس دن ملتا ہے حاصل
 یہ کہ اس طرح کی بہودہ خرافات رسمیں جو جابلون نے کفار سے سیکھی ہیں اور بہت

ان میں سے انکے شادی نکتوں میں رائج ہیں مسلمان ایماندار عورتوں کو چاہیے کہ ایسی رسموں سے بچتی رہیں اس لئے کہ یہ رسمیں کافر اور مشرکوں کی ہیں ان پر اعتقاد رکھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے اور آدمی کافر و مشرک ہو جاتا ہے جس کی بخشش کی کہی اُسید نہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفِیْ اَنْ یَّکْشَرَ لَکَ بِہٖ وَیَنْفِرَ قَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاَعْنِ بِشَکِّ الْمَدْنِیْنَ بَخْشًا شَرک کو اور بخشدیتا ہے باقی گناہوں کو جس کے لئے چاہے پس سب مسلمانوں کو لازم ہے کہ چٹھی کے بدے عقیقہ کیا کریں کہ مشروع و مستحب بلکہ بعض کے نزدیک سنت بعض کے نزدیک واجب ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود ہی حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا اور لوگوں کو بھی ادا سکے کرنے کا حکم فرمایا پس جہاں تک ممکن ہو ہر امر میں آپ کے فعل کی پیروی اور حکم کی تعمیل کرنا چاہیے تاکہ نجات دارین کی حاصل ہو۔

فصل ختنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ ختنے کے واجب ہونے میں علما کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور بہت سے علما فرماتے ہیں کہ ختنہ کرنا مرد و عورت دونوں کے حق میں واجب ہے امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ اور اکثر علما کے نزدیک دونوں کے حق میں سنت ہے اور بعض علما کے نزدیک مردوں کے لئے واجب ہے نہ عورتوں کے واسطے جو لوگ واجب کہتے ہیں انکی دلیل یہ حدیث ہے عَنِ ابْنِ جُرَیجٍ قَالَ

أَخْبَرْتُ عَنْ عَثِيمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ أَسْلَمْتُ قَالَ أَلَيْسَ عَنْكَ شَعْرُ الْكُفْرِ يَقُولُ إِنْ خَلَقَ قَالَ
 وَأَخْبَرَنِي آخِرُ مَعَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِآخِرِ أَلَيْسَ عَنْكَ شَعْرُ الْكُفْرِ
 وَأَخْتَتَيْنِ رَقَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ يَعْنِي ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ رِوَايَةٍ هِيَ
 كَمَا مَجَّهَ عَثِيمٌ عَنْ خَبَرِ دُكَيْبِ عَثِيمٍ ابْنِ بَابٍ عَنْ ابْنِ بَابٍ عَنْ دَاوُدَ
 رِوَايَةٍ كَرَّتْ فِي هُنَّ كُنَّ دَاوُدَ ابْنِ صَالِي عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ حَاضِرٌ هُوَ
 أَوْ عَرَضَ كَيْفَ مَقَرَّرَ مِنْ أَسْلَامِ لَيْلَا أَيْبَ نَعْنِي فَرَمَا يَأْكَرَ ابْنِ سَرَّ كُفْرَ كَيْفَ بَالٍ يَعْنِي
 سَمْنَدُ وَارَاوِي كَتَابَ هِيَ أَوْ خَبَرِ دُكَيْبِ مَجَّهَ دُكَيْبِ شَخْصٌ نَعْنِي جَوْ عَثِيمَ كَيْفَ دَاوُدَ كَيْفَ
 سَاوَهُ تَمَّا اسْ بَاتِ كَيْفَ فَرَمَا يَأْكَرَ ابْنِ صَالِي عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَعْنِي أَوْ كَيْفَ كَرَّمَ ابْنِ
 سَرَّ كَيْفَ بَالٍ كُفْرَ كَيْفَ أَوْ رَحْمَةُ كَرَّمَ اسْ حَدِيثِ مِنْ عُلَمَاءِ كَيْفَ طَرَحَ كَيْفَ كَلَامِ
 كَيْفَ هِيَ اِسْمِ طَرَحَ اسْ بَابِ كَيْفَ أَوْ رَحْمَةُ مِنْ هِيَ كَلَامِ هِيَ جَبَلِي وَجْهَ كَيْفَ وَجْهَ كَا
 ثَبُوتِ نَعْنِي هِيَ سَمْنَدُ أَوْ رَجُلُ سَمْنَدِ كَتَبَ هُنَّ أَوَّلِي دَلِيلِ هِيَ حَدِيثِ هِيَ الْخُتَانُ
 مَعْنَى فِي الرِّجَالِ مَكْرَمَةً فِي النِّسَاءِ دَاوُدَ أَحْمَدُ وَابْنُ هَقِيٍّ مِنْ حَدِيثِ الْحَجَّاجِ بْنِ
 أَرْطَاةٍ يَعْنِي رَحْمَةُ سَمْنَدِ هِيَ مَرْدُونِ مِنْ اِجْمَاعِ بَاتِ هِيَ عَمْرُوتُونِ مِنْ رِوَايَةِ كَيْفَ
 اسْمُ أَحْمَدُ وَهَقِيٍّ نَعْنِي حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةٍ كَيْفَ حَدِيثِ هِيَ مَكْرَمَ اسْمِ حَدِيثِ مِنْ هِيَ
 چَندِ وَجْهَ كَلَامِ هِيَ حَسْبِ كَيْفَ سَبَبِ قَابِلِ حُجَّتِ نَعْنِي هِيَ أَوْ رَجُلُ مَرْدُونِ
 پَرِ وَاجِبِ كَتَبَ هُنَّ أَوَّلِي دَلِيلِ بَعِيدِ قَوْلِ أَوَّلِي دَلِيلِ هِيَ أَوْ عَمْرُوتُونِ پَرِ وَاجِبِ

نو نے کی یہی دوسری حدیث دلیل ہے یعنی کمرہ کے لفظ سے وجوب نہیں نکلتا
 حق بات یہ ہے کہ ختنے کے وجوب پر کوئی دلیل صحیح قائم نہیں ہے رہا سنت ہونا
 یہ یقینی ہے اس لئے کہ اگرچہ حدیث مذکور قابل حجت نہیں مگر حدیث فطرت تو دلیل
 ظاہر ہے سنت ہونے پر جسکو جماعت نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ الْفُطْرَةِ
 الْأَسْتَحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيدُ الْأَخْفَارِ
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں
 جیسر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کیا ایک تو پاکی لینا دوسرے ختنہ
 کرنا تیسرے مونچھیں کتر دانا چوتھے بغل کے بالوں کا اوکھڑنا پانچویں ناخنوں کو
 ترشوانا قائدہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کوئی زمانہ ختنہ کے لئے خاص نہیں ہے
 دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کے بعد اپنا ختنہ اپنے ہاتھ سے
 کیا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَنَّ إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ بَعْدَ مَا آتَتْ عَلَيْهِ ثَمَانُونَ
 سَنَةً وَاخْتَنَّ بِالْقُدُومِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ مُسْلِمًا لَمْ يَذْكُرِ السِّنِينَ
 یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کیا ابراہیم خلیل الرحمن نے
 بعد اسکے کہ اسی برس کے ہو گئے تھے اور ختنہ کیا لبوے سے روایت کیا
 اسکو بخاری و مسلم نے مگر مسلم نے برسوں کا ذکر نہیں کیا مگر مستحب یہ ہے کہ عقیقے کے

دون ولادت سے ساتویں روز ختنہ کر دے جیسا کہ حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَتَنَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وَكَاذِهِمَا یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختنہ کیا حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن اون دونوں کی پیدائش سے اور حاکم نے یہ بھی کہا کہ صحیح الاسناد ہے اور اگر عقیقے کے روز ختنہ نہ ہو سکے تو چالیس دن کے درمیان میں کر دے اگر اس زمانے میں ہی نہ ہو سکے تو چوتھے پانچویں برس ضرور ہی ختنہ کر دے زیادہ دیر نہ کرے جتنا جلد ختنہ کیا جاوے اتنا ہی افضل اور بہتر ہے کیونکہ جلدی ختنہ کرنے میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ کم عمری کے ختنے کا زخم جلد اچھا ہو جاتا ہے اور بچے کو ایذا کم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حضرت صلعم نے اپنے نواسوں کا ختنہ ساتویں ہی روز کیا تھا پس اسی روز ختنہ کرنا بہتر ہے۔ اکثر علما کے نزدیک عورتوں کا ختنہ اسلئے سنت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا ختنہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے لئے کر دیا تھا اور ان کے

۱۱ سید زعفرانی صاحب تاج العروس نے سان العرب سے نقل کیا ہے کہ پہلے پہل جس عورت نے دامن نکالا اور اپنے دونوں کانوں کو چھیدا اور ختنہ کیا وہ بی بی ہاجرہ ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ بی بی سارہ بی بی ہاجرہ پر خفا ہو گئیں اور قسم کھائی کہ میں عضو ان کے اعضا سے کاٹ ڈالیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قسم کو پورا کرین اس طرح سے کہ ان کو دونوں کان چھید دیں اور ان کے ختنہ کر دیں پھر یہ عورتوں میں

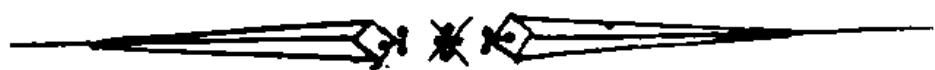
اس فعل کو اللہ تعالیٰ نے ہی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے سبب سے جائز رکھا اور وحی سے اسکا حکم ہی ثابت نہیں ہوا سوا کہ عورتوں کا ختنہ کیا جاوے تو بہتر ہے اور اگر نہ تو کچھ گناہ نہیں جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہو تو اسکا بہر ختنہ کرنا ضرور نہیں چنانچہ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختنہ نہیں کیا گیا اور سوائے آپ کے اور تیرہ پیغمبروں علیہم السلام کا بھی ختنہ نہیں کیا گیا اس لئے کہ وہ سب انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اسی طرح ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے تھے پس دوبار ختنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن ایک جماعت علما نے یہ کہا ہے کہ جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا اسکے لئے مستحب ہے کہ اس کے ختنے کے مقام پر خالی آسترہ پہیر دیا جاوے اور سوائے ایسے بچوں کے سب بچوں کا ختنہ کرنا مسلمانوں کو ضرور ہے یہ بہت بڑی سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے جو ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ ہیں غرض کہ ہمارے دین میں مرد کا ختنہ کرنا ضروری ٹھہرا ہے جو اسکو نہ کرے گا وہ گنہگار ہے۔

فائدہ ختنے کی دعوت قبول کرنے میں علما کا اختلاف ہے محققین علما کہتے ہیں اس دعوت میں جانا درست نہیں ہے اس لئے کہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے

۵۔ یعنی حضرت آدم حضرت شیث حضرت نوح حضرت ہود حضرت صالح حضرت نوح حضرت شیث حضرت یوسف حضرت موسیٰ حضرت سلیمان حضرت زکریا حضرت عیسیٰ

حضرت خنظلہ بن صفوان جو اصحاب الرس کے نبی تھے ۱۲ + ۱۲

حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قال دُعِيَ عُثْمَانُ ابْنُ أَبِي الْعَاصِ إِلَى خِتَانِ
 فَبَانِي أَنْ يُجِيبَ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا لَنَا فِي الْخِتَانِ عَلَى عَهْدِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَ لَا نَدْعُو عَلَى لَهُ
 یعنی حسن نے کہا عثمان بن ابی العاص ختنے کی دعوت میں بلائے گئے
 انہوں نے دعوت قبول نہیں کی کسی نے اس باب میں
 ان سے کہا انہوں نے جواب دیا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد
 مبارک میں ختنے کی دعوت میں نہیں جاتے اور نہ اس کے لئے بلائے جاتے تھے
 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے وصیت نامہ میں لکھا ہے۔ دیگر عادات
 مامردم اسراف ست و افراح و رسوم بسیاری در آن مقرر کردن انچه آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وراثتاً مقرر فرمودہ اند و شادی ست و لمیمہ و عقیقہ
 این ہر دور باید گرفت و غیرتزا باید گذاشت یا باہتمام و الزام آن نباید کرد۔ یعنی
 ہم لوگوں کی عادات سے ہے جو چوتھی میں صرف بجا کرتے ہیں اور بہت سی رسمیں
 اوسمیں مقرر کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادیوں میں سے جنکو
 ثابت رکھا ہے وہ وراثتاً دیان میں ایک و لمیمہ دوسرا عقیقہ سوان دونوں کو ادا
 کریں انکے سوا اور شادیوں کو چوڑی یا باہتمام و الزام اون کا کریں۔



باب چہم

فصل غذا کھلانے کے طریقے میں

مان باپ کو لازم ہے کہ اولاد کی پرورش کا آپ ہی دھیان اور خیال رکھا کریں
 انا اور کھلائی پر بچے کو نہ چھوڑ دیں اپنے یا کسی اپنے معتبر آدمی کے
 سامنے بچے کا کھانا پینا مقرر رکھیں اسلئے کہ ہر کس و ناکس کو سلیقہ بچے کے
 کھلانے پلانے کا نہیں ہوتا چنانچہ اکثر کم سمجھ عورتوں کو زیادہ کھلا دینے کا
 ذوق و شوق ہوتا ہے کہ اوس سے بچہ اکثر بیمار رہتا ہے پس ضرور ہے کہ جب
 اوسکو غذا کھلانا شروع کریں تو کھلانا پلانا اوس کا اپنے روبرو یا کسی اپنے
 بزرگ اور معتبر آدمی کے سامنے مقرر کریں کہ وہ انداز اور قاعدے سے رزق
 کھلانے کی عادت ڈالے طریقہ شروع میں غذا کھلانے کا یہ ہے کہ جب بچہ
 پانچ چھ مہینے کا ہو تو تھوڑی تھوڑی سی نرم اور لطیف سرلج المضم غذا مثل
 سا بودانے اور اراروٹ کے سلونی کیر یا تولی وغیرہ کے اوسکو چٹانا شروع
 کریں اگر بچہ شیرینی اور دودھ کی طرف رغبت کرے تو تھوڑا سا گائے کا دودھ پش
 کر کے اوس کی بالائی الگ کر ڈالیں پھر اوس میں تھوڑا سا سا بودانہ یا اراروٹ
 پکا کر شکہ بقدر مناسب ڈال کے یا میٹھی تولی پکا کر کھلاویں اور مٹھائی کی

قسموں میں سے فقط توڑی سی جلیبی یا بتا سے کھانا یا مضائقہ نہیں اور طرح
 کی مٹھائی مثل لڈو یا پیرے وغیرہ کے نہ کھلاوین اور میو جات میں سے انجیر اور
 انگور انار اور سیب وغیرہ کھلاوین غرض کہ جو چیزیں دیر ہشتم اور قابض یا بار دہون
 وہ ہرگز نہ کھلاوین اگر کہی کوئی چیز خللات اوس کے مزاج کے دلیون تو بہت
 ہی کم کھلاوین کیونکہ مثل مشہور ہے کہ اگر زہر ہی انداز سے کم کھاوے تو ضرر نہیں
 کرتا چنانچہ افیون ہی ایک طرح کا زہر ہے پس اس کے کم کھانے میں ضرر نہیں
 اور جو بہت کھا لیتا ہے مر جاتا ہے اور شکھیا کہ کیا قاتل زہر ہے مگر کم کھانے
 میں اوسکا وہ اثر نہیں رہتا پس چاہیے کہ بچے کو جو چیز کھلاوین کم کھلاوین اسلئے
 کہ بہت کھانا تو بڑھ کر ہے کوہی نقصان کرتا ہے غرض کہ جتنا بچہ بڑھتا جاوے اوتنا ہی
 اوسکی غذا کو بھی بڑھاتے جاوین اور عادت گوشت کھانے کی زیادہ ڈالین اسلئے کہ
 یہ سب غذاؤں میں بہتر اور مقوی اور زود ہضم ہوتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسکو بہت پسند فرما کے سید الطعام کا خطاب
 دیا ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا
 وَأَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّهُمَّ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ طَعَامِ
 اہل دنیا اور اہل جنت کا گوشت ہے پس گوشت روٹی سے بہتر کوئی غذا نہیں
 یہی زیادہ کھانا چاہیے مگر کہی کہی صحت کے زمانے میں اور چیزیں بھی توڑی توڑی

بچے کو کھلاتے رہیں تاکہ اوسکو عادت سب چیزوں کے کھانے کی رہے
 اس واسطے کہ حکیموں کا قول ہر صحت میں پرہیز کرنا ایسا مضر ہوتا ہے جیسے بیمار
 میں بد پرہیزی کرنا اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کے ہاتھ دھوا کر اوسی کے دہنے ہاتھ
 سے کھانا کھانے کی عادت ڈالیں کیونکہ اپنے ہاتھ سے کھانے میں سیر اور آسودہ
 رہتا ہے اور کھانا بھی زیادہ کھانے میں نہیں آتا۔ اور جب بچے کی زبان کھلے تو
 کہاتے وقت بسم اللہ کھانا بھی سکھا دیں اور یہ بھی تعلیم کریں کہ اپنے آگے سے
 کھاوے ہر طرف سے برتن کے نہ کھانے دین کیونکہ اس طرح سے کھانا شرع
 میں منع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ
 كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ
 يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 آلِهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللَّهَ وَكُلْ بِمِيزَانِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
 یعنی کما عمر بن ابی سلمہ نے کہ تھا میں لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش
 میں اور ہاتھ میرا بچوں کی عادت کے موافق رکابی میں ہر طرف پڑتا تھا پس
 فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بسم اللہ کہہ اور کھا اپنے دہنے ہاتھ
 سے اور کھا اوس جانب سے جو تیرے متصل ہے یعنی اپنے آگے سے کھانقل کی
 یہ بخاری و مسلم نے پس اس حدیث سے تین امر ثابت ہوئے اول کھاتے وقت
 بسم اللہ کہنا دوسرے دہنے ہاتھ سے کھانا تیسرے اپنے آگے سے آہن ماجہ نے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ لِيَا كُلُّ أَحَدِكُمْ يَمِينُهُ وَلِيَشْرَبْ يَمِينُهُ وَلِيَأْخُذْ يَمِينَهُ
 وَلِيُعْطِ يَمِينَهُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ وَيُعْطِ بِشِمَالِهِ
 وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاہیے
 کہ کما دے ایک تم میں کا اپنے دہنے ہاتھ سے اور چاہیے پیے دہنے ہاتھ
 سے اور چاہیے لیوے دہنے ہاتھ سے اور چاہیے دیوے دہنے ہاتھ سے
 اس لئے کہ شیطان کھاتا ہے اپنے بائیں ہاتھ سے اور پیتا ہے بائیں ہاتھ سے
 اور دیتا ہے بائیں ہاتھ سے اور لیتا ہے بائیں سے اسی کے مثل حسن بن سفیان
 نے اپنی سند میں بسند حسن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس سے
 معلوم ہوا کہ شیطان ہر کام کو بائیں ہاتھ سے شروع کرتا ہے اسی طرح سے
 جس کمانے پینے میں بسم اللہ نہیں کہی جاتی ہر آدمین ہی شیطان کا دخل ہو جاتا ہے
 جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَجِلُّ الطَّعَامَ
 أَنْ لَا يُدْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ سِرًّا وَلَا مُسْلِمًا یعنی کما حذیفہ رضی اللہ
 عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک شیطان حلال
 جانتا ہے کمانے کو اس سبب سے کہ نہ لیا جاوے نام اللہ کا اور سپر نقل کی یہ مسلم
 نے مراد حلال جاننے سے قادر ہوتا ہے اس کا کمانے پر آور بعضوں نے

یہ کما ہے کہ اوس کمانے کی برکت یجاتا ہے گویا شیطان اوسکو کما گیا یا اوس کمانے کو اللہ تعالیٰ کی غیر مرضی کی جگہ صرف کرتا ہے اسلئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنے بچوں کو دہنے ہاتھ سے کمانے اور کمانے وقت بسم اللہ کہنے کی عادت ڈالیں اور اس کی تعلیم کرتے رہیں تاکہ شیطان کا دخل نہوے پاورے اسی طرح یہ بھی سکھایا کہ کمانے سے پہلے اور بعد کو ہاتھ دھویا کرے اس لئے کہ یہ موجب برکت ہے جیسا کہ ترمذی اور ابوداؤد نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ قَالَ قَرَأْتُ فِي النَّوَائِزِ أَنَّ بَرَكَاتِ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ بَعْدَهُ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَسَّوْهُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَرَكَاتِ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ یعنی سلمان رضی اللہ عنہ نے کمانے تو راقہ میں پڑھا یعنی قبل اسلام کے کہ برکت طعام کی ہاتھ دھونا ہے بعد اوس کے پیر میں اسکا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا برکت طعام کی ہاتھ دھونا ہے پہلے اوس کے اور بعد اوس کے کمانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوے اور بعد اوس کے دونوں ہاتھ اور مونہہ دھوئے پہلے دھونے سے کمانے میں برکت و زیادتی ہوتی ہے اور بعد دھونے سے نفس کو سکون ہوتا ہے عبادات میں تقویت ہوتی ہے اخلاق حسنہ کو قوت ہوتی ہے ایسے ہی رکابی وغیرہ چاٹنے کی عادت ڈالیں کیونکہ یہ بھی موجب برکت ہے جیسا کہ مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے إِنْ الشَّيْءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَعْقِ الْأَمْيَاعِ وَالْمُحْفَةِ

وَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي آيَةِ الْبَرَكَةِ عِنِّي بِشَيْءٍ نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 نے حکم دیا انگلیوں اور رکابی کے چاٹنے کا اور فرمایا مقرر تم نہیں جانتے کہ
 کس انگلی یا کس نواسے میں برکت ہے اور کمانے کے بعد کی دعا بھی سکھا دین
 جسکو بخاری نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا
 كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ غَيْرُ مُكْنِيٍّ وَلَا مُودِّعٍ وَلَا مُسْتَفْنٍ عَنْهُ رَبُّنَا
 یعنی جب دسترخوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوٹھایا جاتا تو
 آپ فرماتے حمد ہے واسطے اللہ کے حمد بہت پاکیزہ یعنی رباً و سمعہ سے خالی
 برکت کے گئے اوسمیں یعنی کہی منقطع نہ ہونہ کفایت کی گئی اور نہ متروک اور نہ
 بے پروائی ہو اوس سے اے رب ہمارے کمانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ
 جوتا پہنے نہ کہا وین جیسا کہ دارمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوْضَعَ الطَّعَامَ فَاخْلَعُوا
 نَعَالَكُمْ فَإِنَّهُ أَدْوَحُ لَا قَدَامِكُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے جب کمانا رکھا جاوے تو پاؤں شون کو اتار ڈالو اس لئے کہ یہ بہت رحمت
 بخشنے والا ہے واسطے تمہارے قدموں کے اور یہ بھی تاکید رکھیں کہ ہاتھ
 میں چکنائی ہو تو اوسکو دھو ڈالے بعد اس کے سووے چکنائی بہرے ہوئے
 ہاتھوں کے ساتھ سونا منع ہے جیسا کہ ابو داؤد اور ترمذی و ابن ماجہ نے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ دَفِي يَدِهِ غَيْرَ لَمْ يَسْلَمْ فَأَصَابَهُ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ یعنی فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص رات کو سووے اور اس کے
 ہاتھ میں چکنائی ہو کہ اس کو نین دھویا پیراؤسکو کچھ اندھا بونچی تو وہ نہ ملامت کرے
 مگر اپنی جان کو اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو ہر وقت بازار کی چیزیں منگا کر نہ کھلایا
 کریں جو کچھ گھر میں میسر ہو وہی کھلا دیں اسکے لئے کہ اس سے چٹور پن کی عادت
 پڑ جاتی ہے پھر کل مال و متاع کمانے پینے ہی میں صرف کر کے سب ضروریات
 سے محتاج رہتا ہے اور اس کے گھر میں آسودگی اور برکت نین معلوم ہوتی بلکہ
 اس کا گزارا مشکل ہو جاتا ہے اور سوائے اسکے چٹورا آدمی اکثر مریض اور بیمار بھی
 رہتا ہے اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو زیادہ کمانے کا خوگر نہ بنے کیونکہ اس سے پانی
 زیادہ پیا جاتا ہے اور پانی کی زیادتی سے کمانا دیر میں ہضم ہوتا ہے اور دیر ہضمی کی
 وجہ سے نفخ و غیرہ بھی رہتا ہے اور نفخ ہونے سے سچی بھوک نین معلوم ہوتی پھر
 دوسری بار بھوک کھایا جاتا ہے جو جزو بدن نین ہوتا اسی وجہ اکثر
 بد ہضمی ہو جاتی ہے علوہ اسکے بہت کمانے میں یہی نقصان ہے کہ
 پیٹ پھول جاتا ہے سانس لینا مشکل ہوتا ہے پھر کوئی کام دین و دنیا کا
 نہیں ہو سکتا آدمی بالکل بیکار اور سست ہو جاتا ہے نیند بھی بہت آتی ہے
 حافظہ کم ہو جاتا ہے اور طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں غرض کہ زیادہ

کھانے میں بہت ضرر اور نقصان ہیں اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے ع کہ بسیار
 خوارست بسیار خوار ؛ اسی واسطے لازم ہے کہ بچے کو اول ہی سے کم کھانے
 کی عادت ڈالیں اور کھلانے کے وقت کا بھی انتظام رکھیں یعنی ہر وقت نہ کھلاؤ
 آٹھ بہرین دو تین وقت کھلانا کافی ہے اور یہ بھی جب ہے کہ اوسکو بہوک معلوم
 ہو اور کھانا طلب کرے ورنہ زبردستی نہ کھلاوین اور کھلاتے وقت یہ بھی
 خیال رکھنا ضرور ہے کہ انداز سے ایک دو نوالے کم ہی کھلاوین کہ جس سے طاقت
 بنی رہے اور کسی طرح کا نقصان نہ ہو کیونکہ اکثر امراض پیٹ ہی کے فساد سے
 ہوتے ہیں اور ہر شخص کے لئے انداز کھانے کا یہ ہے کہ ایک تہائی پیٹ کھاوے
 اور دو حصے پانی اور سانس کے لئے خالی رکھے جیسا کہ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے
 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِمْ أَنَّهَا سَمِعَتْ لِمُقْدَامِ بْنِ
 مَعْدِي كَرَبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وَعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ حَسْبُ الْآدَمِيِّ لُثْمَاتُ يَقْمَنَ
 صُلْبَهُ فَإِنْ غَلَبَتْ الْآدَمِيَّ نَفْسُهُ فَتَلَتْ لِلطَّعَامِ وَتَلَتْ لِلشَّرَابِ وَ
 تَلَتْ لِلنَّفْسِ یعنی محمد بن حرب سے روایت ہے کہا مجھے میری ماں نے حدیث
 کی وہ میری نانی سے روایت کرتی ہیں انہوں نے مقدم بن معدی کرب کو کہتے
 سنا وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے نہیں
 بہر کسی آدمی نے کسی برتن کو کہ وہ شر ہو پیٹ سے آدمی کو چند نغمے کفایت کرتے ہیں

کہ اوس کی پیٹھ کو سیدھا کر دین پہ اگر آدمی پر اوس کا نفس غالب ہو تو ایک
 حصہ کمانے کے لئے اور ایک پینے کے واسطے اور ایک سانس لینے کے
 لئے اور یہی مضمون ابو نعیم کی کتاب الطب میں آیا ہے پس اسی انداز سے
 بچے کو بھی کھلا دین تاکہ ہمیشہ اوس کو کم کھانہ کی عادت ہو کیونکہ بہت کھانہ کی نہایت ہی مذمت ہے
 اور حدیث شریف میں آئی ہے بیان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا ہے کہ کافر بہت کھاتا ہے اور مسلمان کم جیسا کہ ان حدیثوں سے ثابت ہے
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيرًا فَأَسْلَمَ
 فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيلًا فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعَا وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ آمْعَاءٍ
 رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي مُوسَى وَابْنِ عُمَرَ الْمُسْنَدُ مِنْهُ
 فَقَطُ وَفِي أُخْرَى لَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحَلَبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَ ثُمَّ
 أُخْرَى فَشَرِبَ حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَمِجَ فَأَسْلَمَ
 فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحَلَبَتْ فَشَرِبَ
 حِلَابَهَا ثُمَّ أُخْرَى فَلَمْ يَسْتَمِمْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعَا وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ آمْعَاءٍ

یعنی روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص کہانا بہت کھاتا تھا
 پر وہ مسلمان ہوا تو کم کھانے لگا پس ذکر کیا اسکا سامنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے فرمایا آپ نے تحقیق مبہن کھاتا ہے ایک آنت میں اور کافر کھاتا
 ہے سات آنتوں میں نقل کی یہ بخاری نے اور روایت کیا مسلم نے ابو موسیٰ
 اور ابن عمر سے فقط مسند کو اس حدیث سے یعنی جو کچھ کہ اسناد کیا گیا ہے اس حدیث
 سے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ قول آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کا ہے اِنَّ الْمُؤْمِنَ الَّذِیْ یُحِبُّ اللہَ وَرَسُولَہُ یُطْعَمُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ
 کہ ایک شخص کھاتا تا بلکہ فقط قول مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا
 ذکر کیا گیا ہے اور مسلم کی دوسری روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی
 ہے کہ بیشک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں ایک مہمان آیا اور وہ
 کافر تھا پس حکم دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کے لئے ایک
 بکری کے دودھ دوہنے کا پس وہ دوہی گئی اور پیا اوس شخص نے دودھ اوسکا پر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور بکری کے دودھ دوہنے کو فرمایا سو
 اوسکا دودھ بھی اوس نے پی لیا پر اور ایک بکری کے دودھ کے ساتھ ایسا ہی
 معاملہ ہوا یہاں تک کہ اوس شخص نے اسی طرح سات بکریوں کا دودھ پیا پر
 مقرر صبح کو وہ شخص اسلام لایا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا
 اوس کے لئے ایک بکری کے دودھ دوہنے کا پر وہ دوہی گئی پس پیا اوس شخص نے

دودہ اوسکا پر دوسری بکری کے دوہنے کا حکم دیا تب وہ شخص سارا دودہ اوسکا
 نہ پی سکا پر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومن پیتا ہے ایک اُنت
 میں اور کافر پیتا ہے سات اُنتوں میں وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ طَعَامُ الْوَاحِدِ
 يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ
 يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے
 کہ کما اونہوں نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کمانا
 ایک شخص کا کفایت کرتا ہے دو کو اور دو کا کفایت کرتا ہے چار کو اور چار کا
 کفایت کرتا ہے آٹھ کو نقل کی یہ مسلم نے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مسلمان
 بہ نسبت کافر کے کمانا کم کمانا ہے پس کم کمانا گویا نشانی اسلام کی ہے اسی وجہ
 سے طبعیوں اور بزرگوں نے بھی کم کمانے کو پسند کیا اور بہتر جانا ہے اور بہت
 کمانے والوں کی مذمت و ہجو کی ہے پس مناسب ہے کہ ابتدا ہی سے بچے
 کو عادت کم کمانے کی ڈالیں تاکہ وہ ہمیشہ کم خور اک رہے۔

فصل اس امر کے بیان میں کہ کھلائی وغیرہ بچے کو کس طرح رکے

مان باپ کو چاہیے کہ اپنے مقدور کے موافق ایک دو عورتیں ایسی ہوشیار
 سلیقہ شعار بچے پر مقرر کریں کہ ہر وقت اس کا خیال رکھیں اور مونہ ہاتھ وغیرہ
 دھلاتی رہیں اور کپڑے بھی جلد جلد بدل دیا کریں کہ بچہ صاف سترا اور طبیعت بھی

اوسکی سبک رہے اور کوئی اوس سے نفرت نہ کرے رکھنے والے کو چاہیے
 کہ ہر وقت بچے کے مزاج یعنی سردی گرمی وغیرہ کا دھیان رکھے اور موسم کے
 مناسب بچے کو لباس پہنا دے یعنی ہوا اور سردی کے وقت گرم کپڑا
 مثل الخالق ٹوپ وغیرہ کے اور گرمی کے وقت اکھرا اور ہلکا لباس اور یہ بھی
 لازم ہے کہ ہر وقت بچے کے ہمراہ رہے جب وہ کیل کو دین مصروف
 ہو تو نہایت اوسکا دھیان رکھے اور اوسکو بہت دوڑنے کو دینے نہ دے
 اور بلند مکان پر لیجا کر نہ کھلا دے تاکہ گرنے پڑنے سے محفوظ رہے۔ شرفیون
 کے بچوں کے ساتھ کھلا دے رذیلون کمینون کی اولاد کے ساتھ کیلئے نہ
 اور کیلئے وقت اوسکے نزدیک بہت مجمع بھی نہ ہونے دے گلیون اور
 سڑکوں پر نہ کھلا دے گھر ہی میں کھلا دے بازار وغیرہ میں بھی اوسکو لئے نہ
 بہرے بلکہ جب خود کہیں جائے تو بچے کو اوسکے مان باب پاس چھوڑ
 جاوے پہرا کر اپنے بچے کے پاس موجود ہو جاوے اور اوسکی ہر بات اور
 حرکات کو دیکھتا رہے جو حرکت اوسکی بہودہ دیکھے اوسن سے روک دے
 نہ کرنے دے اور جو بات اوسکی اچھی دیکھے اوسپر شاباشی دے کہ بچے کا دل
 خوش ہو اور اوس بات کو یاد رکھکے ہمیشہ اچھی باتیں اور نیک افعال کرتا
 رہے غرض کہ بچے کو ہر وقت اوسکے موقع پر آداب اور قاعدے اوسنے
 بیٹھنے کمانے پینے سونے جاگنے چلنے پہرنے چھینکنے کمانے گفتگو وغیرہ

کے بتانا اور سمجھانا رہے یعنی جب بچہ اپنے ہاتھ سے کھانے پینے لگے تو
 کھانے سے پہلے بچے کو ہاتھ دھونا سکھاوے اور کھاتے وقت بسم اللہ کہنا
 اور دہنے ہاتھ سے چوٹا نوالہ کھانے کی عادت ڈالے اور جب تک اچھی طرح سے
 ایک لقمہ نہ چبا لے دوسرا نوالہ نہ کھانے دے اور کھانے میں بہت باتیں نہ کرنے
 دے اور ادھر ادھر ہی نہ دیکھنے دے اپنے آگے سے کھانے کی عادت ڈالیں
 برتن کے ہر طرف سے نہ کھانے دے اور نوالہ اس طرح سے بنوادے کہ چانول
 وغیرہ نہ پھیلین اور بچے کا مونہ ہاتھ بھی نہ ہرے اور کوئی ایسی بات کہ جسکے
 دیکھنے سے لوگوں کو نفرت ہو نہ کرنے دے بعد کھانے کے بچے کا مونہ ہاتھ کھلی
 وغیرہ سے خوب صاف کر کے دھلادیا کرے اور کھانا اس کے وقت پر
 کھلاوے بار بار کھانے کی عادت نہ ڈالے یعنی جو وقت اس کے کھانے کا
 معین ہو اسی وقت کھلاوے اور یہ بھی لازم ہے کہ بغیر مانگے زبردستی یا نیند
 سے جگا کر اسکو نہ کھلاوے اسی طرح اگر بچہ ہو کا سو رہا ہو اور آدھی پچھلی رات
 کو اٹھ کر کھانا مانگے تو اس وقت بھی ہرگز نہ دے اور نہلاوے غرض کہ جو چیز بچے
 کو کھلاوے وقت پر اور تھوڑی سی کھلاوے ثقیل اور قابض اور سرد چیز نہ
 کھلاوے اور اگر ایسی چیزوں کے کھانے پر ضد کرے تو اس کی مان سے اطلاع
 کر دے بغیر اجازت اسکی مان وغیرہ کے کوئی چیز نہ کھلاوے۔ اور بچے کو
 ہر جگہ کھانے کی بھی خوشنہ ڈالے کہ جان چاہے جا کر کھالیوے اپنے ہی گھر کھانگی

عادت ڈالے اگر نانی دادی خالہ بہو پی یا کسی ایسے ہی عزیز کے گھر کما میو
 تو مضافۃً نہیں اگر کسی غیر کے گھر جاوے اور وہ اسکو کوئی چیز کمانے پینے
 کی دیوے تو رکھنے والے کو چاہیے کہ اسکو اپنے گھر لاکر اس کے بزرگ کے روبرو
 رکھ دیوے بالابالا بچے کو نہ دکھلاوے اور یہ بھی لازم ہے کہ بچے کو سواے
 اس کے مان باپ دادا دادی نانا نانی کے اور کسی سے مانگنے کی عادت
 نہ ڈالے اسی طرح بچے سے بھی کوئی چیز کسی کو بغیر اجازت اس کے مان باپ یا
 کسی بزرگ کے نہ دلوادے اور نہ آپ لیوے اور اسکو کسی جگہ بغیر اجازت
 مان باپ کے نہ لیجاوے اگرچہ کیسا ہی عزیز و قریب ہو جہاں اونکا حکم ہو وہاں
 لیجاوے اور کوئی چیز کمانے پینے کی بھی بازار سے خرید کر نہ کھلاوے اتفاقاً اگر کچھ
 خرید کر لاوے تو اس کے بزرگ کے روبرو رکھ دیوے آپ خود نہ کھلاوے کیونکہ
 اس طرح کے کھلانے سے بچہ چٹورا ہو جاتا ہے اور رکنی والی کو یہ بھی چاہیے کہ جب
 بچہ بولنے بات کرنے لگے تو اسکی تعلیم و تربیت میں کوشش کرے اور اس کے
 سب حرکات و سکنات پر اچھی طرح سے خیال اور وہ بیان کرے جو حرکت اسکی
 خراب شرع شریف یا شرفاکی وضع خواہ عرف کے خلاف دیکھے فوراً اس سے روک
 دے اور جو نہ مانے تو ہر اس کو تنبیہ اور ڈانٹ سے روکے اور جو ہر ہی نہ مانے
 تو اس کے بزرگ کو اطلاع اور خبر کر دے اور جب کوئی بات بچے کی اچھی دیکھے تو
 اسکو آفرین اور شاباشی دے اور اس کے بزرگ کو بھی اطلاع کر دے تاکہ وہ بھی

اوسکی اجہی باتوں پر خوش ہو کر اوسکو آفرین و پیار کرے تاکہ بچے کا دل خوش ہو اور
اوس بات کو یاد رکھے ہمیشہ اجہی باتیں اور نیک کام کرتا رہے کہ آخر کو نیک سیرت
اور لائق ہو جاوے۔ اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو خوشامد کرنیوالوں سے علیحدہ رکھے
اور کسیکو اوسکی خوشامد نہ کرنے دے اور حتی المقدور اوسکو نالائق لڑکوں کی صحبت
سے بچا دے اور بڑھوں میں کیلئے کی عادت ڈالے حاصل یہ کہ ہر موقع محل پر بچے
کو اچھے آداب اور قاعدے سکھاتا اور بُری باتوں سے روکتا رہے یعنی جب بچہ
باتیں کرنے لگے تو اوسکو ہر بات کی تعلیم اور تربیت کرتا رہے جیسے چہنکنے کے
وقت اکھڑ نہ کھانا اور کھانے کے وقت موہنہ پر ہاتھ رکھنا یا موہنہ پیر کر کھانا
بتا دے اور جمائی کے وقت موہنہ پر ہاتھ رکھنا سکھا دے اور عادت سلام اور
مزاج پرسی کی بھی ڈالے تاکہ جب کسی کے پاس جاوے اور ملے تو اوسکو سلام کرے اور
مزاج پوچھے کہ دعا پاوے گللی بکنے اور کو سنے لعنت کرنے اور جھوٹا بولنے
غیبت کرنے اور قسم کھانے وغیرہ سے روکتا رہے اور بہت باتیں بھی بچے کو نہ کرنے
دے اور دوسرے کی بات میں ہی اوس کو دخل نہ دینے دے اور بہت لاڈ اور پیار
بھی نہ کرے کیونکہ بچہ اس سے خراب اور اتر ہو جاتا ہے پھر آئندہ کو تربیت اوسکی
مشکل و دشوار ہو جاتی ہے۔

فصل بچوں کے لباس وغیرہ کے بیان میں

مان باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو بہت باریک کپڑے نہ پہناوے کہ اس سے سردی

کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اسلئے کہ سردی اور ٹھنڈی جلد اثر کرتی ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں پس لازم ہے کہ بچے کے سر اور سینے کو اکثر گرم کپڑے سے ڈھک رکھیں خصوصاً جاڑے اور برسات میں کنٹوپ یا نیمہ آستین یا الخالق وغیرہ ضرور پہنائے رہیں تاکہ ظاہر کی سردی کے ضرر سے محفوظ رہے جو کہ چھوٹے بچوں کے کپڑے اکثر دودھ وغیرہ ڈالنے سے جلد میلے کچیلے ہو جاتے ہیں اور اونچین بدلوا آنے لگتی ہے کہ جس سے لینے اور رکھنے والوں کو نفرت معلوم ہوتی ہے اور اسکی طبیعت بھی بسبب کثافت کے سست رہتی ہے بلکہ اکثر اسی وجہ سے بیمار اور دُبلّا ہو جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ جب اس کے کپڑے میلے دیکھیں تو منہ ہاتھ پاؤں دہلا کر بدل دیا کریں اور تنگ کپڑے ہی نہ پہنایا کریں کیونکہ اس سے بچے کو تکلیف ہوتی ہے اور سوائے اسکے جلد پٹ جاتے ہیں اور بہت گوتا کناری کے ہی نہ پہنا دیں عید بقر عید شادی مہمانی وغیرہ میں ایسے کپڑے پہنانیکا مضائقہ نہیں لیکن گہرے لکڑی کے سادہ ہی لباس پہنا دیں تاکہ اس کے بدن میں نہ چبھے اور دھلنے میں بھی حرج اور وقت نہ ہو اور یہ بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ خلاف شرع نہ لیں لڑکوں کو نراریشی کپڑا اور رنگوں میں سُرخ شہاب یعنی کسم اور زرد زعفران کا نہ پہنا دیں اسلئے کہ شرع شریف میں ایسا لباس مرد کو پہننا حرام اور منع ہے اور پہننا بیوالا اس کا گنگار پس ایسے خلاف شرع

کپڑے پہنانے میں کہ مان باپ گنہگار ہوں اور بچے کو لڑکپن کے سبب سے
 کچھ حظ بھی نہ سواسے نافرمانی خدا اور رسول کے کچھ حاصل نہیں بلکہ محض گناہ
 میں گرفتار ہو کر مواخذے میں پڑنا ہے اس زمانے میں تو کیسے کیسے عہدہ
 شرعی کپڑے سن اور سوت کے آتے ہیں کہ ریشمی کو بھی شرماتے ہیں انہیں سے
 جو پسند ہوں لڑکے کو پہنا دین اور لڑکی کے واسطے کسی طرح کے لباس کی
 ممانعت نہیں ہے او سکو ہر طرح کا کپڑا جو سائر ہو پہنا درست ہے ریشمی ہو یا
 سوتی کسم کا رنگا ہو یا زعفران کا مگر مردانہ لباس عورت کو پہنانا چاہیے مثلاً لڑکی
 کے پگڑی نہ باندھیں انگر کھایا ایسا پانچجامہ کہ جس سے ٹخنہ کھلا رہے نہ پہناوین
 ایسا ہی لڑکے کو زنا نہ لباس جیسے اوڑھنی یا چوڑیدار پانچجامہ وغیرہ
 کہ جس سے مشابہت عورتوں کے ساتھ ہوتی ہو نہ پہناوین اس لئے کہ مرد
 کو عورت کی مشابہت سے اور عورت کو مرد کی مشابہت سے حدیث شریف میں
 نہی آئی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگوں کو ملعون
 فرمایا ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
 قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللَّهُ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ
 بِالنِّسَاءِ وَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے یا لعنت کرے مشابہت کرنے والے
 مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کی مشابہت کرنے والیوں کو ساتھ مردوں کے

پس اس سے معلوم ہوا کہ مرد عورت کو بات چیت لباس وغیرہ میں ایک دوسرے کی مشابہت نہ کرنی چاہیے سو مرد کے لئے ٹخنے سے نیچا پاجامہ پہننے میں ایک تو عورتوں کی مشابہت ہے اور یہ مشابہت حرام ہے دوسری حدیث شریف میں اس سے صاف نہی وارد ہوئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا اسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِذَاكَرِ فَهُوَ فِي النَّارِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو چیز ٹخنوں سے نیچے ہو یعنی تہمد وغیرہ وہ آگ میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ کچھ پاجامے کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ انگر کما کرتہ جو غاجبہ وغیرہ جو ٹخنے سے نیچے ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور لڑکے کو سونے کا کوئی زیور نہ پہنا دین۔ کیونکہ سونا مرد کے واسطے قطعی حرام ہے بیان تک کہ طمع کا بھی حکم نہیں ہے البتہ چاندی اور جو ہر موتی وغیرہ مرد کو پہنا درست ہے لیکن اس کا پہنا نا بھی لڑکے کو کچھ ضرور نہیں ایسا ہی اگر جی چاہے تو ایک آدھ کنٹھا موتی کا گلے میں باندھ دینا اور نہ خیر سوا اس کے بچوں کو بہت سا زیور پہنانے میں کئی نقصان ہیں ایک یہ کہ وہ بچپن کی وجہ سے اپنی چیز کی احتیاط نہیں کر سکتے کیل کو دین بہوشی کے سبب ہر ایک چیز گر جاتی ہے کہ جس کا اتنا پتا ہی نہیں لگتا مفت میں نقصان ہوتا ہے دوسرے جو بچے بازار وغیرہ میں کیلتے ہیں اون کو اکثر بد معاوم دلا سے سے گلی کو چے میں لیجا کر جان سے مار ڈالتے ہیں اور تمام زیور وغیرہ

اوتار لیتے ہیں پس اس میں جان اور مال دونوں کا نقصان ہے تیسرے بہت بناؤ
 سے مرد بین یا ہے بالغ لڑکے کو اندیشہ ہر طرح کے فساد کا ہوتا ہے اس واسطے
 لازم ہے کہ بچوں کو بہت زیب و زینت سے نہ رکھیں اس قدر کافی ہے کہ آٹھویں
 روز اونکو منہلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنا دیا کریں اور جس لڑکی کے سر پر پال ہوں
 تو خشک ہونے کے بعد اس کے سر میں تیل ڈال دیں پھر کنگھی کر کے چوٹی وغیرہ
 باندھ دیا کریں اور دو ایک زلیور کان گلے ہاتھ پاؤں میں پنہا دیں زیادہ نہ پنہاویں
 اور ہر روز مونہ ہاتھ بچوں کا دھوا دیا کریں منجن اور مسواک کی بھی عادت
 ڈالیں کہ اس سے مونہ کی بدبو جو کھانے پینے سے ہو جاتی ہے جاتی رہے
 علاوہ اسکے ہمیشہ منجن ملنے اور مسواک کرنے سے دانت بھی صاف اور
 چمکدار اور مضبوط رہتے ہیں سوائے اسکے مسواک کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی
 کا باعث ہے جیسا کہ امام شافعی اور امام احمد اور دارمی اور نسائی نے حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ السُّوَاكُ مَطَهْرَةٌ لِلْفَمِ مَخَاتٌ لِلزَّبَنِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے کہ مسواک سبب مونہ کی پاکی کا اور سبب اللہ کی رضا مندی کا اسکے
 سوا اور بہت حدیثوں میں مسواک کرنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے پس ہر روز
 صبح کو ضرور ایسا ہی کیا کریں تاکہ اونکو ہمیشہ عادت صفائی اور طہارت کی رہے
 صاف ستھرے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ بھی دوست رکھتا ہے

۹۵
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔

فصل بچوں کو گفتگو وغیرہ سکھانے کے طریقے میں

ماں باپ کو چاہیے کہ جب بچہ قابل بولنے کے ہو تو اسکو شروع ہی سے عمدہ عمدہ باتیں اور اچھے اچھے قاعدے اخلاق و آداب تعظیم و تکریم کے سکھا دیں اور خوش خلقی اور نرم زبان سے بات کرنے کی تعلیم کریں۔ ہرگز سخت زبانی سے کلام نہ کرنے دین نرمی سے سب کام بنتے ہیں سختی سے سب امور بگڑتے ہیں حدیث شریف میں نرمی کی بہت فضیلت آئی ہے جیسا کہ مسلم نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَحِمَ الرِّفْقَ لَحِمَ الْخَيْرِ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی نرمی سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہے اور جب اسکی زبان اچھی طرح کسل جاوے تو اسکو فوہ و ذم نام یعنی اسمائے حسنیٰ اور چہل حدیث اور منکر نکیر کے سوال و جواب سکھا دیں اور چوٹی چوٹی دعائیں ضروری کمانے پینے سونے وغیرہ کی بھی بچے کو یاد کرا دیں اور اسی طرح اور بھی آداب اوٹھنے بیٹھنے سونے راہ چلنے کمانے چہینکنے جمائی لینے کسی سے ملنے بات کرنے وغیرہ کے سکھاتے رہیں جیسے اپنے چہینکنے کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا اور جو کوئی چہینکے بعد الحمد للہ کہے تو اس کے

۱۱ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے تو بہ کرنے والوں کو اور چاہتا ہے پاک صاف رہنے والوں کو

۱۲ یعنی سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ۱۲

جواب میں **يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ** کہنا اور اس کے جواب میں **يُعَذِّبُكُمُ اللَّهُ وَيُفْلِحُ بِالْكُفْرِ** کہنا سکھا دین جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَقُلْ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَلْيَقُلْ يُعَذِّبُكُمُ اللَّهُ وَيُفْلِحُ بِالْكُفْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب چنیکے ایک تم میں کا تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ اور چاہیے کہ کہے بہائی مسلمان اوسکا یا فرمایا یا اوسکا یرحمک اللہ پس جبکہ کہے اوسکو یرحمک اللہ تو سکو چاہیے کہ کہے ہدایت کرے تم کو اللہ اور درست کرے تمہارے دل یا تمہارا احوال اور جمائی بیٹے وقت منہ پر ہاتھ رکھنا سکھا دین جیسا کہ مسلم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَنَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فَمِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ يَعْنِي بِشَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جبکہ جمائیے ایک تمہارا تو چاہیے کہ اپنا ہاتھ مونہ پر رکھے اس لئے کہ شیطان داخل ہوتا ہے اور کمانے کے وقت مونہ پیر کر یا مونہ پر ہاتھ رکھ کر کمانا سکھا دین اور ملاقات کے وقت سلام اور مصافحہ کرنا اور مزاج پوچھنا بتا دین تاکہ جب بچہ کسی سے ملے تو اوس سے السلام علیکم کہے اور مصافحہ کرے اور مزاج چچھے

۱۵ یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے ۱۲ - ۱۵ یعنی اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت کرے اور تمہاری دل کی اصلاح فرما دے

آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی یہ عادت تھی کہ جب ملے
 تو پہلے سلام پر مصافحہ کرتے تھے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ قَبْلَ
 الْكَلَامِ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام
 پہلے کلام کے ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور بخاری نے قتادہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ قُلْتُ لِأَنِّي أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ یعنی قتادہ کہتے ہیں میں نے اس سے کہا
 کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مصافحہ تھا کہا ہاں اور جب
 بچے کو کسی محفل میں لیجانے کا اتفاق ہو تو اسکو چپ بیٹھنے کی تاکید کریں۔
 بہت بات نکر نے دین اسی سے کوئی بات کرے تو اسکو معقول جواب
 دے نہیں تو خاموش بیٹھا رہے چپ رہنے میں سب برائیوں سے نجات ہے
 جیسا کہ احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
 کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَضَمَتْ لِحْجًا
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص چپ رہا یعنی بُری بات
 سے وہ بچ گیا یعنی دنیا و آخرت کی بلاؤں سے اسکے سوا اور بہت حدیثیں غامضی
 کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ اسی باب کی ایک حدیث آئندہ مذکور
 ہوگی اور بچے کو کیسی بات میں بھی نہ بولنے دین جیسے اکثر بچوں کی عادت

ہوتی ہے کہ ہر ایک کی بات کا ٹکڑیچ میں خود بول اٹھتے ہیں اور دخل در معقولات
 دیکھے بے سمجھے بوڑھوں کے مطلب کو فوت کر دیتے ہیں ایسی حرکت سے
 بچوں کو روکنا ضرور ہے۔ گالی دینے اور کوئے لعنت کرنے جھوٹ بولنے سے
 ہی ہمیشہ ڈانٹتے رہیں اسلئے کہ یہ سب باتیں کمینوں کی ہیں شریفیوں کی نہیں
 ہیں اور شرعاً بھی گناہ میں داخل ہیں بخاری و مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ الْمُسْلِمِ
 نُفُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بُرا کس
 مسلمان کا فسق ہے اور اوسکا مار ڈالنا کفر ہے مسلم نے ابوالدرداء رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
 إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَكُونُ شَهِدًا وَلَا شَفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 ابوالدرداء کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے
 بیشک بہت لعنت کرنے والے گواہی دینے والے اور شفاعت کرنے والے
 نہ ہونگے اور جھوٹ بولنا ایسی بُری بات ہے کہ جس سے فرشتے میل بہر
 ہباگ جاتے ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ
 عَنْهُ الْمَلَائِكَةُ مِثْلًا مِمَّنْ نَزَلَ جَاءَ بِهِنَّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب
 بندہ جھوٹ بولتا ہے تو دور ہو جاتے ہیں اوس سے فرشتے یعنی محافظت

کرنے والے کو سبب بہر سبب بدلوا دوس چیز کے جسکو بندہ لایا یعنی جھوٹ اسکے
 سوا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن خیانت و جھوٹ پر پیدا نہیں کیا
 جاتا بعض میں یون ہے کہ مومن ممکن ہے کہ بخیل ہو مگر جھوٹا نہیں ہوتا پس ان
 سب سے معلوم ہوا کہ جھوٹ نہایت ہی ناپاک چیز ہے بچے پر خوب تاکید
 رکھیں کہ جھوٹ نہ بولنے پاوے اسی طرح سچی بات پر بھی قسم کھانے سے
 ممانعت کرتے رہیں کیونکہ اگرچہ ہر وقت قسم کھاتا رہے گا تو بغیر خیال بیچ اور
 جھوٹ کے قسم کھا بیٹھے گا اور جھوٹ پر قسم کھانے کا نہایت ہی گناہ ہے
 سوائے اسکے ہر وقت قسم کھانے سے آدمی بے اعتبار ہو جاتا ہے اور
 قرآن شریف میں بھی بار بار قسم کھانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ اس آیت
 سے ثابت ہے وَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ یعنی مت ٹیراؤ اند کو نشانہ
 قسموں کا اور اللہ پاک کی ذات کے سوا کسی دوسرے کی قسم نہ کھانے
 دین کیونکہ غیر اللہ کی قسم کھانا شرک میں داخل ہے جیسا کہ ترمذی نے ابن
 عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ یعنی ابن عمر کہتے
 ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے جس نے
 قسم کھائی سوا اللہ کے اودنے شرک کیا اور شرک سے ایمان جاتا رہتا ہے
 کہ بغیر توبہ کے پراسید بخشش کی نہیں پس مان باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو

ہر ایک بُری بات سے روکتے اور ڈانٹتے رہیں تاکہ وہ کسی برے کلام
 کے عادی نہ ہو جاوین کہ پہر چوٹنا اوس کا مشکل ہو بلکہ جہان تک ہو سکے
 خاموش رہنے کی عادت ڈالیں بہت بکواس نہ کرنے دین اسلئے کہ چپ
 رہنے میں دونوں جہان کے فائدے ہیں دنیا میں تو ہر طرح کی آفتوں سے
 بچے گا اور آخرت میں جنت ملیگی جیسا کہ بخاری نے سہل بن سعد رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ دَسُوْلُ اللّٰهِ مَلٰی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاِلَہِ وَسَلَمٌ مِّنْ
 یَّفْمَنْ لِّیْ مَا بَیْنَ لِحَیْیَہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلِہِ اَظُنُّ لَہُ الْجَنَّةَ یعنی فرمایا
 ۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص صائم ہو میرے لئے اوس
 چیز کا جو اُسکی دونوں اڑھوں کے بیچ میں ہے یعنی زبان اور اوس چیز کا جو اُسکے
 دونوں پاؤں کے درمیان میں ہے یعنی شرمگاہ تو میں صائم ہوں اوسکے
 لئے بہشت کا آس سے معلوم ہوا کہ جو شخص محفوظ رکھے اپنی زبان کو اون
 گناہوں سے جو اوس سے متعلق ہیں اور شرمگاہ کو اون گناہوں سے
 جو خاص اوس سے متعلق ہیں تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور بہشتی ہوگا۔
 کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کے واسطے
 وعدہ جنت کے صائم ہو نیکا فرمایا ہے جو کہ بچپن میں تعلیم بہت جلد اثر
 کرتی ہے اسلئے کہ بچے کا دل مثل موم کے ہوتا ہے جیسا نقش چاہو اوپر
 منقش ہو سکتا ہے اور مثل مشور ہے کہ گیلی لکڑی خوب جھکتی ہے سو کھی

ٹوٹ جاتی ہے اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ ابتدا ہی سے اپنی اولاد
 کو اچھی باتیں اور عمدہ خصلتیں سکھاتے رہیں اور بُرے کاموں کی بُرائی اور مذمت
 کرتے اور اوسکی سزا سے ڈراتے رہیں تاکہ بچے کے دل میں بد کاموں کی
 بُرائی اور اودن کی سزا کا ڈر بیٹھ جاوے پر ہمیشہ بُرے کاموں سے بچتا رہے
 بچہ سمجھ کر درگزر نہ کریں اس لئے کہ ایسی ناز برداری آخر کو باعثِ بگاڑ کا ہوتی
 ہے تعلیم اور تربیت بچوں کے مان باپ پر واجب ہے اسکا بہت خیال
 رکھنا چاہیے کہ بچہ خراب نہ ہونے پاوے کیونکہ اوسکی اتیری میں مان باپ
 اور بچے دونوں کا نقصان اور دایرین کی خرابی ہے یعنی دنیا میں اولاد کی اتیری
 سے مان باپ بدنام ہوتے ہیں اور بچے کو بھی اوسکی بد اطواری اور بیہودگی سے
 ہر طرح کی تکلیف اور ذلت پہنچتی ہے کہ جس سے مان باپ کو بھی صدمہ اور
 رنج ہوتا ہے اور آخرت میں بھی دونوں سے پوچھا ہوگی اولاد اپنی بد افعالی کے
 باعث سے مواخذے میں گرفتار ہوگی اور مان باپ اپنی بے تعلیمی کی وجہ سے
 اسلئے کہ بچے کی تعلیم اور تربیت کا حق مان باپ ہی پر ہے پس اونکو چاہیے کہ
 اپنی اولاد کو ہمیشہ اچھی اور نیک تعلیم کرتے رہیں اور اسکی تربیت کا ہر وقت
 دھیان اور خیال رکھیں تاکہ اولاد اور مان باپ دونوں کو ثواب دارین حاصل
 ہو اور مواخذہ اخروی سے نجات پاویں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِمُنْمَیَّتِهِ تَمِّمُ الصَّالِحَاتِ

باب ششم

فصل بچوں کی بیماریوں اور علاج کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ بچوں کو یہ امراض بہت ہوتے ہیں جیسے آنکھ دکھنا پیٹ پھولنا دانت اور چچک لکھنا کہ اس سے کوئی بچہ بچتا نہیں اور اکثر اونگے علاج کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے کہ دوا کرنا سنت ہے پس تھوڑا سا حال اون کی حفاظت اور احتیاط اور علاج کا اس جگہ لکھا جاتا ہے تاکہ اوس کے موافق عمل کریں پس جب بچے کے مسوڑھے پورے معلوم ہوں اور اپنے ہاتھ کو یا اور کسی چیز کو مونہ میں لیکر دبانے لگے تو مٹھی یا ہاتھ دانت کی چٹنی بنا کر بچے کو دین کہ وہ اوسکو دبا کرے تاکہ رال مونہ کی بہ جاوے اور شہد میں سوہاگا بٹنا ہوا ملا کے بچے کے مسوڑھوں میں دو ایک بار دن بہرین ملا کریں اور اُس کے تالو میں چینی یا تلی کے تیل سے ماش کیا کریں کہ تالو چکنا رہے خشکی نہ آنے پاوے ان سب سے دانت جلدی نکل آتے ہیں اور تکلیف کم ہوتی ہے۔ اور جب

اس لئے کہ خرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوا کرنے کا ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی و ابو داؤد نے اسامہ بن شریک سے روایت کیا ہے قال قالوا یا رسول اللہ صلعم افنتد او قال نعم یا عباد اللہ تداؤد ا فان اللہ لم یضع داء الا وضع له شفاء غیر داء واحد اھوم یعنی اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم دوا کریں فرمایا اے اللہ کے بند دوا کرو بیشک اللہ نے نہیں رکھی کوئی بیماری مگر معین کی اوس کے لئے شفا سو اے ایک بیماری کے کہ وہ بڑا ہوا ہے ۱۲۔

بچے کا پیٹ پھولا نظر آئے تو بین میں نمک ملا کے گرم گرم سہتا سہتا اس کے
 پیٹ پر ملین کہ دفع زیاحی کو بہت مفید ہے اور اگر بچے کو قبض یا پیشاب کی کمی سے دفع
 ہوتا ہو تو جو ہے کی میٹگنی ایلوے میں ملی ہوئی گرم کر کے اس کے پیٹ پر ضما د کرین
 یہ واسطے دفع قبض اور اور اربول کے بہت مفید ہوتا ہے اور اگر صابون کا شام
 کرین تو یہ بھی دفع قبض کے لئے بہت فائدہ کرتا ہے اور اگر آنکھیں دکنے
 لگیں تو یہ لیسپ لگانا بہت مفید ہے آنبا لہدی گسکے اوسمیں تھوڑی سی
 پٹکری اور افیون ملا کر کنکنا کنکنا بچے کی آنکھوں پر لگا دین اور یہ دوا بھی آنکھ
 میں لگانا بہت فائدہ کرتا ہے جست کا سفید اجے پھول کتے ہن کیسے کے
 بیان سے منگا کر کا سے کے برتن میں رکھ کے تانبے کی چیز سے خوب گھسیں
 اور دو چار چوٹی الائچی ان اور دو ایک پتے نیب کے ہی پیکرا وسمیں ملا دین اور
 تینوں چیزوں کو اوسے کانے کے برتن میں تانبے کی چیز سے خوب گھسیں
 خوب حل ہو جاوین تو اون کو کسی سنگین کپڑے میں چھان لین بہر کورا کا جل اون
 دواؤں سے کچھ زیادہ ملا کر آنکھ دکنے سے تین روز کے بعد آنکھوں میں بہرین
 جس روز سے دکننا شروع ہوں اوسے روز نہ لگا دین بلکہ کوئی دوا بغیر گزرنے
 تین روز کے کہی نہ لگا دین ترکیب اس دوا کے آنکھ میں بھرنے کی یہ ہے
 کہ آنکھ آنے سے چوتھے روز جب بچہ رات کو سو رہے تو کوئی آدمی ہوشیار
 اوسکی آنکھوں کو اس طرح سے کہوے کہ دو نوپوٹے باہر نکل آوین پیران پوٹوں پر

ایک چٹکی اس دوا کی چٹک کے اون دونوں پوٹون کو ملا دے اور اپنی ہتھیلی سے آنکھوں کو آہستہ سے مل دے پھر بچے سے آنکھوں کی کہول موند کر دے تاکہ گرم گرم پانی بجاوے اور یہ بھی مفید ہے کہ جب آنکھ دکنے آوے تو دوا ایک رومال ہلدی مین رنگ لین اور اسی رومال سے بچے کی جو آنکھ دکتی ہو او سے پونچھیں اور نیب کی دھونی دینا بھی آنکھ دکنے مین بہت مفید ہے اگر ورم زیادہ ہو تو نیب اور جھاؤ دونو ملا کر دھونی دین اور دن مین دو تین بار دیا کریں اور انہیں دونو چیزوں کو پانی مین جوش دیکر اس پانی سے دکتی ہوئی آنکھ کو دھویا کریں یا سونف کے عرق سے دھو دین ترکہ سادے پاٹنڈے پانی سے نہ دھونا چاہیئے اور دکتی آنکھ کو ہوا اور روشنی سے بچانا چاہیئے کمانے مین نکلیں چیزوں سے بے ہیز سرد اور ترش اشیاء کے استعمال سے اجتناب کرنا نہایت ضرور ہے اور جب بچے کو بخار آنے لگے تو تین روز تک کچھ دوا کمانے پینے کی ندیوں کیونکہ چپک مین ہی اول بخار آتا ہے اور اس مین دوا کرنا مضر ہے اس واسطے مناسب ہے کہ پہلے تین روز تک انتظار کریں اگر اس مین کچھ آثار چپک کے معلوم ہوں تو پھر ہرگز کسی طرح کی دوا کمانے پینے کی نکرین اسد کے بہرے پر چوڑ دین ورنہ حکیم وغیرہ کی راے سے علاج کریں۔ علامتیں چپک کی یہ ہیں کہ اکثر غفلت کے ساتھ تب بہت شدید ہوتی ہے کسی وقت نہیں اور ترقی ناک بہت بہت ہے چینیکیں

ہی آتی ہیں اور بچہ اس بخار میں اکثر چونک پڑتا ہے بتیلیوں میں ہونگے سے
 بسا ہند معلوم ہوتی ہے اور بعضوں کی حالت اس بخار میں مرگی والے کی سی جاتی
 ہے پہ جب سے دانے نظر آویں تو اول اوسکی آنکھ اور جگر دل اور معدے
 پر جسے عوام کوڑی کہتے ہیں تھوڑا سا سرمہ پسا ہوا لگا دیں تاکہ سرمہ ان جگہوں
 کے مواد کو تحلیل کر دے پہ خاص ان مواضع میں چپک نہ نکلے اور یہ اعضا
 رئیسہ و شریفہ اوس کی تکلیف سے محفوظ رہیں۔ غذا میں کٹری مسور کھلا دیں
 کہ یہ مادے کو جلد کی طرف نکال دیتی ہے پہ دانے خوب اوہر آویں گے اور
 نمک کی چیزیں کم دیں کہ اس سے دانوں میں کجلی پڑ جاتی ہے ہوا سے ہی احتیاط
 رکھیں سرد اور ترش چیزیں ہرگز نہ کھلا دیں کہ اس سے دانوں کے بیٹہ جانے کا
 خوف ہے۔ روشنی سے بھی دور رکھیں تاکہ اوسکی گرمی سے جو رطوبت جلد کے
 نیچے ہے زیادہ تحلیل ہونے پاوے ورنہ بعد صحت کے داغ چپک کے
 نمایان رہیں گے زائل نہونگے طبیب یہ بھی کہتے ہیں کہ چپک والے کے
 پاس حائل عورت نہ آوے اور اوس کے قریب کبھی چیز کا بگہا رہی نہ لگاؤ
 کیونکہ اوسکی بھاپ سے زخم چپک کا خراب ہو جاتا ہے بلکہ اوس کے نزدیک
 نیب کی ٹھنی کا رکنا اور اوسکی ہوا دینا اچھا ہے غرض کہ چپک والے کو جب
 تب معلوم ہوتا صحت سوائے احتیاط ظاہری کے جو اوپر لکھی گئی کوئی اور
 دوا کمانے پیتے کی نہ دین مگر جس کی چپک میں کچھ نقصان معلوم ہو یعنی دانے

اوپرے ہوئے ننون یا دانون میں گرٹا پڑ گیا ہو خواہ اون پر سیلابی آگئی ہو یا
 پورا مادہ چیچک کا نہ اوہرا ہو اوس وقت حکیم کی رائے سے علاج کرنا ضرور ہے
 چند دوائیں چیچک کے اوہرا رکی جو سننے میں آئی ہیں لکھی جاتی ہیں ولایتی انجیر
 یا ورق طلا شہد میں ملا کر کھلانا دریا ئی ناریل خواہ ادرج گسکر پلانا خار دار چوہے
 کے کانٹوں کی دھونی دینا یہ سب دوائیں مفید ہیں اور چیچک کم نکلنے کے لئے
 ہر سال جب تک کہ نہ نکلے اوسکی فصل سے پہلی گدھی اور رڑیہ پر جونکین لگانا مفید
 ہے اونٹنی اور گھوڑی اور گدھی کا دودھ پلانا بھی چیچک کے کم نکلنے میں فائدہ بخشتا
 ہے مگر گدھا مردار ہے اوس کا دودھ نہ پلاوین گھوڑا اونٹ حلال ہے امین کسی
 قسم کا نقصان نہیں ہے پانچ سات دانے بن بند ہے موتی کے بچے کو نکلنا بھی
 مفید ہیں لیکن ان سب چیزوں کا ایک بار کھلانا کافی ہے ہر سال ضرور نہیں مگر
 جونکین ہر سال لگانا چاہئیں ان سب تدبیروں سے نشتر لگانا بازو پر جسے ہندی
 میں ٹیکا لگانا کہتے ہیں اور اوسکو انگریزوں نے ایجاد کیا ہے دفع چیچک کیلئے
 بہت مفید ہے بارہا تجربے میں آیا ہے کہ جس کے ٹیکا لگایا گیا اکثر اوس کے
 چیچک نہیں نکلی اگر نکلی ہی تو بہت کم نکلی اور زور بھی کم کیا پس ہر ایک کو لازم ہے
 کہ اپنے بچوں کی جانوں پر رحم کر کے ضرور ضرور اون کے ٹیکا لگا دیا کریں تاکہ وہ
 چیچک کی تکلیف سے بچیں اور ٹیکا لگاتے وقت بچے کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی
 تیسرے روز البتہ کچھ بخار ہوتا ہے اور جو آثار چیچک کے اوپر بیان ہو چکے

وہ سب اسمین ہی نمودار ہوتے ہیں لیکن چیچک کی تکلیف سے اسمین تکلیف کم ہوتی ہے اور جتنے دنوں میں بچہ چیچک سے فارغ ہوتا ہے اوتنے ہی روز اسمین ہی گزرتے ہیں اسکی احتیاط بھی اوسی کے موافق جس تفصیل سے لکھی گئی کرنی چاہیے صرف کٹری سورنہیں کھلائی جاتی ہے مگر جب تک بچہ دو مہینے کا نہ ہو اسکے ٹیکانہ لگانے دین اور اس ٹیکے کا اثر سات برس تک رہتا ہے یعنی اگر ایک برس کے بچے کو ٹیکہ لگایا جاوے تو سات برس تک پر دوسرے کی حاجت نہیں ہوتی اور یہ عمل ٹیکے کا بڑی ہی چیچک کو جو بہت زور دیتی ہے فائدہ کرتا ہے اور کسی قسم کے واسطے مفید نہیں یہاں تک تمام ہوا حال اُن امراض کا جو سب بچوں کو ہوتے ہیں اور کوئی اُسے نہیں بچتا۔
فصل اوں امراض اور ادویات کے بیان میں جو بعض بچوں کو

ہوتے ہیں

جاننا چاہیے کہ اکثر امراض ایسے ہیں کہ وہ سب بچوں کو نہیں ہوتے بعض کو ہوتے ہیں جیسے اُمّ الصبیان یا پسلی کا مرض جسکو بادون کی بیماری بھی کہتے ہیں یا سوکھے کا مرض کہ جس سے بچہ دبلا ہوتا جاتا ہے یا جموگے کی بیماری کہ اسمین بچے کے جیڑے بند ہو جاتے ہیں اور دودھ نہیں پی سکتا اکثر ان امراض میں بچے کا بچنا مشکل ہو جاتا ہے جو کہ یہ سب مرض اکثر مان اور انا کی بے احتیاطی کے سبب سے ہوتے ہیں اس واسطے شرح انکی احتیاط اور ادویات

کی لکھنی ضرور ہونی آب جاننا چاہیے کہ اُمّ الصبیان کا مرض اکثر حمل میں ہر دو
اور ترش چیزیں اور ہرن کا گوشت کمانے سے ہو جاتا ہے علاج اس کا بہت
مشکل ہے اگرچہ طب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پیاز سونگھانا اور اوسکا عرق
تالو اور ہتیلیوں میں ملنا اور نکچھکنی سونگھانا اور مور کے پر گھوڑے کے پر اسبند
ہلدی ان سب کو ملا کے دہونی دینا بہت مفید ہے اور لال کا خون بھی تالو
پرٹے ہن اور کھٹل بھی سونگھاتے ہن اور یہ بھی دیکھا ہے کہ اس مرض والے
کو دورے کے وقت گردن تک گرم پانی میں بٹھا دیتے ہن یعنی جتنے بار اس
مرض کا دورا ہو اوتنے ہی بار مریض کو ایسے گرم پانی میں بٹھانا چاہیے کہ دیگ
کا پانی بہت ٹنڈا نہ ہو گیا ہو کنگنے سے کچھ زیادہ تیز ہو ہر دورے میں مریض
کو اوسمیں بٹھا دین اور جب دورا موقوف ہو اوسکو دیگ سے نکال لین
مگر ان ترکیبوں سے اوسی وقت فائدہ ہو جاتا ہے ہمیشہ کے لئے مرض کا
استیصال نہیں ہوتا اس مرض والے کی بہت احتیاط رکھیں آگ اور پانی
اور بلندی پر چڑھنے سے بچا دین اور بہت روشنی بھی اس مرض والے کے قریب
نرکھیں ایسے کہ اکثر ان چیزوں سے اس مرض کا دورا ہوتا ہے قہاڑا اور
ابر اور سردی میں دودھ پلانے والی کے سرد اور قابض چیزیں اور چکنائی کمانے
سے بچے کو پسی اور بادلوں کی بیماری ہو جاتی ہے یہ مرض بھی سخت ہے علاج اسکا
اکثر گرم اور دست آور دواؤں سے ہوتا ہے جب تک اس مرض میں دست نہوں

بچے کی طبیعت صاف نہیں ہوتی ہے اس مرض کا علاج بہت ہی جلد
 کرنا چاہیئے اس لئے کہ یہ بیماری طول نہیں پکڑتی دو چار ہی ہر مین بچے کا کام
 تمام ہو جاتا ہے اگر بہت ہی طول ہو تو دو تین روز سے زیادہ نہیں گزرتے
 اگر تین روز سے زیادہ اس مرض میں دیر ہو جاوے تو کچھ بچے کی زندگی کی
 توقع بند ہ جاتی ہے اسی لئے اس مرض کا طول پکڑنا خیر کی علامت ہے
 اس بیماری کے لئے بھی دست آور دوا بہت مفید ہے اگر چہ اسمین بیر ہوٹی
 ہی کھلاتے ہیں۔ خرگوش کا خون بھی بچے کو پلاتے ہیں اور ہرن کی ناف
 میں جو ایک تاگا سا نکلتا ہے اس کو گسکر اس مرض والے کی پسلی پر جدھر
 کی پسلی میں گڑھا پڑتا ہو ضما د کر دیتے ہیں سوکے کی بیماری کے لئے ٹیکڑا کھانا
 مفید ہوتا ہے اور گونگے کا کثیرا بھی گھی میں تل کر اس مرض والے کو کھلاتے
 ہیں بچان اس مرض والے کی یہ ہے کہ یون اس کے کان کی ایسی شے
 ہو جاتی ہیں کہ کتنا ہی زور سے دباؤ اس کو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا کہ کیا چیز
 دباؤ جاتی ہے یہ مرض اکثر دوسرے سے لگتا ہے یعنی جس بچے کو یہ مرض
 ہو اس کا جو ٹاٹھا کھانے یا باپ یا پسینا لگنے یا اس مرض والے کی مان
 کا دودھ پینے سے دوسرے بچے کو بھی یہ مرض ہو جاتا ہے اسی لئے بچے کی
 اس مرض سے بہت احتیاط رکھتے ہیں بیان تک کہ بڑبھان تو اس مرض دا
 کی مان کے آنچل سے بھی بچے کو بچاتی ہیں کہ وہ اس کو سر اور بدن پر نہ پڑنے پاوے

اس لئے کہ یہ مرض اکثر مہلک ہوتا ہے اور علاج اس کا بہت ہی مشکل ہے خدا ہی بچاتا ہے تو اس سے بچنے کی جان بچتی ہے نہیں تو خیر مگر شرع شریف میں یہ اعتقاد بے اصل محض ہے ہرگز ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی جیسا کہ مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا عَدَاوَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوَاءَ وَلَا صَفَرَ يَعْنِي فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی ہے اور نہ ہامہ ہے اور نہ نواء ہے اور نہ صفر ہے تو، ایک ستارے کے غروب دوسرے کے طلوع کو کہتے ہیں عرب کا گمان تھا کہ مینہ اسی سبب برستا ہے جیسے ہندو کہتے ہیں کہ مینہ فلانے پنچتر سے برستا ہے ہامہ عرب کے گمان میں یہ تھا کہ میت کی ہڈیوں سے ایک جانور پیدا ہوتا ہے اور اوڑتا پرتا ہے صفر کے مینے میں عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ نزول بلا و حوادث و آفات کا ہوتا ہے اس کے سوا اور بہت اقوال ہیں سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب عقائد کو باطل فرمادیا پس ان عقائد سے ایمان جاتا رہتا ہے مسلمان کو چاہیے کہ ہرگز ایسا اعتقاد نہ کرے تاکہ ایمان جو اس المال مومن ہے سلامت رہے جموگا وہ بیماری ہے جو چٹھی چلے کے اندر بچے کو ہو جاتی ہے اس سے جڑے بند ہو جاتے ہیں اور دودہ نہیں پی سکتا ہے اس کے لئے یہ علاج بہت مجرب ہے کہ خرگوش کا لہو اس بچے کے جگر و ن پر ملین اور ترقی بہر بچے کو

کھلا ہی دین ہینگ اور کافل ہی جڑوں اور کنپٹیوں پر ملتے ہیں لیکن سنا ہے کہ پہلا علاج اس مرض کے واسطے زیادہ مفید ہے اکثر یہ بیماری سردی کے پونچنے سے ہو جاتی ہے آئین ہی بچہ کم بچتا ہے پس لازم ہے کہ چوٹے بچے کی ہر طرح سے بہت احتیاط رکھیں کیونکہ بچہ مثل ببول کے ہوتا ہے ذرا سی بے پروائی سے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے پھر سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہیں آتا یہ علاج اگرچہ اس جگہ لکھ دئے گئے لیکن اول کسی حکیم طبیب سے یہ نسخہ بیان کر دین پھر اس کی صلاح سے بچوں کو دوا پلا دین تو بہت مناسب ہے کیونکہ بچوں کے مزاج تابع مزاج مان باپ کے ہوتے ہیں اسلئے حکیم سے دریافت کر لینا بہت ضرور ہے۔

فصل بچوں کی دوا کر نیکے طریقے میں

جاننا چاہیے کہ بچے کو دودھ چوڑانے کے بعد جلد جلد مسل ندین چٹے مینے دینا کافی ہے پانچ برس تک ہی قاعدہ جاری رکھیں بعد اسکے پھر بغیر ضرورت قوی کے مسل ندین کیونکہ بہت مسل دینے سے مجددہ ضعیف ہو جاتا ہے جیسے بہت شوب سے کپڑا کم زور اور معدے کی کمزوری سے غذا کم ہضم ہوتی ہے کہ جس سے آدمی نہایت کم قوت رہتا ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں پس لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مسل ندین ایسا ہی جہاں تک ہو سکے فصد چونک پچنے وغیرہ کی بھی احتیاط رکھیں بے شدید حاجت کے

ان میں سے کسی چیز کا استعمال نہ کریں خصوصاً بچپن اور ضعیفی میں فصد لینا بہت ہی مضر ہے بلکہ طب کی کتابوں میں تو پندرہ برس سے پہلے اور ساڑھے برس کے بعد فصد لینے کو منع لکھا ہے مگر چونکہ وغیرہ کا ضرورت کے وقت چند مصلائق نہیں لیکن اس سے بھی جہاں تک ممکن ہو بچتے رہیں اور بغیر ضرورت قومی کے نہ لگا دیں غرض کہ خون کے لگانے میں نہایت احتیاط کریں کیونکہ انسان کی قوت خون ہی پر موقوف ہے اور اسی قوت پر مدار زندگی کا ہے پس اس کا خیال رکھنا بہت ضرور ہے تاکہ اعضاے رئیسہ یعنی دل و دماغ اور جگر میں ضعف نہ آنے پاوے کیونکہ ان اعضا کے ضعف سے اکثر ایسے مہلک اور سخت مرض پیدا ہوتے ہیں کہ علاج اونکا دشوار و مشکل ہوتا ہے۔ یہ پیرامیدزیت کی نہیں رہتی اور اعضاے رئیسہ کی قوت خون کی پیدائش میں منحصر ہے پس جہاں تک ممکن ہو خون کے لگانے سے بہت بچیں بیماری کے وقت کسی سمجھدار ہوشیار حکیم کا علاج کریں جاہل اور عطائی کا معالجہ ہرگز نہ کرنا چاہیے اس لئے کہ جاہل حکیم کے علاج میں ہر طرح کے ضرر اور نقصان کا اندیشہ بلکہ جان تک کا خطرہ ہے اس واسطے کہ جب کسی عطائی کی دوا سے نقصان پہنچتا ہے تو تجربہ کار حکیم سے بھی اسکا سنبھال مشکل ہوتا ہے جاہل نا تجربہ کار کی دوا کرنے پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ لگا تو تیر نہیں تو لگا ہے اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ نیم حکیم خطرہ جان اور نیم ملاح خطرہ ایمان۔ پس لازم ہے

اگر جب کسی طرح کے علاج کی ضرورت ہو تو عالم معمر ہوشیار طبیب کا علاج کریں
 ورنہ بقول بزرگوں کے کہ پیش طبیب مرد پیش تجربہ کار بر د کسی بڑے تجربہ کار کی
 دوا کریں اگرچہ بے پڑ پا ہو علاج کے زمانے میں حکیم کے کہنے کے موافق
 دوا کریں اپنے رائے کو دخل ندین اور پرہیز کا ضرور بندوبست رکھیں کسی طرح
 کی بے احتیاطی اور بد پرہیزی نہ کرنے دین اس لئے کہ بد پرہیزی سے دوا کا کچھ
 نفع ظاہر نہ ہوگا بلکہ مرض میں زیادتی ہوگی اور بیماری کی ترقی سے آخر کو جان کے
 زیان کا خوف ہے پس پرہیز کو علاج پر ہی مقدم رکھیں کیونکہ یہ بھی ایک بڑی
 دوا ہے کہ اکثر چوٹی چوٹی بیماریاں جیسے زکام کمانسی وغیرہ نرے پرہیز ہی سے
 جاتے رہتے ہیں کچھ حاجت دوا کی نہیں ہوتی پس مناسب ہے کہ ایسے مرضوں
 کا علاج ہی نہ کریں اللہ ہی کے ہر دے پر چھوڑ دین لیکن اس مرض کی مفسر تہذیب
 سے ضرور پرہیز رکھیں اور بڑے مریضوں کے لئے پرہیز کرنا آدھی دوا ہے جیسا کہ
 کسی شاعر نے کہا ہے شعر

کہتے ہیں پرہیز آدھی ہے دوا	ہے طرف پرہیز گارون کے خدا

اگر ایسی ہی ضرورت دوا کی ہو تو پھر حکیم کی رائے کے موافق علاج کریں اور جو
 پرہیز بتا دے اوپر عمل کریں کس واسطے کہ بد پرہیزی سے بیماری کی زیادتی
 ہوتی ہے پھر کوئی دوا مرض کو نفع نہیں کرتی اگرچہ ہونا دہی ہے جو خدا کو منظور
 ہوتا ہے مگر بے احتیاطی کی وجہ سے مفت کی ندامت اور بدنامی حاصل ہوتی

ہے اور یہ مثل صادق آتی ہے کہ یکے نقصان مایہ دیگر شہادت ہمسایہ پس کیا ضرورت ہے کہ انسان اپنی تہوڑی سی لذت کے واسطے مخلوق کی طعنہ زنی اور ہٹاوے اور اپنے اوپر نادانی اور حماقت کا دھبہ لگاوے۔

فصل ادن عملون کے بیان میں کہ جنکا کرنا شرعاً منع ہے اور ادن عملیات کی تفصیل میں جن کا کرنا جائز ہے

جاننا چاہیے کہ اکثر امور شرعیہ سے ناواقف عورتیں اپنی اولاد کے واسطے گنہگار بن جاتی ہیں اور ان میں سے بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جو شرعاً منع ہیں اور ان میں غیر اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے اپنا مال و ایمان ضائع اور تباہ کرتی ہیں جیسے شیخ فرید شکر گنج کے نام کی انتہی چپک نہ نکلنے کے لئے بچوں کے گلے میں ڈالنا یا کسی بیماری سے اچھے ہونے کے لئے شاہ عبدالحق مرحوم کے نام کا توشہ ماننا یا بخار میں فقیروں سے منکا لیکر بچوں کے گلے میں باندھنا یا نظر دور ہونے کے لئے مرچیں وغیرہ بچے کے سر سے اتار کر چولے میں جلا دینا یا آنکھ دکنے میں جھوٹ جھاڑنا وغیرہ ایسے ایسے واقعات ہیں جو شرعاً منع ہیں اور ان میں سے کیا کرتی ہیں جن میں دین و دنیا کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ دونوں جہان کا نقصان ہے بہلا غور کرنا چاہیے کہ اگر ایک ماٹھے کی آنتی بچے کے گلے میں ڈال دی یا سات مرچیں اور راستے سے پانوں کے نیچے کی خاک لیکر اوپر جھاڑو کے تنکے رکھ کے بچے پر سے اتار دیا

یابان کی رستی میں روئی پیسٹ کرکھی میں ڈبو کے آگ سے جلا کر اوسکی بوندیں
 تھالی بہر پانی میں ٹپکا دین تو اوس سے کیا مرض کا اثر جاتا رہے گا یا تین تیان
 زخم یا پھوڑے پر سے اوتار کر راہ میں پھینک دین اور خدا و رسول اور چاند
 چاندنی کو اوس زخمی کا نام لیکر سوئپ دین اور کسی شخص کو او سپر گواہ اور شاہد
 کر لین پس وہ گواہی یا وہ بتیان پھینکی ہوئی کیا زخم وغیرہ کو اچھا کر دینگی یا چاند
 چاندنی اوس زخمی کو ہلاک نہونے دین گے یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم موت سے کیسکو بچا لیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات
 کئے ہوئے مدت تیرہ سو برس کی گذری آپ کو کیا معلوم کہ میری امت میں سے
 کون بیمار ہے کون مجھ کو پکارتا ہے کون جیتا ہے کون مرتا ہے بلکہ ایسے امور یعنی
 جلانے اور مارنے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندگی میں ہی
 کچھ اختیار نہ تھا ورنہ آپ کے صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں آپ کے سامنے
 کیون وفات پاتیں پس ایسے عملیات سے کہ جنہیں کچھ فائدہ نہو بلکہ اور ایمان
 کا نقصان ہو پچنا ضرور ہے ہاں وہ اعمال کرنے چاہئیں جنہیں کوئی خلافت
 شرع بات نہو اور بہتر سے بہتر وہ ہیں جو حدیث شریف سے ثابت ہیں اسلئے کہ وہ
 خاص رسول خدا کے سکھائے ہوئے ہیں جو خیر و برکت اون میں ہوگی وہ اور
 اعمال میں ہرگز نہ ہوگی اس واسطے کہ خود آپ نے دوا دوا کرنے کا حکم دیا ہے
 جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے اسامہ بن شریک سے روایت

کیا ہے قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَنَسَدَاوِي قَالَ نَعَمْ يَا عِبَادَ اللَّهِ تَنَادَوْا
فَيَا اللَّهَ لَمْ تَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعْتَ لَهُ شِفَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَوَاحِدٍ اَلْهَرَمُ

یعنی اسامہ نے کہا کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم دوا کریں آپ
نے فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو دوا کرو اس لئے کہ نہیں رکھی اللہ نے کوئی بیمار

اگر مفر کی اوسکے واسطے شفا سوا ایک بیماری کے کہ وہ بڑھا پا ہے اور ترمذی
نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا قَالَ دَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالْاَدْعَاءِ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک دعا نفع کرتی ہے اوس
چیز سے جو اوتری اور اوس چیز سے جو نہیں اوتری پس لازم کرو اپنے اوپر اے

اللہ کے بندو دعا کو ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ دوا اور دعا کر نیکا خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اور بہت سی دوائیں اور دعائیں اپنی امت

مرحومہ کو تعلیم فرمائیں چنانچہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں اور اکثر کتابوں کا اردو
زبان میں ترجمہ ہی ہو گیا ہے ہر شخص اُردو خوان اور عربی سے دیکھ کر عمل کر سکتا ہے

اسلئے چند عملیات ایسے امراض کے کہ جن کے دفع کی انسان کو اکثر ضرورت
پڑتی ہے اور علمائے ربانین نے انکو اپنی کتابوں میں لکھا ہے اس فصل میں

لکھے جاتے ہیں عمل حفظ اطفال کا جو شفاء العلیل میں لکھا ہے یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ الثَّمَانَةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ

شَيْطَانٍ وَهَامَّاتٍ وَعَيْنٍ لَا مَسَئَةَ تَحْمَسَتْ يَحْصُنِ الْفَيْلُ الْكَوَلُ وَلَا قُوَّةَ

إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اس تعوید کو لک کر بچے کے گلے میں ڈال دین انشاء اللہ

تعالیٰ ان کلمات کی برکت سے وہ ہر آسیب اور کیڑے کاٹنے اور نظر لگنے

سے محفوظ رہے گا چچا کا عمل یہ ہے کہ جب بچے کو آنا چچا کے معلوم ہوں

تو کوئی شخص قرآن پڑھا ہوا نیلا ڈورا کچے سوت کا اپنے پاس رکھ کر سورہ رحمن

پڑھنا شروع کرے جب قِیَاسُ الْاَعْدَاءِ رَبِّکُمْ اَنْتَ الْکَذَّابُ پر پہنچے تو اوس ڈورے پر

دم کر کے ایک گرہ دے اور جتنی باریہ آیت آوے اوتنی ہی گرہیں اوس تاگے

میں لگا دے پھر اس سورت کے ختم ہونے کے بعد وہ تاگہ بچے کے گلے میں باندھ

دے حق تعالیٰ اپنے فضل سے اوس مریض کو اس بیماری سے صحت دے گا۔

دوسرا عمل چچا کا یہ ہے کہ جب چچا کی فصل آوے تو کسی دن سورہ بقرہ

ایک بار بچے کو پوری سنو ادین اس طریقے سے کہ پڑھنے والا اور بچہ دونوں ہنساؤ

ہوں اور جو شخص زیادہ کہتا ہو اوسکو کھانا کھلانے کے لئے بٹھا کر اڑبائی یا دچانول

کا خشک معشکر اور وہی اور بقدر حاجت گئی کے اوس کے سامنے رکھ دین جب سورت

پڑھنا شروع ہو تو وہ شخص کھانا شروع کرے اور پڑھنے والا اس طرح سے پڑھے کہ

الفاظ اوسکے اچھی طرح سمجھ میں آوین اور بچے کو سننے کے واسطے اوس کے

پاس بٹھا دین پھر سورت کے ختم ہونے کے بعد بچے پر دم کر دے انشاء اللہ تعالیٰ

۱۲ شاہجہانی سیرے جو استی روپیہ کا ہوتا ہے ۱۲

اس

نظر کا عمل

اس عمل سے اوس برس چپک نہ نکلے گی اگر نکلی ہی تو سہل اور آسان نکلے گی کہ کسی طرح کا آسیب اور صدمہ نہ پہونچے گا نظر کا پہلا عمل اگر نظر لگانا اور نظر لگانے والا معلوم ہو تو اوسکا مونہ اور دونوں ہاتھ پانوں اور شہر مگاہ دہلو آؤ اور اوس پانی کو جس شخص پر نظر لگی ہو چڑکدین انشاء اللہ تعالیٰ اوسے دم وہ چھا ہو جاوے گا۔ دوسرا عمل نظر کا جب نظر لگانے والا معلوم ہو تو نظر لگاتے وقت یا جس وقت خود اوسکا ذکر کرے اوس شخص کا نام لیکر پکارین انشاء اللہ تعالیٰ اثر نظر کا جاتا رہے گا اور یہ عمل سحر کے واسطے بھی مفید ہے یعنی اگر جادوگر معلوم ہو تو اسی طرح اوس کا بھی نام لیکر پکارین اللہ چاہے تو سحر کا اثر جاتا رہے گا۔ تیسرا عمل نظر کا یہ ہے کہ جب کسی پر نظر کا شبہ ہو اور نظر لگانے والا معلوم نہ ہو تو چاہیے کہ ایک پاک تاگاتین ہاتھ ناپ کر نظر زدہ کے پاس رکھدین اگر وہ بچہ ہو تو اوس کی کھلائی وغیرہ کو دیدین تاکہ وہ اوس دہانگے کو بچے کے پاس رہنے دے پھر کوئی شخص بسم اللہ و لا قہۃ الا باللہ اور سورہ فاتحہ کو تین تین بار پڑھ کر ایک بار یہ عزیمت پڑھے جب لفظ فلان ابن فلان پر پہونچے تو چاہے اسکے نظر زدہ اور اوسکی مان کا نام لے پھر سب عمل پورا کر کے نظر زدہ پر دم کرے اور اوس تاگے کو دوسری بار ناپے اگر تین ہاتھ سے زیادہ یا کم ہو جائے تو جانے کہ اس کو نظر لگی ہے اوس وقت اس عمل کو پھر تین بار پڑھ کر نظر زدہ پر دم کرے انشاء اللہ تعالیٰ نظر کا اثر دور ہو جاوے گا اور اگر تاگا برابر رہے تو معلوم کریں کہ نظر نہیں لگی پھر اس عمل کو

دو بار پڑھنا ضرور نہیں عزمیت یہ ہے۔ عَزَمْتُ عَلَيْكَ آيَتَهَا الْعَيْنُ الَّتِي
 فِي فُلَانِ بْنِ فُلَانَةٍ أَوْ فُلَانَةٍ بِنْتِ فُلَانَةٍ بِعِزِّ عِزِّ اللَّهِ وَبِنُورِ عِظَمِهِ وَجْهِ اللَّهِ
 بِمَا جَرَى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِلَى حَيْثُ خَلَقَ اللَّهُ مُحَمَّدًا بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَيْكَ آيَتَهَا الْعَيْنُ الَّتِي فِي فُلَانِ بْنِ فُلَانَةٍ
 بِحَقِّ إِشْرَافِهَا بِرَأْيِهَا أَذْوَ نِيَا أَصْبَاتُ إِلَى شَذَائِ عَزَمْتُ عَلَيْكَ آيَتَهَا الْعَيْنُ
 الَّتِي فِي فُلَانِ بْنِ فُلَانَةٍ بِحَقِّ شَهَتْ شَهَتْ انْتَهَتْ بِانْقِطَاعِ التَّجَالُذِ الَّذِي لَا يَقْوَى
 عَلَيْهِ أَرْضٌ وَلَا سَمَاءٌ وَأُخْرِجِي يَانْفَسَ الشَّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةٍ كَمَا
 أُخْرِجَ يُوسُفُ مِنَ الْمَضِيقِ وَجُعِلَ لِمُوسَى فِي الْبَحْرِ طَرِيقٌ وَالْأَفَانَتْ بِرَبِّعَةٍ
 مِنَ اللَّهِ كَعَالِي وَاللَّهُ تَعَالَى بَرِيٌّ مُنْذَرِي أُخْرِجِي يَانْفَسَ الشَّوْءِ مِنْ فُلَانِ
 بْنِ فُلَانَةٍ بِأَلْفِ أَلْفِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ
 لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ وَأُخْرِجِي يَانْفَسَ الشَّوْءِ بِأَلْفِ أَلْفِ كَاحُولٍ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ
 الْعَظِيمِ وَنَزِّلْ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَنزَلْنَاهَُذَا
 الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْنَاهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا
 وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ حُبْنَا اللَّهَ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَكَاحُولٍ وَلَا
 قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَآلِهِمَا وَنَمَسْ زَوْدَهُ أَوْ
 مَرِيضٍ مَالِيَسَ الْعِلَاجُ كَاعِلٍ يَعْنِي جَسِيرَ جَادُو كَاثِرٍ هُوَ أَوْ اَوْسَ بِيَارَ كَعِلِي كَعِ
 اِجْهَانَهُ هُوَ تَا هُوَ حَكِيمٌ اَوْسَ كَعِلَاجُ سَعِ عَاجِرٍ هُوَ كَعِ جِينِي كَعِ سَفِيدِ بَرْتَن

میں یہ اسم لکھیں پھر پانی سے دھو کر چالیس روز تک پلاوین اسم یہ ہے یا حٰی
 حَیْنَ لَا حَیَّ فِی دَمِیْقَةٍ مُّلَکِہٖ وَبَقَائِہٖ یا حٰی اس اسم کے بعد اگر سورہ فاتحہ ہی
 لکھیں تو بہتر ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد فائدہ حاصل ہوگا دفع تپ کا عمل حسب کو تپ
 آتی ہو او سپر ہر روز عصر کی نماز کے بعد سورہ مجادلہ تین بار پڑھ کر دم کرو یا کرین انشاء اللہ
 تعالیٰ صحت ہو جاوے گی اور چہ آیتین قرآن شریف کی جنکو آیات شفا کہتے
 ہیں ہر مرض کے واسطے مفید ہوتی ہیں یعنی جس مرض کے واسطے چاہے اون
 آیتوں کو ایک چینی کے سفید برتن میں لکھ کر مریض کو پلاوین انشاء اللہ تعالیٰ صحت
 پاوے گی اور وہ آیتین یہ ہیں وَکَشِفَ صُدُورُہُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَشَفَّاءُ لِّمَا فِی الصُّدُورِ
 یُخْرِجُ مِنْ بَطْنِہَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُ فِیْہِ شَفَّاءُ لِّلنَّاسِ وَتَنْزِیْلٌ مِّنَ
 الْقُرْآنِ مَا هُوَ شَفَّاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ کَاشِفُ الْعَذَابِ
 لِّیْذِیْنِ اٰمَنُوْا هُدًی وَّ شَفَّاءُ پس یہی چہ آیتین ہیں جو ہر مرض کی دوا ہیں
 جب آدمی بیمار ہو تو ان کو لکھ کر ہر روز پی لیا کرے پانی میں پیے یا عرق میں یعنی اگر
 حکیم پانی نہ بتاویں تو عرق میں ان آیات کے برتن کو دھو کر پیے اللہ چاہے
 تو صحت پاوے۔

باب ہفتم

فصل منت اور نذر وغیرہ کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ اکثر جاہل جو اپنی اولاد کی بہلائی کے لئے انبیاء اولیا صلحا کی نذرین

اور منتیں مانتے ہیں سو خدا کے سوا کسی مخلوق سے نبی ہو یا ولی صالح ہو یا طالح کسی طرح
 کی منت مراد مانگنا یا اوس کی نذر و نیاز کرنا اور اوس سے مدد چاہنا یا کرنے میں نفع
 اور نہ کرنے میں منہر سمجھنا محض شرک ہے بُرائی اور بہلائی کا مالک خدا کے سوا
 کوئی نہیں ہے **کَافٍ وَكَافٍ** سے یہی مراد ہے اور انبیاء علیہم السلام
 کا اپنی اُمتوں کو یہی ارشاد ہے جہاں عوام میں انواع و اقسام کی نذرین و منتیں
 مشہور و متعارف ہیں اُن سب کا اس جگہ بیان کرنا خالی تطویل سے نہیں اسلئے
 بطور مثال کے بعض پر کفایت کی جاتی ہے جیسے کوئی محرم میں فقیری پناہ کر امام حسین
 رضی اللہ عنہ کا فقیر بناتا ہے کوئی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام کی منہدی
 روشن کر کے اونکے نام کی بدہی پناہتا ہے کوئی مسرور سلطان کی چھڑی کے نیچے
 اپنے بچے کی سالگرہ کی گانٹھ لگاتا ہے اور اونکے نام کا روزہ رکھ کر اوسی چھڑی کے
 پاس شربت کا بھر پیالہ رکھتا ہے پھر بڑھائی سے اونکی سوہیلی گوا کر اوس پیالے
 میں پھول ڈال کر اوسی شربت سے اپنا روزہ افطار کرتا ہے اور اوسی چھڑی کے پاس
 بچے کو بٹھا کر بڑا اونکے نام کا پناہتا ہے کوئی بچوں کی بیماری کے وقت ولیوں
 کا سدرہ ماننا ہے کہ جب یہ اچھا ہوگا تو ہم ٹوکرا سر پر کیکے عورتوں کا غول لیسکر
 تنگے پانوں نبیوں اور ولیوں پیروں اور شہیدوں کے نام لیکر گھر گھر بیک مانگیں گے
 اور اوس ہیگ سے ان سب بزرگوں کی نیاز کریں گے کوئی سفر کے وقت اپنے عزیز

۱۲ نیک ۱۲ یعنی میں ہے کوئی نفع دینے والا اور نہ ضرر پہنچانے والا اللہ تعالیٰ کے سوا ۱۲

کے بازو پر امام ضامن کا پیسہ خواہ روپیہ یا اشرفی باتدہتا ہے اور اس مسافر کو
 امام ضامن کی ضمانت میں سوہنتا ہے کوئی حاجت روائی کے واسطے سوئی کٹا
 علی کی منت کا دونا اوٹھاتا یا اون کا روزہ رکنا ہے کوئی سید احمد کبیر کی گائے فوج
 کرتا ہے سو یہ سب باتیں خلاف شرع اور گمراہی ہو شرک اور بے اصل محض ہیں
 ان سب کاموں سے انسان کا ایمان جاتا رہتا ہے پر دنیا میں ذلت قبر میں عذاب
 قیامت میں مشرکوں کا ساتھ جنت سے محروم دوزخ کا گنداہوگا قرآن مجید
 اور حدیث شریف سے خوب ثابت و متحقق ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہوگی اسلئے
 کہ شرک اکبر کبار ہے اور گناہ اگرچہ آسمان بھر ہوں اون کی بخشش کی امید ہے
 مگر شرک بال برابر ہی معاف نہوگا شرک کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات
 کو مخلوق میں سمجھنا یا اس کی تعظیم اور عبادت میں دوسرے کو شریک کرنا یا بندوں کو
 اپنے نفع و ضرر کا مالک و مددگار جاننا یہ سب شرک میں داخل ہے پس ہر ایک کو
 لازم ہے کہ جو کچھ مانگے اپنے مالک ہی سے مانگے کو نسا کام ہے جو خدا سے نہیں
 ہوتا اور مخلوق اس کو کر سکتی ہے ذرا سوچو تو کہ جس کام اور مصیبت کے لئے
 تم مخلوق کو پکارتے ہو وہ سب ایذا اور تکلیفیں خود اولیا انبیاء پر گذر چکی ہیں مثلاً بیمار
 ہونا اولاد نہ ہونا اولاد کا مرجانا محتاجی کا ہونا لڑائی میں شکست پانا اور وہ اون
 تکلیفوں کو دفع نہ کر سکے پس تمہاری مصیبت کو کیونکر دور کریں گے پھر خدا کو چھوڑ کر
 اورون کے آگے التجا کرنا اور اپنے مالک حقیقی کو بھولنا اور اس کی اطاعت سے

باہر ہونا کون عقلمندی ہے اوسی مالک سے کیوں نہیں مانگتے کہ جس کے نبی
ولی سب محتاج ہیں لفظ

خدا فرما چکا قرآن کے اندر نہیں طاقت سوا میرے کتنی جو خود محتاج ہو دے دوسرے لگا	مرے محتاج ہیں پیر و پیبر کہ کام آوے تمہاری بیکسی میں بھلا اوس سے مدد کا مانگنا کیا

پس خدا کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگے اوسی کی بندگی کرے اوسی سے مراد
چاہے اپنا حاجت روا سمجھے اور کسی مخلوق کو ان باتوں میں دخل نہ دے یعنی جب
کوئی حاجت پیش آوے تو اللہ تعالیٰ ہی سے عرض کرے کہ تو ہماری اس حاجت
کو بر لا اور جب کسی طرح کی منت ماننا چاہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی منت
مانے مثلاً یون کے کہ اگر میری حاجت بر آئے گی تو اللہ کے واسطے اتنے
روزے رکھوں گا یا اس قدر نماز پڑھوں گا یا اتنے مسکین کھلاؤں گا یا اتنے تنگ
کو کپڑے پہناؤں گا یا کوئی مسجد بناؤں گا یا اتنا روپیہ خیرات کروں گا یا اتنے
محتاجوں کو حج کراؤں گا یا خود حج کروں گا پس ایسی منتیں سوا خدا کے اور کسی مخلوق
کی نہ مانے اس لئے کہ

وہ مالک ہے سب اوسکا اگر ناچا وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے خبر قرآن میں ہے یہ محقق	نہیں ہے کوئی اوسکے گھر کا مختار جسے تم مانگتے ہو اولیا سے نہ بخشے گا خدا مشرک کو مطلق

یہی ہے شرک بار و اس سے بچنا مقررہ جہنم میں پڑے گا تو پھر تم منتیں کیوں مانتے ہو محمدؐ نے کہا ہے یہ بتایا	خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا معاذ اللہ جسے اس نے نہ بخشا اگر قرآن کو سچ جانتے ہو تمہیں یہ طور بدکس نے سکھایا
ہلکے بتاؤ تو کون سی حدیث میں مخلوق سے مردمانگنے کا حکم آیا ہے کہ جس کی پیروی تم کرتے ہو اور موحّدوں کو بزرگوں کا منکر بتاتے ہو تم خود تو شیطان کی پیروی کرتے ہو اور ہم کو دشمن بزرگوں کا بتاتے ہو حالانکہ تم خود دشمن یعنی شیطان کی راہ پر چلتے ہو اسلئے کہ جو ام قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت نہو اور کوئی اپنے دل سے ایجاد کر لے وہی راہ شیطان ملعون کی ہے اوسی سے انسان دوزخ کا مستحق ہوتا ہے اور خدا کا غصہ اوپر نازل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو اسی واسطے بھیجا ہے کہ وہ اوسکی رضا مندی کی راہ لوگوں کو بتا دیں اور کتابیں بھی اسی واسطے نبیوں پر نازل کی ہیں کہ جس سے مخلوق کو ہدایت ہووے پس جو بات حدیث شریف اور کلام مجید میں نہ ہو اس سے انسان کو بچنا ضرور ہے اپنی عقل کو دین کے کام میں دخل دینا بچا ہے اس لئے کہ دین کی باتوں میں نری عقل سے کام نہیں چل سکتا عقل ہی پر اگر دین کا مدار ہوتا تو دنیا میں اتنے نبی اور اسقدر کتابیں کیوں بھیجی جاتیں اور انکے ماننے میں جنت کا وعدہ اور نمانے پر دوزخ کی وعید کیوں ہوتی اور جو مشرک نری اپنی راے سے خالق کو مخلوق	

کی برابر سمجھتے ہیں اور اوس کی صفات قدیم میں بندوں کو شریک کرتے ہیں بلکہ اکثر باتوں میں مخلوق کو اوس پر فضیلت دیتے ہیں یہ محض خلافتِ عقل ہے بھلا غور کرو کہ جب دنیا میں کوئی غلام یا ملازم اپنے مالک مجازی کو چوڑ کر دوسرے شخص کو اپنا مالک سمجھتا اور اوس سے اپنی خواہش اور التجا ظاہر کرتا ہے اوس وقت اوس کے مالک کو اوس پر کتنا غصہ آتا ہے اور دوسرے کی جانب رجوع کرنا ناگوار ہی گذرتا ہے اگرچہ وہ شخص جسکی طرف اوس غلام نے رجوع کی ہے مالک کا باپ یا بیٹا ہی کیون نہو پس اوس مالک حقیقی اور خالق برتر کو کہ جسکے مخلوقات پر کردارِ احسان ہیں دوسرے کی طرف رجوع کرنے سے کیونکر غیظ اور غضب نہ آویگا اور کیا کیا۔ نرا ندے گا پس لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور شیطان کی راہ چوڑو لفظ

سکھاتا ہے وہی راہِ جہنم	ہے شیطان دشمن اولادِ آدم
کیونکہ وہ قبروں پر جھکاتا	کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا
بھلا کر راہِ باخندق میں جھونکا	غرض اللہ سے دونوں کو روکا

پس شیطان کو اپنا دشمن جانو قرآن مجید اور حدیث شریف کے موافق عمل کرو کہ نجات دارین کی حاصل ہو اور غور کرو کہ جو لوگ غیر اللہ سے مدد اور مراد مانگتے ہیں کیا اونکی سب منتیں پوری ہی ہوتی ہیں یا کوئی عزیز و قریب اون کا نہیں مڑتا یا بیمار نہیں ہوتا یا کوئی ایذا اور صدمہ دنیا کا اون کو نہیں پہنچتا بلکہ جو حال موصوف

کا ہوتا ہے وہی مشرکون کا صرف اتنا فرق ہے کہ جب کوئی مراد مشرک کی
 پوری نہیں ہوتی تو اوس کا دین و دنیا دونوں تباہ و برباد ہو جاتے ہیں بخلاف
 موحّد کے کہ اگر اوسکی مراد پوری نہوئی تو اوسکو فقط دنیا کی ایذا اور مصیبت ہوتی
 ہے آخرت کی خرابی اور بربادی سے بچ جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم
 سے اوسکی منت پوری ہو گئی تو اوس کو دنیا میں آرزو پوری ہونے کی خوشی
 حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں اپنے اعمال نیک کی جزا پاوے گا بخلاف
 مشرکون کے کہ اگر اودن کی کوئی مراد انبیا اولیا کی نذر ماننے سے اللہ تعالیٰ نے
 پوری کر دی تو اودن کو فقط دنیا ہی کی نعمت نصیب ہوتی ہے آخرت کے ثواب
 سے محروم بلکہ عذاب ابدی میں گرفتار رہیں گے سمجھ کی تو یہ بات ہے کہ انسان
 و دکام کرے کہ جسمین دارین کا فائدہ حاصل ہو اور جو دنیا کا نفع نہو تو آخرت کو
 تو ہاتھ سے نہ دے بلکہ لازم ہی ہے کہ انسان ہر کام میں آخرت کے فائدے
 کو مقدم رکھے کیونکہ وہ گھر ہمیشہ کا ہے وہاں کی سزا اور جزا کو زوال نہیں اور
 نہ اوس جگہ کے عذاب سے کبھی نجات بخلاف دنیا کے کہ بیان کی تکلیف
 اور ایذا چند روزہ ہے پھر مرنے کے بعد کچھ اوسکا خیال ہی نہیں رہتا اور
 نہ کچھ اوس کا صدر معلوم ہوتا ہے اسی طرح دنیا کی کوئی خوشی ہی یاد نہیں رہتی
 اور نہ بیان کی خوشی کی کوئی لذت یاد آتی ہے پس آخرت ہی کی خوشی کو مقدم
 رکھنا عقلمندی کی بات ہے ہننے محبت ایمانی کی راہ سے اپنے مسلمان بھائی بہنو کو

سمجھا دیا اب اونہیں اختیار ہے چاہیں ماین یا نہ ماین شعہ

ہمارا کام کہہ دینا ہے یا رو اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

فصل کچھیدن کے طریقے اور اوسکے پرہیز اور علاج کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ کان چھیدنا کتب فقہ سے درست معلوم ہوتا ہے چنانچہ فتاویٰ حمادیہ میں واقعات حسامیہ سے نقل کیا ہے کہ لڑکیوں کے کان چھیدنے میں کچھ مغلّٰتھ نہیں ہے، سئلے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف میں لوگ اپنی لڑکیوں کے کان چھید کرتے تھے آپ نے کسیکو منع نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کان چھیدنا مباح ہے مگر پتے وغیرہ کے لئے سارے کانوں کا چھیدنا اکہین سے ثابت نہیں ہوتا ہاں کان کی لوہ چھیدنے کی اصل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی بی سارہ رضی اللہ عنہا کے کہنے سے بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے کان کی لوہ چھیدوا دی تھیں مگر ناک چھیدنے کی کچھ اصل نہیں ہے لیکن جو کہ عورتوں کو زینت اور آرایش کا حکم ہے اور سونے چاندی کا زیور پہننا اونکے لئے درست رکھا گیا ہے اسی لئے علما نے سارے کان کا چھیدنا بھی جائز رکھا ہے اور ناک چھیدنے کو مکروہ کہا ہے اس واسطے کہ یہ ہنود کی رسم ہے اسی لئے ہندوستان کے سوا اور کسی ولایت عرب و عجم میں یہ رسم نہیں ہے اگرچہ حرام مطلق نہیں ہے کہ اوس کے چھیدنے کو گناہ کبیرہ کہا جائے مگر افضل یہ ہے کہ ناک

نہ چھیدو اور نہ صرف کان چھیدنے پر اکتفا کریں اور لڑکے کے کان ہرگز نہ چھیدیں
 اسلئے کہ اس کے کان چھیدنا حرام محض ہے کیونکہ ایک تو عورتوں کے ساتھ
 مشابہت ہوتی ہے اور یہ حرام ہے دوسرے مرد کو زلیور پہننا جائز نہیں پہرنا حق
 تکلیف دینے تغیر خلق اللہ کرنے کے حاصل۔ زمانہ کنچھیدن وغیرہ کا یہ ہے کہ
 جب بہار کا موسم آوے تو بچاگوں کے مہینے میں لڑکی کے ناک کان چھیدیں
 اور اندھیری کا بھی خیال رکھیں چاندنی کے دنوں میں کنچھیدن وغیرہ نہ کریں۔
 طریقہ ناک کان چھیدن کیا ہے کہ جب لڑکی چار پانچ برس کی ہو تو پہلے اسکی
 لوہی جست کی بالی سے چھیدیں اس لئے کہ سوئی سے چھیدنے میں ڈورا کھینچنے
 کے سبب سے کانوں کو بہت ایذا اور صدمہ پہنچتا ہے اور ناک کان دنوں تک
 پکے رہتے ہیں اور درد بہت ہوتا ہے اور کان کے ساتھ یکبارگی ناک نہ چھیدیں
 کہ اس میں بھی نہایت ایذا ہوتی ہے اور سارے کان بھی ایک ہی بار نہ چھیدیں
 بلکہ ایک سال لوہی چھیدیں تو دوسرے سال بائے تیسرے سال پتے تو چوتھے
 برس ناک غرض کہ نو برس کی عمر تک ناک کان چھید کے فارغ ہو جاویں زیادہ دیر نہ کریں
 کیونکہ بڑی عمر میں ناک کان سخت ہو جاتے ہیں پھر چھیدنا مشکل ہوتا ہے اور بہت
 چھوٹی عمر میں بھی نہ چھیدیں کیونکہ بچپن میں گوشت نرم ہونے کی وجہ
 سے اکثر چھپے جانے کا اندیشہ ہے اور ناک سب کے بعد چھیدیں جب نہ تنہا بڑا
 ہو جاوے کہ اونگلی اس کے اندر جا سکے اور لڑکی اپنی ہاتھ اس کو صاف بھی کر سکے

پر ہیز ناک کان چھیدنے میں یہ ہے کہ جب لڑکی کے ناک کان چھیدے
 جادین تو سروی اور ہوا کا بچاؤ رکھیں ترش اور بادی چیزیں نہ دیوین بوٹی اور سور
 ہی نہ کلاوین اور نکلیں چیزیں ہی کم دین بکری یا مرغ کے شور با کلائے کا منٹا
 نہیں شیر خبا اور مٹی جتنا چاہیں کلاوین اسکا کچھہ پر ہیز نہیں علان یہ ہے کہ
 کچھیدن سے تین دن کے بعد چراغ کے تیل سے ناک کان کو تین روز تک
 برابر اس طرح سے سینکیں کہ ایک تنگے میں روٹی پیٹ کر اوسکو تیل میں بھاگو کے
 پھراو سکو چراغ کی بتی کی دیر گرم کر کے کنکنا کنکنا ناک کان کے سوراخوں پر رکھیں
 اسی طرح آدھ یا پون گنٹھہ اون سوراخوں کو سینک دیا کریں اور جب کچھیدن پر
 چہ روز گزر جائیں تو گرمی کے وقت نیم کے پانی سے اونکو دھو دیا کریں جو کچھہ مواد
 بالی میں لگا ہوا اس کو خوب صاف کر کے اوسی بالی کو پیر دیا کریں جب تک
 سوراخ خوب خشک اور صاف اور اچھے نہو جادین تب تک اسی طرح دہوتے
 اور صاف کرتے رہیں اگر درم زیادہ معلوم ہو تو نیم کے ساتھ جھاؤ کو بھی جوش دیکر
 اوس کے پانی سے کان ناک دھو یا کریں اور اسی کی دھونی ہی دیدیا کریں اور جو
 کان ناک زیادہ پاک جادین اور معلوم ہو کہ یہ زیادتی گرمی سے ہوئی ہے تو
 ٹنڈے پانی سے اونکو صاف کیا کریں نیم اور جھاؤ سے نہ دھو دین جب تک
 ناک کان کے سوراخ اچھی طرح سے خشک اور صاف نہ ہو جادین تب تک
 اون میں دوسری بالی نہ پہنا دین جس سے کان ناک چھیدے گئے ہین

اوسی کو رہنے دین اور جب سوراخ بالکل اچھے ہو جاوین تو اون بالیون کو اوتار کر
چاندی کی بالیان پناوین سونے کی نہ پناوین جب دو ایک سینے چاندی
کی بالیان پنے کو گذر جائیں تو اللہ جو مقدور دے سونا سوتی جواہر وغیرہ پنا دین
کنجیدین کی تقریب میں کمانا اور شیرینی تقسیم کرنا تو کسی کتاب سے تو ثابت نہیں ہوتا ہے
لیکن شرع شریف میں اتنا ضرور آیا ہے کہ جب کسی کو کچھ نعمت دین یا دنیا کی
حاصل ہو تو نعمت کے حصول پر خوشی کرے پس اگر کوئی اپنی لڑکی کے ہنائے
شکرانے میں عزیز قریب دوست آشنا کو کمانا کپڑا شیرینی وغیرہ تقسیم کرے اور کچھ مال
اللہ تعالیٰ کی نذر کا نکال کر اپنے مقدور کے موافق اس شکرانے میں فقیروں اور محتاجوں
کو دے تو اس کا مضائقہ نہیں لیکن اس رسم کو فرض اور واجب نہ سمجھے کہ خواہ مخواہ
قرض لیکر یا ہیک مانگ کر ادا کرے۔

فصل مکتب اور نشرہ کی رسموں کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ ہندوستان میں جو یہ رواج ہے کہ جب بچہ چار برس چار سینے چار دن
کا ہو تب اسے پڑھنے بٹھاتے ہیں اور اس کی خوشی میں بہت سارے پیسے خرچ کرتے
ہیں اور اس رسم اللہ کی رسم کو بمنزلہ واجب اور فرض کے جانتے ہیں اور اس حساب
لے در مار گفتمہ کہ نشرہ بالفتح بمعنی شادی ختم قرآن ست در بیان گفتمہ بالفتح بچہ باز عرفان و شگرف بروز مکتب نشینی برومی
تتمہ الفاعل نویسد و عیادت اللغات بچین نوشتہ شاید کہ از نشرہ ماخوذ باشد چہ نشر بمعنی کشادن ست چونکہ بوقت نشرہ
قرآن شریف کشا پیش طفل می نمایند و جان تقریب را بہ نشرہ نامیدند و نزد بعضی بجای حلی ست ماخوذ از الم نشرہ

بنی اسرائیل کی پچھلی آیت سکھانا اور یاد کرانا چاہیے پس اس سے معلوم ہوا کہ جب بچہ خوب باتیں کرنے لگے اور زبان اسکی صاف ہو جاوے تو اسکو کلمہ توحید اور پچھلی آیت سورہ بنی اسرائیل کی یاد کر دین پر اس کے بعد اسکو اور سو دین اور دعائیں اور آداب نماز کے سکھا دین تاکہ نماز پڑھنے کی اسکو عادت ہو جاوے اس لئے کہ بعد سات برس کے بچے کو نماز پڑھنے کا حکم کرنا چاہیے جیسا امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے مسند میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے **قُرْءُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاصْرِفْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَقَرِّئُوا بَيْنَهُمُ فِي الْمَضَاجِعِ وَإِذَا ذُرُوعُكُمْ خَادِمَةٌ عَبْدًا أَوْ أُجِيرَةً فَلَا يَنْظُرُ إِلَى مَا دُونَ الشَّرْعَةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ** یعنی حکم کرو تم اپنی اولاد کو نماز کا اور وہ سات برس کی عمر کے ہوں اور مارو تم ان کو نماز پڑھنے پر اور وہ دس برس کے ہوں اور انکے بچپن سے جدا کرو اور جب نکاح کر دے ایک تم میں کا اپنے خادم غلام یا نوکر کا تو نہ دیکھے اس کی ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر کو پس لازم ہے کہ سب کاموں سے پہلے انکو نماز ہی سکھا دین کیونکہ سب سے اول اسی سے کام پڑتا ہے جب نماز سیکھ جاوین تو ان کو قرآن مجید پڑھانا شروع کریں جب سورہ بقرہ ختم ہو جاوے تو اپنے مقدور اور ہمت کے موافق اس کے ختم کی خوشی کریں اور اس کے شکرانے میں محتاجوں اور مسکینوں عزیز و اقارب دوست آشناؤں کو کسانا

کلام دین یا جوڑے وغیرہ تقسیم کریں غرض کہ جو کچھ خوشی بسم اللہ میں کرنی منظور ہو وہ
 اسی تقرب میں کریں اس لئے کہ تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ تمام کی تھی تو اس کے شکرانے میں ایک اونٹ ذبح
 فرما کر اپنے دوستوں اور یاروں کو کھلایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بعد حصول نعمت
 دینی کے خوشی کرنا اور عز و اقارب دوست آشناؤں وغیرہ میں شہرینی یا کھانا وغیرہ
 تقسیم کرنا جائز ہے پس اگر بجائے بسم اللہ کے سورہ بقرہ کی ختم پر خوشی کریں تاکہ
 ایک صحابی جلیل و عظیم الشان کے فعل کے موافق ہو جاوے تو بہتر ہے اور
 کلام اللہ شریف کے ختم کے بعد جو نشرہ کی تقرب کے نام سے خوراک اور تقسیم
 جوڑے اور شہرینی وغیرہ کی کرتے ہیں سو یہ بھی اسی دلیل سے جائز و مستحسن معلوم
 ہوتا ہے اور تحصیل علم حدیث شریف اور تفسیر قرآن مجید اور فقہ وغیرہ سے فارغ
 ہونے کے بعد خوشی کرنا اور شہرینی وغیرہ دوست آشناؤں میں تقسیم کرنا بھی اسی
 قبیل سے سمجھا جاتا ہے حاصل یہ کہ حصول نعمت دینی کے ادا یا بعد شکرانے
 کی نیت سے خوشی ظاہر کرنا جائز و مستحسن ہے لیکن اس خوشی کے اظہار میں اس قدر
 خیال رکھنا ضرور ہے کہ کوئی رسم خلاف شرع نہ بنے پاوے اکثر ہندوستان
 میں بہت سی خرافات رسمیں رائج ہیں جیسے ڈھول پر صندل کے چپا پے لگانا اور
 او سپر ناڑا باندھنا اور اللہ میاں کا رتجگا کرنا اور اوہین گلگلے پکانا اور کچے چانول
 کے آٹے کے لڈو بنانا اور اسی آٹے کے کھم بنا کے اوپر ہویوں کے ہار ڈالنا

اور گورے گھٹون میں دودھ شربت بہر کے اونکو ہار پنانا اور اوپر سر سے باندھنا
 پہر صبح کے وقت مسجد کے ملا کو بلا کے اللہ میان کی سلامتی پڑھوانا اور بی بی
 کا کوٹہ خشکے اور وہی شکر میوے سے تیار کر کے بڑی احتیاط سے بیان تک کہ
 مردوں کی چہاؤن بھی اوپر نہ پڑے کوٹہ اکھاٹے والی عورتوں کو کھلانا اور جبکا نشہ
 ہوا اسکے سر پر سہرہ باندھنا ایک یہ بھی رسم ہے کہ بچے کی ہین بہانجی وغیرہ اسکے
 لئے منہ بیان لاتی ہین اوسمین انواع واقسام کی داہیات رسمین کرتی ہین
 یعنی جوڑے کے ساتھ ایک چوکی لکڑی کی پنی سے منڈھی ہوئی یا چاندی سونے
 کی اپنے اپنے مقدور کے موافق بنوا کے اوپر چھوٹے گدیے تکیے بچپاتی ہین
 اور ایک طشت میں دس پندرہ سیر مندی گوند بکر چوپاک سی بنا کے اوپر پٹی
 منڈھے چار بتیان موم یا کافور کی اسمین نصب کر کے روشن کرتی ہین ملیدے
 اور لڈوون کے خوان بہر کے روشنی باغ بہاری آتش بازی باجے وغیرہ سے
 کاغذ کی مندی کے ساتھ ڈومنیون کو اپنے گھر سے گواتی ہوئی بچے کے گہرائی
 ہین پہر اوسکو چوکی پر بٹاکے کپڑے اور پھولون کا زیور پہنا کے سہرا مقیش اور پھولون
 وغیرہ کا اوسکے سر پر باندھ کے پہر اوسکے چارون ہاتھ پانوں میں مندی لگا کر
 سات نوائے ملیدے کے اوسکو کھلاتی ہین اور ڈومنیان مندیان وغیرہ گایا
 کرتی ہین پہر اپنے مندی لگائے کا نیگ لڑا لڑا کر لیتی ہین جوڑے وغیرہ کا لانا اور
 اپنے مان باپ یا بزرگون سے کچھ لینا اس کا تو کچھ مضائقہ نہیں مگر ایسی ایسی رسمین

واہیات خرافات کرنا خالی گناہ سے نہیں بلکہ بعض رسموں میں تو اندیشہ کفر و شرک کا ہے کہ آدمی اونٹنے کرنے سے کافرو مشرک ہو جاتا ہے ہر مسلمان کو چاہیے کہ ایسی رسموں سے بچے کہ جنگے کرنے سے ایمان میں نقصان ہو یا بالکل جاتا رہے بان نعمت کے شکرانے میں عزیز اقارب محتاجین مسکینوں دوست آشناؤں کو کھانا کھلانا جوڑے وغیرہ دینا یا جو کوئی اپنی خوشی سے جوڑا وغیرہ لاوے اس کا قبول کرنا جائز ہے۔

فصل ماہ مبارک میں روزہ رکمانے کے بیانیہ

جاننا چاہیے کہ جیسے نماز سن بلوغ سے فرض ہو جاتی ہے ویسے ہی رمضان کے روزے بھی بالغ ہوتے ہی فرض ہو جاتے ہیں مگر چونکہ سات ہی برس کی عمر سے بچوں کو عادت ڈالنے کے لئے نماز کی تاکید اور تنبیہ کا حکم ہے اسی طرح ماں باپ کو چاہیے کہ جب بچہ سات آٹھ یا دس گیارہ برس کا ہو تو اسکو رمضان شریف کے مہینے میں دو چار روزے رکھوا دیں تاکہ بلوغ سے پہلے اس کو عادت روزہ رکھنے کی پڑ جاوے پھر جب بچے کو پہلا روزہ رکھوا دیں تو اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب دوست آشناؤں محتاج مسکینوں کو اپنے گھر بلا کر اونٹنے روزے افطار کرانے کے کھانا کھلائیں کیونکہ روزہ افطار کرانے کا حدیث شریف میں نہایت اجر آیا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا وَجَعَلَ غَاذِيًا مِّثْلَ أَحَبِّهِ عِنِّي
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص افطار کرے کسی روزہ کا
 کا روزہ یا سامان کرے کسی غازی کا پس اس کے لئے ثواب ہے مانند ثواب
 روزہ دار اور جہاد کرنے والے کے یعنی جیسا ثواب روزہ دار کو روزے کا اور غازی
 کو جہاد کا ہوتا ہے ویسا ہی اس افطار کرنے والے اور جہاد کا سامان درست کر دینے
 والے کو بھی ہوتا ہے اس حدیث کو محی السنہ نے بھی شرح السنہ میں روایت کیا اور
 کہا کہ صحیح ہے اور یہ مہینا ایسا مبارک ہے کہ اس میں جو نیک کام نفلی کئے جاویں
 ان کا ثواب فرض کی برابر ہوتا ہے اور جو فرض ادا کئے جاویں ان کا اجر برابر شر
 فرض کے ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں سلمان فارسی سے روایت
 کیا ہے قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ
 شَعْبَانَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظْلَكُمُ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ وَشَهْرٌ
 فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللَّهُ مِيسَامَةً فَرِيضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا
 مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِحَسَنَةٍ مِنْ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ آذَى فَرِيضَةً فِي مِيسَاوَاهُ وَمَنْ
 آذَى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ آذَى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِي مِيسَاوَاهُ وَهُوَ
 شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّابِرِ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمَوَاسَاةِ وَشَهْرُ يُزَادُ فِيهِ
 رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لَدُنْ نَوْبِهِ وَعِثْقٌ رَقَبَتِهِ
 مِنَ النَّارِ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ مُلْنَا يَا

رَسُولُ اللَّهِ لَيْسَ كُنَّا بِحَدِّ مَا يُفْطَرُ بِهِ الصَّائِمُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فُطِرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةٍ لَبَنٍ
 أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةٍ
 لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرُ آوْلَاهُ رَحْمَةً وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةً وَآخِرُهُ
 عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَاعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ
 یعنی سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خطبہ پڑھا ہم پر رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کے پچھلے دن میں یعنی خطبہ جمعے یا وعظ کا پس فرمایا
 اے لوگو تحقیق سایہ ڈالنا میری ٹرائی واسے مہینے نے یعنی قریب آیا مہینا رمضان
 کا یہ مہینا ہے بابرکت ایسا مہینا ہے کہ اس میں ایک رات یعنی لیلة القدر بہتر ہے
 ہزار مہینوں سے ایسا مہینا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض اور
 رات کے کھڑے رہنے کو نفل کیا جو کوئی نزدیک کی ڈھونڈ ہے اللہ سے اس مہینے
 میں کسی اچھی خصلت کے ساتھ یعنی نفلی عبادتوں سے ہوگا مانند اس شخص
 کے کہ ادا کیا اس نے کسی فرض کو رمضان کے سوا میں یعنی نفل کا ایسا ثواب
 ہوگا جیسے فرض کا اور دنوں میں اور جس نے ادا کیا کوئی فرض رمضان شریف
 میں یعنی بدنی یا مالی ہوگا مانند اس کے کہ ادا کئے اس نے ستر فرض غیر رمضان
 میں اور وہ مہینا صبر کا ہے اور صبر کا ثواب بہشت ہے اور مہینا عجز و اری کا ہے
 اور ایسا مہینا ہے کہ زیادہ کیا جاتا ہے اس میں رزق مومن کا یعنی رزق حسی اور

معنوی آدم جس مومن نے غنی ہو خواہ فقیر افطار کر یا رمضان میں کسی روزہ دار کو یعنی حلال روزی سے ہو گا اوسکے گناہوں کے لئے بخشش کا سبب اور اوسکی ذات کی آزادی کا باعث آگ سے اور ہو گا اوسکے واسطے ثواب مانند ثواب روزہ دار کے بغیر اسکے کہ کچھ کم ہوا اوسکے ثواب کے کما ہمنے کہ اے رسول اللہ کہ سب ہم میں کے اس قدر نہیں پاتے کہ افطار کر دین اوس سے کسی روزہ دار کو پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ یہ ثواب اوس شخص کو افطار کر اوسے روزہ دار کو سستی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ اور جو شخص پیٹ بھر کھلاوے روزہ دار کو پلا دیگا اوسکو اللہ میرے حوض یعنی حوض کوثر سے ایسا پلانا کہ پیاسا ہو گا یعنی اوسکے بعد بیان تک کہ داخل ہو گا بہشت میں اور وہ ایسا مہینا ہے کہ شروع اوسکا رحمت ہے اور پہنچ اوسکا بخشش اور آخر اوس کا آزادی ہے آگ سے یعنی یہ مہینہ چترین مہینوں ہی کے لئے ہوتی ہیں نہ کافروں کے لئے اور جو شخص ہلکا کرتا ہے بوجہ اپنے لونڈی غلام سے رمضان کے مہینے میں بخشا ہے اللہ تعالیٰ گناہ اوسکے اور آزاد کرتا ہے اوسکو آگ سے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اس مہینے میں کھلانے پلانے کا بہت بڑا ثواب ہے اگر ہر سال انہو کے توجہ اپنی اولاد وغیرہ کو روزہ رکھوا دے تو ضرور ہی اپنے مقدور کے موافق سوچا پس آدمیوں کو بلا کر اون کا روزہ افطار کر کے کھانا کھلاوے

میرے نزدیک اگرچہ بسم اللہ نشرہ کنجیدن وغیرہ کی تقریبوں میں دعوت کرنا جائز ہے کچھ منع نہیں لیکن سوائے عقیقے اور لمبے کی دعوت کے کہ وہ حکم سنت میں ہیں اور کسی تقریب میں کھانا کھانا اس تقریب سے افضل نہیں ہے پس جہاں تک ہو سکے روزہ کشائی کی تقریب میں ضرور اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب دوست آشفق و مساکین کو کھانا کھلا دے کہ ثواب دارین پاوے۔

باب ششم

فصل اولاد کے ساتھ والدین کے برتاؤ میں

جاننا چاہیے کہ جو طریقہ بچوں کے کھلانے پلانے کا باب پنجم کی پہلی فصل میں لکھا گیا ہے اسی کے موافق ماں باپ خود ہی اپنی اولاد کا کھانا پینا مقرر رکھیں اور ہمیشہ اس قاعدے کی پابندی کی تاکید اور تنبیہ بچے کی انا اور کھلائی وغیرہ پر کرتے رہیں تاکہ وہ اوسکو معمول کے مطابق انداز سے کھلایا پلایا کرے بے احتیاطی نہونے دے بیماری میں نہایت احتیاط رکھے بلکہ جب تک بچہ تندرست نہو اوس وقت تک اوسکا کھانا پینا اور دوا وغیرہ ماں باپ اپنے سامنے یا کسی اپنے بزرگ ہی کے روبرو رکھیں اس لئے کہ ہر ایک کو ایسے امور میں تمیز و سلیقہ نہیں ہوتا اپنی نادانی سے دوا وغیرہ کے وقت و انداز میں کمی بیشی کر دیتے ہیں کہ جس سے فائدے کے بدلے نقصان ہو جاتا ہے اس کے سوا بعض لوگ

نادانی اور حماقت کے پردے میں مکاری سے ایسے موقع پر اپنا کام کر جاتے ہیں
پھر نادان بچے دوستی جتاتے ہیں اور بعضے نادان دوستوں سے بھی بسبب
بیوقوفی کے ایسا واقعہ ہو جاتا ہے اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے ۵

دشمن دانا کہ غم حسان بود	بہتر از ان دوست کہ نادان بود

پس چاہیے کہ ہرگز ایسے لوگوں پر دوا وغیرہ میں اعتماد نہ کریں گھر بہرین ایک آدمی
کا خوف اور دباؤ بچے پر کہنا ضرور ہے باپ ہو یا ماں بھائی ہو یا اور کوئی تاکہ
بچہ اس سے ڈرتا رہے اور شوخی و شرارت نہ کرنے پاوے تعلیم میں بھی جہاں تک
ممکن ہو دہکی نرمی نہ مالش تنبیہ سے تعلیم کریں اور جہاں تک ہو سکے مار پیٹ نہ کریں
اگر اس سے کام نہ نکلے تو مجبوری سے ایک دو بار اسکو بدبشت اور خوف دلانے
کے واسطے ایسا ماریں کہ ہمیشہ کو اس مار کا خوف اس کے دل میں بیٹھ جائے تاکہ
آئندہ کو آنکھ نہ بندنے سے بچہ جاوے اور اسی کے ڈر سے بُری باتوں کو چھوڑ دے
بار بار مارنے کی حاجت نہو ہر بار کی مار پیٹ سے بچہ بیچیا اور ڈھیٹہ ہو جاتا ہے
پہر تنبیہ وغیرہ کو خیال میں نہیں لاتا اور نہ کوئی تعلیم اور تربیت اس پر اثر کرتی ہے اور
جب کوئی بزرگ یا اتالیق خواہ استاد وغیرہ بچے کو تنبیہ اور تادیب کرے تو
اسوقت اسکو خاموش رہنے کی عادت ڈالیں کسی طرح کا اچھا بُرا جواب نہ دینے
دین اس لئے کہ سوال و جواب سے بچہ گستاخ ہو جاتا ہے ہر کسی بزرگ کا کچھ لحاظ
ادب اسکو نہیں رہتا ہمیشہ اپنے بزرگوں کو سخت تیز جواب دیا کرتا ہے کہ جس سے

وہ زندگی بہرِ رخ و طال میں مبتلا رہتے ہیں اس لئے کہ بچپن میں تو بچے کا سخت جواب دینا ناگوار نہیں گذرتا جوانی میں نہایت بُرا معلوم ہوتا ہے اور یہ ہی چاہیے کہ بچے کو خوشامدیوں کی صحبت سے بچاویں اور لڑکپن ہی سے ان کے فریب میں نہ پہنچنے دین نہیں تو ابھی سے خوشامد طلب ہو کے بڑا بچہ تک خوشامد پسند رہے گا اور خوشامد کو دوست عزیز رکھے گا جو موجب تباہی اور خرابی آبرو اور جان و مال کا ہو گا اس لئے کہ خوشامدی اپنے نفع کی طمع سے عیبوں پر اوسکو مطلع نہونے دینگے بلکہ اوسکی اتنی تعریف اور ثنا کریں گے کہ وہ اوس عیب کو ہنر سمجھے گا پھر وہ اوسکی طبیعت میں خوب جگمگے پکڑ کے ہرگز اوسکے دل سے دور نہوگا اور بڑی بلا خوشامد کی یہ ہے کہ اوس سے تکبر پیدا ہو جاتا ہے آدمی اپنے آپ کو نہایت عقلمند پورے شیعار سمجھنے لگتا ہے پھر وہ کیسکی بند و نصیحت نہیں مانتا پس اسی سبب سے نالائق ہو جاتا ہے اور بزرگوں کو اپنی نالائقی سے طرح طرح کے رنج و غم میں مبتلا کرتا ہے اور خود دنیا کی رسوائی اور بدنامی اوتھاتا ہے خوشامدیوں کو اپنا مال دیکر خود تباہ اور محتاج ہو جاتا ہے خلاف شرع کام کرنے سے گنہگار ہو کے اپنی آخرت کو بھی تباہ و برباد کرتا ہے غرض کہ خوشامد والوں کی صحبت سے دین و دنیا دونوں کی بربادی ہے اور یہ ہی چاہیے کہ بچے کو اوس سے زیادہ عمر والے کے ساتھ کھیلنے دین جسے اپنا بچہ پانچ برس کا ہو تو دوسرا سات کا اس لئے کہ جتنا بڑا ہوگا اوتنی ہی اوسکی سمجھ بھی زیادہ ہوگی اور اچھی باتیں سکھاویگا اور کم سن اور برابر والے کے ساتھ ہرگز نہ کھیلنے دین

غرض کہ بچے کی تعلیم و تربیت میں حتی الامکان بہت کشش و کوشش کریں اگر ممکن ہو تو دو ایک اتالیق بچے پر اپنی وسعت کے موافق مقرر کریں کیونکہ اوس کی تعلیم میں نہایت ہی محنت ہوتی ہے ہر وقت کی حفاظت اور نگہبانی اکیلی مان کے نہیں ہو سکتی اس واسطے چار پانچ برس کے سن تک اوسکے پاس دو ایک کہلائی کار کنا بہت ضرور ہے اس لئے کہ چوٹے بچے کی خدمت عورتوں ہی سے خوب ہوتی ہے اور جب بچہ چہ سات برس کا ہو جاوے اگر لڑکی ہے تو اوس کے نزدیک شریف صالح معمر با حیا دیندار ہوشیار سلیقہ شعار عورتیں مقرر کریں اور اگر لڑکا ہے تو اوس کے لئے اسی صفت کے مرد مقرر کریں تاکہ بچپن ہی سے بچے کو اچھی صحبت میسر ہو حاصل یہ ہے کہ شروع ہی سے بچے کو نیک صحبت میں رکھیں کیونکہ بُری صحبت سے اکثر شریف زادے بھی خراب و تباہ ہو جاتے ہیں مثل مشہور ہے تخم تاثیر صحبت کا اثر اور خوش خلقی اور مروت بلکہ ہر نیک بات کی بچے کو اچھی طرح تعلیم کرنا مان باپ کو بہت ضرور ہے پس چاہیے کہ اس میں کسی طرح کا تغافل اور بے پروائی نہ کریں اور بچے کو بہت ناز و نعم سے نہ پالیں کیونکہ بچپن کا لاڑ آخر کو بگاڑ کرتا ہے حتی المقدور تعلیم وغیرہ میں خوب سعی اور کوشش کرتے رہیں تاکہ آپ اور اولاد دونوں نعمت کو نین کی پاویں۔

فصل اتالیقی کی شرطوں کے بیان میں

والدین کو چاہیے کہ جب بچہ کچھ سن تمیز کو پہنچے تو اپنے مقدور کے موافق کوئی

اتالیق مرد ہو یا عورت شریف تجربہ کار فہمیدہ خوش خلق دیندار اور اسکی تعلیم کے
 لئے معین کریں اور اسکو اس بات کی تاکید رکھیں کہ ہر وقت وہ بچے کے ہمراہ
 رہے تاکہ اس کے سب افعال اور حرکات اور سکناات پر خیال رکھے اپنے
 اپنے موقع پر اسکو شائبشی دیتا اور تنبیہ وغیرہ کرتا رہے بد وضع شہدوں بچوں
 کمینوں کو اس کے پاس نہ آنے دے متقی پرہیزگار عالم درویش وضع دینداروں
 کی صحبت میں بٹھا دے تاکہ بچہ ابتدا ہی سے اچھی تربیت پاوے اور ہر وقت اس کا
 نیاک صحبت میں گزرے ہر گزری اس کے کان میں بُری باتوں اور معیوب کاموں
 کی بُرائی پڑتی رہے اس لئے کہ جب اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھے گا تو ہمیشہ
 جواری دغا بازی شراب خواری قمار بازی دروغ گوئی حسد تکبر غصہ طمع ظلم
 حرام کاری قتل وغیرہ کی مذمت اور سزا وغیرہ سے واقف ہو کر اس سے بچتا
 رہے گا۔ اور اتالیق کو یہ بھی چاہیے کہ اسکو اچھی عادتیں سکھاتا رہے مثلاً بہت
 رونے چلانے اور ضد وغیرہ نہ کرنے دے ہمیشہ اسکو خوش مزاج خوشخو رکے
 بہت ہنسنے بکنے فتنہ لگانے بہت پہرنے دوڑنے شوخی شرارت وغیرہ کرنے
 سے روکنا منع کرتا رہے اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو ہر طرح کا سلیقہ اور تمیز محفل
 میں آنے جانے اوٹھنے بیٹھنے کا بتاتا رہے اکثر اسپر یہ تاکید رکے کہ مجالس وغیرہ
 میں اپنے آدمی یا اپنے عزیز قریب کے پاس قرینے سے خاموش بیٹھا رہے
 بہت باتیں اور شوخی شرارت وغیرہ نہ کرے قاعدے اور تمیز سے جیسا جس کے

نزدیک بیٹھنے کا موقع اور قرینہ ہو اسی قاعدے اور قرینے سے بیٹھے اور اسکا
 بھی خیال رکھے کہ اسکے مزاج میں بخل نہ آنے پاوے اسی طرح فضول خرچی
 بھی نہ کرنے دے موقع محل پر خرچ کرنے سے مانع نہ ہو بلکہ اکثر اوس کی ہاتھ سے
 کھانے پینے کی چیزیں بٹواتا رہے تاکہ لڑکپن ہی سے اوسکی طبیعت میں سخاوت
 جم جائے اور اوسکی بہلائی دل میں بیٹھ جائے لیکن جو چیز تقسیم کر اوسے اوس کے
 مان باپ بزرگ وغیرہ کی اطلاع سے بٹواوے اپنے اختیار سے نہ دلاوے۔
 ہمیشہ بچے کو مان باپ بزرگ وغیرہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت اور
 تعلیم کرتا رہے تاکہ اوسکو تابعداری کرنے کی عادت پڑ جاوے پھر کوئی کام مان
 باپ کے خلاف مرضی نہ کرے اور مان باپ کو یہ بھی چاہیے کہ اتالیق کو ضرورت
 کے وقت بچے کے ڈانٹنے مارنے کی بھی اجازت دیدین تاکہ اس کے ڈر سے بچہ
 ابر و خراب نہ ہونے پاوے اسلئے کہ وہ تو اپنے بچپن کی وجہ سے ہر طرح کے افعال
 و حرکات کرتا رہتا ہے جب تک کوئی اوس کو اچھے کاموں کی بہلائی بُری باتوں
 کی بُرائی نہ جتاو لگا تب تک وہ کیا سمجھے گا کہ کون کام اچھا ہے اور کون بُرا اور ہر
 وقت بچہ پیار سے نہیں سمجھتا پس بعض وقت جہڑکی وغیرہ کی بھی حاجت پڑتی ہے
 اور مان باپ ہر وقت اوسکے نزدیک موجود نہیں رہتے کہ وہ اوسکی بہبودہ حرکتوں
 پر ڈانٹتے اور گھر کتے رہیں تاکہ بچہ اسی وقت اوس حرکت کی بُرائی سمجھے کہ اوسکو
 چوڑ دے اس واسطے اتالیق وغیرہ کو تنبیہ اور تادیب کا اختیار دینا بہت ضروری ہے

ہے اسلئے کہ وہ ہر وقت بچے کے پاس موجود رہتے ہیں جب کوئی بیہودہ حرکت
 کرتے یا بموقع کہلتے دیکھیں گے تو اسکو جبری سے ڈرا روک دین گے اور بچہ بھی اسی
 وقت سمجھ جاویگا اور ڈر کر بیہودہ حرکتوں کو چھوڑ دے گا اور اچھی خصلتیں سیکھا آجکل
 اکثر ہندوستان کے امیر فرعون بے سامان اپنی اولاد کو امیر زادہ سمجھ کے کسی نوکر
 وغیرہ کو تعلیم نہیں کرنے دیتے بلکہ اگر کوئی بڑا بوڑھا نوکر خیر خواہ اس کے بچے کو بھلائی
 کی راہ سے نصیحت کی بات کہے یا کسی بُری حرکت سے اسکو روکے تو اولٹا
 اسکو ڈانٹ دیتے ہیں کہ تو نوکر ہو کے اپنی اوقات بھول گیا جو ہمارے بچے کو
 نصیحت اور تعلیم کرتا ہے خیر زادہ پر کبھی کچھ نہ کہنا اور اولاد کو یہ سکھاتے ہیں کہ تم نوکر
 سے نہ ڈرو اور اسکی نصیحت مانو پس وہ نوکر آئندہ اس کے بچے سے کوئی بات نصیحت
 وغیرہ کی نہیں کہتے بلکہ جو کچھ بچہ کہتا یا کرتا ہے ویسا ہی آپ ہی کہنے لگتے ہیں
 اور ہر بات میں بُری ہو یا بھلی اسی کی خوشی کو مقدم کرتے ہیں پس دیکھو کہ اونکی اولاد
 ابتدا ہی سے کیسی خراب و ابتر ہو جاتی ہے اور زندگی بھر اپنی امیری کے خیال
 میں متکبر و مغرور رہتی ہے اور اپنی بُری حرکتوں سے بزرگوں کا نام ڈبوتے دارین
 کی تباہی اور بربادی کرتی ہے ذرا سا ہی غور نہیں کرتے کہ اگلے بڑے بڑے بادشاہ
 اپنے شاہزادوں کی تعلیم کے لئے کیسے کیسے دیندار نیک سیرت عمدہ امالیق مقرر
 کرتے اور کیا کیا اختیار تنبیہ اور تعلیم کے اونکو دیتے تھے کہ وہ شاہزادوں کو تادیبا
 مار بھی لیتے تھے اور اکثر اپنی خدمت بھی اون سے لیتے تھے تاکہ ہر امر میں اونکو

دخل ہو جاوے پھر خدا کے فضل سے اسی تعلیم ہی کی وجہ سے وہ شہزادے کیسے
 سنیق عادل خدا ترس نامور ہوئے بخلاف ہر محل کے امیر زادوں کے کہ کیا کیا سوائیا
 اور بڑا سیانہ بنی نہیں ہوتے اور یہ سب فضیلتیں لاڑ اور بے تعلیمی کی وجہ سے ہوتی ہیں
 پس ماں باپ کو لازم ہے کہ اپنی اولاد پر رحم کریں اور اپنے بچوں کی تعلیم اور تربیت
 میں جان و مال سے نہایت کوشش کریں تاکہ بچہ اور آپ دونوں خوبی اور نجات دارین
 کی پادین -

فصل آداب سکھانے کے بیان میں

ماں باپ اور تالیق وغیرہ کو چاہیے کہ ابتدا ہی سے تھوڑے تھوڑے آداب اور
 طریقے ہر امر کے بتاتے سکھاتے رہیں جیسے اول سے بچے کو سلام کی عادت
 ڈالیں اسلئے کہ سلام کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَ إِذَا
 حُيِّنْتُمْ بِتَحِيَّاتِهِ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنِ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا یعنی اور جب تم کو دعا دیوے کوئی
 تو تم بھی دعا دو اس سے بہتر یا وہی کو اولٹ کر اور حدیث شریف میں بھی سلام
 کرنے کا حکم فرمایا ہے اوسکی تفصیلت بیان فرمائی ہے جیسا کہ مسلم نے ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا
 تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تَوَضُّؤُوا وَلَا تَوَضُّؤُوا حَتَّى تَحَابُّوا لَا آدُ لَكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ
 تَحَابَبْتُمْ أَفْشَوْا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا ان حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ داخل ہو گے تم جنت میں یہاں تک کہ ایمان لاؤ اور

نہ ایمان لاؤ گے بیان تک کہ آپس میں محبت رکھو کیا نہ خبردار کروں میں تم کو ایسے کام پر کہ جب تم اوسکو کرو تو آپس میں دوست ہو جاؤ پس یا تم سلام کہو آپس میں اور ترمذی میں اس حدیث کے اول میں لفظ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ کا بھی زیادہ کیا ہے یعنی قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ میں ہے بعد اس کے پھر وہی مضمون بیان فرمایا علامہ اوسکے اور حدیثوں سے بھی سلام کی فضیلت ثابت

ہوتی ہے جیسا کہ ترمذی و ابو داؤد نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ عَلَيْهِ تَلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عَشْرُونَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُونَ

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور السلام علیکم کہا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کہ اوسکے لئے دس نیکیاں ہیں پھر دوسرا آدمی آیا پس کہا اوبنے السلام علیکم ورحمۃ اللہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کہ اس کے واسطے بیس ہلایاں ہیں پھر اور آدمی نے آ کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ و بركات کہا آپ نے اوس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا پس آپ نے فرمایا اس کے لئے تیس نیکیاں ہیں۔ ایسے ہی سلام میں ابتداء کرنے کی بھی بہت فضیلت

سے چنانچہ احمد و ترمذی و ابو داؤد نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَقَالَ
 أَوْلَاهُمَا بِاللهِ یعنی عرض کیا گیا یا رسول اللہ دو آدمی ملاقات کرتے ہیں، زمین سے
 کونسا سلام میں ابتدا کرے آپ نے فرمایا جو امن میں سے زیادہ قریب ہے اللہ تعالیٰ
 کے ساتھ آداب سلام کرنے کا یہ ہے کہ جب کسی سے ملاقات ہو تو بات کرنے سے
 پہلے سلام کرے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ یعنی سلام پہلے کلام کے ہے اور
 سوار سلام کرے پیدل چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے اور کھڑے کو اور چوٹا بڑے
 کو اور تنوڑے لوگ بہتوں کو جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَرَكَبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي
 عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَاعِدُ عَلَى الْكَبِيرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وآلہ وسلم نے سلام کرے سوار پیدل یا چلنے والے پر اور چلنے والا بیٹھے پر اور
 تنوڑے بہت پر ترمذی کی ایک روایت میں اتنی زیادتی بھی وارد ہوئی ہے
 وَيُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ یعنی چوٹا سلام کرے بڑے کو اور یہ بھی آیا ہے وَالْمَاشِي
 عَلَى الْقَاعِدِ وَالْمَاشِي عَلَى الْقَائِمِ یعنی سلام کرے گزریں والا بیٹھے کو اور چلنے والا کھڑے
 کو اور چونکہ سلام میں ابتدا کرنے کی بہت فضیلت ہے اسلئے جو عمر میں بڑا یا رتبے
 میں اعلیٰ درجے کا ہو اوسے کو چاہیے کہ سلام میں تقدیم کرے دیکھو آن حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اسکے کہ سارے عالم سے افضل و برتر تھے عورتوں
 پر لڑکون کو خود ہی پہلے سلام کرتے تھے امام احمد با بر رضی اللہ عنہ سے روایت
 کرتے ہیں اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ
 یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں پر گزرے پس آپ نے ان کو سلام کیا
 ترمذی نے سیر سے روایت کیا قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ثَابِتِ بْنِ ثَابِتٍ فَمَرَّ عَلَيْنَا
 فَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَقَالَ ثَابِتٌ كُنْتُ مَعَ أَنَسٍ فَمَرَّ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَ
 قَالَ أَنَسٌ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ عَلَيْنَا
 یعنی سیر کرتے ہیں کہ میں ثابت بن ثاب کے ساتھ چلتا تھا اور لڑکوں پر
 ہوا انہوں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ میں انس کے ساتھ تھا وہ لڑکوں پر گزرے
 انہوں نے ان کو سلام کیا اور کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا آپ کا
 گزر لڑکوں پر ہوا آپ نے ان کو سلام کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے پس اس
 معلوم ہوا کہ سلام میں سبقت کرنا بہت ہی عمدہ بات ہے اور سلام کرنے میں
 کسی طرح کا نقصان نہیں بلکہ بہت سے فائدے ہیں اول یہ ہے کہ خدا اور رسول
 کی اطاعت ہوتی ہے دوسرے اجر ملتا ہے تیسرے سلام کرنے والے اور جواب
 دینے والے دونوں کو دعا ملتی ہے۔ چوتھے سلام کرنا باہم محبت پیدا کرتا اور دشمنی
 کو دلوں سے نکالتا ہے غرض کہ بچوں کو سلام کی عادت ڈالنا بہت ہی بہتر ہے اسی
 طرح سلام کے بعد مصافحہ اور فرائض پر پُرسی وغیرہ کے قاعدے بھی سکھا دیں تاکہ

ہر کسی سے ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ وغیرہ بھی کیا کریں اس لئے کہ
 مصافحہ کرنے سے مغفرت ہوتی ہے گناہ جہڑنے میں جیسا کہ امام احمد و ترمذی نے برابر
 بن غازیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَيْسَ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا
 مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَالِحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا يَعْنِي
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں دو مسلمان کہ ملاقات کریں اور مصافحہ کریں
 یعنی آپس میں مگر بخشش کیجاتی ہے اون دونوں کے لئے پہلے مجدا ہونے سے اور
 ابو داؤد کی ایک روایت میں یوں آیا ہے إِذَا لَتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَالِحَا وَحَمْدًا
 اللَّهُ وَاسْتَغْفَرَ لَأَغْفِرَ لَهُمَا يَعْنِي جب کہ دو مسلمان ملین اور مصافحہ کریں اور
 اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اللہ سے بخشش چاہیں تو بخشش کیجاتی ہے اون دونوں کے
 واسطے اسی طرح اوٹنے بیٹنے جاگنے سونے بات کرنے چپ رہنے محفل میں جانے
 آنے چہنکے کمانے راہ چلنے وغیرہ کے طریقے اور ضابطے بھی بتاتے رہیں جس سے
 اوٹتے بیٹتے کیسے وہ نکالات وغیرہ نارے اور کسی بڑے بڑے کی طرف پیٹھ کر کے
 یا پانوں پیلا کے یا کسی کے منہ کی اوٹ کر کے محفل وغیرہ کے بیچ میں نہ بیٹھے بلکہ جب
 محفل وغیرہ میں جانے کا اتفاق ہو تو کسی سے اونچا نہ بیٹھے صف کی برابر بیٹھے درمیان
 میں ہی نہ بیٹھے اور دعوت وغیرہ میں کمانا کمانے میں جلوہ می نکرے یعنی سب سے
 پہلے خود نہ کمانے لگے اپنی جگہ پر صبر سکون سے چپکا بیٹھا رہے جب محفل میں سب
 کے آگے کمانا چن جاوے اور گمراہی اجازت کمانے کی دے اور کوئی امیر یا

بزرگ شخص اوس محفل کا کمانا شروع کرے اور وقت آپ ہی کماوے جب
 سب محفل والے کماچکیں اور وقت آپ ہی اونکے ہمراہ دسترخوان سے اٹھ
 سب پہلے یا بعد نہ اٹھے ایسا نہ کرے کہ تمام محفل کے لوگ بیٹھے زمین اور آپ
 جلدی سے کما کر اٹھ جاوے یا تمام مجلس والے اور ہوجاویں اور آپ بیٹھا کما یا کرے
 اور یہ بھی چاہیے کہ دعوت وغیرہ میں اپنا حصہ دسترخوان سے اٹھا کر پوٹ باندھے
 اگر نہ بھیجے زمین بیٹھ کے جو بھی چاہے اور جتنا پیٹ میں سمائے کما لے اور کسی دوست
 کو بغیر ان کے اپنے ہمراہ نہ لیجاوے اگر اتفاقاً کوئی شخص کسی وجہ سے بغیر ان کے
 ہمراہ چلا جاوے تو بغیر اجازت اور اطلاع میزبان کے اسکو کمانے وغیرہ میں
 شریک نہ کرے اور خود ہی کبھی دعوت وغیرہ میں بغیر ان کے نہ جاوے اور چلتے میں دھڑکتا
 اکوٹا نہ چلے نہچی نگاہ سے راہ دیکھ کر سیدہ راستے پر چلے آسمان کو دیکھتا ٹیڑھیں
 راہ نہ چلے اور گفتگو میں شیریں زبانی اور نرم کلامی کا خیال رکھے کسی سے تو تڑاق
 کی گفتگو نہ کرے اور جب نیند آوے تو اپنے سونے ہی کی جگہ سووے ادھر ادھر
 نہ پڑے اسی طرح اگر کسی محفل وغیرہ میں رات کو رہنے کا اتفاق ہو اور نیند کا
 وقت آجاوے تو بیچ محفل میں نہ سووے کنارے جا کے آرام کرے اور آداب سونے
 کے یہ ہیں کہ قبلے کی طرف پاؤں نہ کرے داہنی کروٹ سووے اور ہا اور چپت سینے پر
 دونوں ہاتھ دھر کے نہ سوے اور سونے سے پہلے اگر آیت الکرسی اور سبحان اللہ
 الحمد للہ تین تیس بار اللہ اکبر چونتیس بار اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد پڑھے

اپنے اوپر دم کر لے تو بفضلہ تعالیٰ شیطان کے شکر اس رات محفوظ رہیگا چھینکے
اور کمانے کے وقت اگر کوئی کپڑا پاس نہ ہو تو منہ پیر کر چھینکے اور کمانے ورنہ ناک
اور منہ پر زوال وغیرہ رکھ لیا کرے اور جمائی جیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھ لیا کرے
بہار سا منہ نہ کہو لہے غرض کہ محفل میں کوئی ایسی حرکت نہ کرے کہ جس سے لوگوں
کو نفرت آوے اور اپنی بے تمیزی اور بد ہتذیبی ثابت ہو اور منہ کے وقت قہقہہ
مار کے نہ چھینے جیسے آج کل کے ہندوستانی لوگ گھر میں منہ میں تو دروازے کے
باہر تک آکر چائے ایسی منہ ہی شرعاً و عرفاً مذموم ہے ہاں اگر کوئی بات ہنسی کی پیش
آوے تو تبسم کافی ہے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنستے نہیں تھے صرف
تبسم فرماتے تھے جیسا کہ بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
قَالَتْ مَا دَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجِمًا ضَاحِكًا
حَتَّى آدَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَكَّسُّمُ يَعْنِي بِي بِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَمَاتِي مِمَّنْ
کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوب ہنستے ہوئے نہیں دیکھا بیان تک کہ
میں اول کا کوا دیکھوں جو کہ تالو میں ہوتا ہے سوائے اسکے نہیں کہ وہ مسکراتے تھے
اور اس کے سوا زیادہ ہنسنے سے دل مرجاتا ہے تو ایمان میں خلل پڑ جاتا ہے آدمی
بے وقار ہو جاتا ہے اور مکار عرب نہیں رہتا اور کسی جگہ کے حالات اور بات
چیت کا ذکر دوسری جگہ نہ کرے اسلئے کہ ایک جگہ کی بات دوسری جگہ
کننے سے آدمی بے اعتبار ہو جاتا ہے پہر لوگ اسکو ہلکا سمجھ کے اس کے سامنے

کوئی بات نہیں کہتے پس چاہیے کہ جو بات حبان سے وہیں تک رکھے اور جگہ
 نہ پہنچا دے سوائے باتوں کے کہ اون کا پہنچا دینا درست ہے جیسا کہ ابو داؤد نے
 جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 الْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ الثَّلَاثَةِ مَجَالِسٌ سَفَاكٌ دَمٍ حَرَامٌ وَفَرْجٌ حَرَامٌ
 أَوْ اقْتِطَاعٌ مَالٍ بِعَثْرٍ حَقٍّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
 مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں یعنی جو بات مجلس میں سنیں اوسکو کہیں نقل نہ کریں اور
 سخن چینی نہ کریں مگر تین مجلسیں اور تین باتیں کہ اگر اون کو مجلس میں سنیں تو اون کا نقل
 کرنا اور غیر کو پہنچا دینا واجب ہے وہ یہ ہیں خونریزی عفت میں خلل اندازی یا ناحق
 مال چینی کا قصد رکھنا ہو قائدہ یعنی اگر کسی سے یہ بات سنے کہ فلان شخص کے
 مار ڈالنے کا یا فلان عورت کی عفت میں خلل ڈالنے کا یا ازراہ ظلم فلان کے مال لے
 لینے کا ارادہ رکھتا ہے تو چاہیے کہ یہ باتیں اون لوگوں کو پہنچا دے تاکہ وہ احتیاط
 کریں اپنا حفظ رکھیں اور یہ بھی چاہیے کہ کسی کو پیٹھ پیچھے بُرا نہ کہے تممت نہ لگائے
 کو سنے لعنت کرنے کی عادت نہ ڈالے بات چیت میں گالی گلوچ فحش الفاظ
 نہ بکے کسی کی نسبت کوئی سخت کلمہ جیسے بے ایمان کا فر قاسق فاجر نہ کہے
 ان سب باتوں سے حدیث شریف میں منع فرمایا ہے انہر سخت وعید وارد ہوئی
 ہے غرض کہ ایسی بات جو کسی کو ناگوار اور سخت معلوم ہو ہرگز نہ بولے مان باپ
 اور تالیق کو چاہیے کہ جن قاعدوں اور آداب کا ذکر اوپر ہو چکا ہمیشہ اپنے بچوں

کو سکھاتے رہیں تاکہ وہ شریع شریف کے آداب اور شرقا کے قاعدوں کے ساتھ
 مؤدب ہو کے دارین کی آبرو حاصل کریں اور مان باپ بھی بچوں کی تعلیم کے حق سے
 سبکدوش ہوں اسلئے کہ والدین کو اولاد کی تعلیم و تربیت کرنا اور انکو علم مجلس وغیرہ
 سکھانا اور انکے اخلاق درست کرنا ضروری ہے جیسا کہ ترمذی نے جابر بن سمرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 لَأَنْ يُؤَدَّبَ الرَّجُلُ وَلَدًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ یعنی فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر آداب سکھانا آدمی کا اپنے بچے کو ایک صاع صدقہ
 سے بہتر ہے اور یہ بھی ترمذی نے روایت کیا کہ ابوب بن موسیٰ اپنے دادا سے
 روایت کرتے ہیں اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَحَلَّى وَالِدٌ
 وَلَدًا مِنْ تَحَلٍّ أَفْضَلَ مِنْ آدَبٍ حَسَنٍ۔ یعنی بیشک فرمایا رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں دیا کسی باپ نے کسی بیٹے کو کوئی عطیہ کہ وہ
 بہتر ہو آداب حسن سے اگر اولاد کی تہذیب میں کسی طرح کا قصور و بے پروائی کریں گے
 تو دنیا میں احمق اور بے شعور مشہور ہوں گے اور آخرت میں باز پرس کے شکنجے میں کھینچیں گے
 پس جہاں تک ہو سکے اور ان کی حسن تعلیم میں غفلت نہ کریں اور ہمیشہ ہر طرح کی اصلاح
 کرتے رہیں تاکہ آپ اور اولاد دونوں دنیا و آخرت کی خوبیاں پاویں فقط

فصل خوش اخلاقی کے بیان میں

مان باپ کو چاہیے کہ جس طرح اپنی اولاد کو اچھی باتوں اور نیک خصلتوں کی تعلیم کریں

اسی طرح خوش اخلاقی کی تربیت کرنا بھی ضرور ہے اسلئے کہ خوش اخلاق ہونا بڑی
 عمدہ بات اور دین محمدی کی ایک نہایت عمدہ شلخ ہے حدیث کی کتابوں میں خوش
 اخلاقی کی بڑی فضیلت لکھی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمدیوں
 کو اسکی نہایت تاکید فرمائی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بڑے
 خوش اخلاق تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپ کی خوش خلقی کی
 ثنا اور صفت فرمائی ہے سورہ ن کے اول رکوع میں یہ ارشاد فرمایا ہے - **وَإِنَّكَ لَعَلَّ**
خُلُقٍ عَظِيمٍ یعنی بیشک اے محمد تو بڑے عمدہ خلق پر ہے اور ترمذی نے ابو ذر رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے **قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ**
إِنَّ اللَّهَ حَيْثَا كُنْتُ وَأَتَّبِعُ السَّبِيلَةَ الْحَسَنَةَ تَمَّهَا وَخَالِقِ النَّاسِ خُلُقًا حَسَنًا
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ڈرا اسد سے جہاں
 کہیں تو ہو اور بُرائی کے پیچھے نیکی کر کہ وہ او سکو مٹا دے گی اور معاملہ کر لوگوں سے
 خلق حسن کے ساتھ اور یہ بھی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ **إِنَّ السَّبِيلَةَ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا شَيْءٌ أَثْقَلَ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی چیز زیادہ بھاری مومن کی میزان میں قیامت کے
 دن خلق حسن سے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ ناخوش ہے گالی بکنے والے بدگو بجیا سے
 اور ان کی دوسری روایت میں ہے **قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**

وَالِیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَا مِنْ شَیْءٍ یُوضَعُ فِی الْمِیزَانِ اِذَا اُنْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخَلْقِ وَاِنَّ صَاحِبَ
 حُسْنِ الْخَلْقِ لَیَبْلُغُ بِهٖ دَرَجَةً صَاحِبِ الصُّوْمِ وَ الصَّلٰوةِ لِیَعْنٰی الْوَالِدُ رِوَاۃً عَنْ
 عَنْهُ کَثَرَتْ مِنْ کَیْفِ رِسَالِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کُوکہ فرماتے تھے نہیں ہے کوئی چیز
 کہ رکھی جاوے میزان میں جوہل زیادہ حسن خلق سے اور بیشک حسن خلق والا روز
 نماز وائے کے درجے کو پہنچے گا پس ہر مسلمان ایسا نڈار کو لازم ہے کہ اپنی اولاد
 کو خوش اخلاق ہونے کی تعلیم کرتا رہے اور حتی المقدور اوسکو کج خلق اور بد مزاج
 نہونے دے اور اوسپر تاکید رکھے کہ جب کسی سے ملاقات کرے تو نرم زبانی
 سے پیش آوے اور جو جس مرتبے اور توقیر کا ہوا اوسکی دیسی ہی تکریم و تعظیم کرے
 بزرگ سے بزرگ کے لائق جیسے مان باپ استاد عزیز اقارب وغیرہ اور
 خرد سے خرد کے موافق برتاؤ رکھے اور اپنے بزرگوں اور اقارب اور رفقا کی توقیر
 اور مرتبے اور عزت کے آداب اور ملاقات کے قاعدے اور اُلفت کے طریقے
 بتا دے اور حیب اوس برتاؤ میں کسی طرح کا فرق پاوے تو اوسی وقت اوسکو
 تنبیہ کر دے تاکہ ہمیشہ اوس کے مرتبے کا خیال اور وہمیان رکھے اور اوس کی
 تعظیم اور خاطر داری اوسکے رتبے کے موافق کرتا رہے اور سوائے ان کے اور
 لوگوں سے بھی نرم زبانی اور خوش گفتاری سے پیش آوے اور کسی سے
 بد زبانی نہ کرنے دے آہو اوو نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَ لَہُمْ

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اوتارو تم آدمیوں کو اونکے مرتبے میں یعنی جو جس کا مرتبہ معین ہے اوسکو نگاہ رکھو شریف دہل جوت کا جو مرتبہ ہے اونکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو ذلیل و وضع کے ساتھ اوسکے موافق معاملہ رکھو دونوں کو ایک لکڑی نہ ہانکو ویکھو حفظ مراتب اس آیت شریف سے بھی سمجھا جاتا ہے وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ اس سے معلوم ہوا کہ بعض کا درجہ بعض سے بلند ہے پس ہر ایک کے رتبے کا لحاظ رکھنا ضرور ہے ایسے ہی تو منع و خاطر داری کے طریقے بھی بچے کو بتانے ضرور ہیں یعنی جب کوئی معزز آدمی اپنے گھر آوے تو چاہیے کہ اوسکی عطر پان وغیرہ سے خاطر داری کرے اگر کھانے کا وقت ہو تو اوسکو کھانا وغیرہ بھی کھلاوے اور جو کوئی سائل ہو تو اپنے مقدور کے موافق اوسکی خدمت کرے اور اگر کوئی کسی کام کو کہے تو اوس کی بات غور سے سنے اگر ممکن ہو تو اوس کام میں اوسکی مدد کرے اور اوس کے مطالب کو برلاوے اور جو امیر ہو سکے انکار اوس کا نرمی سے کر دیوے اور اس طرح سے جواب دے کہ اوس کے دل کو ناگوار نہ گزرے اور لازم ہے کہ محفل میں اشاروں سے یا کانوں میں اس طرح سے بات چیت نہ کرے کہ دوسروں کو بدگمانی ہو قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس امر سے نہی آئی ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بارہ قند سمع اسد میں ارشاد فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَنَاجُوا بِالْأَشْجِمِ وَالْعُلْدَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ وَتَنَاجُوا بِالْبِرِّ وَالْتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ إِنَّمَا التَّخَوُّی

مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزَنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ
 فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ یعنی اے ایمان والو جب کان میں بات کرو تو مت کرو بات
 گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی بے حکمی کی اور بات کرو احسان کی اور ادب
 کی اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس جمع ہو گے یہ جو ہے کاتا پوسی شیطان
 کا کام ہے کہ دگیر کرے ایمان والوں کو اور وہ نہیں ضرر کرنے والا اونکو کچھ بن حکم
 اللہ کے اور اللہ پر چاہیے ہر دسا کرین ایمان والے بخاری اور سلم وغیرہ نے
 عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا
 كُنْتُمْ نَلَأًا فَلَا تَتَنَاجَى اِثْنَا دُونَ الثَّلَاثِ فَإِنَّ ذَلِكَ يَحْزَنُ یعنی فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی بغیر تیسرے کے کان
 میں بات نہ کریں اسلئے کہ یہ اوسکو غمگین کرتا ہے اور گفتگو کے وقت کسی کے
 گھر کا حال نہ پوچھے لیکن مزاج پُرسی کا مضائقہ نہیں بلکہ اوسکی خیر و عافیت یا
 اوس کے بچوں خواہ کسی عزیز اقارب کی مزاج پُرسی ضرور کرے تاکہ اُس شخص
 کا دل خوش ہو اور اُس کے ساتھ محبت پیدا ہو اور جب کسی سے کلام کرے تو
 اوسکے حفظ و مراتب کا ضرور خیال رکھے اور جوابنے سے بڑا ہو اوس سے ہنسی اور
 دل لگی نہ کرے بلکہ اوس کے سامنے ہنسی اور سخرے پن کی کوئی بات اور کسی سے
 بھی نہ کرے ہم عمروں سے ہنسنے کا مضائقہ نہیں لیکن ایسا نہ ہنسنے کہ حسین بنی
 بدتمیزی ثابت ہو یا وہ ہنسی سبب لڑائی کا ہو مثلاً دھول دھپا گالی گلوچ کی ہنسی

نکرے کیونکہ ایسی ہنسی میں لڑائی تک نوبت پہنچتی ہے مثل مشہور ہے دکھ
 کا گھر کمانسی لڑائی کا گھر ہانسی پس اس طرح کی ہنسی سے بچنا ضرور ہے اگر کسی کو
 لباس بازپور وغیرہ یا بات چیت نشست برخاست میں خلاف اپنی وضع کے
 دیکھے کہ اس سے کسی طرح کی بدتمیزی یا مسخرہ بن معلوم ہوتا ہو تو اس شخص پر
 محفل میں نہ ہنسنے اور اسکو مسخرہ نہ بنادے اور کسی کی بات وغیرہ کی نقلیں بھی
 نہ کیا کرے کیونکہ ایسی حرکت سے وہ آدمی اپنے دل میں نادم ہو کر رنجیدہ ہو گا اور
 آخر کو یہ آزدگی موجب کہنے کا ہوتی ہے اور روز بروز دشمنی زیادہ ہوتی جاتی ہے
 پس ایسی باتیں اور حرکتیں نہ کرنی چاہئیں جن سے کسی کو رنج ہو سکے اور دشمنی
 کا باعث ہوں جب کہیں محفل وغیرہ میں جاوے تو سلام کے بعد جہان کہیں جگہ
 پاوے بیٹھ جاوے کسی کو ہٹا کر اسکی جگہ پر بیٹھے اور اس طرح کا برتاؤ کرے
 کہ مجلس والے اس سے خوش رہیں اور سب اس کی تعریفیں کریں بد مزاج اور
 ترش رو بنکر اس طرح نہ بیٹھے کہ اپنا تکبر ثابت ہو اپنی اور اپنے خاندان کی ایسی
 تعریف بھی نہ کرے کہ جس سے اسکی بڑائی اور دوستی کی حقارت ثابت ہو اور
 نہ آپ بہت حقیر اور مسخرہ بنے کہ جس سے اپنی یا اپنے بزرگوں کی ذلت ہوتی
 ہو غرض کہ بیچ کی چال اختیار کرے کیونکہ حدیث شریف میں **لَا تُؤَدُّ لِمُؤَدٍّ** اور
 وارہوا ہے پس اس طرح کا برتاؤ محفل میں چاہیے کہ جس سے اپنی اور دوستی

کی آبرو اور شان میں فرق نہ آوے اور ہر ایک سے نرم زبانی اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرے تواضع اور مدارات سے پیش آوے کہ بیگانے لگانے ہو جاوین جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ۵

بشیرین زبانی و لطف بخوشی	توانی کہ پہلے ہوئے کشی

پس نرمی اور شیرین زبانی سے گفتگو کرنا تواضع اور مدارات سے پیش آنا نہایت عمدہ بات ہے گو دشمن ہی کیوں نہ ہو اسی لئے عقلمندوں نے نرمی اور تواضع کو بہت پسند کیا ہے دونوں جہان کی خوبیوں کو اس کے برتاؤ میں بتایا ہے جیسا کہ حافظ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ۵

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	باد وستان تملطف باد و شمنان مدارا

اور جب کسی کے گھر میں جاوے تو اس سے اجازت لیکر جاوے بدون اذن کے نجاوے اور جہان مان باپ یا بزرگوں کی آمد و رفت ہو وہیں آپ بھی جاوے ہر ایک کے گھر آیا جایا نہ کرے البتہ کوئی ایسا ہی معزز اور خاندانی اپنی وضع اور رتبے کا ہو یا اپنے سے افضل طریقے اور گہرانے کا ہو یا کسی سے کوئی رشتہ ہو گیا ہو یا اس سے کسی طرح کی خیر خواہی ہوئی ہو تو ایسے شخصوں کے گھر جانے اور اون سے راہ و رسم رکھنے کا مضائقہ نہیں ان میں سے جو لوگ اپنی شادی غمی دکہ درد میں جس طرح سے شریک ہوتے ہوں اون سے آپ بھی اسی قاعدے سے راہ و رسم رکھے اور جو لوگ اپنے گہرانے میں انکار رکھتے ہوں یا اپنی وضع اور طریق کے خلاف ہوں

یا اونکے گرجانے میں فہمیدہ شریف لوگ نام رکھتے ہوں اور اپنے خاندان کی
 شان میں فرق آتا ہوا اونکے گرجوں میں ہرگز نہ جاوے اتفاقاً اگر ایسے لوگوں سے
 کسی طرح کی راہ و رسم لین دین وغیرہ کی ہو تو اپنے کسی ملازم یا عزیز وغیرہ کو بھیج دے
 خود نہ جاوے اور اس طرح کا برتاؤ دنیا داروں کے ساتھ کرنا چاہیے عالم یا درویش
 کے گرجانے میں ان قاعدوں کا برتاؤ ضرور نہیں کیونکہ ایسے لوگوں کے گرجانے
 میں کسی طرح کی قباحت اور حقارت نہیں بلکہ ان لوگوں کے پاس جاتا موجب
 فیض اور برکت کا ہوتا ہے فقط۔

باب

فصل گہر کی آرائش اور صفائی اور اسباب وغیرہ کے رکھنے کے طریقوں میں
 ان باپ کو چاہیے کہ جب بچے لکھنے پڑھنے سے چپٹی پاویں تو اونکو قاعدے گہر کی
 صفائی اور اسباب خانہ داری کے رکھنے اوٹھانے کی ہی بتاتے رہیں تاکہ وہ گہر کو
 صاف اور سترار کیں کوڑے کچرے کیچڑ پانی وغیرہ سے گہر کو میلا کچیلانکرین اگرچہ
 کوئی چیز اس قسم کی گہر میں ڈالے کہ جس سے گہر غلیظ ہوتا ہو تو ایسی حرکت سے
 اوسکو روکتے اور منع کرتے رہیں بلکہ ایسی بات سے بچے کو ڈانٹ دیں تاکہ وہ فرش
 وغیرہ کو کوڑے کچرے سے میلا نکرے اور ہرے ہوئے پانون سے فرش پر نہ پھرے
 اور جو ڈانٹنے سے نہ مانے تو جو جگہ اوسنے خراب کی ہو وہ اسی سے صاف اور
 سترے کر دیں تاکہ محنت کے ڈر سے پھر گہر کو خراب اور میلا نکرے غرض کہ گہر کے

صاف اور سترار کرنے کی تعلیم ضرور اپنی اولاد کو کرتے رہیں کیونکہ اس میں کمی فائدہ سے
 ہیں اول تو صفائی کی وجہ سے ہوا گھر کی لطیف اور صاف رہتی ہے ہر کوئی فاسد
 بیماری پیدا نہیں ہوتی۔ دوسرے دیکھنے میں ستر اگر اچھا معلوم ہوتا ہے اور اچھے
 گھر میں گہرا بون اور مہمان ہر ایک کا جی لگتا ہے اور طبیعت سب کی خوش و خرم رہتی
 ہے۔ اور بجا صاحب خانہ کے سلیقے اور شعور کی تعریف ہوتی ہے تیسرے خاوند
 کے نزدیک بھی بی بی کی خوش سلیقگی اور تمیز ثابت ہوتا ہے اور اس سبب سے وہ
 بی بی کو زیادہ چاہتا اور عزیز رکھتا ہے سوائے اسکے حدیث شریف میں بھی گھر کے
 میلے پچھلے رکھنے کی ممانعت آئی ہے اور ارشاد ہوا ہے کہ تم اپنے گھر کو مثل بیوہ
 کو سیلا کچیا نہ رکھو بیوہ کی عادت تھی کہ وہ اپنے گھر کا کواچھرا گھریا اوس کے دروازے
 پر جمع رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح سے گھر کے رکھنے کو
 منع فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی نے صالح بن ابی حسان سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ
 سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ
 النَّظَافَةَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ فَتَظْفَؤْا أَرَاهُ
 قَالَ أَفْنَيْتُكُمْ وَلَا تَشْبَهُوا بِالْهُودِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِیُحَاجِرُ بَنِیْ مِصْرَ فَقَالَ حَدِّثْنِیْ عَمَّا
 بَنِیْ سَمِعْتُ عَنْ آيَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ أَنْظِفُوا أَفْنَيْتُكُمْ
 یعنی صاف کئے ہیں میں نے سعید بن مسیب کو سنا کہ وہ کہتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ
 پاک ہے دوست رکھتا ہے پاک کو اور نہایت ستر ہے دوست رکھتا ہے سترائی کو

اکرم کر نیا لایا ہے دوست رکنا ہے کرم کو بخشش والا ہے دوست رکنا ہے بخشش
 کو پس صاف رکھو راوی کتاب ہے میں گمان کرتا ہوں کہ ابن مسیب نے کہا اپنے صحابین
 کو اور شاہت مکر و یو دیوں کی کہ وہ گھروں سے صحن کوڑے کرٹ سے ناپاک و
 خراب کرتے ہیں راوی کتاب ہے کہ میں نے ابن مسیب کا قول مجاہز بن سمار تابعی کے
 آگے ذکر کیا انہوں نے کہا مجھے عامر بن سعد تابعی نے اپنے باپ سعد بن ابی
 وقاص صحابی سے حدیث کی انہوں نے مثل قول سعید بن مسیب کے نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی مگر اتنا فرق ہے کہ مہاجر نے کہا سترے رکھو صحن اپنے
 گھروں کے یعنی اون کی روایت میں لفظ اَفْتَتُکُمْ صَحْرَ مذکور ہے گمان کو اوس میں
 کسی طرح کا دخل نہیں پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے گھر کو کوڑے کرٹ سے صاف
 اور سترار کے اور اپنی اولاد کو بھی گھر کی صفائی کی تعلیم دیتا رہے خصوصاً لڑکیوں کو تو
 ضرور گھر کے سامان اور چیزوں وغیرہ کے رکھنے اور ڈھانے کا سلیقہ اور تمیز سکھاتا
 رہے تاکہ ہر چیز گھر کی بیش بیا ہو یا کم قیمت سب اپنے موقع اور ٹھکانے سے رکھی
 ہوئی اچھی اور خوشنما معلوم ہوا سٹے کے مٹی کے ٹیکے ہی کیونکہ انہوں وہ بھی صاف
 سترے اپنے قریب سے رکھے ہوئے اچھے معلوم ہوتے ہیں اور سونے چاندی
 کی چیزیں بموقع رکھی ہوئی بڑی معلوم ہوتی ہیں اور گھر کی آرائش سے بھی مراد ہے
 کہ ہر چیز ڈھلی منجی صاف کی ہوئی اپنے اپنے ٹھکانے سے رکھی جائے غریب آدمی
 بیش قیمت چیزیں کمان سے لاویگا جس سے گھر کو آراستہ کرے گا اور گھر ہی ہمیشہ

بیابان کیچڑ پانی وغیرہ سے صاف ستھرا رہے اور ہر چیز ادنیٰ اعلیٰ کے رکھنے اور ٹھانے
 کے طریقے ہی بتاتا رہے اور اسکو ہوشیاری اور حفاظت سے رکھو اور تباہ اور
 برباد نہ ہونے دے اور انکے کچھل بایجا چیزیں پڑی رہیں اور پڑے پڑے آخر کو
 خراب اور میلی یا شکستہ ہو جاوین اور یہ بھی چاہیے کہ پٹے کے کپڑے وغیرہ رکھنے
 کا سلیقہ اور تمیز بھی سکھاوے تاکہ اچھی طرح سے صاف ستھرے تہ کئے ہوئے کٹری
 میں باندھ کر صندوق پٹاری وغیرہ میں رکھے گوڑ کی طرح سے نہ ڈال دے کیونکہ اس
 طرح ڈال دینے سے کپڑے آب اور میلا ہو جاتا ہے اور رنگ وغیرہ بھی خراب
 ہو جاتا ہے اور کیسا ہی اچھا اور عمدہ نیا کپڑا ہو وہ پڑنا معلوم ہوتا ہے سلیقے کی تو
 یہ بات ہے کہ پٹے کو بھی ایسی خوبی اور احتیاط سے رکھے کہ نیا معلوم ہو
 اور سال میں دو ایک بار کپڑوں اور سامان وغیرہ کو بھی کہ جنہیں اندیشہ لگنے اور کپڑا
 لگنے کا ہو وہ ہو پدید یا کرے خصوصاً بعد بارش کے تو ضرور ہی ایسی چیزوں کو
 دھوپ دینا چاہیے تاکہ برساتی ہوا اور سیل دور ہو جاوے اور ریشمی اور رنگین
 کپڑوں کو برساتی ہوا سے بھی بچاتا رہے ریشمی اور ادنیٰ کپڑے کے رکھنے کا یہ طریقہ
 ہے کہ اسکی تون میں نیم کی پتی اور کانور وغیرہ جس سے کپڑا نہ لگتا ہو رکھ دے تاکہ
 خرابی سے محفوظ رہے غرض کہ مان باپ کو سب طرح کا تمیز اور سلیقہ خانہ داری
 کا اپنی اولاد غاصک لڑکی کو تعلیم کرنا بہت ضرور ہے اسلئے کہ امور خانہ داری کے
 عورت ہی سے متعلق ہوتے ہیں مرد تو فقط معاش حاصل کرنے والے ہوتے ہیں

اونکو اتنی فرصت کمان کہ گھر کے کاموں کا بندوبست کریں علاوہ اسکے جو عورت
 پھوڑ ہوتی ہے وہ خاوند کی نظر میں بھی حقیر و بے قدر رہتی ہے اور اس کے گھر
 میں کسی طرح کی خیر و برکت ہی نہیں ہوتی فی الحقیقت پھوڑ پن ایسی بُری چیز
 ہے کہ جس کے سبب سے آسودہ آدمی آخر کو محتاج ہو کے اپنی بے تمیزی کی وجہ
 سے ہر طرح کی تکلیف اور ایذا اٹھاتا ہے اور اپنی گھر کی چیزوں کو برباد اور تباہ کر کے
 حاجت اور ضرورت کے وقت ہاتھ کا لعل گما کے در در مانگے بیگ کا مصداق
 بنجاتا ہے خدا نخواستہ اگر میان ہی پھوڑ ملے تو پھر اندھا پیسے گتے کما میں کا مضمون
 سمجھنا چاہیے البتہ میان بی بی میں سے ایک بھی اگر سگھڑ ہوتا ہے تو گھر کا اہتمام
 بنا رہتا ہے ورنہ اس گھر کا خدا حافظ سلیقے والا تو تھوڑی سی معاش میں چین سے
 بسر کر سکتا ہے اور بے سلیقہ بہت سی معاش میں بھی مشکل سے گزارہ کرتا ہے
 مان باپ بھی اس کی ایذا کی وجہ سے زندگی بھر رنج میں گرفتار رہتے ہیں اسی لئے
 مان باپ کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو گھر داری اور بسر اوقات کے عمدہ طریقے سکھائیں
 تاکہ وہ غریبی اور امیری میں اچھی طرح سے گزران کریں اور کسی کے محتاج اور قرضدار
 نہ بنیں ورنہ پھوڑ پن سے عمر بھر سوا جینکنے اور رونے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا اکثر لوگ
 متوسط المعاش اپنے پھوڑ پن اور بے لیاقتی سے دنیا میں ایذا اور تکلیف اٹھاتے
 ہیں اور جن کو تمیز اور سلیقہ خانہ داری کا کامل ہوتا ہے وہ لوگ تھوڑی سی معاش
 میں آرام سے بسر کر لیتے ہیں اور وقت پر کسی کے محتاج اور دست نگر نہیں ہوتے

اور اپنے مان یا پ کو بھی ہمیشہ دعائیں دیا کرتی ہیں کہ باعث اون کی ترقی و ترقی
کا ہوتا ہے ۔

فصل جسم کی صفائی اور آرائش کے بیانیہ

بیانا چاہیے کہ جیسے انسان کو گہر کا صاف اور ستھرا کرنا لازم ہے اسی طرح اپنے
جسم کی صفائی اور آرائش کرنا بھی ضرور ہے کیونکہ جو فائدے گہر کی صفائی میں ہیں
اکثر اسی قسم کے منافع جسم کے پاک صاف رکھنے میں بھی سمجھنا چاہئیں پس ہر
مسلمان کو لازم ہے کہ آٹھویں روز جمعے کے دن ضرور نہایا کرے کیونکہ یہ دن
مسلمانوں کی عید کا قرار دیا گیا ہے اسی لئے اس روز میں نہانا سنت ہے مرد کو
چاہیے کہ نہانے سے پہلے حنظل پائے اور ہاتھ پاؤں کے ناخن ترشواے اگر
ضرورت ہو تو اور جگہ کو بھی پاک صاف کرے پھر تمام بدن کا میل کچیل کیسے وغیرہ
سے ملکر دور کرے اور سر کے بالوں کو اولاً مسروں وغیرہ کی کھلی یا ریٹھے کے پانی
خواہ مٹی وغیرہ سے خوب ملکر صاف کرے پھر مصالح سے دھو دے بعد اسکے
کوئی خوشبودار چیز تمام بدن پر ملکر دھو ڈالے اور آبدست کر کے اول وضو کرے
لیکن نہانے کی جگہ اگر پانی غسل کا جمع ہوتا ہو تو سر کا مسح کر کے پاؤں نہ دھوے
پہلے لوٹے غسل کے ڈال لے پھر کہیں وغیرہ اوڑھکر وہاں سے ملیجہ ہو کے
پاؤں دھو دے پھر اپنے سر کے بال اور تمام بدن کو کسی چادر رنگی، زوال وغیرہ
سے خشک کر کے اپنے مقدر کے موافق اچھے نفیس صاف ستھرے کپڑے جو

شرع شریف کے بھی خلاف نہون پینے اور سر کے بالوں میں خشک ہو جانے کے بعد خوشبو دار تیل ڈالے اور کنگھی سے سلجھا کر اون کو درست کرے کپڑوں میں خوشبو اور آنکھوں میں سرمہ بھی لگا دے کہ یہ سنت ہے اسی طرح عورتوں کو لازم ہے کہ وہ بھی ہر جمعے کو نہالیا کرین اور جو ترکیب ننانے کی مردوں کے واسطے لکھی گئی ہے وہی طریقہ عورتوں کے ننانے کا ہے صرف مردوں کو خط بنوانے کی ضرورت ہوتی ہے عورتوں کو اسکی کچھ حاجت نہیں اور جب ننانے سے فارغ ہو تو کپڑے پہن کر اپنے بالوں کو کھلار کے تاکہ وہ اچھی طرح سے خشک ہو جاوین اس بال سوکنے کے زمانے میں اگر مندی لگانے کو جی چاہے تو اپنے ہاتھ پانوں میں لگا کر کھلے بال میٹھی رہے جب مندی کا رنگ پچ جاوے تو اسکو چوڑا کر ہاتھ پانوں پر عطر یا خوشبو دار تیل ملدے پہر ایک گھنٹے کے بعد اونکو دھو ڈالے اور جب بال بالکل خشک ہو جاوین تو اونیں تیل ڈال کر کنگھی سے درست اور برابر کر کے چوٹی باندھے کیونکہ سب طرح کے سر باندھنے سے سیدھی چوٹی باندھ لینا بہت آسان ہے اور اس میں وضعداری اور خوبصورتی بھی بہت معلوم ہوتی ہے بقول میر حسن کے ۵

سنگاروں میں گوسے وہ ہے اوتار	پہ کتے میں چوٹی کا اور سکو سنگار

اور زیادہ تکلف سر کے باندھنے میں نہ کرے جیسا کہ آج کل ہندوستان کے شہروں میں رواج ہے کہ سارے بال اکٹھے کر کے تالو پہ ایک چوٹی باندھ جاتی ہے اور اوپر ایک یا آدھے عثم کا لمبا چوڑا روئی بہرا ہوا موباف لپیٹا جاتا

ہے اور اوس کے اندر نوڑ پٹیتے تو مینے بچشم خود دیکھا ہے اور موٹاپے کے سبب سے
 اوسمین دوپچ سے زیادہ نہیں آتے اور چوٹی مین ایک کٹر کی سی رہتی ہے اور وہ کٹر کی
 نہایت ہی بدزیب اور بُری معلوم ہوتی ہے اور سوائے اسکے زیادہ بوجھ پڑنے سے
 بالوں کی جڑیں بھی کمزور ہو جاتی ہیں اور آخر کو بال اور کٹر تمام سر کی جلد نظر آنے لگتی
 ہے اور پیشانی بھی نہایت بدوضع اور بُری ہو جاتی ہے اور سونے مین بھی ایسی بُری
 چوٹی سے نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے پس چاہیے کہ اس طرح کی چوٹی نہ گندہ ہو
 تاکہ سر کے بال ٹوٹنے سے محفوظ رہیں اور بُری نکالنے مین ہی کچھ خوبصورتی اور صعداری
 نہیں بلکہ چہرہ اور بدنما ہو جاتا ہے کیونکہ اگر بُری نکال کر اور اوس کو موڑ کر چھوڑ دیا جاوے
 تو توڑی ویر مین تمام بال مونہ پر بکھر جاتے ہیں اور پریشانی کی سی حالت معلوم
 ہوتی ہے پکیان جمائے مین ہی بجز ماتا چپانے کے کوئی خوبی اور خوشنالی نہیں
 بلکہ خیال کرو تو دوپر کوٹے کے ماتھے پر جمے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اگر بُری اور
 زلف نکال کر اون کو کاٹا جاوے تو سوائے صنائع کرنے بالوں کے اور کسی طرح کی
 خوبصورتی اور وضع داری کا فائدہ نہیں اور ایسا جوڑا ہی نہ باندھے جیسے ہندوستانی
 عورتیں باندھتی ہیں کہ بعضی تو میخ سی تالو پر ٹونک لیتی ہیں اور بعضی جوڑے کو
 کان کی طرف جبکا کر ایک پہڑا سا گردن پر نکال لیتی ہیں اور اوسمین بھی کسی طرح
 کی خوبصورتی اور وضع داری مین نکلتی سیدھی سادھی صاف ستھری وضع بنانا
 چاہیے بناؤ سنگار مین بہت تکلف نہ کرے جیسی خلقت اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے

اسی کو قائم رکھے کسی طرح کا تغیر تبدیل نہ کرے جیسے اگر کسی کے بال چھوٹے ہوں
 تو اور ون کے لیکر اپنے سر کے بالوں میں جوڑ کے و بھنداری کے لئے لٹبا کرے
 اور دانتوں کو بیت کر چھوٹے اور باریک اور تیز بھی نہ کرے اور اپنے بدن کو
 خوبصورتی کے واسطے نیل وغیرہ سے بھی نہ گدوادے اور نہ خود دوسرے کا
 بدن گودے اور مردانی وضع بھی نہ بناوے کیونکہ ان سب پر حدیث شریف میں
 لعنت آئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
 قَالَ لَعَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالِدَ وَمَسْلَمَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَحِّلَاتِ
 مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرَجُوهُم مِّنْ بُيُوتِكُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَمَا
 کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثوں کو مردوں میں سے اور لعنت
 کی اون عورتوں کو کہ شاہہ ہوتی ہیں ساتھ مردوں کے اور فرمایا کہ نکالو مخنثوں کو اپنے
 گھروں سے اس سے معایم ہوا کہ جو کوئی مرد و عورت حرکات و سکنات بات چیت
 وغیرہ میں ایک دوسرے کی مشابہت کرے وہ ملعون ہے بخاری و مسلم نے ابن عمر
 رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ
 الْوَاصِلَةَ بِالْمُسْتَوِصِلَةِ وَالْوَأَسِمَةَ بِالْمُسْتَوْشِمَةِ يَعْنِي بِشَاكٍ فَرَمَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ
 الْوَاصِلَةَ بِالْمُسْتَوِصِلَةِ وَالْوَأَسِمَةَ بِالْمُسْتَوْشِمَةِ يَعْنِي بِشَاكٍ فَرَمَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ
 الْوَاصِلَةَ بِالْمُسْتَوِصِلَةِ وَالْوَأَسِمَةَ بِالْمُسْتَوْشِمَةِ يَعْنِي بِشَاكٍ فَرَمَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ
 الْوَاصِلَةَ بِالْمُسْتَوِصِلَةِ وَالْوَأَسِمَةَ بِالْمُسْتَوْشِمَةِ يَعْنِي بِشَاكٍ فَرَمَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ

بخاری و مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ اللَّهُ
 الْوَائِشَاتِ وَالْمُسْتَقْشِمَاتِ وَالْمُتَنِمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ
 الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لعنت کی اللہ نے
 گودنیو الیون اور گدوائے والیون کو اور اون عورتوں کو کہ اپنے مونہ پر سے بال
 چنوا تی ہین اور اون عورتوں کو جو کہ اپنے دانتوں کو سوہن سے ریت کے چوٹے
 اور باریک اور تیز کرتی ہین جن کے واسطے پیدائش کو تغیر کرتے ہین ابن حدیثون
 سے معلوم ہوا کہ یہ سب کام ملعون ہین اور جس کام پر لعنت آئی ہو وہ گناہ کبیرہ میں
 داخل ہے پس کیا ضرورت ہے کہ آدمی ایسے بناؤ میں کہ حسین کسی طرح کی خوبصورتی
 اور صنعتداری ہی ہو اپنی اوقات ہفت میں منالاج اور خراب کرے اور تمام دن
 اسی طرح کے بیودہ بناؤ میں گزارے اور سوائے اسکے اور کوئی کام دین اور دنیا
 کا نہ کرے علاوہ اس کے اپنی دل کی خوشی کے لئے بہت سی باتوں کو خلاف
 شرع شریف کے اپنے اوپر لازم کر کے ناحق گناہ بے لذت میں مبتلا ہو کر آخرت
 کی جوابدہی میں گرفتار ہو سیدہ سادہ ہاسترائی اور طہارت کے ساتھ بناؤ کر لینا
 نہایت خوب اور بہتر ہے یعنی صرف آٹھویں دن کا نہ لینا ہر روز منجن وغیرہ سے
 دانت صاف کر لینا باون کا کنگھی سے درست اور برابر کر لینا ہاتھ پانوں کو دھول
 گرد سے سترا اور پاک رکنا چوتھے یا آٹھویں دن صاف اور ستھرے کپڑوں
 کا بدل لینا صفائی اور سترائی کے لئے کافی اور وافی ہے بلکہ ہمیشہ ایسے بکھرے

اور تکلف کے سنگار اور بناؤ سے بچنا اور اپنی اولاد کو بھی سیدھی سادی صفائی اور
بناؤ کی عادت اور خو ڈالنا نہایت بہتر ہے تاکہ دین و دنیا دونوں میں ہر طرح کا ملین
اور آرام نصیب ہو فقط۔

فصل لباس کے بیان میں

انسان کو لازم ہے کہ ایسی پوشاک اور وضع اپنی نہ اختیار کرے کہ حسین بہت
آرائش اور زینت نکلے اور اس امر کا بھی خیال رکھے کہ جو لباس شرع شریف کے
خلاف ہو اور بہت باریک اور تنگ کپڑا جس سے رنگت یا قطع جسم کی معلوم
ہوتی ہو ہرگز نہ پہنے جیسا کہ آج کل ہندوستان کی عورتوں نے اختیار کیا ہے
کرتی دیکھو تو چوٹی بغیر آستینوں کی کیسی باریک جالی لاہی وغیرہ کی ہوتی ہے اور
وہ بھی اس قدر چوٹی کہ اکثر نیچے سے ہی اپنی ربتی ہے اور خاص شہر والیوں کی تو
کوڑی تک گلی رہتی ہے اور انگلیاں بھی ایسی چوٹی آستینوں اور باریک کپڑے
کی بنائی جاتی ہے کہ جس سے بغل تک گلی رہتی ہے اور کٹورہ یون میں سے چھاتیاں
صاف نظر آتی ہیں آدھ ڈھپٹا بھی ایسا باریک کہ جس سے بدن نظر آوے پانچ ہاتھ
کا لٹھا اور گز بہر کا چوڑا طرد یہ ہے کہ وہ بھی ایسا چٹا ہوا کہ اگر سر ڈکے تو کوئے کھلیاؤں
اور کوئے چپاؤے تو سر تنگ رہے اور پا جامہ تو کم سے کم پندرہ گز اطلس میں طیار
ہوتا ہے اور چلتے پرنے میں زمین پر ٹکنا جھاڑو دیتا خاک دھول اوڑھتا شیطان
کی سی دم پیچھے چلا آتا ہے پس خیال کرنا چاہیے کہ ایسے پانچاے میں کس قدر

اسراف ہوتا ہے اگر اس بند روگز اطلس میں تنگ پانچاے بناے جاوین تو
پانچ پانچاے پانچ رنگے اُسی قیمت میں بن سکتے ہیں کہ کم سے کم پانچ مینے
تک پہنے جاوین اگر یہ خیال کیا جاوے کہ ڈھیلے پانچاے میں ستر خوب ہوتا ہے
تو یہ گمان غلط ہے اس لئے کہ ایسے پانچاے میں ایک تو یہ خرابی ہے کہ رانوں
تک کم گیر کا اور تنگ ہوتا ہے کہ جس سے تمام قطع کمر اور کولے اور پیڑوں کی نظر آتی
ہے اور رومالی بھی تنگ اور چوٹی لگائی جاتی ہے جس سے بے ستری ہی ہو جاتی
ہے دوسرے یہ کہ پانچے اوٹھا کر چلنے میں اکثر رانیں تک کھل جاتی ہیں اور ہوا
چلنے سے بھی ایسے پانچے اوڑتے ہیں کہ رانیں وغیرہ نظر آ جاتی ہیں اور سونے میں
تو چڑھوں تک پانچے چڑھ کر ساری ٹانگیں کھل جاتی ہیں سر اور پیٹ اور چپا تیان
تو ہمیشہ ہوا خواری کے لئے کھلی رہتی ہیں پس ایسی پوشاک پہننا کہ جس سے ستر
بالکل نہو اور اسراف بھی خوب ہو شرعاً منع ہے کیونکہ لباس تو خاص ستر چھپانے اور
بدن کی حفاظت کے لئے ہوتا ہے نہ بے پردگی کے واسطے اور ایسے پہناوے
میں سواے سجیائی اور بد وضعی اور شہد پن کے کچھ حاصل نہیں اور ایسے ہی لباس
والیوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہرت فرمائی ہے جیسا کہ مسلم
نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ مِثْقَانٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لِمَنْ أَرَاهُمَا قِفْ وَمَعَهُمْ سِيَّاطٌ كَاذِبَانِ
الْبَقَرِ يُغَيِّرُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءً كَاثِرَاتٌ عَارِيَّاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ

رَدُّوْهُنَّ كَأَسِنَّةِ النَّحْتِ الْمَائِلَةِ وَلَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رَحْمَتًا
 وَإِنْ رَجَعَا لَتَوْجَدُ مِنْهُنَّ مَسِيرَةً كَذًا وَكَذَا عِنْدَ ابْنِ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ مِنْ
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو گروہ ہیں دوزخیوں سے کہ میں
 دیکھا میں نے اودن کو یعنی بلکہ نہ دیکھوں گا ایک اونٹن سے وہ ہیں کہ اونکے پاس
 کوڑے ہونگے مانند دمون گاؤن کے مارینگے یعنی ناحق اونے لوگوں کو مارینگے
 اور دوسری قسم وہ عورتیں ہیں کہ ظاہر میں کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور حقیقت میں تنگی
 ہیں جب کائنات والیان مردوں کو اپنی طرف جھکنے والیان مردوں کی طرف سر اونکے
 مانند کو بان اونٹوں بختی کے ہلتے ہوئے داخل نہیں ہونگے وہ بہشت میں اور
 نہیں پاؤینگے بواو سکی حال آنکہ پوچنت کی پائی جاتی ہے اتنی اور اتنی مسافت سے
 یعنی بہت دور سے مثلاً سو برس کی راہ سے قراد مردوں سے جو بدترین اور عورتوں سے
 جو خوش ہیں گرفتار اور وہ عورتیں جو ایسا بار یک لباس پہنتی ہیں کہ جس سے سارا بدن
 ننگا نظر آتا ہے یا کچھ کھلا اور کچھ چھپا جیسا کہ آن کل ہندوستان کی عورتیں پہنتی
 ہیں سو یہ لباس حقیقت میں فاحشہ عورتوں کا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ایسا لباس
 پہنکر باہر نہیں پھرتے اپنے گھر میں بیٹھے رہتے ہیں تو یہ بات قابل التفات کے نہیں
 کیونکہ آخر وہ اس لباس کو پہنکر اپنے باپ بھائی چچا مامون سسر وغیرہ کے تو
 سامنے ہوتی ہیں پس کیا ان سے گلے سے لیکر پنڈلی تک چھپانا منع نہیں بلکہ
 انس و نہایت حیا و شرم کرنا چاہیے نہ یہ کہ ان کے سامنے ایسی بیجا ہو جاویں کہ

بالکل چھاتیان وغیرہ کہوئے پیرین اگر فرض کیا جاوے کہ یہ لوگ محرم ہیں اس سے
چندان پردے کی ضرورت نہیں ہے تو بہلا بتاؤ دیور جیٹہ نندوئی وغیرہ کے
سامنے کیون ایسا ہی لباس پہنے ہوئے بے تکلف چلتی پھرتی ہیں اور کسی طرح
کا حجاب و شرم نہیں کرتیں یہ کون سے محرم ہیں کہ جنسے پردہ کیسا ستر بھی نہیں چھایا
جاتا ہے اور شرع شریف میں تو عورت کا سارا بدن بلکہ سر کے بال تک سوا
ہتیلی اور چہرے کے سب ستر میں داخل ہے اور ستر کو بغیر ضرورت قوی کے
سواے خاوند کے اور سب محرموں کو دکھانا منع ہے لباس ایسا پہننا چاہیے
کہ جس سے ستر خوب ہو اور سردی گرمی وغیرہ کی ہی حفاظت رہے اور اسراف
سے خالی اور شرع شریف کے خلاف ہی نہو جیسے کہ ہمارے بیان کی پوشاک
کرتی دیکھو تو پوری آستینوں کی ایسی یعنی اور گھیرا ہوتی ہے کہ رانین تک اچھی
طرح سے چپ جاتی ہیں اور ڈوٹیا ایسا لٹکا چڑا ہوتا ہے کہ سر سے گھٹنے تک سارا
بدن چپ جاتا ہے اور پانچواں یہ بھی اس قدر تنگ نہیں ہوتا ہے کہ اس سے
نہایت بے ستری ہو اگر بالفرض کچھ بے ستری کا ہی خیال کیا جاوے تو کرتی
اور ڈوٹے کی لٹکائی اور چڑائی ایسی ہوتی ہے کہ سارا بدن خوب چپ جاتا ہے
اسی طرح مردوں کو بھی چاہیے کہ ایسا لباس پہنیں جو خوب ساتھ ہو بہت باریک
ہو حسین اسراف اور مخالفت شرع ہو ہرگز نہ پہنیں بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان دنیا
کو چاہیے کہ ایسی وضع اور پوشاک اپنی اختیار کرے جو شرع شریف اور عرف

دونوں میں پسندیدہ ہو مثل مشہور ہے کہ کماؤ سے من بٹانا اور پنہ جگ بٹا مان
 باپ کو چاہیے کہ ایسا لباس اپنی اولاد کو نہ پہناوین اور خود بھی نہ پہنیں بلکہ جوڑ کیا
 اور عورتیں ایسا لباس پہنتی ہوں اون کی صحبت سے بھی اپنی لڑکیوں کو بچاویں کیونکہ
 مثل مشہور ہے کہ خر بوز سے کو دیکھ کر بوزہ رنگ پکڑتا ہے اور یہ بھی چاہیے کہ
 اپنے بچوں کو لباس یہود نصاریٰ ہنود وغیرہ کی وضع کا نہ پہناوین کیونکہ شرع
 شریف میں سوائے دین اسلام کے اور دین و مذہب کی وضع بنانی اور اس کے
 ساتھ مشابہت کرنے سے ممانعت آئی ہے اور لڑکے کو نریشمی کپڑا اور کسم
 اور زعفران کا رنگا ہوا بھی ہرگز نہ پہناوین کیونکہ ایسا لباس بھی مردوں کو پہنا شرعاً
 ممنوع ہے مان عورتوں کو سب رنگ اور ہر طرح کا لباس جو ان کے حق میں خلاف
 شرع نہ ہو درست ہے شہاب کا رنگا ہوا یا زعفران کا خالص ریشم کا ہو یا سوت
 وغیرہ ملا ہوا اس لئے کہ یہ سب لباس زینت اور آرائش کے واسطے ہیں اور
 زینت و آرائش اللہ تعالیٰ نے عورتوں ہی کے لئے مقرر فرمائی ہے مگر کنواری
 لڑکیوں کو ایسا لباس کہ جسمین کوئی وضع خاص اور طرح داری اور ادا نکھتی
 ہو ہرگز نہ پہناوین اور لڑکوں کو بھی ایسی پوشاک سے بچاویں کیونکہ ایسے
 لباس کا پہنا باعث فساد اور فتنے کا ہوتا ہے پس ان سب وضعوں اور
 لباس سے اپنی اولاد کو بچانا اور خود بھی بچنا ضرور ہے دیکھو قرآن شریف
 میں فرمایا۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيُذَكِّرَ الْبَاطِلَ أَهْلَكُمُ نَارًا** یعنی بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے

گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے پس ایسی وضع بنانا اور اس طرح کا لباس پہننا
 یا پہننا جو سبب خرابی داریں اور مخالفت شرع شریف اور وضع شرفا کے ہو ہرگز
 نہ چاہیے کیونکہ انسان شرافت کے افعال اور چال چلن سے شریف ہوتا ہے
 ایسے لباس اور ہتھوڑے سوا سے شہدین اور چیمائی کے کوئی وضع شرفا کی نہیں
 نکلتی پس غور کی جگہ ہے کہ شرفیوں کی عورتیں اپنی وضع مثل فاحشہ اور بدکار عورتوں کے
 بناویں اور بے حیا عورتوں کے لباس اور طریقہ اختیار کریں اور مرد بھی اونی ایسی وضع اور لباس کو پسند
 کریں اور ہر اپنے آپ کو شریف کہیں بناؤ یہ کونسی شرافت ہے اگر انصاف
 سے دیکھو تو شرافت نیک افعال اور اتباع شریعت اور تقویٰ کا نام ہے اس
 واسطے کہ شریف اور ذلیل سب اولاد حضرت آدم علیہ السلام کی ہیں کوئی نشان اور
 تمغا شرافت کا کسی کے چہرے پر نہیں ہے کہ جس سے شریف اور کمین پہچانا جاوے
 شرافت تو اچھے طریقوں اور نیک چال چلن سے معلوم ہوتی ہے شریف اور
 کمین برتاؤ کی عمدگی ہی سے پہچانا جاتا ہے اور اسی وجہ سے دنیا میں آبرو اور عزت
 پاتا ہے اور آخرت میں بھی اچھے اور نیک افعال کام آئینگے ذات کسی کی نہیں
 پوچھی جائے گی بندگی مثل ہے کہ ذات پات پوچھے نا کوئے۔ ہر کو بھی سوہرا کا ہو
 پس ہر مسلمان ایماندار کو لازم ہے کہ ہمیشہ اچھا طریقہ اور اچھی وضع جو شرع اور عرف
 میں پسندیدہ ہو اختیار کرنے اور اپنی اولاد اور قرابت والوں کو بھی ہمیشہ اچھی باتیں
 اور عمدہ طریقوں کی تعلیم اور تربیت اور نصیحت کرتا رہے تاکہ نعمت داریں کی حاصل ہو

فصل چاندی سونے وغیرہ کے زیور اور ان کے برتنوں کے برتاؤ

کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ سونے کا زیور یا جڑا و جبین سونے کا میل ہو مرد ہرگز نہ پہنے اور
 مان باپ ہی اپنے لڑکوں کو ایسا زیور نہ پہنا دین کیونکہ سونا مرد کے واسطے مطلقاً
 حرام ہے خالص ہو یا اور کسی چیز کے زیور پر اوسکا ملمع کیا ہو لیکن چاندی کا پہننا
 محدثین کے نزدیک اگرچہ مرد کے واسطے جائز ہے مگر فقہاء کے نزدیک اس میں بھی
 اختلاف ہے چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں ۱۰۴ ماشے چاندی
 سے زیادہ پہننا مرد کو درست نہیں اور جو اہر کا زیور اول تو بغیر سونے اور چاندی
 کے بن نہیں سکتا دوسرے مردوں کو عورتوں کی طرح زیور سے آراستہ رہنا اچھا
 نہیں معلوم ہوتا علاوہ اس کے زیور پہننے میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی
 ہے اور مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی وضع بنانا شارع کے نزدیک بہت
 بڑا گناہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو مرد عورت کی قطع اور جو عورت
 مرد کی وضع اختیار کرے اور اپنی ہیئت کو دوسرے کی وضع کے ساتھ مشابہ کرے
 ایسے مرد اور عورت پر لعنت ہوتی ہے جیسا کہ ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبَاسَ
 الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبَاسَ الرَّجُلِ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لعنت
 اکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کو کہ اپنے پہناؤ عورت کا سا

اور لعنت کی اوس عورت کو کہ اپنے پناہ و امر و کا سا سوائے اس کے مردوں کو زیور کا پناہ بذریعہ ہی معلوم ہوتا ہے بان دو ایک کفٹے موتی وغیرہ کے اگر باندھ لئے جاویں یا دو ایک انگوٹھیاں چاندی کی چنگلیا خواہ اوس کے پاس والی اونگلی میں اپنے جاویں تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن بیچ اور کلمے کی اونگلی میں انگوٹھی چلا کر کو پناہ جائز نہیں اسی طرح اگر کبھی سر بیچ چاندی میں جڑا ہوا یا کمر بند اور پرتلا چاندی کے ڈاب اور چیراس کا باندھ لیا جاوے تو محدثین کے نزدیک مباح ہے اور یہ بدنامی نہ معلوم ہوگا حقیقت میں مردوں کا زیور تو علم و ہنر بھادری اور سپہ گری ہے اور ظاہر کا زیور ہتھیار میں زیور پہننے کو گہری بیبیاں کیا کم ہیں جو خود بنفس نفیس ہیچڑے اور زرخون کی طرح زیور میں لدے ہوئے بیٹھے رہیں اپنے مقدور کے موافق اپنی عورتوں ہی کو زیور کیون نہ پہناویں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زینت و آرائش عورتوں ہی کے لئے پیدا کی ہے پس جتنا چاہیں اون کو زیور پہناویں لیکن ایسا زیور کہ جسم میں آواز نکلتی ہو جیسے یازیب خلخال وغیرہ ہرگز نہ پہناویں اسلئے کہ ایسے زیور کا پہنا عورتوں کو ہی منع ہے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کیا ہے عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ مَوْلَاةَ لَمْ تَذْهَبْتُ بِأَبِي الزُّبَيْرِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِي رَجُلِهَا أَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ يَعْنِي زُبَيْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے روایت ہے کہ ایک لونڈی آزاد کی ہوئی اون کی زبیر کی بیٹی کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس

لیگی اور اس کے پاؤں میں گنگر تھے حضرت عمرؓ نے اون کو کاٹ ڈالا اور
 فرمایا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہہ فرماتے تھے ہر جس کے
 ساتھ شیطان ہے پس اس قسم کا زیور ہرگز نہ پہننا چاہیے باقی جلیسا اور جس
 وضع کا چاہے چاندی اور سونے کا زیور بنوا کر عورتوں کو پہنا دین سوائے اسکے
 تانبے پتیل کا نئے وغیرہ کا نہ پہنا دین کیونکہ ان چیزوں کا زیور عورتوں کو بھی پہننا
 منع ہے لیکن تانبے پتیل وغیرہ کے برتنوں میں کھانا پینا درست ہے اور چاندی
 سونے کے ظروف کا استعمال میں لانا عورت اور مرد دونوں کو حرام ہے بلکہ انکے
 برتن کھانے پینے کے لئے بنوانا بھی گناہ ہے مثلاً اگر انکے برتن بنوا کر صرف
 مالیت کے طور پر رکھ چھوڑے اور آدمین کھائے پئے نہیں تو بھی گناہ سے
 خالی نہیں اس لئے سرے ہی سے چاندی سونے کے برتن بنوانا نہ چاہیے
 خاص کر وہ برتن جو کھانے پینے کے کام میں آدین جیسے رکابی کٹورا تشتی
 دیگی وغیرہ کہ ان سب میں کھایا پیا جاتا ہے ایسے برتن ہرگز نہ بنوا دین
 مگر محدثین کے نزدیک سوائے کھانے پینے کے برتنوں کے اور قسم کے
 چاندی سونے کے برتنوں وغیرہ کا برتاؤ میں رکھنا درست ہے جیسے
 قلمدان پاندان خا صدان عطردان چنگیر صندوق سلالی کجلوٹی سرمدنی
 چوکی پلنگ وغیرہ لیکن اکثر علما اسکو بھی خالی کراہت سے نہیں کہتے اور
 خلاف تقویٰ کے سمجھتے ہیں پس میرے نزدیک بھی یہی اولیٰ و انسب ہے کہ جہانگیر

ممکن ہو کسی قسم کے چاندی سونے کے برتنوں وغیرہ کو کسی طرح پر اپنے استعمال
 میں نہ لاوے کیونکہ جس امر میں اختلاف علما کا ہوا، بغیر اس کے کسی طرح کا
 حرج بھی نہوا۔ یہ کام سے بچنا ہی بہتر ہے علاوہ اسکے ایسی چیزوں کے برتاؤ میں
 کسی طرح کے نقصان میں ایک تو تکبر اور بڑائی ظاہر ہوتی ہے دوسری ایسی
 چیزیں اکثر برتاؤ میں نہیں آتیں صندوق میں بند پڑی رہتی ہیں اور بڑائی اور سکی
 مفت میں منافع اور برباد ہوتی ہے بالفرض اگر برتاؤ میں رکھے جاوے تو ہر وقت
 اسکی حفاظت اور نگہبانی کی فکر بنی رہتی ہے اس لئے کہ ایسی چیزوں کی چوری
 اور گم جانے کا اکثر اندیشہ رہتا ہے پس جس چیز میں سراسر نقصان ہو اور فائدہ
 کچھ نہ ہو اسے میں ہی اس کے اختلاف ہوا اس کا بنوا کر رکھنا کیا ضرور ہے۔

باب دہم

فصل علم سکھانے کے بیان میں

مان باپ کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے بچوں کو جاہل نہ رکھیں علم
 سکھانے میں نہایت کوشش کریں کیونکہ بے علمی سے طرح طرح کے نقصانات
 اور خرابیاں دارین کی پیش آتی ہیں اس لئے کہ دنیا میں تو اُن بڑے کو اولاً نوکری ملنا
 مشکل ہوتا ہے۔ دوسرے اگر بڑے جلد و جہد سے میسر بھی ہوئی تو دس پانچ
 روپیہ سے زیادہ کی نہیں ہوتی اور اس قلیل آمدنی میں بچ کی چال سے بھی اوقات
 بسر ہونا دشوار ہوتا ہے اور طرح طرح کی تنگی اور تکالیف سے خالی نہیں ہوتا

خاص کر بال بچے اور گنبے والی کو تو ایک وقت کا کھانا بھی وقت سے نصیب
 ہوتا ہے پھر تکلیف کی حالتوں میں علم کے نفعوں اور راحتوں کو سوچ کر افسوس
 کرنا بھی کچھ فائدہ نہیں دیتا تیسرے جو کچھ مال و اسباب میراث یا ہبہ وغیرہ
 میں ملجاتا ہے وہ بھی جہالت اور نادانی کے سبب سے مفت میں برباد اور
 تباہ ہوتا ہے علاوہ اس کے اپنے اور مان باپ کے نام اور آبرو میں بٹہ لگتا
 ہے چوتھے اپنے دین و ایمان کی باتوں پر بھی کچھ اطلاع نہیں ہوتی کہ جس سے
 انواع و اقسام کے بدعات اور کبار بلکہ شرک میں گرفتار ہوتا ہے اور عقوبت میں
 بھی اسی جہالت کے سبب بمصدق خیر اللہ نبی و الاخرۃ کا طرح طرح کے
 عذاب اور مصیبتوں میں مبتلا ہوگا سوائے اسکے اولاد کے بے علم رہنے کی
 مان باپ سے بھی پرسش ہوگی اس لئے کہ اون کی پرورش اور تربیت میں بھی
 اور کوشش کرنا والدین کو ضروری ہے اور اچھی تربیت بغیر علم سکھانے کے
 حاصل نہیں ہوتی اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ جب بچہ پانچ چھ برس
 کا ہووے اور اچھی طرح سے اوسکی زبان کھل جاوے اور صاف صاف باتیں
 کرنے لگے تو اوسکو پڑھنے کے واسطے ضرور بٹھا دین اور استاد معمر دیندار خوش
 خلق برہیزگار شفیق تعلیم کے طریقوں سے واقفکار مقرر کریں تاکہ وہ بچے کو اس
 طریقے سے پڑھاوے کہ حرف شناسی اور سچے لگانے پر بہت جلد قادر ہو جاوے
 اور اس طرح دم دلا سے سے بتاوے کہ اوسکا جی بھی نہ گہراوے اور کسی طرح کی

وحشت اوسکے دل پر نہ آنے پاوے اور بلا ضرورت قوی کے مارے ہی نہیں
 کیونکہ بار بار کی مار پیٹ سے بچہ بونچکا ہو جاتا ہے پھر جو کچھ اوسکو بتایا جاتا ہے
 وہ مار کی دہشت سے اوسکی سمجھ میں نہیں آتا بلکہ پہلے کا پڑا ہوا ہی اوس کے دل
 سے اتر جاتا ہے کیونکہ گھر کی اور مار کے وقت بچے کی طبیعت پریشان ہو جاتی ہے
 پھر رونے کے سوا کسی بات کا اوسکو خیال دہیان نہیں رہتا اور نہ وہ تعلیم اوسکے
 ذہن نشین ہوتی ہے لہذا ابا استاد بچے کی تعلیم کے لئے مقرر کرنا چاہیے کہ جہان
 شکمکن ہو اوسکو نرمی اور پیار سے پڑھاوے اسلئے کہ پیارا اور محبت کے
 ساتھ تعلیم بہت جلد اثر کرتی ہے اور خوب ذہن نشین ہو جاتی ہے اور بہت بار
 پیٹ سے بچہ بے حیا اور ڈھیٹ بھی ہو جاتا ہے پھر اوسکی تربیت خالی وقت سے نہیں ہوتی
 غرض کہ استاد کو چاہیے کہ اولاً بچے کو پیار سے سمجھاوے کہ یہ باتیں خلاف وضع شرعا
 کے ہیں تم ان سے باز رہو اور سبق روزانہ خوب یاد کیا کرو اور آموختے کا بھی اچھی
 طرح سے دہیان اور خیال رکھو اگر تم ایسے بیہودہ باتیں اختیار کرو گے اور سبق
 وغیرہ یاد نہ رکھو گے تو لوگ تمہیں نام رکھیں گے اور بیوقوف کہیں گے اگر اس
 سے بچہ نہ مانے اور وہی بیہودہ حرکتیں کرے اور پڑھنے میں دل نہ لگا دے
 تو پھر اوسکو ڈانٹ اور تنبیہ سے سمجھاوے تاکہ بچہ استاد کے خوف اور رعیت
 اوس کام اور حرکت کو چھوڑ دے اور پڑھے ہوئے کو خوب دہیان سے دہراتا
 رہے تاکہ بھولنے سے محفوظ رہے احیاناً اگر تنبیہ سے بھی نہ مانے اور اپنی بیہودگی

اور محل باتون سے باز نہ آئے تو پہرہ دسکو مار کے سمجھاوے اور یہ بھی چاہیے کہ
 یکایک بچے پر بہت محنت پڑھنے کی نہ ڈالے ابتدا میں تو دیدہ لگنے کے لئے
 صرف ایک گنٹا پڑھنے کا مقرر رکھے تو پڑے دنوں کے بعد جب بچے کا دل
 لگجاوے تو دو گنٹے معین کرے اسی طرح بہرین گنٹے حاصل یہ کہ بچے کی قوت
 اور سہار کے موافق اس سے محنت پڑھنے کی لیتا رہے اور اوقات پڑھنے کے
 ہی ایسے مقرر کرے کہ جنہیں مشقت کرنا بچے کو شاق نہ گذرے اور دو تین گنٹے
 کی فرصت کھیل کود کے لئے بھی دیدیا کرے کہ اس سے بچے کا ذہن تیز ہوتا ہے
 اور طبیعت بھی اسکی ہشاش بشاش رہتی ہے پر سبق میں جی خوب لگاتا ہے اور
 جلد یاد کر لیتا ہے ایسا نہ کرے کہ سارا دن پڑھاتا رہے ایک دم کی بھی مہلت نہ دے
 اس لئے کہ زیادہ محنت لینے میں کئی طرح کے نقصان ہیں ایک یہ کہ تمکن کے
 سبب بچے پڑھنے سے جی چرانے لگتا ہے دوسرے کثرت مشقت سے دل
 و دماغ ضعیف ہو کر آخر کو ذہن و حافظے میں فتور آجاتا ہے۔ تیسرے ضعف
 دماغ کی وجہ سے اکثر بچے کے دروس ہوا کرتا ہے اور مثل بیماروں کے رہتا ہے
 بہرہ اس کا جی لگنے پڑنے میں مطلق نہیں لگتا اور سبق بالکل یاد نہیں ہوتا بلکہ
 بچہ پھلا آموختہ ہی بھول جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بچے کو دن بہرین دو قوت
 اس طور سے پڑھاوے کہ صبح کے سات بجے سے نو بجے تک آموختہ سکر نہیا
 سبق پڑھاوے بہر ایک گنٹے کی چھٹی دیدے کہ اوہیں بچہ کھانا کھالیوے اور

تھوڑا سا کیل کو دہی لے تاکہ پڑھنے کی محنت کی تھکن کچھ کم ہو جاوے اور طبیعت چاق ہو کے پڑھنے کی طرف مائل ہو اور سبق کا یاد کرنا آسان ہو پھر استاد کو چاہیے کہ دس بجے سے بارہ بجے تک سبق یاد کراوے اور دوپہر سے دو بجے تک بچے کو چھٹی کیل کو دیکر دیدے تاکہ اس میں خوب کیل کو دیکر طبیعت اوسکی شاد اور بشاش ہو جاوے پھر دو بجے سے چار بجے تک اوسکو پڑھاوے اور اس سے زیادہ محنت پڑھنے کی بچے سے نہ لیوے اور یہ بھی چاہیے کہ ہفتے میں بار بار چھٹی بچے کو ندے صرف جمعرات کی دوپہر سے جمعے کی شام تک چھٹی دینا کافی ہے کیونکہ جمعے کا دن مسلمانوں کی عید کا ہے اور سواے اس کے اوس روز کی چھٹی میں بچہ نہانے کپڑے بدلنے وغیرہ سبھی فارغ ہو جائیگا اسی طرح سال میں دونوں عیدوں اور شبرات اور عشرہ محرم کی چھٹی اس قاعدے سے دینا چاہیے کہ عید الفطر میں دو روز کی اور عید اضحیٰ میں چار روز کی عرفے سے ایام تشریق تک اور شبرات میں دو روز کی اور عشرہ محرم میں صرف عاشورے کی اور اگر کوئی تقریب بچے کے گھر میں ہو تو صرف اوس روز کی چھٹی دینا چاہیے غرض کہ جہاں تک ممکن ہو بغیر ضرورت قوی مثل بیماری وغیرہ کے کبھی بچے کو زیادہ دنوں کی چھٹی نہ دے کیونکہ بہت چھٹی دینے سے بچے کا دل پڑھنے سے اوجھاٹ ہو جاتا ہے اور طبیعت کا لگاؤ بھی علم سے کم ہو جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بغیر ضرورت شدید کے کبھی سبق اور آموختہ اوسکا ناغہ نہ کرنے دے کیونکہ ایک روز کے

سبب موقوف ہونے سے کئی روز تک اوسکا جی پڑنے میں نہیں لگتا ہوا اور یہ بھی چاہیے کہ پڑھتے وقت دوسرے بچے کو اوس کے پاس نہ آنے دے کہ اس سے بھی بچے کا دھیان پڑنے کی طرف سے بٹ جاتا ہے اور کیل کی طرف دل مائل ہو جاتا ہے غرض کہ جن باتوں سے بچے کی طبیعت پریشان ہو اور پڑھنے سے نفرت کرے وہ باتیں مکتب میں کہی اوس کے روبرو نہ دے اور یہ بھی چاہیے کہ پڑھنے کے وقت بچے کے پاس آدمیوں کا مجمع بھی نہ ہونے دے صرف ایک یا دو عمر آدمی اوس کے پاس بیٹھے رہیں تاکہ جو کچھ ضرورت اور کام ہو وہ کر دیں اور بچے کی ہر طرح کی حفاظت اور نگہبانی رکھیں اور ان باپ یا اور بزرگوں کو چاہیے کہ جب بچے کو پڑھاوین لڑکا ہو یا لڑکی تو اوسکو مردہی سے پڑھاوین ایسا نکرین کہ لڑکی کے لئے عورت مقرر کریں اس واسطے کہ پڑھی ہوئی صالحہ عورت کا ملنا بہت مشکل ہے اکثر عورتیں مکار اور چالاک ہوتی ہیں پڑھانے کے حیلے سے اکثر شریفوں کی لڑکیوں کو خراب کرتی ہیں سوائے اس کے جتنا علم مرد کو ہوتا ہے عورت کو نہیں ہوتا پس جب اپنے بچے کو اچھی طرح سے تعلیم کرنا چاہیں تو عالم ہی سے پڑھاوین تاکہ بچہ اچھی طرح سے علم سیکے کٹھ ملا سے ہرگز نہ پڑھاوین اسلئے کہ بزرگوں نے کہا ہے نیم حکیم خطرہ جان نیم ملام خطرہ ایمان پس جہان تک ہو سکے اپنی اولاد کو عالم فاضل قابل کامل سے پڑھاوین تاکہ دونوں جہان کی خوبیاں نصیب ہوں۔

فصل علم دینی سکھانیکے بیانیہ میں

جانتا چاہیے کہ جب بچے کو پڑھنے بٹھا دین تو پہلے قاعدہ بغدادی اوس قاعدے سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے پڑھا دین بعد اسکے قرآن شریف ہی شروع کرادین کیونکہ وہ کلام اللہ کا اور کتاب ایمان کی ہے اوسکی برکت سے سب علم دین اور دنیا کے جلد حاصل ہو جاتے ہیں پس مناسب ہے کہ صبح کے وقت بچے کو قرآن مجید کا سبق دلوادین اور تیسرے پہر کسی مسائل کی کتاب کا کہ اوس سے روزے نماز کے مسئلے بھی معلوم ہوتے رہیں جب قرآن شریف ختم کرچکے تو دہرانے کے زمانے میں ترجمہ مصنفہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پڑھا دین تاکہ لفظ لفظ کے معنی سمجھتے اور دھیان رکھنے سے کلام مجید کے معانی اور مطالب خوب نہن نشین ہو کر دین اسلام کی بڑی بڑی باتوں سے آگاہی اور وقفیت حاصل ہو جائے اور آخرت کی سزا کا خوف اور نعمتیں ملنے کی اُمید دل میں بیٹھ جاوے اور لفظی ترجمہ پڑھنے میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ہر ایک لفظ کے معنی سمجھنے اور یاد رکھنے سے کلمات کلام الہی کے خوب صحیح یاد ہو جائیں گے بعد اس کے عربی کے قواعد کی کتابیں جیسے میزان منشیع زبدہ صرف میر نحو میر مائتہ عامل وغیرہ جو صرف نحو سے متعلق ہیں پڑھا دین اور ان کتب کے مطالب کو زبانی یاد کرادین تاکہ قواعد عربی زبان کے آزر ہو جاوین اسکے بعد حدیث کی کتابیں پڑھانا چاہئیں تاکہ انسان اپنے دین و ایمان سے بخوبی آگاہ ہو جاوے اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور

طریقے کے موافق عمل کرے تو سارے کام دین و دنیا کے اچھی طرح سے درست
 ہو جاویں اور اوسہ عمل کرنے سے نجات دارین اور ترقی درجات کو نین نصیب
 ہو اور حدیث شریف پڑھنے کے بعد تفسیر اور فقہ وغیرہ کی کتابیں پڑھواوین
 حتی الامکان علم دین ہی کی تحصیل کو سب علموں پر مقدم رکھیں جب علم دین
 ہمہ وجہ حاصل ہو جاوے تو علم دنیوی مثل جغرافیہ سیاق انشا وغیرہ کہ جس کا
 ذکر فضل آئندہ میں لکھا جاوے گا سکھاوین تاکہ بچہ ان علموں سے بھی واقف ہو جاوے
 حاصل یہ کہ جان تک ہو سکے بچوں کے علم سکھانے میں کسی طرح کا قصور نہ کریں
 اور لڑ پیار کی وجہ سے اپنی اولاد کے دین و دنیا کو تباہ نہ کرنے کیونکہ جاہل
 رہنے سے مرد ہو یا عورت دونوں کو ہر طرح کا نقصان ہے اور ضرر میں دونوں برابر
 ہیں یعنی جو خرابیاں مردوں کو بے علمی سے پیش آتی ہیں وہی عورتوں کو بھی بلکہ عورتیں
 تو بے علمی کی وجہ سے زیادہ تر بلاؤں میں مبتلا ہوتی ہیں اسلئے کہ انسان کو عقل
 اور تمیز سلیقہ اور ہوشیاری ہر چیز اور ہر کام کی دوہی سبب سے حاصل ہوتی ہے
 یا تو آدمی عالم پڑھے کہ اس سے پوری پوری حقیقت دین و دنیا کے نیک و بد کی
 معلوم کر کے اچھے بُرے افعال و اعمال کی جزا سزا سے خبردار ہو اور ہر طرح کے
 نشیب و فراز زمانہ سے آگاہی حاصل ہو یا یہ کہ کسی عقلمند و نیندار متقی پرہیزگار
 نیک بخت سلیقہ شعار خوش عقیدہ باوقار کی خدمت سے فیض یاب ہو کے زمانے
 کے ہر نیک و بد کا حال سنے اور انواع و اقسام کا سلیقہ و تجربہ حاصل کرے

جیسا کہ مردوں کا حال ہے کہ وہ علاوہ علم حاصل کرنے کے ہر طرح کے لوگوں سے
 ملکر ہزاروں باتیں سنتے ہیں اور طرح طرح کا تجربہ حاصل کرتے ہیں بخلاف عورتوں
 کے کہ یہ بیچارے ان پر دے کی وجہ سے سوائے اپنے کنبے اور گھر والوں کے کسی
 اور عقلمند ہوشیار سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتیں بہرہوشیاری اور دانائی تمیز داری
 اور سلیقہ شعاری کس طرح حاصل ہو اور دین و دنیا کے منافع اور مضرات پر مطلع ہو
 کے داریں کی بہلائی ان کیونکر نصیب ہوں اسی لئے ماں باپ کو ضرور ہے کہ لڑکیوں
 کی تعلیم اور علم سکھانے میں نہایت سعی اور کوشش کریں تاکہ وہ ضروریات دین
 و دنیا سے واقف ہو کے اپنے ضروری کاموں میں کسی دوسرے کی محتاج نہ رہیں
 اور یہ جو بعض نادان اور احمق خیال کرتے ہیں کہ عورتیں پڑھنے لکھنے سے شہدی اور
 بدکار ہو جاتی ہیں ان کو بڑا ناگہانا نچا ہیئے سو یہ گمان محض جیسا ہے اس واسطے
 کہ جن عورتوں نے علم حاصل کیا اور لکھنے پڑھنے میں دل لگایا اکثر ایسی ہی عورتیں
 خوف خدا سے باحیا اور باعصمت رہیں اور دنیا میں مردوں کے مثل نامور اور
 مشہور ہوئیں جیسے نور جہان بیگم زیب النساء بیگم ہندوستان کی بادشاہزادیوں میں دیکھو
 کیسی لکھی پڑھی تھیں کہ آج تک ان کی تصنیف کی ہوئی کتابیں موجود ہیں اور ان کی
 عفت و عصمت بھی زمانے میں مشہور و معروف ہے ان کے سوا اور ملکوں میں
 دیکھو تو کیسی کیسی علم و قابلیت عصمت و عفت والی عورتیں گزری ہیں جیسے
 زبیدہ خاتون خلیفہ ابن رشید کی بی بی کہ کیسی علم و فضل والی تھیں

اور ان حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف میں صحابہ کی بیبیاں
 کیسی عالم متقی و سیدار تھیں اور بہت سی عورتیں ولی ہوئیں ہیں کہ جن کے حالات
 و قصص کی علمائے کتابین تصنیف کی ہیں اور ان میں انکے اتقا و پرہیزگاری
 اور علم وغیرہ کی کیفیت بخوبی لکھی ہے اگر انصاف سے دیکھو تو بیبیائی اور بدکاری
 کچھ علم و جبل پر موقوف نہیں بہت سی جاہل عورتیں ایسی شہد ی لہجی بدکار ہوتی
 ہیں کہ فاحشہ عورتوں کو بھی طاق میں بٹھاتی ہیں بلکہ میرے نزدیک تو بیبیائی اور
 بدکاری جہالت ہی سے ہوتی ہے اور عصمت و عفت علم سے کیونکہ علم کی وجہ
 سے ہر نیک و بد کی پاداش کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور اوس کے
 خوف ورجا کے سبب سے انسان ہر فعل بد سے بچتا اور ہر نیک کام کی طرف
 توجہ اور میل کرتا ہے پس میری رائے میں تو جہان تک ممکن ہو عورتوں کو ضرور علم
 سکھانا چاہیے اگر زیادہ نہ ہو سکے تو اتنا تو ضرور چاہیے کہ قرآن شریف مع ترجمہ
 اور اُردو کتابیں مسائل اور عقائد کی چھپی ہوئی پڑھاویں تاکہ وہ اپنے دین و ایمان
 کے ضروری احکام مثل نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہ سے واقف اور خبردار ہو جاویں
 اور عقیدے بھی اُن کے درست اور صحیح ہو جاویں کہ جس کے باعث کفر اور
 شرک سے بچکر عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہیں۔

فصل علم و نیوی سکھانے کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ بچوں کو حسن اخلاق کے قاعدے اور آداب جنکا بیان اچھی طرح سے

اوپر گزر چکا تعلیم کرنے اور علوم دینیہ سکھانے کے بعد دنیا کا علم ہی ضرور سکھاوین
 اور اس امر کا ضرور خیال رکھیں کہ بچے کو اوسکی استعداد کے موافق کتابیں پڑھوائیں
 یعنی اگر بچہ بالکل نہ پڑھا ہو تو اول اوسکو الف باے فارسی جو اردو اور فارسی کی
 الف بے ہے اسی طرح سے حروف شناسی اور ہجے کے ساتھ پڑھواوین جب
 حرف بخوبی پہچاننے اور پہچے بغیر بتائے لگانے لگے تو کوئی ایسی کتاب اردو کی
 جمیں جو بچے چھوٹے جملے اور سلیس عبارت ہو پڑھواوین اسی طرح فارسی کی
 کتابیں بھی ابتدا میں سہل سہل مثل کو مامقیمان آمد نامہ وغیرہ کے پھر اس سے
 کچھ مشکل کتابیں جیسے گلستان بوستان پڑھوانا چاہئیں جب اس سے بچے کو
 کچھ استعداد آ جاوے پھر اور دقیق کتابیں فارسی کی جیسے النوار سیلی سکت در نامہ
 وغیرہ پڑھواوین غرض کہ جیسی استعداد بچے کی زیادہ ہوتی جاوے ویسی ہی شکل
 کتابیں پڑھواتے جاوین لیاقت سے بڑھ کر کوئی کتاب نہ شروع کراوین کیونکہ اکثر ایسا
 ہوتا ہے کہ جو بچہ بے ترتیب پڑھایا جاتا ہے استعداد اوسکی اچھی نہیں ہوتی اور
 اور علم میں خام رہتا ہے اس لئے پڑھوانے میں ترتیب کا ضرور لحاظ رکھیں۔
 اور یہ بھی چاہئے کہ جو کتاب دقیق ہو اس کا سبق صبح کے وقت مقرر کریں
 اور جو سلیس اور سہل ہو اس کا تیسرے پہر کو کیونکہ اخیر وقت وحشت کا ہوتا
 ہے اور بچہ صبح کی صحت کرنے سے آخر وقت تک ہوا ہوتا ہے اور طبیعت بھی
 اوسکی خوش نہیں ہوتی پس اس وقت مشکل کتاب کا پڑھنا اور محنتنا دشوار ہوتا ہے

بخلاف صبح کے کہ وہ وقت فرحت کا ہے اور بچہ ہی رات کے آرام پانے
 سے تازہ دم ہوتا ہے پس اس وقت مشکل کتاب کا سبق جلد بچے کے
 ذہن میں آجاتا ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ ہر روز تھوڑا تھوڑا آموختہ بچے کو پڑھواتے
 رہیں بلکہ ہر ہفتے میں جمعرات کا دن آموختے۔ کے لئے مقرر کرنا چاہیے تاکہ پچھلا
 پڑھا ہوا یاد اور تازہ ہوتا رہے اور یہ بھی چاہیے کہ دو وقت پڑھنے میں ایک
 ہی کتاب کا سبق نہ پڑھوا دیں بلکہ ایک کتاب کا سبق صبح کو پڑھایا جاوے تو
 دوسری کتاب کا دوسرا وقت اسلئے کہ اس طرح کے پڑھانے میں کئی فائدے
 ہیں ایک یہ کہ تہنی عمر میں بچہ ایک سبق سے ایک علم پڑھے گا اتنی ہی عمر میں اسکو
 دو علم حاصل ہونگے۔ دوسرے یہ کہ اکثر دو تین گنٹے میں سبق یاد ہو جاتا ہے پھر
 اس یاد کیے ہوئے کی تکرار کرنے سے دل اکتا جاتا ہے پھر اس میں مطلق جی
 نہیں لگتا تیسرے یہ کہ مختلف وقتوں میں مختلف کتابوں کے پڑھنے میں جی
 زیادہ لگتا ہے کیونکہ ہر کتاب میں نئے نئے مضامین اور مطالب حاصل ہوتے
 سے جی بہت خوش ہوتا ہے اور بچہ اسکو یاد بھی جلد کر لیتا ہے اسواسلئے کہ نئے
 کام کا شوق زیادہ ہوتا ہے اور اس کے کرنے میں طبیعت خوب لگتی ہے چنانچہ
 مثل مشور ہے کہ کُلُّ جَدِيدٍ كَذِيْدٌ یعنی ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے پس لازم
 ہے کہ مختلف علموں کی دو کتابیں مختلف وقتوں میں بچوں کو پڑھوا دیں جیسے
 ایک وقت انشائیہ کتاب پڑھوا دیں تو دوسرا وقت حساب کی اس لئے کہ

حساب کا علم پڑھنا بھی بچے کو نہایت ضرور ہے، اور اس علم سے بہت کام پڑتا ہے حاصل یہ کہ بچے کو ایسے علم پڑھوا دیں کہ جو دین و دنیا کے کار آمد ہوں اور اس قسم کی کتابیں کہ جن میں چوٹی چوٹی حکایتیں اور قصے یا مضامین عشق عاشقی کے مندرج ہوں اور اودن سے بچے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو نظم و نثر یا نثر ہرگز نہ پڑھوا دیں سچی حکایتوں اور قصائد اور ایسے نظم کے پڑھوانے کا کہ زمین نصیحت وغیرہ نکلتی ہو مضائقہ نہیں بلکہ سطر کے نظم کا پڑھانا اچھا ہے اس لئے کہ نظم میں اکثر جملے لگتا ہے اور بہت نظم پڑھنے سے شعر کہنے کا سلیقہ بھی آجاتا ہے اور اسکی صارت بھی ایک جداگانہ علم ہے پس اسکا سکھانا بھی بہت سہ اور آسان کیونکہ جب تک اون کی شادی نہ ہو جاوے نظم کتابیں پڑھنے کی اجازت نہ دیں اس لئے کہ اس میں ایک قسم کے فساد اور بگاڑ کا خیال ہے مگر ایسے نظم کو جس میں شری مسائل یا عقائد خواہ فصائح وغیرہ کا ذکر ہو پڑھنے کا مضائقہ نہیں لیکن اون کو زیادہ تر علم دنیوی کی کتابیں نہ پڑھوانی چاہئیں مان بعد سکھانے دینے ضروری علم دین کے چند کتابیں اس قسم کی پڑھوا دیں کہ جس سے وہ خط و کتابت اور گھر کا حساب وغیرہ اُردو یا فارسی زبان میں لکھ سہ پڑھ لیں تاکہ اون کی ضرورت کے کاموں میں حرج واقع نہ ہو کیونکہ اکثر باتیں عورتوں کو ایسی شرم و حیا کی پیش آتی ہیں کہ اون کو سواے اپنے خاوند کے مان بہن ساس نند وغیرہ کسی عزیز و قریب سے بھی ظاہر نہیں کر سکتیں اسی طرح خاوند کو بھی کہی کہی پوشیدہ

باتون کا اپنی بی بی سے کتنا منظور ہوتا ہے اور اتفاق سے وقت پر میان بی بی پاک
 نہیں ہوتے پس سوائے لکھنے پڑھنے کے اور کسی طرح کام نہیں نکل سکتا ورنہ
 راز مخفی دوسروں پر بھی آشکارا ہو جاوے گا اور عورتوں کو علم حساب اور سیاق کا سکھانا
 امور خانہ داری کے لئے بہت مفید ہے اس لئے کہ خاص اون کے یا اون کے
 خاوند اور باپ بہائی کے مال میں جو بڑی محنت اور مشقت سے کما کر لائے ہیں
 کوئی دوسرا شخص فریب دہی کی راہ سے اونکو بیوقوف بنا کر چوری اور خیانت
 نہیں کر سکتا اس واسطے کہ وہ خود اپنے گھر کا حساب کتاب لکھ پڑھ کے سمجھ سکتی
 ہیں اور یہ لکھا ہوا کثرتوں میں خوب کام آتا ہے جیسے بعضے مردوں کی عادت
 ہوتی ہے کہ روپیہ پیسا جو گھر کے خرچ کے لئے دیتے ہیں اوسکا حساب بھی پوچھتے
 ہیں اوس وقت حساب لکھا ہوا بڑے کام آتا ہے کیونکہ مہینے دو مہینے تک
 پورے مصارف کا یاد رکھنا مشکل ہے اور اوس کی بھول چوک میں مرد کو انواع
 اقسام کے شبہ ہوتے ہیں ادنیٰ اون میں کا یہ ہے کہ کہیں یہ روپیہ پیسا اپنے
 مان باپ بہائی بہن وغیرہ کے والوں کو تو نہیں دیدیا اور ایسے ہیودہ شہوں سے
 آپس میں ناحق کالنج فساد پیدا ہوتا ہے اور بڑھتے بڑھتے آخر کو منجر بافتراق و بربادی
 خان و مان ہوتا ہے اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ بعد سکھانے علوم
 دینیہ ضروریہ کے دنیا کا علم بھی بقدر حاجت عورتوں کو ضرور پڑھواوین کیونکہ قیامت
 اور سمجھ انسان کو دو ہی وجہ سے آتی ہے ایک اون میں سے یہ کہ کسی عالم باعمل زاہد

کامل فاضل اجل کی خدمت بابرکت میں بیٹیکے اکتساب عقل کی باتوں اور ہوشیاری و سلیقہ شعاری کا کرین اور یہ طریقہ بوجہ ضروری ہونے پر دے کے ہمارے دین میں مستورات کے حق میں بالکل مفقود ہے دوسری وجہ غلم پڑھنا سوا و سکوم دون نے لغو اور بیہودہ سمجھ رکھا ہے یہ کون سی صورت عورتوں کی حسن تربیت کی ہے جس سے وہ بیچارے تیز دماغ اور ہوشیار ہوں جیسا کہ فصل سابق میں بیان ہو چکا اور میرے نزدیک ہی سوائے علم کے اور کوئی شکل عورتوں کی تعلیم و تربیت کی نہیں ہے۔ غرض کہ لڑکیوں کو بھی علم سے محروم نہ رکھیں اور ضروری ضروری علم ان کو پڑھو تاکہ وہ بھی اس نعمت سے محروم نہ رہیں اور علم حاصل کر کے نجات دارین پاویں اور اپنے علم سے راحت اور نفع اٹھا کر ان باپ کو دعا سے خیر سے یاد کریں فقط۔

فصل لکھنا سکھانے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ بچوں کے لئے پڑھانے کے زمانے میں ایک گنتا لکھوانے کا بھی ضرور اس طور سے مقرر کریں کہ جب وہ اپنا سبق اچھی طرح سمجھ کے یاد کریں اور اس کے بار بار دہرانے سے ان کے دل پر کسی طرح کے آثار کاہلی اور پریشانی کے معلوم ہوں اس وقت سبق چھڑوا کے گنتا بہر لکھنے میں محنت کراویں تاکہ جتنی ماندگی اور تنگی بچے کو پڑھنے کی وجہ سے ہوئی ہو وہ سب جاتی رہے اور وہ لکھنا اس کے حق میں باعث تفریح کا ہو سوائے اسکے لکھنا پڑھنا دونوں آپس میں لازم ملزوم ہیں کیونکہ پڑھنے لکھنے کی برابر ضرورت ہوتی ہے اور بغیر لکھنا جاننے

کے نرا پڑا بیونا کچھ کام نہیں آتا پس دو ذون کو برابر کیٹنا چاہیے طریقہ لکھانیکا
 یہ ہے کہ اول حروف مفرد یعنی الف بے تختی پر لکھو اورین جب دو حرفت
 فی الجملہ صاف اور کرسی سے درست ہو جاوین تو دوسری تقطیع یعنی بابت لکھو آؤنا
 اور اوس کے ساتھ ہی ایسا ہی معاملہ کریں حاصل یہ کہ کل تقطیعوں کے
 صافات ہونے کے بعد مرکبات یعنی ابجد اور بہت سے قطعات لکھو اورین اسکے
 بعد پرالف بے سے وصلیوں پر لکھو انا شروع کرادین جب قطعات کی نوبت
 پہنچے تو اونکے ساتھ بچے کا روزمرہ سبق ہی متوسط قلم سے لکھواتے رہیں کیونکہ
 اس میں کئی فائدے ہیں اول تو لکھنے سے سبق خوب ذہن نشین ہو جاوے گا۔ دوسرے
 عبارت لکھنے سے بھی کچھ مناسبت ہو جائیگی تیسرے املا بھی فی الجملہ
 درست اور صحیح ہو جاوے گا پھر جب بچے کو اس طرح کا لکھنا آ جاوے تو مطلب
 بتا کر مسودہ اردو عبارت کا اوس سے لکھو اورین تاکہ مفہوم بنانے میں بھی کچھ
 دخل ہو جاوے اسکے بعد اردو عبارت سے فارسی زبان میں مسودہ بنانا شروع
 کرادین تاکہ فارسی بنانے کی بھی استعداد ہو جاوے غرض کہ اس طرح کے لکھوانے
 سے املا انشا تصنیف وغیرہ کی بھی مہارت ہو جاوے گی کیونکہ جتنے کام ہیں
 وہ بدون کئے نہیں آتے اگر تمام عمر لڑکے کو پڑھاتے رہیں اور لکھنا نہ سکھاوین
 تو اوسکو لکھنا ہرگز نہ آوے گا بڑے بڑے عربی اور فارسی دان ایسا بدخط لکھتے ہیں
 کہ حسبکا پڑھنا دشوار ہوتا ہے اور اسی بدخطی اور بداملا ہونے کے سبب سے مطلب

ہی اونکی عبارت کا شکل سے سمجھ میں آتا ہے اور یہ بدخطی وغیرہ بے مہارتی کی وجہ
 سے ہوتی ہے انشا اللہ کی صحت صرف پڑنے سے نہیں ہوتی بلکہ منشی گری فن
 دوسرا ہے بغیر لکھنے کی مہارت کے حاصل نہیں ہوتا اور ایسا ہی بات چیت کا
 حال ہے کہ بدون سیکھے اچھی طرح سے نہیں آتی دیکھو بعض علماء کتب و رسمہ بخوبی
 جانتے ہیں مگر گفتگو میں دوچار جملے عربی فارسی کے بھی بلا تکلف صحیح موافق محاورے
 کے نہیں بول سکتے اسی طرح تحریر میں بھی سمجھنا چاہیے کہ بڑی بڑی استعداد والے
 ادنیٰ طلبہ کی جو اس فن میں مہارت رکھتے ہیں تحریر میں برابری نہیں کر سکتے اس سے
 صاف ظاہر ہے کہ پڑھنے کا فائدہ لکھنے ہی سے خوب ظاہر ہوتا ہے پس لڑکوں
 کے لکھنا سکھانے میں بہت کوشش کریں مگر لڑکیوں کو بہت فارسی ذخیرہ لکھوانے
 اور منشی گری سکھانے کی ضرورت نہیں صرف اتنا لکھوانا کافی ہے کہ
 جس سے وہ اپنے مخفی امور یا خانگی حالات اپنے خاوند یا مان باپ بہائی میں وغیرہ
 کو لکھ بھیجیں اور ان کی مفصل کیفیت خود معلوم کر لیں یا اپنے گھر کا حساب کتاب
 لکھ لیں اور اپنے جملہ امور خانگی میں کسی کے لکھنے پڑھنے کی محتاج نہ رہیں اس لیے کہ
 بعض وقت اپنا کوئی پوشیدہ حال سواے عزیز قریب کے اور کسی پر اظہار کرنا منظور
 نہیں ہوتا یا کوئی ایسی مخفی بات ہوتی ہے کہ وہ بجز اپنے خاوند کے اور کسی سے
 کہنے کی نہیں ہوتی اسی طرح خاوند کو بھی کوئی ایسی مخفی بات بی بی سے کہنا منظور نہ
 ہے کہ وہ مان بہن سے نہیں کہہ سکتا اور اس وقت اتفاق سے میان بی بی

پاس نہیں ہوتے ایسے وقت میں لکھنے پڑھنے ہی سے کام لگتا ہے اور کسی
دوسرے پر گہر کا راز نہیں کھلتا پس عورتوں کو اتنا سکھانا نہایت ہی ضرور ہے
کہ وہ بیچارہ بیاں اپنی خانہ داری کی عاجتوں کے لکھنے پڑھنے میں کسی دوسرے
کی محتاج نہ رہیں اور اپنے دین کے احکام سے واقف ہو کر نجات داریں کی پاویں
اور اپنے بزرگوں کو دعاے خیر سے یاد کریں۔

باب یازدہم

فصل ریاضت کے طریقوں کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جسم کی توانائی اور قوت کے لئے ورزش کرنا نہایت عمدہ بات
ہے اسلئے کہ اکثر ریاضت سے انسان قوی اور تندرست رہتا ہے اور صحت
و توانائی لغماے الہی میں سے ایک بڑی نعمت ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
فَضْلَانِ مَبُوءَانِ فِي مَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصَّحَّةُ وَالْفَرَاغُ يَعْنِي تَنْدَرَسْتِي وَفَرَاغُ
ایسی دو نعمتیں ہیں کہ بہت سے لوگ انہیں ڈھٹا پاتے ہیں یعنی بے محل صرف
کرتے ہیں اور ان کی قدر نہیں جانتے اور اسی صحت و قوت سے بڑے بڑے
سخت اور مشکل امور انصرام پاتے ہیں چنانچہ جنگ میں دشمنان دین و دولت
پر فتحیابی بلکہ تمام امور عظیمہ دنیا و عقبی پر کامیابی اسی زور اور قوت کی بدولت
حاصل ہوتی ہے اور بغیر اس کے کچھ کام براری نہیں ہو سکتی اسی واسطے علمائے دین

اور حکماء حکمت آئین نے قوت حاصل کرنے کے لئے ورزش اور ریاضت
 کرینیکا ایسا کیا ہے اور حکیموں نے فرمایا ہے کہ ورزش جو ایک قسم کی ریاضت ہے
 انسان کے تمام رگ پتھون کو درست کر دیتی ہے اور جو غذا کمائی جاتی ہے جلد ہضم
 ہو کر جزو بدن ہو جاتی ہے اور محنت کے سبب سے سب فضول بدن کے تحلیل
 ہوتے رہتے ہیں اور پارسائی بھی جو رہنا ہے آہی کی موجب ہے حاصل ہوتی ہے
 کیونکہ ورزش کے شوقین فسق و فجور کی طرف ہرگز میل نہیں کرتے بلکہ اپنی بی بی سے
 بھی کنارہ جوئی کرتے ہیں اور کتنا اس شغل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں حکیموں نے بدن
 کی قوت اور تیاری کے لئے طرح طرح کی ورزش کے طریقے ایجاد کئے ہیں دو
 انہیں سے جو زیادہ نافع اور عمدہ ہیں اس جگہ بیان کئے جاتے ہیں اور اون کی
 خوراک اور موسم وغیرہ کا بھی حال لکھا جاتا ہے جانتا چاہیے کہ اول ابن سین کا ڈر
 ہیں اور یہ کئی طرح کے ہوتے ہیں بعض قسم میں اوپر کے بدن کو زیادہ قوت حاصل
 ہوتی ہے اور نیچے کے بدن کو کم اور بعض میں نیچے کے بدن کو زیادہ نفع پہنچتا
 ہے اور اوپر کے جسم کو کم مگر جو طریقہ کہ حکماء اور اطباء کاملین کے نزدیک مقبول
 و پسندیدہ ہے یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو برابر نہایت سطح زمین پر مقابل ایک
 دوسرے کے رکھے اور اون کے درمیان میں تین یا ساڑھے تین باشت کا فصل
 چھوڑے اور دونوں پانوں کے بیچ میں بہ نسبت ہاتھوں کے کم فاصلہ یعنی
 دو ڈھائی باشت کا رکھے اور ہاتھ پانوں میں پانچ باشت کا فصل رکھے ڈر کرنا

شروع کرے اور ڈڑکے وقت اسکی احتیاط ضرور چاہیے کہ ہاتھ پاؤں موند
 گردن سر کو کچ نہ کرے جو عضوجس وضع پر ہوا دسکو اپنے حال اور شکل پر رہنے دے
 سر اور سینے کو آگے کی جانب زیادہ کھینچے اور موند نہ کرے اور سانس کو دیر دیر
 میں آہستہ آہستہ نتھنوں سے باہر نکالے اور موند سے سانس نہ لے اور ڈڑکے
 شروع کے زمانے میں بہت سانس نہ روکا کرے کیونکہ زیادہ دم روکنے سے کئی
 طرح کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اگر معدہ خالی ہو تو ڈڑکے سے پہلے کوئی
 لطیف اور مقوی چیز کھائے کہ خالی پیٹ ورزش کرنے سے کھے خشک ہو جاتے
 اور آنکھوں میں گڑ ہے پڑ جاتے ہیں جب ورزش شروع کرے تو پہلے روز پانچ
 ڈڑکے زیادہ نہ کرے پھر بقدر طاقت کے ہر روز بتدریج بڑھاتا رہے اور جبنا تحمل ہو
 اتنی گنتی تک پہنچا دے اور قوت کے موافق ایک بار میں جسقدر ڈڑ ہو سکیں
 اوتنے کر کے کھڑا ہو جاوے پھر اپنی سانس کو درست کرے اور بازو کی مچھلیوں
 کو اچھی طرح سے پیرے اور مڑوڑی دے اور سینے کی مٹتی کرے جب دم راست
 اور گرمی بدن کی دور ہو جاوے تو پھر ڈڑ کرنا شروع کرے جب دم بہر جاوے
 تو پھر بدستور سابق کھڑا ہو جاوے اور دم کو راست کر کے آرام لے لے غرضکہ
 اس طور سے جسقدر ڈڑ کرنا منظور ہوں اس قدر اپنے معمول کے موافق پورے
 کرے اور ابتدا سے انتہا تک اونکی گنتی کا دل میں خیال رکھے اور فائدہ ڈڑ کرنے
 میں یہ ہے کہ تمام اعضا کو اس سے طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے اور

دوسری قسم ورزش کی نگہ رہے اس کی دو قسمیں مشہور ہیں ایک رومالی دوسری
 بغلی اور یہی دو قسمیں نگہ رکی سب قسموں سے بہتر ہیں فائدہ خاص اس ورزش
 کا یہ ہے کہ اس سے ہاتھ بازو شانے گردن سینے بغل میں تیاری اور توانائی
 آتی ہے اور اس ورزش میں بھی حبس دم کی رعایت ضرور ہے اور اسکو بھی ڈر کے
 مثل بتدریج بڑھانا جاوے یکبارگی نہ بڑھاوے رفتہ رفتہ ہزار دو ہزار ہاتھ تک
 نوبت پونچھے تو نہایت بہتر ہے عمدہ فصل ورزش کے لئے برسات کی ہے اسلئے
 کہ موسم کی حرارت نہونے کے سبب سے تحمل ورزش کی محنت و مشقت کا اچھی
 طرح سے ہوتا ہے اور اس موسم میں جو رطوبت زیادہ پیدا ہوتی ہے وہ بھی ورزش
 سے خوب تحلیل ہوتی رہتی ہے اور گرمی میں تو حرارت کی وجہ سے جو لوگ ریاضت
 کے عادی ہیں وہ بھی کم کر دیتے ہیں اس لئے کہ موسم اور ورزش کی حرارت سے
 روح زیادہ تحلیل ہوتی ہے اور جاڑے میں سردی کی زیادتی سے پسینا جو باعث
 تیاری کا ہے نہیں نکلتا ورزش کرنے والے کو عمدہ اور مقوی غذائیں کسانى
 چاہئیں جیسے دودھ بخنی یا مرغ کا انڈا اور کٹہ بکری کا اور ورزش کرنے کے وقت
 بیگے ہوئے چنے چاننا نہایت مفید ہے اور خشک میوہ بھی مثل پستہ بادام فندق
 چار مغز کشمش وغیرہ کے جو مقوی اعضا ہواور بدن کو تیار کرے کھانا چاہیے
 بعد اس کے گیہوں کی روٹی اور حلوان کا گوشت موافق ہوک کے کھاوے
 اور ورزش چیزوں سے احتیاط رکے کیونکہ اس سے قوت کو ضعیف ہوتا ہے

پس ہر انسان کو چاہیے کہ جس طرح ہو سکے قوت و توانائی حاصل کرے اس لئے کہ
زور قوت ہی پر تمام امور ات دین اور دنیا کے موقوف ہیں اور سب کام طاقت
ہی سے بنتے ہیں اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکے سن شعور
کو پہنچیں تو انکو ورزش کرنے کے طریقے بھی ضرور سکھا دیں تاکہ وہ زور و قوت
حاصل کر کے سب کام دین و دنیا کے نہایت خوش اسلوبی سے درست کر لیں
اور ہر طرح کے آسائش و آرام اور ٹٹا کے والدین کو دعاے خیر سے یاد کرین فقط

فصل شہسواری کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ گھوڑے اور اسکی سواری کی فضیلت قرآن مجید اور حدیث
شریف میں بہت مذکور ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ والعاویات میں گھوڑوں کے
ساتھ قسم کھائی اور چند آیتوں میں انہیں کے اوصاف ذکر فرمائے ہیں اور حدیث
شریف میں بھی وارد ہوئے ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ
فِي الشُّعْرِ يَعْنِي فَرَمَا يَأْتِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِكَ صَافٍ سَرَخٍ زَنْجٍ كَا
گھوڑا یعنی جبکو سرنگ کہتے ہیں بہت مبارک ہوتا ہے اور بخاری و مسلم نے اس
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
الْبُرْكََةُ فِي تَقْوَايِ الْخَيْلِ يَعْنِي فَرَمَا يَأْتِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
لَا اشْفَرَهُ گھوڑا ہے کہ جس کی رنگت صاف سرخ ہو اور اسکی ایال اور دم بھی سرخ ہو اور اگر سیاہ ہو تو وہ کمیت

کہ گھوڑوں کی پیشانیوں پر برکت ہے اور سوا اسکے سب عقلا کا اس پر اتفاق ہے
 کہ اللہ جل شانہ نے سب جانوروں میں گھوڑے کو معزز و ممتاز فرمایا ہے اور انبیاء
 علیہم السلام اور بادشاہان ذوی الاحترام کا اسکو مرکب ٹھیرایا اسی لئے شرع شریف
 میں مردوں کو گھوڑوں پر سوار ہونے کی تاکید آئی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم گھوڑوں سے بہت محبت رکھتے تھے جیسا کہ سنائی ہے انس رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْفَيْسَاءِ مِنَ الْخَيْلِ یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں کے بعد گھوڑوں سے زیادہ محبوب
 کوئی چیز نہ تھی پس مردوں کو اسکی سواری کے قاعدے سیکھنا نہایت ہی ضرور
 ہیں اس واسطے کہ مردوں کے لئے گھوڑے سے بہتر اور عمدہ کوئی سواری نہیں
 ہے اگرچہ ہاتھی کی سواری خالی عظمت اور شان سے نہیں ہے لیکن آدمی اس
 سواری پر محض بے اختیار ہوتا ہے بخلاف گھوڑے کی سواری کے کہ اس میں
 ہر طرح کا اختیار حاصل ہے جیسا کہ ہر باگ کو پیراؤ ہر دوڑا اور ہاتھی فیلبان کے
 قابو میں ہوتا ہے سوا اسکے چلت پرت اور تیزی و چالاکی جو گھوڑے میں ہوتی
 ہے وہ ہاتھی میں کمان گھوڑے کی رفتار سات قسم کی ہوتی ہے نام اون کے
 یہ ہیں گام دو گامہ شاد گام ایبہ راہوار یرغان خوشخرام پس ان سب چالوں
 میں سے شاد گام بہت اچھی رہتا ہے کہ جس سواری کو کسی طرح کی تکلیف اور تکان

نہیں ہوتی بلکہ نہایت آسائش و آرام پاتا ہے ایسی چال کا گھوڑا بہت نادر ہے
 بادشاہوں اور سرداروں کی سواری کے قابل ہوتا ہے اور دوڑ گھڑے
 کی تین طرح پر مشہور ہے دلی چہارتاگ پلا یعنی سرپٹ عمدہ اینٹ سے چہارتاگ ہے
 کہ اوہیں سوار کو بہ نسبت دلی کے آسائش اور آرام ملتا ہے اور دلی میں نہایت
 رحمت اور تکلیف ہوتی ہے اور پٹے کی دوڑ میں بھی بہت تیزی کے سبب سے
 سوار کو نہایت ایذا ہوتی ہے گھوڑے کی سواری کے قاعدوں میں دو نکتے بہت
 عمدہ ہیں اول یہ کہ گھوڑا لگام ہی سے قابو میں رہتا ہے اور لگام باگ سے بندھی جاتی
 ہے پس ہر لحاظ دیان اپنا باگ کی طرف رکنا چاہیے اور اس کو اتنا سست و
 ڈھیلانا چھوڑ دے کہ گھوڑا اختیار سے باہر ہو جاوے اور نہ ایسا بہت سخت اور
 کینچا رکے کہ گھوڑا چلنے سے باز رہ کر کھڑا ہو جاوے بلکہ باگ کو اعتدال سے رکنا
 چاہیے اور سوار کو یہ بھی ضرور ہے کہ نگاہ اپنی گھوڑے کے دونوں کانوں کے بیچ میں
 رکھے اسلئے کہ اس قاعدے کے برتاؤ سے گھوڑا ٹھوکر وغیرہ سے اور سوار گرنے پڑنے
 سے محفوظ رہتا ہے اور جن گھوڑوں میں پشتک مارنے کا عیب ہو تو سوار کو چاہیے
 کہ گھوڑے کی باگ خوب مضبوط پکڑے اور فی الجملہ کینچی ہونی رکھے تاکہ سر او سکا اونچا
 اور بلند رہے اسلئے کہ گھوڑی کا قاعدہ ہے کہ پشتک مارنے کے وقت سر نیچے
 کر لیتا ہے جب سر او سکا اونچا رہے گا تو وہ ہرگز پشتک نہ مار سکیگا اور جنہیں الف
 آنے کا عیب ہو تو سوار کو ضرور ہے کہ الف ہونے کے وقت فوراً باگ کو

بائیں طرف جبکا کرتوڑا سا زور دیوے تو وہ الف ہونے سے باز رہے اگر الف
 ہونے کے وقت گھوڑے کے سر گردن مونہ پر گھوڑے مارے تو بھی اپنے عیب
 سے باز رہے گا اور بعض گھوڑے کو ٹوک کر کہانے کی عادت ہوتی ہے پس اگر باگ
 گھوڑے کی ڈھیلی ہوگی تو ضرور ٹوک کر کہائے گا اور غافل سوار زین سے گھوڑے کی گردن
 پر آ رہے گا یا اوپر سے نیچے گر پڑے گا اور جو باگ چست رہے گی تو ٹوک کر لینے سے
 باز رہے گا اور جو ٹوک رہی کہائے گا تو سوار اور گھوڑے کو کسی طرح کی ایذا اور تکلیف
 نہوگی اور دونوں اس کے صدمے اور آسیب سے امن میں رہیں گے دوسرا نکتہ گھوڑے
 کی سواری میں یہ ہے کہ زین پر بیٹھنے کے بعد اسکو اپنی دونوں رانوں سے خوب
 مضبوط پکڑے اور اچھی طرح سے رانوں کو گھوڑے کے دونوں کوکھون پر جمائے
 رہے اور اپنے پانوں کے نیچے کو بھی ذرا گھوڑے کے پیٹ کی طرف مائل اور
 پانوں کا رکاب پر زور رکھے ٹیڑھا اور خمیدہ ہو کر نہ بیٹھے سیدھا اور متنا ہوا بیٹھے تھمتے
 اور سست چلنے کے وقت تھوڑا سا اشارہ اپنی ایڑی کا گھوڑے کے پیٹ کی
 جانب کر دے اور مارے پیٹے نہیں بلکہ ایڑی اور ران کے اشارے سے اپنا
 کام نکالے جو لوگ شہسواری کے فن میں کامل اور استادا ہوتے ہیں وہ گھوڑے
 کو ایڑ اور ران کے اشارے سے ایسا آشنا کر لیتے ہیں کہ وہ دوڑنا اور پہرنا اور
 ٹیڑنا جو کچھ کہ مقصود ہوتا ہے اسی ایڑ اور ران کے اشارے سے بجا لاتا ہے پہر سوار
 اور گھوڑا دونوں مار پیٹ کی ایذا اور تکلیف سے بچ جاتے ہیں غرض کہ گھوڑے

کی سواری میں باگ کی رعایت اور ران کی مضبوطی ہر دم ملحوظ رکھنا چاہیے تاکہ گھوڑے کی شرارت اور شوخی سے محفوظ رہے اور اسکی نشست سے آرام اور فائدہ اٹھاوے۔

فصل تفنگ اور تیراندازی اور غلیل بازی کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ لکھنے پڑھنے کے بعد مردوں کے لئے سب ہنر و نین سے فنون سچکری جیسے تفنگ اور تیراندازی اور غلیل بازی وغیرہ نہایت عمدہ فن ہیں فضیلت ان کی کتاب عزیز اور سنت مطہرہ سے بھی ثابت ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے قرآن مجید کے دسویں پارے جوتے رکوع میں ارشاد فرمایا ہے۔
وَأَعِذُوا بِاللَّهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاذٍ لَّيْلِ يَتَارَكَ وَدُشْمَانُونَ كَ
وَفَعَلْنَا لَكُمْ جُزْءًا مِنْ قُوَّتِهِ قُوتٌ أَوْ كَمُوتِهِ بَانَدِهِنَا مَفْسِرِينَ فرماتے ہیں
کہ مراد قوت سے ہر وہ چیز ہے کہ لڑائی میں دشمن پر قوت دے اور سارے ہتھیار
اور کمان وغیرہ اسی قبیل سے ہیں صحیح مسلم وغیرہ میں عقبہ بن عامر کی حدیث میں
وارد ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ يَقُولُ وَأَعِذُوا
بِاللَّهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمِيَّةَ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمِيَّةَ
یعنی عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ
نے منبر پر اس آیت شریف کو پڑھا اور فرمایا کہ خبردار ہو بیشک مراد قوت سے
تیراندازی ہے اور اس کلمے کو تین بار فرمایا اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ تیراندازی کا فن

سارے فنون سے افضل ہے اور علم باوجودیکہ سب فنون سے اعلیٰ ہے لیکن بعض اوقات نرے علم سے کار براری نہیں ہوتی بلکہ فنون سپہگری کی حاجت پڑتی ہے اُن پڑھ عورت دار اور شریف لوگ تو انہیں فنون میں نوکری کو بہتر اور عمدہ جانتے ہیں اور بعض پڑے آدمی ہی فوج ہی کی نوکری کو پسند کرتے ہیں علاوہ اس کے اکثر عالم میں جنگ و جدال کا کام پڑتا ہے اس لئے طریقے اور قواعد اور فنون کے جو لڑائی میں مفید ہوں اپنی اولاد کو تعلیم کرنا نہایت ضرور ہیں تاکہ حاجت سے پہلے ہی اونکے دل کی دہشت دور ہو جاوے اور جو انفرادی و شجاعیت کہ خاصہ مردوں کے حق میں بہترین صفات انسانی سے ہے اون کے دلون میں پیدا ہو اور اللہ جل شانہ ہی اون کو بہادری کے سبب سے دوست رکھے سوائے اس کے طریقے اور قواعد حرب کے سیکنا دشمنوں کے دفع کرنے میں نہایت مفید ہوتے ہیں اسلئے کہ آدمی کیسا ہی بہادر و شجاع ہو جب تک کہ سامان جنگ کا اس کے پاس نہ ہو اور قاعدے طریقے حرب کے نہ آتے ہوں نری دلیری و مردانگی سے کچھ کام نہیں چلتا اگلے زمانے میں تلوار تیر گرز نیزہ کماند گونچن تختہ ہر تیر وغیرہ آلات جنگ کے تھے مگر اس زمانے میں بندوق سنگین تینچے کرچ توپ وغیرہ کا سارے جہان میں رواج زیادہ ہے اور حقیقت میں دشمن کے دفع کرنے اور اسکی ایذا سے امن میں رہنے کے لئے کوئی آلہ حرب کا بندوق اور توپ سے زیادہ بہتر نہیں علاوہ اسکے بندوق لگانا سب فنون سپہگری میں نہایت

آسان اور جلد حاصل ہوتا ہے اس فن کے کامل لوگ کہتے ہیں کہ اگر چالیس روز
 بندوق لگانے کی مشق کیجاوے تو نشانہ ہرگز خطا نکرے پس ہر بار آدمی کو چاہیے
 کہ بندوق لگانے میں کمال پیدا کرے اور خوب مشاقی بہم پہنچاوے تاکہ ضرورت کے
 وقت دشمنوں کے ہاتھ سے نجات پاوے اور اون کی شرارتوں اور ضرر رسانی
 سے محفوظ رہے بندوق کی کئی قسمیں ہیں لیکن انگریزی بندوق کہ بہت مضبوط
 اور ہلکی ہوتی ہے سب بندوقوں میں نہایت بہتر ہے پرزے اوکے لائق تعریف
 کے ہوتے ہیں اسی طرح انگریزی باروت بھی زوردار تیزی میں اور ولایتوں کی
 باروت پر فوقیت رکھتی ہے قاعدہ تفنگ اندازی کا یہ ہے کہ ابتدا میں مقدار
 سے نصف باروت بغیر گولی اور چہرے کی بندوق میں بہر کر پٹاخے کی ٹوپی
 چڑھا کے بچے کے ہاتھ سے سر کراوین اور اس کو رنجاک اوڑانا کہتے ہیں جب
 اس سے بچے کے دل کی جھپک جاتی رہے تو بندوق میں قاعدے کے
 موافق پورا وزن باروت کا بہر کے گولی ڈالیں اور بچے کے ہاتھ میں دیکے یہ
 سکھاوین کہ بندوق کے گنہ سے کو اپنے دہنے شاسن پر رکھے اور زور سے جھاکے
 ایک آنکھ بند کرے اور دوسری آنکھ سے دید بان کی راہ سے دیکے جب کبھی
 بندوق کی نشانی کے برابر ہووے اس وقت دم روک کے بندوق سر کرے
 تاکہ گولی نشانے سے خطا نکرے اس ڈھنگ پر توڑے و فون مشق کرنے سے
 امید قوی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد قدر انداز ہو جاوے گا پھر نشانہ کبھی خطا نکرے گا۔

بخلات تیر اندازی اور غلیس بازی کے کہ قواعد اس کے بہ نسبت بندوق لگانے
 بہت مشکل ہیں بڑی محنت سے یاد ہوتے ہیں اور برسوں کی مشق کے بعد نشانہ صحیح
 اور درست ہوتا ہے کہ تیر اور غلا بے خطا نشانے پہنچتا ہے لیکن لڑکوں کو اگر
 اس فن کی بھی مشق کرائی جاوے تو نہایت عمدہ بات ہے کیونکہ تیر کمان ہی مثل
 تفنگ کے بہترین سلاح سے ہے اور قرآن مجید و حدیث شریف سے بھی اسکے
 سیکنے کا حکم ثابت ہوتا ہے پس علاوہ مصالح و نیویہ کے سیکھنا اس کا خالی ذرا ہے
 نہیں اس واسطے چند مشہور قاعدے اس فن کے بھی لڑکوں کی تعلیم کے لئے اس
 جگہ لکھے جاتے ہیں پہلا یہ کہ جب کوئی تیر اندازی سیکھنا چاہے تو پہلے ایک کبادہ نرم
 اور ملائم لپیے چنانچہ مبالغۂ استادوں نے کہا ہے کہ نو سکھوں کے واسطے کمان ایسی
 نرم چاہیے کہ اگر اوپر مکی بھی بیٹھے تو متحمل اسکے بوجہ کی نہوا اور ٹیڑھی ہو جاوے
 خلاصہ یہ ہے کہ ابتدا میں کمان نہایت نرم ہونا چاہیے اور جس قدر ملائم ہوگی اتنی
 ہی نو آموزوں کو اس کی کشش زیادہ تر آسان ہوگی دوسرا قاعدہ قبضہ کمان کی
 گرفت کے طریقوں میں اور وہ چار ہیں اول گرد مشت یعنی گول مٹی وہ یہ ہے کہ
 کمان کے قبضے کو بائیں ہاتھ کی مٹی میں ایسا مضبوط پکڑیں کہ چاروں انگلیاں ملی
 رہیں اور انگوٹھا گلے کے انگلی پر رکھیں اور شانے سے مٹی تک ہاتھ کو تیر کے مثل
 سیدھا رکھیں کہیں خم نہ دین دوسرا چنگل باز وہ یہ ہے کہ نرے انگوٹھے اور پچ کی
 انگلی اور اس کے پاس والی سے قبضے کو پکڑیں اور ہتھیلی کو قبضے سے علیحدہ

رکبین تیسرا ہرام مشتمل طریقہ اوس کا یہ ہے کہ اونٹین تین اونٹلیوں سے قبضے کو
 مضبوط پکڑ کے ہاتھ کو تیر کی طرح سیدھا رکبین لیکن ہاتھ کے گٹے کو قبضے کے نیچے
 کی جانب تھوڑا سا خم دین چوتھا شیر دبان یہ بعینہ ہرام مشتمل کی طرح ہے مگر متاخر فرق
 ہے کہ اونٹین ہاتھ کا لٹا قدرے نیچے کو جھکا رہتا ہے اور اسکی گرفت میں برابر رہتا ہے
 تیسرا قاعدہ کمان کی شست اور سونار تیر کی گرفت میں بیان اوسکا یہ ہے کہ
 انگوٹھی اور کھمے کی انگلی کو چست رکھنا چاہیے اسلئے کہ اونٹین دو اونٹلیوں سے گرفت
 ہوتی ہے چچ کی انگلی اور اوسکے پاس والی چنگلیا کچھ کام نہیں آتیں پس جب ایسا
 کبادہ کہ جسکا بیان اوپر ہو چکا دستیاب ہو جائے تو قبضے کی گرفت کے طریقوں میں
 سے کہ جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ایک طریقہ اختیار کر کے اوسکے موافق کبادہ
 کو پکڑیں اور شست کی گرفت کے قاعدے سے جو ابھی لکھا گیا ہے شست کو پکڑ کے
 نہایت درستی اور نرمی سے دانے کان کی بوتاک کی نیچیں اور پیرا ہستہ آہستہ کمان
 تک اوسکو لیجائیں تاکہ وہ شست اپنی جگہ پہنچ جائے اور اس شست کے
 آمدورفت کو تیر اندازوں کی اصطلاح میں ایک قلابہ کہتے ہیں پہلے روز پانچ
 قلابے سے زیادہ کیے نہیں اور ہر روز ایک قلابہ بٹراتے جاوین جب نوبت یہاں تک
 پہنچے کہ ایک وقت میں ایک جگہ بیٹھ کے سو قلابے کیمنج لیں تو پھر پانچ قلابے
 ہر روز زیادہ کرتے جاوین جب ہزار قلابے تک کیمنج لیں تو اوس کبادہ سے کو
 چھوڑ کر دوسرا کبادہ اوس سے زیادہ سخت لیوین اور اوس کبادہ سے کی مشق بھی

قلابے تک بہم پہنچا دین غرض کہ اسی طرح جتنی مشق زیادہ اور قوت و صنعت
 ہاتھ کی بڑھتی جاوے ویسے ہی کبادے ایک دوسرے زیادہ سخت بدلتے
 جائیں جب کبادہ کھینچنے کی خوب مشق ہو جاوے اور اسکی کشش کی اچھی طرح
 سے قوت آجاوے اور سخت کمان کھینچنے کی نوبت پہنچے اس وقت خاک
 تودہ جو مشہور و معروف ہے تیار کریں اور تیر کو برس چہ مہینے تک اوپر لگانے ہین
 تاکہ خوب مشق حاصل ہو جاوے ان قواعد مذکورہ کے موافق جو شخص مشق کریگا
 تو اسید قوی ہے کہ فن تیر اندازی میں کامل ہو جاوے گا چند نکات اور مقولے جو اس
 فن کے استادوں سے منقول ہیں بچوں کے سیکھنے کے لئے اس جگہ لکھے جاتے
 ہیں استادوں نے کہا ہے کہ کمان کا زور کماندار کے زور سے نصف بلکہ اس
 سے بھی کم چاہیے تاکہ تیر لگانے میں عجیب و غریب صنعتیں ظاہر ہوں اور سخت
 کمان سے جو کماندار کی قوت سے قوی تر ہوگی تیر پریشان جاوے گا اور کماندار
 ہرگز قدر انداز نہوگا اسی طرح تیر بھی کمان کے مناسب چاہیے اس واسطے
 کہ اگر ہلکا تیر سخت کمان میں لگایا جائیگا تو اس کے ٹوٹنے کا گمان ہے اور جو نرم
 کمان میں باری تیر لگایا جائیگا تو نشانے تک نہ پہنچ سکے گا اور مدعا حاصل
 نہوگا پس لازم ہے کہ تیر کمان کے لائق ہو یعنی کمان کی سختی اور نرمی کے
 موافق سبک اور گران ہو اور یہ بھی چاہیے کہ کمان کے قبضے کو خوب مضبوط
 و مستحکم پکڑیں اور گٹا ہاتھ کا ٹیڑھا نہوے دین کہ یہ بہت بڑا عیب ہے اور

کمان کینچنے کے وقت اس طور سے کھڑے ہوں کہ دھنا پائون بائیں پائون سے
 آٹھ دس گرہ آگے بڑھا رہے اور دھنہ پائون کو ایسا ترجھا رکھیں کہ اگر بائیں
 پائون کی ایڑی سے ایک لکیر نیچیں تو دھنہ پائون کے پیچ میں پہنچے اور
 اس طریق سے کھڑے ہونے میں یہ فائدہ ہے کہ دشمن کو آگے پیچھے دھنہ
 بائیں ہر طرف تیرا سکتے ہیں اور کمان کے وزن کا بھی خیال رکھنا چاہیے
 اس لئے کہ ایک ٹانگ سے کم اور پانچ ٹانگ سے زیادہ نہیں ہوتی ہے
 اور ٹانگ تیرا اندازوں کی اصطلاح میں پانچ سیر وزن کو کہتے ہیں اور جس
 کمان کی شست میں پانچ سیر کا بوجہ باندھنے کے بعد اس قدر خم ہووے کہ
 کینچنے وقت کان کی بوتک شست خم کما جاوے ایسی کمان کو ایک ٹانگ
 کی کہتے ہیں اسی طرح پانچ ٹانگ کی کمان کو بھی سمجھنا چاہیے اور ہندوستان
 میں اول درجے کی عمدہ اور بہتر کمان ملتان گجرات لاہور سرہند کی مشہور ہے
 بعد اس کے بارڑی اور فرید آباد کی کمان تحفہ اور نادور ہوتی ہے اس کے بعد
 بہار پٹنہ حاجی پور کی کمان بھی اچھی ہوتی ہے اور تیرا اندازی کے واسطے غلیل
 بازی سیکھنا بھی نہایت مفید ہے اور اکثر قاعدے غلیل بازی کے تیرا اندازی
 کے قواعد سے مشابہ ہیں اور صورت بھی اس کی کمان کی سی ہوتی ہے اور غلیل
 ہند کے محاورے میں ایسے بانس کی کپالچ کو کہتے ہیں کہ سوہن سے تراش کے
 کمان کے مثل بنائی جاتی ہے اور او میں بجائے تیر کے غلہ رکھا جاتا ہے اور وہ غلہ

گولی اور تیر کی برابر کام کرتا ہے اور مشاق کامل کا غلہ دوسیر کے لوہے کے توے کو
توڑ کر باہر نکالتا ہے اور انسان اور حیوان کے حق میں تیر اور گولی کی طرح کارگر
ہوتا ہے پس جو کوئی غلیل لگانے کا شوق کرے تو چاہیے کہ ایسی مشق بہم پہنچا دے
کہ اس کی غلیل کا غلہ لوہے میں سوراخ کر کے باہر نکل جاوے اور قاعدہ غلیل لگانے کا
یہ ہے کہ کمان کی طرح پہلے نرم غلیل سے مشق شروع کرے پھر بتدریج سخت غلیل تک
نوبت پہنچا دے اور انتہا اس کی سختی کی یہ ہے کہ غلیل انداز کی قوت سے نصف ہووے
اور غلیل بازی میں حکمی نشانہ باز ہونا بہ نسبت تیر اندازی کے بہت آسان ہے اور
نرم غلیل کے لئے کھارون کی مٹی کا غلہ بنانا چاہیے اور سخت کے واسطے غلہ ہی
سخت چاہیے سخت اور بہاری غلہ بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ لوہے کے میل کو جو
لوہارون کے بیان بہت بڑا رہتا ہے ہاون دستے میں خوب باریک کوٹ کے کپڑ چپا
کر کے ایک حصہ یہ اور دو حصے کھارون کے بیان کی مٹی اور توڑی سی پُرانی
روٹی اوس میں ملا کے گوند کے پانی میں تین دن تک نہائی پر گمن سے خوب کوٹیں
جب سب ایک ذات ہو جاوے تو پھر اس کے غلے انداز کے موافق بنا کے
وہو پ میں خشاک کر لیں ایسے غلے کامل مشاق کے ہاتھ سے دشمن کے مغز کی
بڑی بلکہ آہنی توے کو توڑتے ہیں غرض کہ غلیل ہی ہتھیاروں میں کامل ہتھیار ہے اگر
پوری پوری مشق ہو جاوے تو تیر و ق اور تیر کے مثل کارگر ہوگی اور مصارف میں
اون دونوں سے کم ہے لیکن صرف اس قدر فرق ہے کہ غلہ کامل و مشاق کے ہاتھ

سے دو سو قدم سے زیادہ حریف پر کارگر نہیں ہوتا تیرا وہ گولی مین چار سو بلکہ پانسو
 قدم تک دشمن کا کام تمام کر دیتی ہے پس بلحاظ ان سب امور کے مان باپ کو
 چاہیے کہ اپنی اولاد کو فنون مذکورہ سابق نہایت محنت اور کوشش سے سکھایا
 کیونکہ بجا علم اور خوشنویسی کے یہ فنون ہی بہت عمدہ ہیں اور مردوں کو اکثر انے
 کام پڑتا ہے عورت دار اور شریف لوگ انہیں فنون میں نوکری کرنے کو بہتر اور
 عمدہ جانتے ہیں اور اکثر آدمی لکھنے پڑھنے کی ملازمت پسند کرتے ہیں اس واسطے
 ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لڑکوں کو تحصیل علم ہی کے زمانے میں فنون سپہگیری
 کی بھی تعلیم اور تربیت کر دین تاکہ بچے اس میں بھی ہوشیار ہو جاویں اور ایسے
 بہنوں کے سیکھنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بچوں کا کیل کو داؤد ہو اخوری وغیرہ
 مفت میں ان فنون کے سیکھنے کے ضمن میں ہو جائے گی اور تمام دن کی محنت
 کی کوفت اور تنگی بھی جاتی رہے گی اور ایک عمدہ اور بہتر فن بھی حاصل ہو جائے گا
 پس کیا اچھی بات ہے کہ ایک کام کے سیکھنے میں اور فائدے بھی حاصل ہوں
 عجب خوش بود کہ برآید بیک کر شمشیر دو کار ہوا یہ بھی لازم ہے کہ بچوں کو فنون
 مذکورہ سکھانے کے بعد اور عمدہ ہنروں کی تعلیم و تربیت میں مشغول رکھیں
 تاکہ وہ مثل علوم کے ان فنون اور ہنروں کو بھی سیکھ لیں کیونکہ بعض اوقات نرے
 علم سے کام نہیں نکلتا ہنر کی بھی بہت حاجت پڑتی ہے اسی لئے اگلے بادشاہوں
 اور امیروں کا دستور تھا کہ باوجود بادشاہت اور دولت و مارت کے اپنی اولاد

کو سوائے علوم و فنون سپہگیری کے اور شریف ہنروں کی بھی تعلیم کراتے تھے تاکہ وقت
 مصیبت کے کام آوین اس واسطے کہ دنیا کی ثروت و فراغ بالی قابل اعتبار
 و اعتماد کے نہیں ہوتی بڑے بڑے امیر کبیر محتاج اور فقیر ہو جاتے ہیں و مکیو ابھی
 توڑے دنوں کی بات ہے کہ غدر کے بعد دہلی وغیرہ ہندوستان کے
 بڑے بڑے شہروں میں کیسے کیسے گہر دو لہتمندوں کے تباہ اور برباد ہوئے اور
 خاندان تیموریہ کی توہیان تک نوبت پہنچی کہ اون کو بیگ مانگے بھی نصیب
 نہیں ہوتی کیونکہ بوجہ بغاوت کے سرکار انگریزی سے کوئی اپنے دروازے
 پر ہی خوف کے مارے اونکو ٹھیرنے نہیں دیتا پھر اور طرح کی خبر گیری کیسی اور
 اون بیچاروں نے اپنی آسودگی اور ثروت کے غور میں کسی طرح کا علم و فن اور
 ہنر ہی نہیں سیکھا کہ جس سے تباہ ہونے کے بعد اپنی شکم پروری کرتے اور اسی باعث
 سے آج تک کہ زمانہ چھبیس برس کا گذرا اونکو سوائے گداگری کے اور کوئی حیلہ
 شکم پروری کا نصیب نہوا کہ جس سے آسودگی اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر
 کرتے اور سوائے اس خاندان کے اور سب ہنر اور پیشے والے لوگ اپنی اپنی
 تباہی کے بعد ہنروں کی وجہ سے پھر ویسے ہی آسودہ اور دو لہتمند ہو گئے حامل
 یہ کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنی آسودگی اور ثروت کو غنیمت جانے اور خدا کی عنایت
 و فضل کا شکو بجالا کر اپنے آرام اور فرصت کے وقت کو مصالح نکرے اور ایسے
 وقتوں میں کوئی فن اور کسی طرح کا ہنر ضرور سیکھے اور اپنی اولاد اور اقارب وغیرہ

کو بھی سکھا دے تاکہ اوسکی وجہ سے شکم پروری اپنی اور اہل و عیال وغیرہ کی متوسط
 حال سے آرام اور اطمینان کے ساتھ ہو جاوے اور کسی سے سوال کی نوبت
 نہ پہونچے اور کسی دوسرے کا دست نگر اور احسان مند بھی نہ واس لئے کہ غیر کا
 محتاج ہونا شرعاً و عرفاً مذموم ہے سعدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے کیا خوب
 فرمایا ہے ۵

حقاً کہ باعقوبت و وزخ برابرست رفتن بہ پایمردی ہمسا یہ درشت

فصل سیف اور بانک اور پٹے بازی وغیرہ کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ سپگری کے فنون میں سیف بازی کا فن بھی نہایت عمدہ اور
 بغایت پسندیدہ ہے اسکی شرافت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دروازے جنت کے تلواروں کے سیالوں
 کے نیچے ہن جیسا کہ ترمذی نے ابو بکر بن ابی موسیٰ شعری رضی اللہ عنہ سے روایت
 کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ أَبِي مِحْضَرَةَ الْعَدُوِّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ الشُّيُوفِ یعنی ابوبکر کہتے ہن کہ میں نے
 اپنے باپ کو دشمن کے مقابلے میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے بیشک جنت کے دروازے تلواروں کے سیالوں کے
 نیچے ہن پس جس کے سایے میں جنت ہو اوسکی فضیلت کا کیا کہنا اور اس کی
 بزرگی کا کیا پوچھنا یہ فن لڑائی کے سب ہنزوں سے بہت بڑا اور مشکل ہے مگر

مبتدیوں کے سمجھانے کے لئے چند قاعدے جو اس فن کے اہل اصول ہیں لکھے
 جاتے ہیں اور اس مبارک فن کے اوصاف میں سے ایک یہ ہے کہ دشمن
 کے مقابلے میں بہت کام آتا ہے اس فن کے مشاق پر اگر سواناڑی آدمی تیغ
 تبر جہر بر چھی سنان وغیرہ سے حملہ کریں تو اوپر ہرگز غالب نہیں ہو سکتے بلکہ خدا
 کی مدد سے وہی سب پر غالب ہو گا لیکن سیف باز تیر گولا گولی غلے وغیرہ سے
 ناچار ہے کہ یہ سب چیزیں دور ہی سے اوس کا کام تمام کر سکتی ہیں اس فن کے
 چار اصول ہیں اول چالشگر جس کو ہندی محاورے میں پتیرا کہتے ہیں اسکے
 نو آموز کے لئے بڑا میدان چاہیئے جب حریف سامنے آوے تو اسکی آنکھ
 سے اپنی آنکھ ملائے رہے اس لئے کہ آنکھ چپکانے میں وہ اپنا کام کرے گا
 پرمکیت کو لازم ہے کہ ایک جگہ پر نہ ٹہرے اپنے جسم کو چست و چالاک پھرتی
 اور سُرّت کے ساتھ رکے یعنی نہایت ہوشیاری سے دشمن کی چوٹ بچا کے اپنا
 وار کرے دوسری درج اسکی کئی قسمیں ہیں بعض ان میں سے جو بہتر ہیں لکھے جاتے
 ہیں اول ہونتی و بیج وہ یہ ہے کہ دہنے ہاتھ میں تلوار اور بائیں میں سپر لیکر جست و
 خیز سے حریف کا مقابلہ کرے اور زانوؤں کو کشادہ و خمیدہ اور تلوار و سپر کے دونوں
 ہاتھوں کو دو طرفہ لنبار کرے اور تلوار کو کبھی کٹرا اور کبھی اوس کے قبضے کو چھیدہ رکھے
 کہ اوسکا سر زمین پر پونچے اور کبھی قبضے پر اسی طرح سپر کی گدی کو پراتا رہے
 اور چو طرفہ دیکھتا رہے پھر پتیرا بدل کے دہنے بائیں آگے پیچھے جائے اور جسم کو

سمیٹ کر سپر: در تلوار میں چمپا کے حریف پر چوٹ کرے اور اس کے وار کو خالی دے
 بلکہ پتیرا بدل کے اس کی چوٹ کی حد سے دور ہو جاوے۔ دوسری قسم امواج طریق
 اس کا یہ ہے کہ پانوں کے بچوں پر کھڑا ہو کے دونوں پانوں کو آگے پیچھے برابر زمین
 پر رکھ کے کہ کو ہٹا کرے اور سیف و سپر کے دونوں ہاتھوں کو سر کے مقابل لٹکا کر کے
 لگاتار حرکت پر وار کرے اور اس کی چوٹوں کو تڑپ کر خالی دے تیسری گاؤ مکہ میج
 بیان اس کا یہ ہے کہ سیف و سپر کے ہاتھوں کو برابر و کشادہ رکھ کے گردن کو دشمن
 کی جانب جھکاوے اور اون دونوں ہاتھوں کو حرکت دیکے خصم پر چوٹ مارے
 اور اس کے وار کو خالی دے چوتھی چور و ہنگ اس کا یہ ہے کہ حریف کے
 مقابل میدان میں اپنے اختیار سے کبھی قدم آگے اور کبھی پیچھے رکے اور
 اپنے سارے جسم کو چست کر کے سیف و سپر کے دونوں ہاتھوں کو سینے کی برابر
 لٹکا کر کے پتیرا بدلے پر حریف پر وار کر کے بجلی کی طرح تڑپ کے اس کے
 ضرر سے دور ہو جاوے پانچویں علی مد و ہج یہ ہج سب دھجوں سے نرالی ہے
 طرفہ یہ ہے کہ اسکے حرکات و سکنات میں ہیکیت کے جسم کی وضع لفظ علی کی سی
 ہو جاتی ہے صورت اس کی یہ ہے کہ قبائرخ کڑے ہو کے بایان پانوں اس طرف
 رکھے کہ ایٹری شمال کی جانب اور انگلیاں جنوب کی طرف رہیں اور دھنا پانوں
 مغرب کی طرف اس طور سے رکھے کہ ایٹری اس کے بایمن پانوں کے ٹٹھنے کے
 محاذی رہے اور پٹہ مشرق کی طرف اور دونوں پانوں میں نو دس گرہ کا فاصلہ ہو

اور داسے ہاتھ کو جسمین تلوار ہے سینے کے داہنی طرف بالشت بھر آگے رکھے
 اور سیدھی ہاتھ کے بازو کو بائیں طرف تھوڑا سا ٹھرا کر کے تلوار کو ترجھا ہاتھ میں
 رکھے اور داسے پہلو کی طرف سے دشمن کی آنکھ سے آنکھ لٹا کر رہے اور ہاتھ
 کے گٹے کو ملائم رکھے بائیں سے قدرے پیچ دیوے اور بائیں ہاتھ کو جسمین سپر ہے
 سیدھا ٹسکا کر حرکت دیکے کبھی سپر کو آگے لاوے اور کبھی پیٹھ کے پیچھے لیجاوے
 اور دونوں زانوؤں کو جھکا رکھے اور سارے جسم کا بوجھ بائیں پانوں پر ڈال کے داسے
 پانوں کو سبک رکھے اور دشمن کی آنکھ سے آنکھ لٹا کر خوب زور سے اوپر ڈال
 کرے اور بائیں پانوں کو نیچ کی طرح بجائے خود کھڑا رکھے اور دسے پانوں کو نرم
 رکھے کہ حملے کے وقت حریف کو آگے آجاوے پراؤسکی چوٹ بچائے کہ اس کے
 بائیں پانوں کی برابر آجاوے تیسرا قاعدہ چوٹوں کا کہ اسکو داد کہتے ہیں اور وہ چہ
 ہیں اول طمانچہ وہ یہ ہے کہ داہنی طرف سے دشمن کے گلے پر مارین دوسرا بارہ
 وہ یہ ہے کہ بائیں طرف سے حریف کے گلے اور گردن پر مارین تیسرا کڑاک کہ داہنی
 طرف سے دشمن کے پانوں پر وار کریں چہ تھا پالٹ کہ بائیں جانب سے دشمن کے
 کونے سے پانوں تک چوٹ مارین پانچواں سر وہ یہ ہے کہ حریف کے سر پر ضرب
 لگا دین چھٹا ہول کہ خضم کے سینے یا پیٹ خواہ پیرو پر سیدھی ضرب لگا دین یہ
 چہ چوٹیں اصل ہیں اور شاخیں اسکی بہت ہیں استادوں نے تینتالیس چوٹیں اور
 نکالی ہیں اور ہر ایک کا نام علیحدہ مقرر کیا ہے چوتھا قاعدہ چوٹوں کی روک کا طمانچہ

کی روک یہ ہے کہ جب حریف طمانچے پر تلوار مارے تو فوراً دھن پانوں کو بائیں
 پانوں سے ملا کے سپرد ورتوار کے قبضے کو قریب طمانچے کے لائے کہ وار دشمن
 کا سپر پر پڑے اور بائیں ہیلو سے حریف کی آنکھ سے آنکھ لڑائے رہے اور باہرے
 کی روک کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن بائیں طرف سے باہری کی چوٹ مارے
 تو وہ بھی اسی قاعدے سے روکے اور کڑاک کی روک یہ ہے کہ اگر کڑاک کی چوٹ
 مارے پس جب میدان وسیع ہو تو بجلی کی طرح تڑپ کر پیچھے ہٹ جائے اور
 خالی دے ورنہ سیف کو کڑاک کے مقابل زمین پر کترا کرے اور اپنے دھن پانوں
 کو پیچھے ہٹائے تاکہ اوسکا وار تلوار پر پڑے اور پالت کی روک کا طرز کڑاک کے
 مثل ہے اور سر کی روک کا دستور یہ ہے کہ دھن پانوں کو بائیں پانوں کی برابر
 لاکر تلوار کو دھن کاندھے پر رکھے سپر سر پر لاوے اور کمر اور دونوں زانوں کو خمیدہ
 رکھے اور دشمن کی آنکھوں سے آنکھیں لڑائے اوس کی چوٹ سپر پر روکے
 اور ہول کی روک یہ ہے کہ جو اعلیٰ کی طرف وار کیا ہو تو فوراً زمین پر بیٹھ کر
 سپر سے ہول کی چوٹ کو روکرے اور جو سینے اور پیٹ پر دشمن ہول مارے تو
 پیٹر ابدل کے دشمن کے ہیلو میں بیٹھتا ہے تاکہ اوسکی ہول خالی جائے غرض کہ
 اس فن میں جتنی اور چالاک اور ہوش و حواس کا درست رکنا اور اعضا کا قوی
 ہونا اور ہر طرف آنکھ لڑائے رہنا اصل اصول ہے اور مطلب اس سے
 یہ ہے کہ دشمن کی چوٹ کو خالی دے یا سپر پر روکے اور اپنے وار سے اوس کا

کام تمام کرے اور ان چار اصول کے سوا پانچوں قاعدہ تلوار کے قبضے کی
 گرفت کا اساتذہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ قبضے کی تہلی کو پانچوں انگلیوں
 سے پکڑیں اور اون کے سرہون کو آپس میں تہلی سے چپکائے رکھیں اور انگوٹھے
 کو ہتھم کی انگلی پر رکھ کے اس طرح قوت سے پکڑ لیں کہ ہرگز اسکو خنیش نہونے
 پائے اسلئے کہ اگر قبضہ سیف کا ہاتھ میں ڈھیلہ رہے گا تو تہلی پر چند مرتبہ ہونچکا
 اور دشمن کی ضرب سے قبضہ اکثر ہاتھ سے نکل جائیگا اور سب سے پہلے قبضے
 کی گرفت کے قاعدے کو سیکھنا چاہیئے پہر پیترے اور دھج اور داوا اور رد کے
 ضوابط کو استاد ان فن اور ماہران کمں سے حاصل کریں اگرچہ توڑے سے قوا
 اس فن کے بیان بطور اختصار لکھے گئے ہیں مگر بے استاد کامل کے مہارت
 ان فنون کی محال ہے اور سوائے اس فن کے بانک کا فن ہی انسان کو سیکھنا
 نہایت ضرور ہے کیونکہ یہ فن بھی ہر قسم کے حربے سے محفوظ رہنے کے لئے
 نہایت عمدہ اور کارآمد ہے کامل استادون نے چوٹے ہتھیارون کی ضرب سے
 محفوظ رہنے کے لئے اس فن کو اخراج کیا ہے جو شخص اس فن میں کمال رکھتا
 ہے وہ سوائے گولی کے تیر تلوار خنجر نیزے وغیرہ اور ہتھیارون کی ضرب کو بکیتی
 کے ہنر سے باسانی رو کر سکتا ہے اور خدا کے فضل سے دشمن کو ہلاک
 کر کے آپ صیح سالم رہ سکتا ہے بلکہ اس فن کے کامل لوگ تو ہتھیار ہی مسلح
 دشمن سے نہیں ڈرتے اور رومال میزے جوتی وغیرہ کی اوٹ سے ایسی ایسی

صنعتیں اور عجیب و غریب ہنر ظاہر کرتے ہیں کہ آخر کو دشمن کے ہاتھ سے
 تمام ہتھیار گر پڑتے ہیں پر وہ فن تنہا سو آدمیوں پر جو اس فن سے محض بیخبر
 اور ناواقف ہوں غالب آتے ہیں اہل اصول اس فن کا یہ ہے کہ انسان نہایت
 چستی اور چالاکی اختیار کرے اور بندوں کی گرفت کا کمال ہمہ پہنچا دے پس
 اگر اس فن کا کامل نہایت منحنی ہو اور دشمن قوی پہلوان مثال رستم کے اور اس
 فن سے محض بیخبر تو بکیت اسکو پیچ پر چڑھا کے جیسے بلی چوہے کو پکڑ لیتی ہے
 گرفتار کر کے اس پر غالب اور فتح مند ہوگا اور اس کے ہر حربے سے انشاء اللہ تعالیٰ
 محفوظ و مضمون رہے گا اور سیف بازوں نے پٹے بازی کے ہنر کو بھی دشمنوں کے
 حرب ضرب سے محفوظ رہنے اور ان کے دفع کے لئے ایجاد کیا ہے سیف بازی بکیتی
 پٹے بازی کے فنون کو عقلمندوں نے ہاتھ سے نکالا ہے یعنی جیسے ہاتھ اپنی سونڈہ کو دھرتے
 بائیں سر پر پڑتا ہے جی طرح پٹے باز وغیرہ بھی اپنے دھنے بائیں پٹے وغیرہ کو پڑتے
 ہیں تاکہ دشمن کے قابو میں نہ آجائیں بلکہ خود ہی اس پر غالب رہیں اور پٹے بازی
 کے فن کا کمال یہ ہے کہ اس ہنر کا مشاق ہزار جان کی صفت کو جو سیف بانک
 پٹے بازی کے قاعدوں سے بیخبر اور ناواقف ہوں اکیلا توڑ کے معرکے سے اپنی
 جان بچا کے صحیح سالم نکل جاتا ہے پس شرفا کو چاہیے کہ حریف پر غالب ہونے
 اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے ان فنون میں بھی ضرور مشاقی حاصل کریں اور
 ایسے شریف فنون کے سیکنے میں جہان تک ہو سکے نہایت کشش و کشش

کریں اور اپنی اولاد کو بھی ضرور ان عمدہ ہنروں کی تعلیم اور تربیت سے محروم نہ کریں
اس لئے کہ یہ تمام فنون جنگ و حرب کے واسطے نہایت مفید اور کارآمد ہیں
اور لڑائی کے وقت دشمنوں کے سر روخ کرنے کے لئے انہیں فنون سے بہت
کام نکلتا ہے اور سپہ گری کے بہت ہنر چنانچہ مثل مشور ہے کہ سپاہی کو چست
فن پس اگر سب حاصل ہو سکے تو اون میں سے اعلیٰ اور بہتر فنون سیکھنا تو نہایت
بہی ضرور ہے خود ہی سیکھیں اور اپنی اولاد اور عزیز قریب دوست وغیرہ کو بھی کیا
تاکہ ضرورت کے وقت کام آویں اور حافظہ حقیقی کے فضل و کرم سے اپنی اور اپنے
اقارب وغیرہ کی جان دشمن کی ایذا سے محفوظ رہے۔

باب دوازدہم

فصل کمانا پکانے کے بیان میں

بانتا چاہئے کہ دنیا میں انسان ہو یا جن خواہ حیوان کیسے کمانے سے چسکا رہیں
اور اسی پر زندگی کا مدار ہے پس مان باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکیاں سات آٹھ
برس کی ہو جاویں تو پڑھنے سے چٹنی پانے کے بعد اون کو طریقے کمانا پکانے کے
شروع سکھایا وین اور اون سے سالن اور سیر آود سیر کی پتلی روٹی ہاتھ کی ہر روز پکوا یا
کریں اور جمعے کے دن چند طرح کا کمانا تکلف کا جیسے پلاؤ کباب کو فتنے میٹھے پانول
زردہ ظنجن فیرنی قلیہ قورمہ بربانی بورانی پوری کچوری پراٹھا سنہوسہ وغیرہ بھی
پکوا لیا کریں اسی طرح مہے مٹائی چٹنی اچار حلوے وغیرہ بنانے کی ترکیب

ہی لڑکیوں کو بتانا اور سکھانا ضرور ہے کیونکہ ان میں سے بعض چیزوں سے اکثر
 اور بعض سے گاہے گاہے کام پڑتا ہے اور مہانداری میں تو اکثر ایسی چیزوں کے
 پکائے کی ضرورت ہوتی ہے پس ہر قسم کے کھانے پکائے کی ترکیبیں سیکھنا اور
 اونکا وہیان اور خیال رکھنا ہر بوٹھی کے لیے نہایت ہی ضرور ہے اس واسطے
 کہ کھانے کی ضرورت ہر روز دو وقتا انسان کو ہوا کرتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے
 کہ لونڈی باندی ماما وغیرہ میسر نہیں ہوتیں پس اگر گھر کی بی بی کو کچھ ہی پکانا آتا
 ہوگا تو وہ خود پکا کر اپنا اور بچوں اور خاوند کا پیٹ تو ہر دے گی نہیں تو سب
 بچے اور گرواے ہو کے رہیں گے اور بی بی کا خیلا پن سہون پر ظاہر ہوگا اور
 میان ہی بیک کی جہملاہٹ میں بی بی سے طعن تشنیع کی باتیں کریگا اور وہ ہی
 بیک کے غصے میں میان کو سخت جواب دیگی اور آخر کو اس طرح کی باتیں باعث
 لڑائی اور فساد کا ہونگی اور ناحق کی بخش آپس میں بڑھتی رہیگی غرض کہ جو عورتیں کھانا
 پکانا نہیں جانتیں وہ ہمیشہ تکلیف اور اذیتاؤں میں اور تمام عورتیں ان کو
 خیل اچھکراؤں سے ہنسی اور مذاق کرتی ہیں اور جو اچھا پکانا جانتی ہیں ان کی اکثر
 تعریفیں ہوا کرتی ہیں اور سب لوگ اونکو سلیقہ شعار کہتے ہیں چنانچہ ایسا ہی دیکھنے
 اور سننے میں آیا ہے کہ جو آدمی مچلی کرپے وغیرہ کوئی چیز مزے دار پکاتا ہے تو اسکی
 ہر شخص صفت کرتا ہے اگرچہ یہ چیزیں کچھ ایسی عمدہ اور تحفہ نہیں کہ لائق تعریف
 کے ہوں لیکن مزے دار پکانے کے سبب سے سب لوگ پکائے واسے

کی سچ کرتے ہیں اور اوسکو سلیقہ شعار جانتے ہیں اور جو کہ کمانا پکانا ہی امور نمانداری
 کا ایک جزو اعظم ہے اس لئے سیکھنا اس کا ہر دور کو بہت ضرور ہے اگرچہ بہت
 کے واسطے بندگان باندیان مامون کتنی ہی گھر میں موجود ہوں اس واسطے کہ زمانہ
 ہر آدمی کے ساتھ ہمیشہ موافق اور یکسان نہیں رہتا پس انسان کو چاہیے کہ رحمت
 و آسائش کے زمانے میں محنت و جفا کشی سے جی نہ چراسے اور خاصکہ چنانہ داری
 کے کام کاج نہایت کوشش اور مشقت سے کرتا رہے اور احدیوں کی طرح اپنے
 تمین کاہل اور سست نہ بناوے اس لئے کہ حدیث شریف میں ایسے شخص کی
 جس سے کوئی کام دین دنیا کا نو سکے نہ دست آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے اوسط
 میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يُبْغِضُ اِبْنَ السَّبْعِيْنَ فِيْ اَھْلِ
 اَبْنِ عَشِيْرَتَيْنِ فِيْ مِشْيَتَيْہٖ وَمَنْظُرَيْہٖ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے
 ایسے شخص سے کہ وہ اپنے گھر میں تو ستر برس کی عمر کا ہوا اور اپنی چال اور صورت
 میں بیس برس کا یعنی جو شخص کہ گھر کا کام کاج نہ کرے سست کاہل بڑا رہے گویا
 ستر برس کا بوڑھا ہے اور صورت شکل چال ہال میں بیس برس کے جوان کے
 مثل ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو مبغوض رکھتا ہے کیونکہ آدمی کا بیکار گھر میں بیٹھنا
 یا ایسے کام میں مشغول ہونا جس میں دین دنیا کا کوئی نفع نہ ہو مذموم ہے اور جو شخص
 کہ کوئی پیشہ یا کیتی یا تجارت وغیرہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکو دوست رکھتا
 ہے اوسے چاہتا ہے جیسا کہ حکیم ترمذی و طبرانی و بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما

سے روایت کیا ہے اِنَّ اللہَ تَعَالٰی یُحِبُّ الْعَبْدَ الَّذِیْ یُخْرِجُ بَیْشَکَ اللہ تَعَالٰی دوست
 رکھتا ہے بندے مومن پیشہ ور کو یعنی جو شخص کہ طلب معاش میں محنت و
 مشقت کو ادا کرتا ہے سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حدیثوں کو جامع
 صغیر میں ذکر کیا ہے اور اوسکی شرح میں اون کو ضعیف بتایا ہے اور کہانا تو
 ایسی چیز ہے کہ دنیا کیا جنت میں ہی اس سے چٹکارا نہوگا پس کہانا پکانے
 کے سب کام کاج سیکھنا ضرور ہین جیسے برتن مانجنا مصالح پینا اور آگ جلانا
 آٹا گوند ہنار وٹی سالن پکانا اور سوا اسکے بعض عمدہ نفیس کھانوں کی ترکیبیں
 بھی سیکھنا چاہیں اور کہانا پکانے میں صرف آج اور آب و نمک کا بیان
 رکھنا لازم ہے اسلئے کہ کھانے کا مزہ دار ہونا انہیں چیزوں کی درستی پر منحصر ہے
 جس کھانے کا آب و نمک درست ہوتا ہے اور کھانا بنتا خوب ہے وہی لذیذ
 ہوتا ہے اور جس کا آب و نمک درست نہ ہو زمین کیسا ہی تکلف کرو اور کتنا
 لگی اور میوہ اور زعفران اور مشک وغیرہ ڈالو وہ کھانا ہرگز خوش ذائقہ نہوگا۔
 اور نہ وہ کسی آدمی سے کھایا جاوےگا اور نہ اوس سے طبیعت سیر ہوگی بلکہ
 ایسے کھانے سے کہ جبکا آب و نمک ٹھیک نہو چٹنی روٹی جو آب و نمک سے
 درست ہو بہتر ہے کہ آدمی کی طبیعت اوسے کب کر خوش اور سیر
 نہو جب اوسے لگی اور چونکہ کھانا پکانے کی ترکیبوں سے اکثر لوگ واقف
 ہین اس لئے اوس کے طریقوں اور قسموں کا بیان تفصیل سے نہیں لکھا گیا

علاوہ اس کے اس فن میں بہت سی کتابیں لوگوں نے تالیف کی ہیں اور انواع و اقسام کے کھانے پکانے کی ترکیبیں اون میں لکھی ہیں ہر شخص اون کو دیکھ کے اپنے سلیقے کے موافق پکانا کیا بلکہ مہارت اور کمال حاصل کر سکتا ہے فقط

فصل گنگلہ اور بیڑہ بنانیکے طریقوں میں

جاننا چاہیے کہ ہندوستان کے شہروں میں پان اور ملک مالوہ میں گنگلہ اور پان کمانے اور خاطر داری میں اوکو پیشکش کرنے کا ایسا رواج ہے کہ اگر لحظہ بہر کے لئے بھی کوئی کسی کے بیان جاوے تو پانچ بیڑے یا تہالی بہر گنگلے سے اوس کی تواضع ضرور ہی کرنا پڑے گی نہیں تو بدنامی اور نام رکھائی ہوگی اور اس ملک میں تو گنگلے پان کی تواضع کی بیان تک ذہن پہنچتی ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر مہمان آوے تو اوس کے کمانے پینے کی اتنی فکر نہیں کی جاتی جس قدر اوس کے پان گنگلے کا خیال رکھا جاتا ہے اس لئے کہ اگر اوس کی اس تواضع میں کسی طرح کا فتور ہو جاتا ہے تو وہ بھی اسی کے مذہبی کا گلہ شکوہ کرتا ہے کہ فلان شخص کے بیان گئے تھے کسی نے ایک عمل لکھایا دو پان بھی نہ دیے اور جو کمانے پینے میں کسی طرح کا قصور ہوتا ہے تو کوئی بھی اس قدر اوس کی شکایت نہیں کرتا اور سوائے تواضع و خاطر داری کے اس شہر کے مرد اور عورت چار برس کے بچے سے لیکر بوڑھے تک خود بھی اس قدر پان اور گنگلہ کمانے کی عادی ہیں کہ گٹری بہر ہی اوس سے خالی ہونہ نہیں رہ سکتے علاوہ اس کے کمانا اس کا خالی کئی فائدوں سے نہیں ایک یہ کہ

اس کے کمانے سے موندہ خوب صاف ہو جاتا ہے دوسرے زردہ یعنی تنباکو پیٹ
 کے نفع اور درد وغیرہ کو مفید ہوتا ہے تیسرے سوڑا ہون اور دانتوں کے درد کو
 دور کرتا ہے اور اون کی مضبوطی کا فائدہ بخشتا ہے چوتھے موتہ کی بدبو بھی اس سے
 جاتی رہتی ہے پانچویں پان کی دھڑی سے چہرہ بھی خوبصورت معلوم ہوتا ہے
 خلاصہ یہ کہ اس کے کمانے میں بہت سے فائدے ہیں اس واسطے مان باپ
 کو لازم ہے کہ لڑکیوں کو بیڑے اور گٹکا بنانے کے طریقے بھی ضرور سکھا دیں تاکہ
 حاجت کے وقت اس کے بنانے میں دوسرے کے محتاج نہ رہیں ترکیب گٹکا
 بنانے کی یہ ہے کہ چھالیا کتر کے اوسکی دھول اور رومی کو نکال ڈالیں اور سیر بہر عمدہ
 گول چھالیا کتری ہوئی میں آدھ سیر کتھاؤ چلا ہوا کہ دھول اور رومی سے صاف ہو
 ملا دیں اور پاؤ بہر چکنی ڈلی اٹھاؤ پاؤ لونگ کتری ہوئی اور زیادہ کمانے والے
 پون پاؤ لونگ اور پاؤ بہر چھوٹی لالچی اور چٹانک چٹانک جوڑ جاو تری ڈالیں
 اور پون پاؤ بادام کی گری کتر کے ملا دیں اس قدر مصالحہ سیر بہر چھالیا کے گٹکے
 کو کافی دوانی ہے اور ایسا گٹکا نہایت عمدہ ہوتا ہے اور جوان چیزوں میں سے
 کوئی چیز نہ ڈالی جاوے یا اس وزن سے کم مصالح ملا یا جاوے تو وہ گٹکا اچھا
 نہیں ہوتا اور اس کے کمانے سے زبان اور گلے چل جاتے ہیں اور زبان انیٹہ
 جاتی ہے اور اگر گٹکے میں زیادہ تکلف کرنا چاہیں تو پہلے کتری ہوئی چھالیا کو زعفران
 اور شہرت وغیرہ میں رنگ کے دھوپ میں سکھالیں پھر سب مصالحہ اس انداز سے

جو اوپر لکھا گیا اوسمین ملاوین اور اوس سے زیادہ نہ ڈالین نہین تو گٹکا خراب
 ہو جائیگا اور اگر اس سے بھی زیادہ تکلف منظور ہو تو اول چھالیا کو کیوڑے
 میں بسالین پر زعفران و مشک میں رنگ کے سائے میں خشک کر لین جب
 سو کہ جاوے تو اوسمین کیوڑے کا بسایا ہوا کھتا ملا کے وہی سب مصلح اوسی
 وزن سے ملاوین اور جو جی چاہے تو سب مصلح کو سونے چاندی کے درقون
 میں منڈھ لین اور اگر تھوڑے سے پتے بھی کتر کے ملاوین تو وہ نہایت ہی تکلف
 کا ہو جاوے گا اور ترکیب گٹکا کمانے کی یہ ہے کہ طلب کے وقت حاجت
 کے موافق گٹکا لیکے انداز سے اوسمین چونا ملا کر خوب ملین جب چونا اور
 گٹکا ایک ذات ہو جاوے تو اوسمین کمانے کا تنبا کو جبکو ہمارے یہاں
 زردہ کہتے ہیں انداز کے موافق ملاوین اور اس طرح کے گٹکا کمانے سے
 مونہ کو کچھ ایذا اور تکلیف نہین ہوتی ہے اور جو بے ملا گٹکا کسایا جاتا ہے
 تو اوس سے مونہ کو تکلیف ہوتی ہے کلا اور زبان چونے سے کٹ جاتی ہے
 پر کمانا کمانے میں نہایت ایذا ہوتی ہے اور ملا ہوا گٹکا کمانے میں یہ فائدہ
 ہے کہ چونا مونہ کو نہین لگتا اسلئے کہ طنے سے وہ یکسان ہو جاتا ہے کہیں
 زیادہ کہیں کم نہین رہتا کہ جس سے مونہ کٹنے کا اندیشہ ہو اور اوپر سے چونا
 کمانے میں ہمیشہ مونہ پٹنے کا اندیشہ رہتا ہے غرض کہ جب گٹکا کماوے تو
 ملا کر کماوے بغیر ملے کہی نہ کماوے اور گٹکا کمانے کا رواج ہمارے ہی

ملک میں ہے ہندوستان کے شہروں کے لوگ اسکا بنانا اور کمانا نہیں
 جانتے وہاں پان ہی کمایا جاتا ہے اور بعض اوقات میں گوٹا کہ حسین بننا ہوا
 دہنیا اور چھالیا اور چکنی ڈلی اور باریک کتر اور رنگا ہوا کوپرا اور چوٹی لالچی اور
 پتے بادام کی ہوائی ملائے ہیں کمایا جاتا ہے اگرچہ یہ بھی بجائے خود مزے دار
 ہوتا ہے مگر جیسا عمدہ گٹکا ہمارے ملک میں طیار ہوتا ہے ویسا شاید کہ کہیں
 نہ بنتا ہو اور نہ ہمارے ملک کا سا خوش ذائقہ پان کہیں کمایا جاتا ہے اسلئے
 کہ ہندوستان کے شہروں میں اگرچہ گلابی بڑے تکلف سے بنائی جاتی ہے
 لیکن بہرہی ہمارے یہاں کے بیڑے کے مثل خوش ذائقہ نہیں ہوتی اور
 اسکے سوا اسکے بنانے میں محنت ہی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اول سفید کھتا
 تلاش کر کے پانی میں بگو کر کئی بار بکٹھاپن دور کرنے کے لئے اوس کے پانی کو
 بدنا چرپکا کے اور کپڑھچان کر کے گاڑھا گاڑھا عدانی میں پیلا کے گندہ کی
 راکہ پرچپا کر متعدد وقتوں میں بکٹھاپن دور کرے گا اور رنگ کاٹنے کے لئے پانی
 چھڑکنا تاکہ وہ کھتا گلوری میں لگانے کے قابل ہو جائے خالی دھاری سے
 نہیں دوسرے گیلے کتے کے بیڑے میں یہ بھی وقت ہے کہ ہر وقت آرام دہا
 بان دان پتاری وغیرہ ساتھ رکنا پڑتا ہے کیونکہ اگر بہت سے بیڑے بنا کر
 خاصدان وغیرہ میں رکھ لئے جادین تو کھتا بہرہ تمام پانون کو بد شکل اور خراب
 کر دیتا ہے اور ڈلی کے ہیگ جانے سے پان کا ذابھی ہوا جاتا ہے سو

اسکے ایسے پان کی بیک ہی نہایت رقیق اور بچھٹی ہوتی ہے غرضکہ گیلے
کٹھے کا پان باوجود زیادتی مشقت کے بد مزہ ہوتا ہے بخلاف ہمارے بیان کے
بیڑے کے کہ وہ نہایت خوش ذائقہ ہوتا ہے اور علاوہ اسکے محنت بھی اوسکے
بنانے میں کم پڑتی ہے اس واسطے کہ کتھا بنگو نے اور بار بار اوسکے پانی بدینے
اور پکا کر رکھنے پر ڈالنے وغیرہ کی کچھ دقت اور ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہر وقت
پانڈان پٹاری کے بوجھ اٹھانے کی تکلیف ہوتی ہے اس لئے کہ بہت سے
بیڑے ہیگی صافی میں پیسٹ کے اگر خاصدان میں رکھ لئے جاویں تو دن بہر کو
کافی ہون گے اور خوبی ترکیب اور بندش کے سبب سے اتفاقاً اگر دو سکر روز
بھی کماے جاویں تو اوس کے ذائقے میں کسی طرح کا تغیر متمیز نہ ہوگا ترکیب بڑا
بنانے کی یہ ہے کہ پہلے عمدہ اور اچھی ذات کے پان جیسے پہلو اول گنگیری
ڈھونڈا ہوا کرنگوا دین کرخ اور کپوری کہ بُری قسم کے ہوتے ہیں ہرگز نہ لیویں
پہراون کو سترے پانی میں دھو کر کسی صاف پاکیزہ کپڑے سے پونچھ ڈالیں تاکہ
مٹی اور کرکراہٹ وغیرہ سب دور ہو جاوے اور جہاں کہیں مڑے گلے ہوں اوسکو
اور اونکے کناروں کو قلیچی سے کتر کے صاف اور خوبصورت کر لیں پھر چٹنے پانوں
کا بیڑا بنانا منظور ہو اون کو اس ترکیب سے جوڑ کر بنا لیں کہ اول دو پان اولے
رکھیں پھر جے پان رکھنے منظور ہوں اونپر سیدھی رکھکے اوپر کے پان پر چونا
اس انداز سے لگاویں کہ ہر جگہ برابر ہو کہیں کم اور کہیں زیادہ نہ ہو اونچے میں روغیر

بھی نہ کیونکہ اس سے ہی موندہ پٹ جاتا ہے پھر اوسپر سوکھا باریک لپھا ہوا
 کتھا بڑا کے پان کو صافی وغیرہ ترکپڑے پراولٹ دین تاکہ کتھا اوسکی تری
 سے سیل کر پان پر خوب ججھائے پھر جب وہ بیگ جاوے تو پان کو اولٹ کے
 اوس کے چوڑے کو دیکھ لیں اگر سفیدی چونے کی معلوم ہو تو پھر دوسری بار ویسا
 ہی کتھا چٹک کے اوسکو جمنے کے لئے ترکپڑے پراولٹ دین جب وہ جم جائے
 اور رنگت اوسکی سنھری سیاہی مارنے لگے تو اوسمیں چھالیا لاپچی باوام زردہ
 وغیرہ ڈالکر لطیفہ معروت اوسکو موڑ لیں اور لونگ لگا کر قینچی سے کتر اور
 صاف کر کے کسی صافی مین لپیٹکر خالصدان وغیرہ مین رکھ دین اس طرح کے
 بنے ہوئے بیڑون مین ایک یہ بھی عمدگی ہے کہ دو ایک روز تک چند ان
 متغیر نہیں ہوتے اور گیلے کتے کے تازے بیڑون سے زیادہ خوش رنگ اور
 خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔

فصل سینا سکھانیکے بیان مین

جاننا چاہیے کہ مان نانی داوی قرابت والی عورتون کو لازم ہے کہ لڑکیاں جب
 پڑھنے سے فراغت پاوین تو اون کو سواے پکانا سکھانے کے دو ایک گنٹے
 سینے کے اقسام جیسے تپچی لڑھیاون اور مانجیا وغیرہ بھی ضرور سکھاوین تاکہ
 حاجت کے وقت کسی دوسرے کی محتاج نہ رہیں اور ابتدائیں کوئی پڑانا موٹا
 کپڑا دیکر تپچی بہرنا بتاوین اور جب تک اوسمیں ہاتھ صاف نہواو دھڑواو دھڑواو

اوس کو سلواتے رہیں جب فی الجملہ سیون تیلیجی کی صاف اور سیدھی آنے لگے تو پہلے سیدھے سادے کپڑے جیسے بستنی دست بقچہ تیلی وغیرہ سلوا دیں جب آمین ہاتھ خوب صاف ہو جاوے تو بخیا اور ماکڑ ہیا ون وغیرہ کے بتائے میں محنت اور کوشش کریں جب اس قسم کے سینے میں فی الجملہ ہاتھ درست ہو جاوے تو ہر انچ پینچ کے کپڑے جیسے تورہ پوش بٹواتلبدانی جھولنا ٹوپی وغیرہ سلواویں پھر اوس کے جھول دینے اور گوٹ وغیرہ لگانے کے طریقے اور باریکیاں بتاویں جب ایسے کپڑے اچھی طرح بے تکلف سینے لگیں تو خود اون اڑکیوں اور جھوٹے بچوں کے کپڑے مثل کرتے پاجامے اڑہنی وغیرہ کے اون سے سلوا دیں اس کے بعد فتوحی انگر کہا انگیا وغیرہ مشکل کپڑے سلوا دیں غرض کہ طرح طرح کے کپڑے سینے کے طریقے بتا دیں اور انکی قطع و برید کے قاعدے ہی ضرور سکھا دیں اس لئے کہ پہلے اسی سے کام پڑتا ہے اور بہ نسبت سینے کے مشکل ہی ہے اسکے سوا جس کپڑے کی قطع و برید اچھی ہوتی ہے وہ سڈول اور خوشنا ہوتا ہے اور اوسکا پہننے والا ہی خوش وضع اور طرحدار معلوم ہوتا ہے علاوہ اسکے جو شخص قطع و برید کے منوایا اور باریکیوں سے بخوبی واقف ہو گا خدا چاہے تو اوس کا کوئی کپڑا خراب نہ ہوگا اور نہ اوس کے کپڑے کے ٹکڑے پارچے بیکار اور چوری جائینگے اس واسطے ہر انسان خاص کر عورتوں کو لازم ہے کہ ہر طرح کے لباس خصوصاً اپنے اور بچوں کے کپڑوں کا قطع کرنا ضرور سیکھیں تاکہ حاجت کے وقت

دوسروں کی منت نہ کرنی پڑے دیکھو اکثر بیوقوف عورتیں اپنے کپڑے قطع کرانے
 کے لئے دوسروں کے پاس لئے پہرتی ہیں اور انکی کیسی کیسی خوشامد اور نجات
 کرتی ہیں علاوہ اسکے اپنے آپ کو خیر اور احمق کہلاتی ہیں عقلمند اور سلیقہ
 دار عورتیں ہنسی اور مذاق کی راہ سے انکو مسخرہ بناتی ہیں پس اگر تھوڑا سا بھی خیال
 کر کے کپڑوں کا قطع کرنا سیکھ لیں تو کاہیکو کسی کی خوشامد و درآمد کی نوبت پہونچے
 اور کیون خیر اور احمق کہا وین اور قطع کرنا کچھ ایسا مشکل کام نہیں کہ سیکھنے کے
 بعد ہی نہ آوے بلکہ تیزی سے غور و فکر سے بخوبی آسکتا ہے البتہ مردانے
 کپڑوں میں تو انگریز کے اور زمانے کپڑوں میں انگلیا کی قطع و شمار ہے مگر یہ بھی چند
 مشکل نہیں ذرا سادہ بیان رکھنے سے سب طرح کے کپڑوں کا بیوتا آجاتا ہے
 ہر لوگ اسکو تمیز دار اور سلیقہ شعار جانتے ہیں اور جب لڑکیاں ہر طرح کے
 کپڑوں کا بیوتا اور سینا پر ونا سیکھ جاوین تو اس وقت گوٹے کا کام ہی جیسے
 اُتو چٹکی لہر گو کمر و چنپا کلی وغیرہ سکھاوین کیونکہ ہندوستان میں اسکے پنتے کا
 بہت رواج ہے اور جب اس کام سے ہی خوب واقف ہو جاوین تو انکو بونائی
 ریشمی کشیدے اور بنت وغیرہ بنانے کا کام ہی سکھاوین کیونکہ اسکے سیکھنے میں
 ہی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ اس طرح کے کام میں بہت جی لگتا ہے اور طبیعت
 خوش رہتی ہے اور ہر طرح کے دنیاوی رنج و الم اس دہندے سے بھل جاتے
 ہیں دوسرے یہ کہ اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ گھر میں خالی بیٹھی ہوئی لوگوں کے

گھروں کے اچھے بُرے ذکر کیا کرتی ہیں اور ناحق گناہ میں گرفتار ہو کر اپنی توڑی بہت نیکیوں کو ضائع اور برباد کرتی ہیں اور گناہ بے لذت سے اپنی نیکیوں کا اجر اور ثواب کموتی ہیں غور سے دیکھو تو یہ سب بُری باتیں بیکار بیٹھے رہنے سے ہوتی ہیں اور جو نیک بیبیاں کہ فرائض و نوافل اور گھر کے ضروری کام کاج سے فارغ ہو کے اپنی فضول اوقات کو ایسے عمدہ ہنرون میں صرف کرتی ہیں وہ لوگوں کی غیبت اور بُرائی سے جو بڑا گناہ ہے محفوظ رہتی ہیں تیسرے جو عورتیں کہ ایسے کاموں سے واقف ہوتی ہیں خدا کے فضل سے وہ کسی کی محتاج نہیں رہتیں بلکہ ہمیشہ نہایت فراغ بالی اور اطمینان سے بسر کرتی ہیں چوتھے اونکے خاوند بھی انہیں ہنرون کی وجہ سے بہت خوش رہتے ہیں اور باہم اتفاق و محبت بھی خوب ہوتا ہے اور کبھی جھگڑا اور فساد کہ جو شرعاً و عرفاً مذموم ہے واقع نہیں ہوتا اسی لئے عورتوں کو لازم ہے کہ جب گھر کے ضروری کاموں سے فارغ ہوں تو پڑھنے لکھنے سینے وغیرہ کے دہندوں میں لگے رہیں کیونکہ پڑھنے لکھنے کے بعد سینے سے بہتر کوئی شغل نہیں اس واسطے کہ سینے پر رونے کا کام تو ایسا نفیس اور عمدہ ہے کہ انسان اپنے گھر میں امیرون کی طرح مسند تکبہ لگائے بیٹھا رہتا ہے علاوہ اس کے اس ہنر کی وجہ سے اکل حلال ہی اچھی طرح سے آبرو کے ساتھ پیدا کر سکتا ہے اور اکل حلال کا حاصل کرنا کچھ غریب ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ امیرون کو بھی ہاتھ کی مزدوری سے معاش پیدا کر کے کمانا چاہیے دیکھو پڑے پڑے بادشاہ جو متقی

اور پرہیز گار تھے وہ اپنے ہاتھ ہی کے کسب سے کمانے پینے کا صرف اوٹھاتے
 تھے چنانچہ شاہجہان بادشاہ کہ بڑے دیندار تھے اپنے ہاتھ سے ٹوپی وغیرہ سیکر
 اوسکی اجرت سے اپنا کمانا پینا کرتے تھے اور اونکے بیٹے عالمگیر بادشاہ جو بڑے
 عالم اور مفسر تھے اپنے ہاتھ سے قرآن شریف لکھ کر اوسکی اجرت سے اوقات
 بسر کرتے تھے بادشاہ کیسے اکثر پیغمبر علیہم السلام اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اور
 صلحائے اُمت رحمہم اللہ ہی ریاضت اور کسب سے اپنی گذراوقات کرتے تھے
 چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام زہرہ بناتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام خیمہ طلی
 اور کتابت کا پیشہ کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریان چراتے تھے
 اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تنہیال میں بخاری کا پیشہ ہوا کرتا تھا اسی طرح
 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بزازی کا پیشہ کرتے تھے غرض کہ انسان کسی طرح
 کے کسب اور پیشے کو جو شرعاً ممنوع اور معیوب نہ ہو برا اور حقیر نہ سمجھے بلکہ اوس کے
 حیلے سے اپنی معاش حاصل کرتا رہے اور میرے نزدیک خاص کر عورتوں کے
 لئے کوئی پیشہ آسان اور آبرو کا سینے کے ہنر سے بڑھ کر نہیں ہے پس نادان احدی
 جو ہر عورتوں کے کہنے کے موافق کہ ہم سینا سیکھ کر کیا کریں گے جو اللہ ہلکواٹھ دس آنے
 کپڑا خریدنے کو دیگا وہ دو چار پیسے سلائی کے بھی دیدیگا مزدوری کرنے سے
 کیا حاصل خیال کر کے ایسے اچھے ہنر کے سیکھنے میں ہرگز دریغ نہ کریں بلکہ ہمیشہ اپنے
 اوقات عزیز کو علم و ہنر کے سیکھنے میں صرف کرتی رہیں اور اپنی اولاد کو بھی علم و ہنر

سکھاتے رہیں تاکہ دونوں کو نعمتیں دونوں جہان کی نصیب ہوں۔

فصل کپڑے رنگنے کی ترکیب و نمین

جاننا چاہیے کہ شرع سے عورتوں کے حق میں رنگین لباس پہننے کا جواز بلکہ حکم نکلتا ہے اور اکثر ان کو رنگین لباس پہننے کا ذوق و شوق بھی ہوتا ہے اس کو جاننا یا نانی وادی وغیرہ کو چاہیے کہ جس طرح لڑکیوں کو سب گہرے کام کاج سکھاتے ہیں اسی طرح کپڑے رنگنے کی ترکیبیں بھی ضرور اونکو بتا دیں اسلئے کہ عورتوں کو اس سے بہت کام پڑتا ہے اور اکثر اوقات اسکی حاجت ہوتی ہے اور مزدوری دیکر رنگانے میں مفت کا نقصان ہے پس اگر خود اونکو رنگنا آتا ہو اور گہرے میں اپنے کپڑے رنگ لیا کریں اور یہ دام جو بازار کی رنگائی میں صرف ہوتے ہیں کسی اور گہرے کی ضرورت کے وقت کام آجادیں تو کیا اچھی بات ہے سوا اسکے جو عورتیں طرح طرح اور رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا جانتی ہیں جیسے سرخ عباسی نابخی گلابی پیازی شجر فی فاسنائی اودا نا فرمانی بادامی کپاسی کا فوری کاسنی خشخاشی دہانی سردی انگوری آبی آسمانی سنہری چنپٹی آتشنی گل شفتالو عنابی پستی کا کریزی بینجی طاوسی شربتی صندلی آگری وغیرہ اور ان رنگوں کی ترکیبوں اور طریقوں سے خوب واقف ہیں وہ عورتیں سلیقہ شعار تمیز دار کمالات ہیں اور گہرے اور گہراون کی تعریف ہوتی ہے علاوہ اس کے رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا اور اونکی کنہوں سے خبردار ہونے کے کمال حاصل کرنا

یہ بھی بجائے خود ایک ہنر ہے اور ہر فن میں جو شرعاً و عرفاً مذموم نہ ہو مہارت پیدا کرنا خالی نفع سے نہیں اگر گھر کے ضروری کاموں سے اتنی فرصت نہ ملے کہ اس فن میں کمال پیدا ہو تو اتنا ضرور چاہیے کہ توڑی سی بکار آمد ترکیبیں رنگ نکالنے اور ایک رنگ سے دوسرا رنگ بنانے اور اون کے مرکب کرنے کی سیکھ لیں اور یہ بھی معلوم کر لیں کہ کس چیز کے رنگ سے کس طرح کے رنگ کا کپڑا رنگا جاتا ہے اور کن رنگوں کو باہم ملانے سے کیا رنگ پیدا ہوتا ہے اور کن کن چیزوں کا رنگ کپڑا رنگنے میں کام آتا ہے اور کس چیز کے ملانے سے رنگ میں صفائی اور آب و تاب زیادہ ہوتی ہے پس جتنی ترکیبیں اور رنگنے کے طریقے اور اون کی باریکیاں مجھے یاد ہیں اون میں سے بقدر ضرورت کے عورتوں کے سیکھنے کے لئے بیان کیے جاتے ہیں جانتا چاہیے کہ پہلی وہ چیزیں بیان کی جاتی ہیں کہ اونکے رنگ رنگنے میں کام آتے اور اون میں کپڑے رنگے جاتے ہیں تفصیل اونکی یہ ہے کہ کسم ہلدی نیل زعفران میسوخن ہارنگار ان سب چیزوں میں سے اکثر ایسی ہیں کہ اون میں ترشی دنیا ضرور ہے اس لئے کہ اونکے رنگ بغیر ترشی ملائے اچھے اور صاف نہیں ہوتے چنانچہ کسم اور ہلدی کا رنگ خالص ہو یا دوسرے کے ساتھ ملا یا جاو بغیر ترشی دئے اچھا نہیں ہوتا اور رنگ میں آب و تاب خوب نہیں آتی اور ترشی لیمون کی ہو یا اچھو خواہ املی کے سب سے رنگت میں صفائی آتی ہے اور رنگ گنتا ہے لیکن لیمون کی ترشی سے رنگ نہایت صاف اور با آب و تاب ہوتا ہے

بخلاف اہلی وغیرہ کے کہ اسکی ترشی دینے سے دیسی صفائی اور آب و تاب
 نہیں آتی علاوہ اس کے ایسی ترشی سے رنگ میں تھوڑی سی سیاہی اور کچھ
 ملگجھا ہٹ بھی آجاتی ہے اور ٹیمون دینے سے چمک اور صفائی زیادہ ہوتی ہے
 زعفران تن ٹیسو نیل ہار سنگار کے رنگوں میں ترشی دینے کی کچھ ضرورت نہیں
 اور ترکیب ان سب چیزوں کے رنگ نکالنے کی یہ ہے کہ ٹیسو تن ہار سنگار
 ان تینوں کا رنگ جوش دینے سے نکل آتا ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ ٹیسو اور
 ہار سنگار کے فقط پھول جوش دئے جاتے ہیں اور تن کے پھولوں کو ملکر اس کے
 بیجوں کو جوش دیتے ہیں اور زعفران کے جوش دینے کی حاجت نہیں فقط رات
 کو پانی میں بگو دینا کافی ہے صبح کو اس کا رنگ خود بخود نکل آتا ہے نیل اور بلدی
 سے رنگ نکالنے کی کوئی خاص ترکیب نہیں صرف اون کو پیکر پانی میں بگو دینا
 کافی ہے لیکن نیل کو خوب پینا چاہیے اسلئے کہ در ورا نیل چپانے کے بعد ہی
 لائق رنگنے کے نہیں ہوتا کیونکہ صفائی میں سے اس کے روئے نکل آتے ہیں
 پہر اس میں رنگنے سے کپڑے میں ایسے دھبے پڑ جاتے ہیں کہ دور ہونا اون کا شکل
 ہوتا ہے اس واسطے نیل کی پسائی گھٹائی میں بہت مبالغہ کرنا چاہیے اور کسم کے
 رنگ نکالنے کی یہ ترکیب ہے کہ اول اسکو کوٹ کے چمانے کے کپڑے میں
 رکھ کر اس کپڑے کے چاروں سروں کو جھولی کی طرح لٹکن پر باندھ دیں پہر اس میں
 پانی ڈالتے رہیں تاکہ اسکی زردی نکل آوے اور اس زرد پانی کو ضائع نہ کریں کسی

برتن میں غماطت سے رہتے دین اس لئے کہ یہ بھی کئی رنگوں میں کام آتا ہے
 جب اوس کی زردی جسے پیلیک بھی کہتے ہیں نکل چکے تو پھر پانی ڈالکر اوسکو
 خوب دھوئیں جب اوس میں سے صاف سنوت پانی ٹپکنے لگے تب اوسکا دھونا
 موقوف کریں اور اس دھون کو بھی جسے ڈہل کہتے ہیں صنایع نہ کریں کسی برتن میں رہتے
 دین کیونکہ یہ بھی اکثر رنگوں میں کام آتا ہے غرض کہ جب کسم کی زردی یعنی پیلیک اور
 ڈہل بالکل نکل جاوے اور دہلکر خوب صاف ہو جاوے تو اوسکو اسی کپڑے
 میں باندھ کر بہتر وغیرہ کسی دھنی چیز سے دبا کر رکھ دیں جب اوسکا تمام پانی نہر جاوے
 سیر بہر کسم سچے چار پیسے بہر دیسی سچی پسپی ہوئی اس طرح سے اوسمیں ملا دین کہ کسم
 اور سچی دونوں ایک ذات ہو جاویں پھر اوس کپڑے میں رکھ کے اسی طرح سے ٹنگن
 میں جھولی کی طرح باندھ کر تھوڑا تھوڑا پانی ڈالتے رہیں اور ایک برتن اوس کے نیچے
 رنگ لینے کے واسطے رکھ دیں جب اول رنگ جسے جھٹھا کہتے ہیں اور وہ نہایت
 سرخ اور گہرا ہوتا ہے نکل آوے تو اوسکو علیحدہ برتن میں رکھ چوڑی میں پھر دوسرے
 رنگ کو جو کچھ رفیق اور ذرا کم رنگ ہوتا ہے اور تیسرے کو بھی جو نہایت رفیق اور
 بہت کم رنگ پیازی سانکھتا ہے ان دونوں کو جدا جدا برتنوں میں رکھ لیں
 پس اگر گہرا رنگ جیسے سرخ گھٹا وغیرہ رنگنا منظور ہو تو اول کپڑے کو زردی
 اور ڈہل میں رنگ کے پچھلے رنگ میں جو بہت رفیق اور ہلکا نکھتا ہے اوس کو
 ڈال دیں جب کپڑا اس سب رفیق رنگ کو جذب کرے تو اوسکو پیچ کا رنگ جو اول

سے کم اور پچھلے سے تیز ہوتا ہے جذب کر دین اس کے بعد پہلے رنگ میں جسے جیٹھا
 کہتے ہیں اوسکو ڈال دین جب اوس کو بھی خوب پی لے اور کپڑے کا رنگ انداز پر
 آجاوے تو ترشی اور کلب ویکر اوسکو درست کر لین سرخ اور گلنار عباسی اور فالسائی
 نارنجی اور نافرمانی یہ سب رنگ بھی اسی ترکیب سے رنگے جاتے ہیں لیکن عباسی
 اور فالسائی اور نافرمانی میں بیلک اور ڈبل نہیں دیا جاتا صرف کسم کا رنگ ہی دیا
 جاتا ہے اور جب سرخی کسم کی ایک انداز پر آجاوے تو اوس کپڑے میں جسے
 اودا فالسائی نافرمانی عباسی رنگنا منظور ہو توڑا سائیل ہی دیدین لیکن اودے
 فالسائی نافرمانی میں نیل زیادہ دیا جاتا ہے اور عباسی میں بہت کم اور نیل دینے کے
 بعد ترشی اور کلب بھی دیدین تاکہ اوس کا رنگ صاف اور چمکدار ہو جاوے
 جانتا چاہیے کہ صرف کسم سے دو تین ہی رنگ رنگے جاتے ہیں بچے گلابی پیازی
 شربتی لیکن اکثر رنگوں میں اس کا میل دیا جاتا ہے جیسے کاسنی بادامی خشناشی
 آتشی شجرنی سنہری چنپی گل شفتالو وغیرہ اس لئے کہ یہ سب رنگ شہاب
 ہی سے رنگے جاتے ہیں اور توڑا بہت میل ہلدی اور نیل کا بھی دیا جاتا ہے
 کاسنی خشناشی گل شفتالو میں تو شہاب کا رنگ دیکر توڑا سائیل نیل کا بھی دیتے
 ہیں اور سنہری چنپی بادامی آتشی شجرنی میں شہاب کے ساتھ توڑا سا ہلدی کا
 میل ہی کر دیتے ہیں اور سرخ گلنار نارنجی میں شہاب زیادہ دیا جاتا ہے اور ہلدی
 بہت توڑی اسی طرح عباسی میں شہاب بہت دیا جاتا ہے اور نیل نہایت کم اودا

اور فالسائی اور نافرمانی میں شہاب بہت صرت ہوتا ہے اور نیل بہ نسبت عباسی
 کے زیادہ اور جتنے گہرے رنگ رنگے جاتے ہیں جیسے سُرخ گلزار عباسی
 اودا نافرمانی فالسائی وغیرہ ان سب میں کسم کا زیادہ خرچ ہوتا ہے یعنی اگر ان
 رنگوں میں ایک جوڑا رنگا جائے تو سیر بہر کسم صرت ہوگا اور نری ہلدی میں سوائے
 زرد کے اور نرے نیل میں سوائے نیلے کے اور دوسرا رنگ نہیں رنگا جاتا ہاں
 اگر اوس میں کسی اور رنگ کا میل دیا جاوے تو اور رنگ بھی رنگ سکتے ہیں مثلاً
 اگر ہلدی کے رنگ میں نیل کا میل دیدین تو اوس سے سبز دہانی انگوری کپاسی
 کا نوری پستی وغیرہ رنگ بنجاتے ہیں یا ہلدی میں اگر شہاب کا میل دیا جاوے
 تو اوس سے بادامی سنہری آتشی وغیرہ رنگ جو اوپر مذکور ہو چکے رنگے جاتے
 ہیں اسی طرح نیل میں شہاب دینے سے کاسنی خشنی آتشی وغیرہ رنگ کہ اون کا
 بھی ذکر اوپر ہو چکا ہے رنگ جاتے ہیں اسی طرح تین اور ٹیسو اور ہار سنگار
 کے رنگوں کو بھی سمجھنا چاہیے یعنی جتنے رنگ ہلدی کے میل سے رنگے جاتے
 ہیں اوتنے ہی ان چیزوں کے میل سے بھی مثلاً اگر شہاب میں ان کے رنگوں
 کا میل دیا جاوے تو جو رنگ ہلدی اور شہاب سے رنگے جاتے ہیں وہی اس سے
 بھی رنگے جاوین گے اسی طرح اگر نیل کا میل ان رنگوں میں دیا جاوے تو جو رنگ
 نیل اور ہلدی سے بنتے ہیں وہی ان سے بھی طیار ہو جاتے ہیں غرض کہ ان چیزوں
 کا رنگ ہلدی کے رنگ کا کام کرتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اکثر رنگ شہاب

بلدی نیل ہی سے رنگے جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ ان میں ان رنگوں کا
 کچھ صرف نہیں جیسے حسدلی اگرئی کا کریمی وغیرہ کہ ان میں شراب نیل بلدی
 بالکل نہیں دیکھائی اسلئے کہ حسدلی اور اگرئی کی زمین گیر ویا تن یا آم کی مستی سے
 بنا رہتے ہیں پھر حسدلی منہ می وغیرہ خوشبودار مصالح سے رنگتے ہیں اور کا کریمی
 وغیرہ آل کے رنگ سے رنگا جاتا ہے اور انگریزی رنگوں سے کپڑا رنگنے میں
 یہ نقصان ہے کہ اول تو یہ رنگ ایسا کچا ہوتا ہے کہ پانی کی بند پڑتی ہی کپڑے
 میں سفید دھبہ پڑ جاتا ہے دوسرے اس رنگ میں خداجانے کیا چیز تیزابی
 ملی ہے کہ اس کے رنگ ہوئے پڑے پھنے سے بدن میں خارش ہو کر دوائے نفل
 آتے ہیں اور جہان جہان بدن سے وہ رنگ چھو جاتا ہے وہ سب رنگین ہو جاتا ہے
 پس اس رنگ میں ہرگز کپڑے نہ رنگنا چاہئیں۔

باب سیزدہم

فصل بلوغ کے بیان میں

پندرہ برس کی عمر کو پونچھ نامہ اور عورت دونوں کے لئے اعلیٰ مدت بلوغ کی ہے
 اور یہی مذہب جمہور کا ہے خواہ اور علامتیں بلوغ کی ظاہر ہوں یا نہ ہوں اور اونی
 مدت بالغ ہونے کی مرد کے لئے بارہ برس اور عورت کے واسطے نو سال ہیں یعنی
 اگر اس عمر میں وہ دعویٰ بلوغ کا کریں اور کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے تو اون کے قول کی
 تصدیق کرنا ضرور ہے اور اون دونوں پر احکام شرع شریف کے بالغوں کے مثل

جاری کرنے چاہئیں جب بلوغ کی کوئی علامت لڑکا لڑکی میں ظاہر ہو تو مان بیاہ
 اور قرابت والوں کو لازم ہے کہ اون کی شادی بیاہ کی جلد فکر کریں اس لئے کہ شرع
 شریف میں جیسے بچوں کی پرورش کی تاکید آئی ہے اسی طرح بلوغ کے بعد اون کے
 نکاح کر دینے کا ہی حکم آیا ہے اور اس کا رخسار جہان تک ہو سکے عجمت کریں
 اس لئے کہ بربط تاخیر کے اگر اوامو گناہ میں مبتلا ہو جاویگی تو وہ معصیت انہیں کے
 نامہ اعمال میں لکھی جاویگی جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔
 عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَلَدَ فَلْيُحْسِنْ اسْمَهُ وَادِّبْهُ فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَإِنْ
 بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَاصَابَ إِثْمًا ثَمًّا عَنِّي أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس شخص کے
 بیان لڑکا پیدا ہو تو چاہیے کہ اچھا نام رکھے اوس کا اور اوس کو خوب ادب سکھاوے
 یعنی احکام شریعت اور آداب معیشت کے کہ دنیا و آخرت میں مفید ہوں اوس کو تعلیم
 کرے چر جب وہ بالغ ہو جاوے تو چاہیے کہ اوس کا نکاح کر دے اس لئے کہ اگر وہ
 بالغ ہو گیا اور اوس کا نکاح نہ کیا اور اوس سے کوئی گناہ سرزد ہوا تو اوس کا گناہ
 اوس کے باپ ہی پر ہے یعنی اس واسطے کہ یہ گناہ باپ ہی کے مقصور سے سرزد ہوا
 کہ اوس نے اپنے لڑکے کا بالغ ہونے کے بعد نکاح نہ کیا اسی طرح لڑکی کے حق
 میں بھی وارد ہوا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 فِي التَّوْبَةِ مَكْتُوبٌ مَنْ بَلَغَتْ ابْنَتُهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَاصَابَتْ
 ذَنْبًا فَإِنَّهُ ذَلِكَ عَلَيْهِ يَعْنِي حَضْرَتِ عُمَرَ وَأَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَسَبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي رِوَايَتِهِ كَمَا أَنَّكَ أَتَيْتَ فِي رِوَايَةِ التَّوْبَةِ مِنْ لَكُمَا هُوَ أَنَّ كَيْسَ شَخْصٍ
 كِي مِثْلِي بَارَهَ بَرَسَ كِي عَمْرُو بُو بُو بُو جَاوَدَ وَأَوْرَدَ أَسْكَانَ نَكَاحِ نَكْرَةٍ يَعْنِي بِا وَجُودِ مِثْلِي
 كَفُو كِي بِرَاوَسَ بُو بُو سِي كِي كُو كِي كِنَاهُ هُوَ جَاوَدَ تَوَاسَكَ كِنَاهُ اِدْ كِي بَابُ بِرَاوَسَ بِرَاوَسَ
 اِنْ دُو زَيْنَ حَدِيثُونَ سِي وَاضِحٌ هُوَ كِي حَتَّى اَلَا مَكَانَ اَوْلَادِ كِي بَلُوغِ كِي بَعْدَ اَوْنِ كِي
 نَكَاحِ كَرْنِي مِيْنِ كِي سِي طَرَحِ كِي غَفْلَتِ نَكْرِيْنِ وَرَنَ دُنْيَا كِي رَسُوَا كِي كِي سَوَا اَحْرَتِ كِي مَوَاقِدِ
 مِيْنِ بِرَاوَسَ هُوَنَكِي -

فصل ستر اور پردے کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ دین اسلام میں جن اعضا کا چھپانا مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے
 تفصیل انکی یہ ہے کہ مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گٹھنوں کے نیچے تک ہے پس
 سواے اسکی بی بی یا لونڈی کے اور کسی کو مرد ہو یا عورت اس ستر کا دیکھنا بے ضرورت
 قوی کے درست نہیں اسی طرح ستر عورت کا عورت کے لئے ناف کے نیچے سے زانو
 تک ہے یعنی بغیر ضرورت قوی کے اور کسی عورت کو بھی اس ستر کا دیکھنا درست نہیں اور
 آزاد عورت سواے اپنے خاوند کے اور محرموں سے پیٹ اور پیٹھ اور ناف سے
 زانو تک چھپانا ضرور ہے پنڈلی اور بازو اور چہرہ اور سر اس کا محرم کے حق میں نہیں

دیکھنے والے کو اور اس کو جسکی طرف دیکھا گیا یعنی جو قصد کسی جنبی عورت یا اس
 کے ستر کی طرف دیکھے اوپر آپ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی اسی طرح دکھانے
 والے پر بھی حکم لعنت کا فرمایا ہے پس ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ کرنے کی نہایت تاکید فرمائی اور ترغیب دلائی ہے
 اگرچہ پردہ کرنا ازواج مسطرات کے حق میں فرض تھا اور امت کی سیو کے حق میں مستحب
 مگر خواہ مخواہ بدون ضرورت شدید کے بے پردہ اپنے تئیں مردوں کو دکھانا اور ان سے
 غلاما رکنا اور جلوت و خلوت میں غیر مرد کے سامنے ہو جانا اور اسکو اپنے کاموں میں
 شریک رکھنا اس خیال سے کہ ہم بے پردہ فرض نہیں صرف ستر کا چھپانا فرض ہے یہ
 سب گناہ کبیرہ میں داخل ہے علامہ اس کے کسی روایت قوی یا ضعیف سے
 جواز بے پردگی کا ثابت نہیں ہوتا بلکہ حبان دیکھو وہاں پردے کی خوبیان اور اس کے
 منافع اور بے پردگی کی خرابیاں اور اس کے نقصانات مذکور ہیں خصوصاً اس
 اخیر زمانہ پر آشوب میں کہ سوائے فتنہ و فساد اور بد طبعیتی اور بد افعالی کے اچھے
 کاموں کی طرف اکثر لوگوں کو خیال و توجہ نہیں ہے پس مان باپ کو چاہیے کہ جب
 لڑکیاں چہرہ سارے سے لڑکیوں کو بچپن تو اون کو باہر پہرنے سے روکین اور غیر مردوں
 سے پردہ کرنے کی تاکید کریں تاکہ چھپیں ہی سے اون کو پردہ کرنے کی عادت پڑے
 اور زندگی بہ شرم و آبرو کے ساتھ شرفا کی طرح اپنے گھر میں خوش اوقات کے ساتھ
 گزراں کریں اور ہر طرح کی نہایت اور رسوائی اور ذلت وغیرہ سے بچکر کونین کی نعمت

حاصل کریں۔

فصل اون نامتے دارون اور مذہب والون کی بیان میں جن سے نکاح

درست نہیں

جاننا چاہیے کہ شرع میں عورتوں سے نکاح حرام ہونے کی دو وجہیں مذکور ہیں ایک
نسب دوسرے مصاہرت یعنی نکاح کے سبب سے رشتہ داری اور یہ سبب پندرہ
عورتیں ہیں بارہ ان میں سے ہمیشہ کو حرام ہیں کہ اون سے کبھی نکاح درست نہیں
اور تین ایسی ہیں کہ بی بی کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اون سے نکاح درست
ہو جاتا ہے اول یعنی نسب کی جہت سے جو سات عورتیں ہمیشہ کو حرام ہیں تفصیل
اون سب کی اور جو مصاہرت کی وجہ سے حرام ہیں اون میں سے چہ کی کلام مجید
کی اس آیت شریف میں جو چوتھے پارے کے اخیر میں واقع ہوئی ہے مذکور ہے
حُرْمَتٌ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَانُكُمْ وَنِسَاءُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ
وَبَنَاتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهَاتُ الْاُخْتِ وَاَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرِّضَاعَةِ وَاُمَّهَاتُ
نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمْ الَّتِي فِي حُجُوعِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ الَّتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ
لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمُوهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ
وَاَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَتْ اِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا
یعنی حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری
بہوپان اور تمہاری خالائیں اور تمہارے بھائیوں اور بہنوں کی بیٹیاں یعنی بیٹیاں

اور بہانجیان اور وہ مائیں تمہاری جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور دودھ شریک
 بہنیں اور تمہاری بیبیوں کی مائیں اور ربائب یعنی تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں
 اور خاوند سے جو تمہاری گودلیوں میں ہیں تمہاری اون بیبیوں سے جن سے تم
 نے صحبت کی ہے پس اگر نین صحبت کی تم نے اون سے تو نین کچھ گناہ
 تمپر اور تمہارے بیٹوں کی بیٹیاں جو تمہارے صلب سے ہیں اور یہ کہ اکٹھا کر دو
 تم دو بہنوں کو مگر جو آگے ہو چکا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا ہے نہایت مہربان
 پس اس آیت میں تیرہ عورتوں کا ذکر آیا ہے اور باقی دو عورتیں جن کی حرمت
 حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہیں ایک بی بی کی بیوی اور دوسری
 اوسکی خالا پس یہ سب پندرہ عورتیں ہوئیں ان میں سے صرف تین عورتیں ایسی
 ہیں کہ جن سے نکاح ہمیشہ کو منع نہیں ایک وقت خاص تک حرام ہے وہ
 یہ ہیں بی بی کی بہن اور اوس کی بیوی اور خالا کہ بی بی کے ساتھ جمع کرنا اون کا
 منع ہے اور اوس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد نکاح اون سے جائز ہے
 جانتا چاہیے کہ یہ جو رشتے اوپر مذکور ہوئے جن کے سبب سے نکاح حرام ہے
 بعض اون میں سے تین طرح پر ہیں عینی علاقائی اخیا فی حقیقی خود ظاہر ہے علاقائی
 اوسے کہتے ہیں جبکہ رشتہ باپ کی طرف سے ہو جیسے بہائی اور بہنیں کہ جن کا
 باپ ایک ہو اور مائیں دو ایسے ہی بیوی اور خالا ہی علاقائی ہوتی ہیں اور اخیا فی
 وہ ہیں جن کا رشتہ ماں کی طرف سے ہو جیسے بہائی اور بہنیں دوسرے باپ کے

کہ مان سب کی ایک ہو اور باپ دو پوپیان اور خالاکین ہی اخپانی ہوتی ہیں اور
 یہ علاقائی اور اخپانی رشتے ہی نسب ہی میں داخل ہیں یعنی جو ناتے وار حقیقی
 رشتے کے سبب سے حرام ہیں وہ علاقائی اور اخپانی ہونے سے ہی حرام
 ہوتے ہیں اور جیسے ان رشتوں کی عورتیں حرام ہیں ویسے ہی ان رشتوں کے
 مرد بھی حرام ہیں یعنی ان سے نکاح باہم درست نہیں تفصیل اوں مردوں کی
 جن سے نکاح عورتوں کو حرام ہے یہ ہے سگایا سوتیلا خواہ رضاعی بیٹا اور
 باپ اور سگاہائی اور سگا داماد اور سگاسسر اور بھائی کا بیٹا یعنی بھتیجا سگاہو یا سوتیلا
 بہن کا بیٹا یعنی بھانجا سگاہو یا سوتیلا اور باپ کا بھائی یعنی چچا سگاہو خواہ سوتیلا
 اور ایسا ہی مان کا بھائی یعنی ماموں یہ سب محرم ہیں ان سے نکاح جائز نہیں
 اور نسبی رشتوں میں دادا نانا اور اوں کے باپ یعنی پردادا پر نانا وغیرہ جتنے
 اوپر کے ہوں اصول کی وجہ سے سب حرام ہیں اور فروع کی وجہ سے پوتا پرداتا
 نواسا کنوا سا وغیرہ جتنے نیچے درجے کے ہوں سب حرام ہیں سگے ہوں یا
 سوتیلے اور ان کی بیبیاں یعنی دادی نانی پردادی پر نانی حقیقی ہوں یا سوتیلی
 یہ بھی سب حرام ہیں اصول کی وجہ سے اور فروع کے سبب سے پوتے پردوتے
 نواسے کنواسے کی عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے اسلئے کہ یہ سب بیٹوں
 کے حکم میں ہیں اور بیٹے حقیقی ہوں یا حکمی اوں کی ازواج سے نکاح درست
 نہیں ایسا ہی حال خاوند کے رشتہ داروں کا ہے یعنی جو مرد اپنے نسب کے

اصول اور فروع کی وجہ سے حرام ہیں وہی خاوند کے نسب سے عبرت پر
 حرام ہیں اور ایسا ہی مردوں پر بی بی کے اصول اور فروع کی عورتیں یعنی
 اوسکی دادی نانی وغیرہ اصول کی وجہ سے اور بی بی کی ادا یعنی اوس کے
 پوتے پوتے نواسے کنواسے جو اوسکے اور خاوند سے ہوں یہ سب اُس
 دوسرے خاوند پر حرام ہیں عورت کے فروع کے سبب سے جتنے نیچے
 درجے کے ہوں اس لئے کہ انکے خاوند ادا کے حکم میں ہیں اور ادا سے
 نکاح حرام ہے ہاں بی بی کی وہ لڑکی جو دوسرے خاوند سے ہو شوہر کے
 اوس بیٹے پر جو دوسری عورت سے ہو حرام نہیں یعنی اوس لڑکی کا نکاح اُس
 سے درست ہے اور ایسا ہی حال رضاعت کا سمجھنا چاہیے مگر دود کی وجہ
 حرمت اوس وقت ثابت ہوتی ہے کہ دود پینے کی مدت میں پیا ہو یعنی دو
 ٹوہائی برس کی عمر میں اس سے زیادہ عمر میں پینا معتبر نہیں اور یہ بھی شرط ہے
 کہ بائیس بار چھاتی چوسی ہو اور دودھ پیٹ میں گیا ہو اس لئے کہ خالی چھاتی کا
 چوسنا معتبر نہیں اور رضاعت رضیع کے اقرار سے ثابت ہوتی ہے اور
 دو عاواں مردوں خواہ ایک مرد یا دو عورتوں کی گواہی سے مگر حدیث شریف کے
 موافق ایک ہی عورت کی گواہی ثبوت رضاعت میں کافی ہے جیسا کہ
 بخاری کی اس حدیث سے ثابت ہے، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مَحَارِثٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَهُ لَأَبْنَى
 إِيَّاهُ ابْنُ عَزِيزٍ قَالَتْ امْرَأَتُهُ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِي تَزَوَّجَ

بِهَا فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا أَعْلَمُ أَتَيْتِ أَرْضِي وَكَأَنَّكَ تَبْرُئِينَ فَإِنْ سَلَّ
 إِلَى ابْنِ إِهَابٍ فَسَأَلِيهِ فَقَالَ مَا عَلِمْنَا أَرْضَعْتَ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ
 إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَكَيْتُ وَقَدْ قُلْتُ فَفَادَتْهُ عَقْبَةُ وَنَكَحَتْ دُجَاءَ عَادَةَ
 یعنی روایت ہے عقبہ حارث کے بیٹے سے یہ کہ تحقیق نکاح کیا اوس نے
 ابو اہاب بن عزیز کی بیٹی سے پرانی ایک عورت اور کہا اوس نے کہ بیشک
 دودھ پلایا ہے عنبہ اور اوس عورت کو کہ نکاح کیا ہے عقبہ نے اوس سے
 یعنی وہ عورت دودھ شریک بہن ہے عقبہ کی اور نکاح اوزکا باطل ہے پس
 عقبہ نے اوس عورت سے کہا میں نہیں جانتا کہ تحقیق تو نے دودھ پلایا ہے
 مجھ کو اور نہ خبر دی تو نے مجھ کو یعنی پہلے اس سے اس امر کی پس بیجا عقبہ
 نے یعنی ایک شخص کو ابی اہاب کے گروہوں کی طرف پر پوچھی اوس شخص نے
 اوسے یعنی یہ بات کہ دودھ پلایا ہے تمہاری لڑکی کو اس عورت نے پس کہا
 انہوں نے نہیں جانتے ہم کہ دودھ پلایا ہو اس عورت نے ہماری لڑکی کو پس سوار
 ہو کر چلے عقبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مدینہ میں اور پوچھا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنی حکم اس نکاح کا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے کہ کس طرح اپنے نکاح میں رکھو گا تو اس کو اس حال میں کہ تحقیق
 کہا گیا ہے کہ وہ دودھ شریک بہن ہے تیری پس جدا کر دیا اوس عورت کو عقبہ

اور نکاح کیا اور سوائے اسکے اور خاوند سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رضاعت کے ثبوت میں ایک عورت کا کننا ہی کافی ہوتا ہے۔ جانتا جائیگا کہ دودھ پلائی مان کے حکم میں اور اسکا خاوند باپ کے حکم میں ہے اور اولاد اس رضاعی باپ کی خواہ اسی بی بی سے ہو یا دوسری سے حنفی مذہب وغیرہ میں بہن بھائی کے حکم میں ہو جاتی ہے غرض کہ علم دودھ اور نسب کا ایک ہے سب اصول اور فروع میں اور جس طرح شیر خوار پر رضاعت کے سبب انا کے اور اسکے خاوند کے رشتے دار مثل پوتا پوتی نواسا نواسی کے حرام ہیں اسی طرح انا اور اسکے خاوند پر شیر خوار کے یہ سب رشتے دار حرام ہیں۔ جو کہ رضاعت کا حکم شرع شریف میں مثل نسب کے ہے اس لئے اس کا بہت لحاظ رکھیں اور ہرگز اس باب میں غفلت نہ کریں بلکہ جن عورتوں سے اولاد کو دودھ پلویا ہو اور جن بچوں کو خود پلایا ہو اور ان کو اور ان کے رشتہ داروں کو خوب یاد رکھیں تاکہ دہو کے سے نکاح محرمات کے ساتھ نہ ہو جاوے اور مان باپ کی بیوی اور خالہ حقیقی ہوں یا غلاتی خواہ اخیانی ان سب سے بھی تمام عمر کو نکاح حرام ہے۔ اور چچی اور ممانی اور بھانج سے ان کے خاوندوں کے مرجانے یا طلاق کے بعد نکاح درست ہے اور اسی طرح پوپا اور خالو سے بھی بعد مرجانے یا طلاق خالہ اور پوپا کے نکاح صحیح ہے اور معاذ اللہ جس عورت سے مرد نے زنا کیا اسکی مان اوپر حرام ہے اور وہ زانیہ اس زانی کے باپ دادا بیٹے پوتے پر خفیہ

کے نزدیک حرام ہے اور جس شخص نے اپنی لونڈی سے صحبت کی اس
 لونڈی کی مان ہمیشہ اس پر حرام ہے اور اس کی بہن جب تک کہ لونڈی کو اپنے
 اوپر حرام نہ کرے حلال نہیں مثلاً آزاد کر دے یا بیچ ڈالے یا کسی کو بخش دے یا
 کسی سے اس کا نکاح کر دے اور جس مرد کے نکاح میں آزاد عورت ہو اس کو
 لونڈی سے نکاح کرنا درست نہیں مگر اس کی طلاق یا وفات کے بعد درست
 ہے اور آزاد عورت کے نکاح پر قدرت ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنا
 مکروہ ہے اور غلام کا نکاح بے اذن مالک کے نہیں ہو سکتا ہے اور جس عورت
 کو طلاق دی ہو جب تک وہ عدت میں ہو اس کی بہن سے نکاح نہیں ہو سکتا
 بعد عدت گزرنے کے درست ہے اور جو عورت عدت میں ہو اس کے
 نکاح جائز نہیں بلکہ اس عدت میں صریح پیغام نکاح کا دنیا ہی منع ہے
 اشارۃً اگر اس طرح کی بات چیت کرے کہ جس سے اس عورت کو یہ امر
 معلوم ہو جاوے کہ اس شخص کا ارادہ نکاح کا ہے تو یہ جائز ہے اور
 عدت طلاق کی تین حیض ہیں اور وفات کے چار مہینے دس دن اور
 اگر حاملہ ہو تو طلاق اور وفات کی عدت کا زمانہ جتنے تک ہے یعنی بچا پیدا
 ہونے سے عدت پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیتوں
 سے واضح ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ
 اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ

بِالْعُرُوفِ وَاللَّهِ بِمَا تَعْلَمُونَ خَيْرٌ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَضَتْكُمْ بِهِ مِنْ
خُطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ الْكِنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلَيْهِمُ اللَّهُ أَنْتُمْ سَتَدْرُوْنَ وَهَنْ وَلَكِنْ لَا
تُؤْاَعِدُوْهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا أَوْ لَا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْرِضُوا عَقْدَةَ النِّكَاحِ
حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ لَا تَعْلَمُوا

اِنَّ اللہ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی اور جو لوگ مجاہدین تم میں سے اور چوڑ جہادین اپنی
بیبیان انتظار دیوین وہ اپنی جانوں کو چار مہینے اور دس دن پہر جب پہنچ چکیں
وہ اپنی عدت کو تو نہیں گناہ تمہارے چیز میں جو وہ اپنے حق میں کرین موافق دستوں
کے اور اللہ خبردار ہے اس چیز کے ساتھ جو تم کرتے ہو اور گناہ نہیں تمہارے چیز
میں جو پردے میں کو پیغام نکاح کا عورت کو یا چھپا رکھا اپنے دل میں معلوم ہے
اللہ کو کہ تم البتہ اون کا وہ بیان کرو گے لیکن وعدہ نہ کر رکھا اون سے چھپ کر بلکہ
یہی کہ کہہ دیا ایک بات جس کا رواج ہے اور نہ باندھو گہ نکاح کی جہت تک پہنچ
چکے حکم اللہ کا اپنی عدت کو اور جان رکھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دل میں
ہے تو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا یعنی
عورت ایک خاوند سے چھوٹی ہے اور عدت میں ہے تب تک کسی اور کو
روا نہیں کہ اس سے نکاح باندھے یا صاف وعدہ کر کے مگر دل میں نیت
رکھے کہ یہ فارغ ہوگی تو میں نکاح کروں گا یا اس کو پردے میں سنار کے تار سے
پہلے کوئی اور نہ کہ بیٹے پردہ یہ کہ ایک بات کہہ دے مروج سی مثلاً عورت کو

اگر بدکار ہو تو پارسانہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے
 دو واسطے ایک یہ کہ اوسکا کفو نہیں اوسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک
 سے دوسرے کو علت نہ لگی اوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت
 بدکار نہیں درست جب تک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے
 فقط رافضی اور خارجی مرد ہو یا عورت اوس کا نکاح سنی سے نہیں ہو سکتا۔

۱۵۔ علماء کو اس مسئلہ کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیے۔ کلام مجید میں صاف حکم ہے
 کہ مشرک مرد اور مشرک عورت سے نکاح جائز نہیں اسلئے از روے عقاید و احکام اسلام
 جو اقوام کہ مشرک کی صفت میں داخل ہوں اون سے سلسلہ مناکحت قائم نہیں ہو سکتا۔ لیکن
 اسی ذیل میں مسلمانوں کے اون فرقوں کا داخل کرنا جو خدا و رسول اور قرآن مجید کو مانتے ہیں کسان
 تک درست ہے۔ اس طرح تو اسلام کا دائرہ بہت محدود ہو جائیگا اور روز بروز تفرقے زیادہ ہوتے
 جائیں گے حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ باہمی تفرقے مٹیں اور آپس میں محبت و ہمدردی
 پیدا ہو۔

سنی شیعہ کے جھگڑوں نے افراد سے لیکر سلطنتوں تک کو جب قدر نقصانات پہنچائے
 ہیں وہ محتاج بیان نہیں اور ان کے مٹانے کا سب سے بہتر ذریعہ یہی ہے کہ اسلام کے تمام
 پیرو خواہ اون میں کتنا ہی اختلاف عقائد ہو آپس میں سلسلہ مناکحت قائم رکھیں اور یہی سلسلہ انکو
 سلسلہ اتحاد میں مربوط کر دے گا۔ اب بھی ہندوستان میں بہت سے ایسے خاندان ہیں جن تعلقات
 خاندانی اور مناکحت میں شیعہ و سنی کا امتیاز نہیں اور اون خاندانوں میں ارتباط و ہمدردی موجود ہے۔

اور محمد یون کا نکاح اہل کتاب کی عورتوں اور پارسنوں سے جائز ہے رافضی
 اور خارجی عورتوں سے جب تک وہ سنی نہ ہو جاوین نا درست یعنی اہل
 کتاب کی عورتوں اور پارسنوں کا نکاح بغیر مسلمان ہونے کے مسلمان مرد
 سے ہو سکتا ہے رافضیہ اور خارجیہ کا نہیں ہو سکتا اور اسی طرح نکاح بت
 پرست سے آزاد ہو یا نوٹدی درست نہیں سورج چاند تارے وغیرہ کے
 پوجنے والے بت پرستوں میں داخل ہیں پس ان سب سے بھی نکاح کرنا منع
 ہے اور مستعہ کرنا حرام ہے مستعہ اس نکاح کو کہتے ہیں کہ جس کی میعاد
 مقرر کی جاوے یعنی یہ کہا جاوے کہ اس عورت کو ایک مہینے یا ایک سال
 تک اپنے نکاح میں رکھو لگا پر جوڑوون گا جیسا کہ آج کل رافضی کرتے ہیں پس
 ایسا نکاح کرنا حرام ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد
 مبارک میں مستعہ منسوخ ہو چکا ہے اور شغار کرنا بھی حرام ہے شغار یہ ہے کہ
 مثلاً زید عمرو سے یہ کہے کہ تو اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بغیر مہر کے مجھے کر دے
 اور میں اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بے مہر کے تجھے کر دوں سو یہ حرام ہے۔

فصل ترغیب نکاح اور منگنی کی شرطوں کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ نکاح کرنا انبیاء علیہم السلام کے عہد طریقوں میں سے ہے جیسا
 ترمذی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ الْحَيَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالتَّيَافُكُ وَالنِّكَاحُ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں رسولوں کے طریقین سے ہیں حیا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح اور بخاری شریف میں عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَنْزَوْجُ النِّسَاءِ نَعْمٌ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي
 یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں سو جو کوئی میرے طریقے سے مونہ پیرے وہ مجھے نہیں یعنی وہ میرے طریقے میں نہیں ہے اس حدیث شریف کے شادی بیاہ کر نیکی تاکید شدید معلوم ہوتی ہے علاوہ اس کے کئی جگہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں نکاح کا ذکر بصیغہ امر مذکور ہے اس سے حکم نکاح کرنے کا سمجھا جاتا ہے خاص کر جو شخص کہ اسباب یعنی قوت اور مہر دینے کی قدرت اور عورت کے نان نفقے کی قدرت رکھتا ہو اس کے لئے تو نکاح کرنا نہایت ہی ضرور ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُّ لِلْبَغْرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ ذِمَّةٌ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالْقَوَّةِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ
 یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے گروہ جوانوں کے جو کوئی طلاق رکھے تم میں سے پس چاہیے کہ وہ نکاح کرے بیشک نکاح بہت جہکائے والا ہے نگاہ کو یعنی اس کے سبب سے اجنبی عورت پر نظر نہیں پڑتی اور نہایت روکنے والا ہے شرم گاہ کو یعنی حرام کاری سے بچاتا ہے اور جو شخص کہ

روٹی کپڑے وغیرہ کا خرچ جو بی بی کو شرع شریف میں دینا فرض ہے دیکھتا تو
 اوسکو چاہیے کہ ضرور ہی نکاح کرے مجرور نہ رہے اسلئے کہ باوجود قدرت کے
 بے نکاح رہنے کی شرع میں ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَمَّتِ الْمَسْكَلَةُ رُجُلٌ
 جَعَلَهُ اللَّهُ ذَكَرًا فَأَنْتَ نَفْسُهُ وَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ رَأْمَاءٌ جَعَلَهَا
 اللَّهُ أُنْثَى فَتَذَكَّرْتُ وَتَشَبَّهْتُ بِالرِّجَالِ وَالَّذِي يُضِلُّ الْأَعْمَى
 وَرَجُلٌ حَصُورٌ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ حَصُورًا إِلَّا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا يَعْنِي فَرَمَا بِرَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَعْتِ كُنَّ كُنَّ هُنَّ دُنْيَا وَآخِرَت
 مِّنْ أَوْفَرِ شَتُونِ نَعْتِ كُنَّ كُنَّ هُنَّ دُنْيَا وَآخِرَت
 اور اوس نے اپنے تین عورت بنایا اور عورتوں کے مشابہ کیا دوسرے ایسی
 عورت جس کو عورت بنایا اور اوس نے اپنے تین مرد اور مشابہ مردوں کے ٹھیرایا
 تیسرا وہ شخص کہ بٹکاتا ہے اندھے کو چہتا وہ شخص جو عمر بہر بن بیاہا رہے اور اللہ
 تعالیٰ نے سوائے یحییٰ بن زکریا کے کسی کو حصور نہیں بنایا اس حدیث سے
 صاف ظاہر ہے کہ بے نکاح رہنا بڑی بات ہے اگر آزاد بی بی کے مصارف
 کا متحمل نہیں ہو سکتا تو لوٹدی ہی سے نکاح کرے جیسا کہ اس آیت شریف میں

آیا ہے وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا
 مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ قَتْلِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ
 مِنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآؤُهُنَّ أَجُودَهُنَّ بِالْعُرُوفِ عَصَائِفٍ غَيْرِ مُسَفِّحَاتٍ
 مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ یعنی از غنیمت و جس کسی کو مسلمان بیبیوں سے نکاح کرنے کا مقصد
 نہ تو خیر نوٹدیان (جی سہی) (جو کافروں کی لڑائی میں) تم مسلمانوں کے قبضہ
 میں آجائیں۔ بشرطیکہ ایمان رکھتی ہوں اور اسے تمہارے ایمانوں کو خوب جانتا
 ہے (آدم زاد ہونے کے اعتبار سے) تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو پس
 (بے تامل) نوٹدی والوں کے اذن سے ان کے ساتھ نکاح کرلو۔ اور دستور
 کے مطابق اونکے مہراون کے حوالے کر دو۔ مگر شرط یہ ہے کہ قید (نکاح) میں
 لائی جائیں (اور) نہ (تم سے) بازاری عورتوں کا سا تعلق رکھنا چاہتی ہوں اور نہ
 خانگی بیون کا سا یعنی فرمایا جسکو مقصد ورنہ آزاد عورت سے نکاح کرنے کا اور صبر
 میں ڈرتا ہو کہ اوس سے حرام ہو جاوے۔ تو درست ہے کہ کسی کی نوٹدی۔ سے
 نکاح کرے مالک کے اذن سے اور چھپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح میں شاہد
 لازم ہوے پس اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت بغیر
 نکاح کے نہ رہیں اس لئے کہ بے نکاح رہنا پیغمبروں کی سنت کے بھی خلاف
 ہے دیکھو اکثر نبیوں کی بیبیاں تھیں اور اولاد بھی ہوئی چنانچہ اس کا ذکر قرآن
 شریف میں بہت جگہ آیا ہے جیسے سورہ رعد کے اخیر رکوع میں اللہ جل شانہ

نے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً يَعْنِي بیشک بھیجے ہم نے کتنے رسول تجھے پہلے اور دی تھیں ان کو بیویاں اور اولاد و غرض کہ نکاح کی خوبیاں اور اس کے فائدے کتاب و سنت میں بہت مذکور ہیں چنانچہ بعض کا ذکر اس جگہ کیا گیا اور بے نکاح رہنے میں باوجود مخالفت قرآن و حدیث اور طریقے پیغمبروں کے دینی و دنیوی بھی بہت سے نقصان ہیں چنانچہ نکاح نہ کرنے سے طرح طرح کے مرض جو شش اور فساد خون وغیرہ کے پیدا ہوتے ہیں جیسے ہنسی ہوٹل و نبل وغیرہ اور بی بی وائے اکثر ایسے امراض سے محفوظ رہتے ہیں اور سوا اسکے نکاح نہ کرنے سے اکثر بے احتیاط لوگ امراض متعدی اور بُری عادتوں وغیرہ میں گرفتار ہو کر عمر بھرا نیا اور تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور اکثر مرد و عورت ایسے ہی مریضوں کی بدولت اولاد سے کہ اصل مقصود نکاح سے یہی ہے محروم اور بے نصیب رہتے ہیں اور بیماری بیبیوں کو بھی اپنی شامت اعمال سے ان مریضوں میں مبتلا کر کے عمر بھر کی تکلیف اور غم میں گرفتار کرتے ہیں لہذا مان باپ کو چاہیے کہ بلوغ کے بعد ہی اپنی اولاد کی شادی بیاہ کی فکر کریں جیسا کہ فصل بلوغ میں گزر چکا پس جہاں کہیں اپنی اولاد کی بات ظہیر میں تو ان شرطوں کا ضرور خیال رکھیں ایک یہ کہ عورتیں اس جرگے کی چاہنے والیاں ہوں اپنے خاوندوں کو دوسرے یہ کہ جنتی والیاں ہوں بائج نہوں اور یہ مریضوں

حدیث شریف سے جواب دواؤ اور نسائی میں ہے ثابت ہوتا ہے عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَزَدُ جُورًا أَوْ ذَوْدًا أَوْ ذَوْدًا فَإِنِّي مُكَافِئُكُمْ أَكْمَلَهُ يَعْنِي فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کرو تم اوس عورت سے کہ بہت دوست رکھی اپنے خاوند کو اور بہت جتنے والی ہو اس لئے کہ تحقیق میں فخر کروں گا تمہاری بہنایت کے سبب سے اور امتوں پر یعنی جس کے بیان اپنی اولاد کی شادی مقرر کریں تو اس کے کہنے والی عورتوں مثل خالہ پوچی چچی بہن وغیرہ کو تلاش کریں کہ وہ جتنے والیاں ہیں یا بائج کثیر الاولاد ہیں یا نہیں تیسرے عورت کی دینداری اور آسودگی اور خوبصورتی اور شرافت کا بھی خیال رکھیں مگر دینداری کو سب پر مقدم سمجھیں جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ میں آیا ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَتَلَوُ الْمَرْأَةُ لَا تَزُجُّ بِمَا لَهَا وَتَحْسِبُهَا دِيْنًا لَهَا وَلِدَيْهَا فَاطْفَرِ بِذَاتِ الدِّينِ تَرَبَّتْ بِذَلِكَ -

یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کیجاتی ہے عورت چار چیز کے سبب سے سبب او کے مال اور جہاں کے اور حسب اور دین کے پس فقیہ اب ہو دیندار عورت کے ساتھ خاک میں آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کو حسب اور مال اور جہاں پر مقدم کیا ہے اور اسی طرح تقدیم دین اسلام کی قرآن مجید کی اس آیت شریف سے

ہی ثابت ہوتی ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا وَلَا مَدَّةٌ مُؤَمَّنَةً كَثِيرَةً
 مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا وَلَعَدَّ الْمُؤْمِنِينَ خَيْرًا مِنْ
 مُشْرِكٍ وَلَا تُعْجِبْكُمْ أُولَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى التَّارِكِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ
 وَالْغُفْرِ بِهَا بِإِذْنِهِ وَيُسَيِّرُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ یعنی نکاح میں نہ لاؤ
 شرک والی عورتیں جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ لونڈی ایمان والی
 بہتر ہے شرک کر نیوالی بی بی سے اگرچہ خوش لگے تم کو اور نکاح نہ کرو شرک
 والوں کو جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ غلام ایمان لانے والا بہتر
 ہے شرک کرنے والے میان سے اگرچہ خوش لگے تم کو یہ لوگ بلا تے
 ہیں آگ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے بہشت اور بخشش کی طرف اپنے حکم
 سے اور بتاتا ہے اپنے حکم کو گون کو شاید وہ چوکس ہو جاویں پس اس آیت
 سے ہی دین کو سب شرط پر مقدم رکھنا ثابت ہوا اسلئے ہر ایماندار کو
 لازم ہے کہ دین ہی کو سب شرطوں پر مقدم سمجھے اور ہر حال میں اوسمی کو ترجیح
 دے جو تھے یہ کہ حتی المقدور اپنی شادی کنواری لڑکی سے کرے اوس کو بیکار
 شخص کے نیک اور بد کی خبر ہی نہیں ہوتی اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے بھی کنواری لڑکی سے نکاح کرنے کو پسند فرمایا ہے جیسا کہ بخاری
 و مسلم میں آیا ہے عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 آلِهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا وَكُنَّا قَرِيبًا مِنَ الْمَدِينَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اِنِّیْ حَدِیْثُ عُمَدٍ لِّعَرَسٍ قَالَ تَزَوَّجْتُ قُلْتُ لَعَمْرُكَ اَلَا اَنْتَ تَنْتَبِہُ قُلْتُ
 بَلْ تَنْتَبِہُ قَالَ فَهَلَّا یُکُوْا ثَلَاثَ عُمُرٍ اَدَّ ثَلَاثَ عُمُرٍ لِّیْ عِنْدَکَ یَعْنِیْ حَسْبُ رَضِیَ اللہ
 تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ کہا اوہنوں نے ہم ساتھ تھے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ایک لڑائی میں بہر جب ہم پرے اور مدینے کے قریب پہنچے مینے
 عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق میں نیابیا ہوا ہوں یعنی اگر حکم ہو تو میں پہلے
 سے گھر چلا جاؤں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا ہے تو نے
 مینے کہا ہاں فرمایا کنواری ہے یا خاوند کرچکی ہے مینے کہا کنواری نہیں ہے
 بلکہ خاوند کرچکی ہے فرمایا کنواری سے کیوں نہ نکاح کیا کہ کہیلتا تو اس سے
 اور کہیلتی وہ تجھے پس اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جہان ناک
 ہو سکے کنواری ہی سے نکاح کرے کہ اس میں بہت فائدہ ہے ہین پانچویں شرط
 یہ کہ لڑکی کو نکاح سے پہلے دیکھ لین تاکہ اس کا حسن و قبح بخوبی معلوم ہو جاوے
 اور جو نکاح کرنے والا خود ہی دیکھ لے تو بہت اچھا ہے کیونکہ شرع شریف
 میں ہی اسکی اجازت آئی ہے چنانچہ احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور
 دارمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
 خَطَبْتُ امْرَاَةً فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ هَلْ نَظَرْتَ اِلَیْہَا
 قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ لَیْسَ بِاِنَّہٗ اٰخِرَیْ اَنْ یُّؤَدَّ بِبَیْنَکُمَا یعنی کہا مغیرہ بن شعبہ
 نے کہ ارادہ کیا مینے منگنی کا ایک عورت سے پس فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے کیا دیکھ لیا ہے تو نے اسکو مینے کہا نہیں فرمایا پس دیکھئے
 تو اسکو اسلئے کہ مقرر دیکھ لینا بہت اچھا ہے آپس میں ہمیشہ الفت و
 محبت رہنے کے لئے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے سے اپنی سنگیت کو دیکھنا بہتر
 ہے اور نکاح سے پہلے تحفہ وغیرہ سنگیت کے بیان بھیجنا شرعاً درست ہے اسلئے
 کہ یہ باعث زیادتی محبت کا ہے چھٹے یہ کہ عورت کی خوش خلقی اور خوش مزاجی کا
 ہی ضرر و خیال رکھنا چاہئے کیونکہ بد مزاج عورت سے جبراً ایذا اور تکلیف
 ہوتی ہے اور تمام عمر بے لطفی سے گذرتی ہے خاص کر جبکہ مرد نیک اور بی بی
 بد مزاج ہو تو نہایت ہی خرابی اور تباہی سے زندگی بسر ہوتی ہے اور وہ گھر گھنہ
 رہتا بلکہ دوزخ کا نمونہ بن جاتا ہے جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ۵

زن بد در سراے مرد نکو	مہرین عالمست دوزخ او

ساتویں اسکی سلیقہ شعاری کا بھی وہ بیان رکھیں کیونکہ نکاح کے فائدہ و نفع
 سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ گھر کا بندوبست خوب ہو پس اگر عورت بے سلیقہ
 ہوگی تو زندگی بھر گھر کی تباہی اور بربادی رہے گی آٹھویں یہ کہ جہان کین بات
 ٹھیراویں اس خاندان کی عورتوں کا چال چلن ہی ضرور دریافت کر لیں کہ اس
 کہنے کی عورتیں کیسی ہیں اگر دیندار با حیا شرم والی نیک بخت غریب مزاج اپنے
 خاوندوں کو ہر حال میں عزیز اور دوست رکھتی ہوں اور اپنی سسرال والوں
 کو بھی چاہنی والی اور ہر حال میں اونکی شریک اور سب طرح سے اونکی فرمانبردار

اور مطہج ہون اور طلاق لینے کو جہانتک ہو سکے عہد اور معیوب جانتی ہوں
 اگرچہ طلاق مباح ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے پس ایسے گہرنے
 کی لڑکی سے بلا تکلف منگنی کر لین تو یہ کہ اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیے
 کہ جو لوگ اپنی بیٹی یا بہن یا بھتیجی کو منگنی کے وقت یا او کے بعد سسرال
 والوں کے سامنے کر دین اور اون سے پردہ نہ کرادین یا لڑکیوں کی شادی کا
 خود ہی بے سبب قوی کے بیڑ تقاضا کرین یا اپنی معاش کا بند و بست
 لڑکیوں کے واسطے سے چاہین یا کنواری لڑکیوں کو شہر شہر کسبیوں کی طرح
 اپنے ساتھ بیاہ کے واسطے لئے پھرن اور تمام خرچہ لڑکیوں کی شادی کا
 سسرال والوں ہی پر رکھین اور اپنی طرف سے ایک حصہ ہی نہ اوٹا دین بلکہ
 کچھ لینے ہی کی امید رکھین اور جب شادی کا پیغام بھیجا جاوے
 تو فوراً منظور اور قبول کر لین ذرا بھی تا مل اور تاخیر نہ کرن تو ایسے خاندان
 میں ہرگز شادی نہ کرنا چاہیے کیونکہ ایسی جگہ شادی کرنا خالی فساد سے نہیں
 ہوتا اس لئے کہ لڑکی والے اپنا وقت نکال کر اور موقع پا کے شادی کے
 بعد طرح طرح کے فساد کرتے ہیں اور ہر قسم کے مکرو فریب کر کے بیٹے والوں
 کو سخت حیران اور پریشان کرتے ہیں دسویں یہ کہ لڑکا لڑکی ہم عمر ہوں اگر دو چار
 برس چھوٹے بڑے ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر دس بارہ برس ایک کا دوسرے
 سے بڑا ہونا نچا ہیئے کہ اس میں بہت نقصان ہیں پس مان باپ کو لازم ہے کہ

ہم عمری کا ضرور دہیان رکھیں اور یہ بھی چاہیے کہ اولاد کی شادی چھوٹی عمر میں نہ کر دیں کیونکہ کم عمری میں شادی کرنے سے کئی طرح کے ضرر رہیں خاص کر عورت کا تو چھوٹی عمر میں شادی کرنے سے نہایت ہی نقصان ہے اور ایسی عمر میں شادی کرنے سے ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اولاد قوی اور زبردست نہیں ہوتی دیکھو سب ولایتوں کے لوگ کبھی چھوٹی عمر میں اپنی اولاد کی شادی نہیں کرتے تو اون کی اولاد کیسی قوی اور زبردست ہوتی ہے بخلاف ہندوؤں کے کہ یہ لوگ اکثر چھوٹی عمر میں شادی کر دیتے ہیں اور اسی کو اچھا سمجھتے ہیں۔ علاوہ اسکے کم عمری کی شادی میں ایک اور بڑا نقصان یہ ہے کہ بچوں کی کم عمری کے سبب سے اون کے چال چلن سے آگاہی اور وقفیت نہیں ہو سکتی کہ وہ کیسے ہو گئے لائق یا نالائق چنانچہ کئی جگہ سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ مان باپ نے اچھا خاندان دیکھا اور لڑکے کو لائق سمجھ کر اپنی لڑکی کی شادی قبل بلوغ کے کر دی پھر وہ لڑکا جوانی میں ایسا نالائق نکلا کہ سوائے آوارگی وغیرہ کے کبھی بی بی کی طرف متوجہ نہ ہوا اور نہ اوس کا کوئی حق ادا کیا لڑکی بیچاری عمر بھر میکے میں رہی اور تمام جوانی رنج و غم میں بسر کی مان باپ ہی اپنی لڑکی کو طرح طرح کی تکالیف و ایذا میں مبتلا دیکھ کر تمام عمر جلتے رہے اور کم سنی میں شادی کرنے سے یہ بھی نقصان ہے کہ مان باپ کے حسب و لحواہ اولاد و تعلم و تربیت نہیں پاسکتی اس لئے کہ پھر وہ اپنے شغل اور کسب کو دین

مصروف رہ کے مان باپ کی تسلیہ پر بخوبی خیال نہیں کرتے اور
 مان باپ سے جدا ہو جانے کے سبب لئے نڈر ہو جاتے ہیں اور والدین
 ہی بسبب شادی ہو جانے کے بچوں سے بیخبر رہتے ہیں اس واسطے اون کو
 کچھ سلیقہ اور تمیز خانہ داری کا حاصل نہیں ہوتا جس سے اپنے گھر کا کاروبار
 سنبھالیں اور لونڈی غلام نوکر وغیرہ پر اپنی حکومت رکھیں اور رعوب جہاں
 بلکہ وہ خود بسبب اپنی کم عمری کے سب سے بے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے
 اکثر تمام مال و اسباب اون کا تباہ اور برباد ہو جاتا ہے اتفاقاً اگر کچھ باقی ہی رہا تو
 خوشامدی وغیرہ نہیں چھوڑتے اور وہ اپنی کم عمری اور نادانی کی وجہ سے خوشامد کرنا تو
 ہی کو اپنا دوست اور خیر خواہ جانتے ہیں اور نصیحت کرنے والوں کو دشمن
 سمجھتے ہیں غرض کہ چھوٹی عمر میں شادی ہونے سے بہت نقصان ہیں مصلحت
 اور بہتری اسی میں ہے کہ بچوں کی شادی بلوغ کے بعد جب اون کو خوب عقل اور
 سمجھ آ جاوے اور وقت کرن دیکھو انگریز کیسے عقلمند اور ہوشیار ہیں کہ وہ
 کبھی اپنے بچوں کی شادی کم عمری میں نہیں کرتے بلکہ تمام زمانہ اون کے لڑاپن
 کا علم ہی کی تحصیل میں صرف کرتے ہیں جس کے سبب ہر فن میں وہ کیسے ہشیار
 اور ہر علم میں لگائے روزگار ہوتے ہیں پھر کیا کیا دانائی اور عقلمندی کے کام کرتے
 ہیں بخلاف ہندوستانیوں کے کہ تمام عمر ان کی جہالت میں گزر جاتی ہے اور سوائے
 کھانے پینے سونے اور لوگوں کی بُرائی اور عیب جوئی کے کوئی فن اور ہنر نہیں آتا

شب و روز بیفائدہ اور بیہودہ باتوں میں بسر کرتے ہیں پورا پورا نماز روزہ جو
 ہر مسلمان پر فرض عین ہے ادا کرنا کیسا عقبیٰ کا خیال اور گناہ و ثواب کا لحاظ
 ہی کبھی نہیں کرتے اور آخرت کا خیال کیونکر دل میں آوے اس لئے کہ اللہ
 تعالیٰ کا پہچاننا اور اوسکے احکام سے آگاہ ہونا علم پر موقوف ہے جیسا کہ صحابہ
 علیہ الرحمہ فرماتے ہیں رع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت - اور اون کو علم کی
 طرف کچھ رغبت نہیں اور نہ مان باپ اس کا کچھ خیال کرتے ہیں کہ ہماری
 اولاد کسی قدر علم حاصل کرے یا کوئی ہنر سیکھ لے بلکہ شادی کی ایسی جلدی
 کرتے ہیں کہ قرآن شریف ہی پورا نہیں پڑھواتے اور نہ نماز روزے کے
 مسئلوں سے واقف ہونے دیتے ہیں بلکہ جہاں سات آٹھ برس کی لڑکی ہوئی مان
 باپ خود ہی گھبرا کر شادی کی جلدی کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ کہیں اسکی جلد
 شادی ہو جاوے تو ہم فارغ ہو جاوین لیکن جاہل مسلمان تو ہنود کی رسم کے
 ایسے پابند ہیں کہ وہ اپنی اولاد کی چھوٹی ہی عمر میں شادی کر دیتے ہیں اور اسکو
 ثواب جانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اگر لڑکی جوان ہو جاوگی تو ثواب شادی کا
 نہیں ملے گا سو یہ کہنا اون کا محض غلط ہے اور بالکل خلاف شرع شریف
 کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی تو بہت بڑی عمر میں ہوئی تھی
 ایک روایت سے اٹھارہ برس کی عمر میں شادی ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری سے
 بائیس برس کے سن میں مان شرعاً نابالغ کی شادی کرنا منع نہیں کیونکہ حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی سات برس کی عمر میں ہوئی تھی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی کسی مصالحت سے اپنی اولاد کی شادی کم عمری میں کر دے تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن شرع شریف سے اسکی کچھ تاکید اور فضیلت ثابت نہیں ہوتی کہ جس سے ضروری کم عمری میں شادی کر دی جاوے مگر مرد کو نابالغ لڑکی سے قربت کرنا شرعاً منع ہے اگرچہ نکاح درست ہے پر کیا ضرورت ہے کہ تمام دنیا کی مصالحتوں کو چھوڑ کر خواہ مخواہ ہندوؤں کی طرح اپنی اولاد کی شادی کم عمری میں کر کے خود بھی مصیبت اور تکلیف میں گرفتار ہوں اور اولاد کو بھی ایذا میں ڈالیں فقط۔

باب چہارم

فصل نکاح کی شرطوں کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ اگر لڑکی بالغ ہو تو خود اس کا راضی ہونا شرعاً نکاح میں معتبر ہے اور جو نابالغ ہو تو اس کے ولی کو اختیار ہے یعنی باپ بہائی چچا وغیرہ جو شرع شریف میں اس کے وارث ہیں ان کی رضامندی شرط ہے بغیر ان کے رضامندی کے نابالغ لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا بلکہ اگر وہ چاہیں تو خود اپنے اذن سے بغیر پوچھے اس کا نکاح کر دین کچھ حاجت لڑکی سے اذن لینے کی نہیں ہے اسی لئے اسکی شادی کا پیام اس کے وارث ہی کو دینا چاہیے۔ اور بالغ

لڑکی سے اجازت لینا ضرور ہے کہ اوسکا نکاح بغیر اوس کے اذن کے نہیں
 ہو سکتا اور چپ رہنا یا ہنس دینا یا رو دینا منظوری کے حکم میں ہے یعنی اگر
 بائع لڑکی نکاح کی اطلاع کے وقت چپ ہو رہے یا خوشی سے ہنس دے یا
 بے آواز کے رو دے جب تک انکا ذکر ہے یہ سب منظوری میں داخل ہیں۔
 ان صورتوں میں نکاح ہو جاتا ہے اور اوس میں کچھ خلل نہیں آتا جیسا کہ بخاری
 و مسلم کی حدیث سے جوابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ثابٹ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا بُكْرٌ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا
 تُكْلَمَ الْبُكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ إِذَا قَالَ أَنْ تَكَلَّمْتَ
 یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ نکاح کی جاوے جو ان
 بیوہ عورت یا طلاق والی بیان تک کہ طلبہ کیا جاوے۔ امر اوسکا اور نہ بیاد
 لیا جاوے جو ان کنواری عورت بیان تک کہ اذن لیا جاوے اوس سے
 کہا صحابہ نے یا رسول اللہ کس طرح ہے اوس کا اذن یعنی کنواری کا اس لئے
 کہ وہ بہت حیا رکھتی ہے فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنی انکا زبیرے غرض کہ جو ان
 لڑکی سے اوس کے نکاح کی اطلاع کرو بنا ضرور ہے بلکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے
 نزدیک تو بائع لڑکی کا نکاح اوس کی رضا مندی پر موقوف ہے کچھ وارث کی
 حاجت نہیں جیسا کہ ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
 کیا ہے قَالَ إِنَّ جَارِيَةَ بَكْرًا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

فَذَكَرْتُ أَنَّ أَبَا هَازِمٍ وَجَّهَ كَارِهَةً فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ تحقیق آئی ایک کنواری بالغہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پس بیان کیا اونے یہ کہ اوسکے
 باپ نے اوسکا نکاح کر دیا اور وہ ناخوش تھی پس اختیار دیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے یعنی یہ اختیار دیدیا کہ چاہے نکاح باقی رکھے یا نسخ کر ڈالے
 پس اس سے معلوم ہوا کہ جو ان عورت پر وارث کو جبر نہیں پہنچتا اگرچہ وہ کنواری
 ہو لیکن یہ جبر نکرنا جب تک ہے کہ وہ اپنے کفو یا اپنے کفو سے معززین شادی
 کرے جیسے شیخ یا پٹھان کی لڑکی سید سے راضی ہو تو ایسی صورت میں اوسکے
 ورثا کی رضا مندی شرط نہیں اور جو عورت اپنی قوم سے کم درجے کی قوم میں راضی
 ہو جاوے اور وارث اوسکے بسبب حقارت اور ذلت کے اس نکاح سے
 ناخوش ہوں تو ایسے موقع میں ولی کی رضا مندی بھی ضرور ہے اور کم سے کم
 بغیر ایک دلی کے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر ولی مانع ہو یا غیر مسلمان تو بے ولی
 ہی نکاح درست ہے اس لئے کہ جو ان مرد کو خود ہی اپنے نکاح کا پیغام
 دنیا عاقلہ بالغہ لڑکی کو درست ہے اور مرد و عورت دونوں کو چاہیے کہ کسی
 شخص کو واسطے وکالت نکاح کے مقرر کریں اگرچہ دونوں کی طرف سے ایک ہی
 آدمی ہو لیکن وکیل کے ساتھ دو گواہوں کا ہونا بھی ضرور ہے اگر دو مرد
 گواہی کے لئے نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہے مگر

بے گواہ نکاح درست نہیں جیسا کہ ترمذی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے
 عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 الْبَغَايَا لَلنَّاسِ مَكِينٌ لِّفُتْنِهِمْ بِبَيْتِنَا وَالْأَكْثَرُ أَتَهُ مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ
 یعنی روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ بیشک فرمایا رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ زنا کرنے والیاں ہیں وہ عورتیں کہ نکاح کرتی ہیں
 اپنا بے گواہوں کے اور طریقہ نکاح کا یہ ہے کہ نکاح پڑھانے والے کو چاہیے
 کہ پہلے خطبہ پڑھے پھر ایجاب و قبول کرے ۵۱ الْحَمْدُ لِلَّهِ تَسْتَعِينُهُ وَتَسْتَغْفِرُكَ
 وَتَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُودِ الْفَسِينَا مَنْ هَذَا اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ
 لَهُ وَاشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي

۵۱۔ یعنی نہایت صحیح یہ بات ہے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے ۱۱۔

۵۲۔ سب تعریف واسطے کے ہے مدد چاہتے ہیں ہم اوس سے اور بخشش چاہتے ہیں ہم اوس سے
 اور پناہ مانگتے ہیں ہم ساتھ اللہ کے اپنے نفسوں کی برائیوں سے جسکو ہدایت کرے اللہ یعنی توفیق دے
 ہدایت کی پس نہیں کوئی گمراہ کرے نہ والا اوسکو یعنی نہ شیطان اور نہ نفس اور نہ کوئی اور جسکو گمراہ کرے
 اللہ پس نہیں کوئی ہدایت کرے نہ والا اوسکو اور گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور
 گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ محمد بندے اللہ کے ہیں اور رسول اوسکے اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے
 جیسا چاہیے اوس سے ڈرنا اور نہ مریو مگر مسلمان لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے بنایا تمکو ایک جان

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا
وَسِائًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
عَلَيْكُمْ رَقِيبًا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَتَقُوا لَهُ لَوْ أَتَى قَوْلًا سَلِيدًا
يُفْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

اور آزاد مرد کو چار آزاد عورتوں کا اپنے نکاح میں جمع کرنا درست ہے اس سے
زیادہ کا جائز نہیں اگر کوئی اون میں سے مرد کو یا کسی کو طلاق دیدے تو
پھر اور بی بی کرنا درست ہے اور شرعی لونڈیوں کی کچھ حد مقرر نہیں ہے جتنی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۳ - اور اسی سے بنایا اوس کا جوڑا اور بکیرے اون دونوں سے بہت
مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے جن کا واسطہ دیتے ہو آپس میں اور خبردار ہونا توں سے اللہ بے تمپر
مطلع یعنی ایک آدم سے جو انہی پر اون سے سارے لوگ اور خبردار ہونا توں سے یعنی بدسلوکی است
کرو آپس میں حتی ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کموبات سیدھی کہ سنو اردے تم کو تمہارے
کام اور بخشے تم کو تمہارے گناہ اور جو کوئی کہے پر چلے اللہ کے اور اوس کے رسول کے اوس نے
پائی بڑی مراد ۱۲

۱۵ روایت کیا اسکو امام احمد اور ترمذی والو داؤد اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ نے
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور جامع ترمذی میں ہے کہ سفیان ثوری نے تینوں آیتوں
کی تفسیر کی ہے اور ابن ماجہ نے بعد ان الحمد للہ کے لفظ تحمید کا زیادہ کیا ہے اور بعد من شرور نفسا
کے من سیئات اعمال کا لفظ بڑا یا ہے ۱۲ -

سچا ہے رکے اور جس شخص کے نکاح میں یا دو تین خواہ چار آزاد عورتیں ہوں
 اوسکو چاہیے کہ اپنی بیبیوں کی باری وغیرہ کے حقوق میں برابری کرے
 یعنی اون کے گھروں میں رات کو باری باری سے رہے کسی کے گھر زیادہ
 اور کسی کے بیان کم نہ رہے ہاں اگر کوئی بی بی خوشی سے اپنی باری کی رات
 معاف کر دے تو پھر مرد کو اختیار ہے چاہے جس بی بی کے گھر رہے عدل
 نہ کرنے سے گنہگار نہ ہوگا اور باری کے برتاؤ میں صرف رات کا رہنا شرط
 ہے دن کو جہاں جی چاہے وہاں رہے۔ حاصل یہ کہ جو مرد عورتوں کے
 نان و نفقے وغیرہ میں انصاف کرے اوسکو دو یا تین خواہ چار عورتوں سے
 نکاح کرنا درست ہے نہیں تو ایک ہی کافی ہے جیسا کہ سورہ نسا کے
 پہلے رکوع کی اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے **وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا
 فِي الْبَيْنِ فَاكْبُرُوا مَلَاحِبَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنً وَثُلَاثَ وَرُبْعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا
 تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ آدَنَى أَلَّا تَعْدِلُوا** یعنی اگر ڈرو تم یہ کہ نہ
 انصاف کرو گے عورتوں کے حق میں پس نکاح کرو جو خوش لگین تم کو عورتوں
 سے دو دو اور تین تین اور چار چار پہر اگر ڈرو تم یہ کہ نہ عدل کرو گے تو ایک ہی
 عورت سے نکاح کرو یا جس کے مالک ہوئے دہنے ہاتھ تمہارے یعنی
 لونڈیاں یہ بہت نزدیک ہے اوس سے کہ نہ بے انصافی کرو اور جو لوگ
 قحط سالی میں اپنی اولاد بیچ ڈالتے ہیں یا کسی اور کی اولاد چور کر دوسرے ملک

میں فروخت کر دیتے ہیں یا لاوارث بچے لیکر پال لیتے ہیں اور ان کو اپنا
 لونڈی غلام سمجھتے ہیں سو یہ شرع شریف میں ہرگز لونڈی غلام نہیں بلکہ سب
 آزاد ہیں ان پر کوئی حکم لونڈی غلام ہونے کا شرعاً جاری نہیں ہو سکتا اور جائز
 ہے مسلمان مرد کو جمع کرنا شرعی لونڈی اور اسکی مالکہ کا اپنے نکاح میں اور
 مسلمان مرد کو نکاح کرنا اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ یا آتش پرست کی عورتوں
 سے آزاد ہوں یا لونڈیاں جائز ہے اگرچہ وہ اپنے ہی دین پر رہیں اور مرد اپنے
 دین پر لیکن مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب کے مرد سے ہرگز نہیں ہو سکتا اور
 بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان مرد بھی اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح نہ کریں جب تک کہ محمدی
 نہو جاویں اور خاص کر دارالخبرہ میں تو کتابیہ سے نکاح کرنا مکروہ ہے پس جہاں
 تک ممکن ہو اپنے ہی دین کی عورتوں سے نکاح کریں اور دین والیوں سے
 نہ کریں تے پالک اور اسکی بی بی سے نکاح کرنا درست ہے اس لئے کہ متبنی
 متبنی کرینو اے کا شرعاً بیٹا اور وارث نہیں ہوتا اور نہ اسکی بی بی اسکی بہو
 ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیات کریمہ سے جو سورہ احزاب کے
 پہلے رکوع میں واقع ہوئی ہیں صاف ظاہر ہے وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاكُمْ اَبْنَاءَكُمْ
 لَكُمْ قَوْلُكُمْ بِآفَ اَهْلِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقُّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ۔
 یعنی اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے یہ بات ہے اپنے
 مومنہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سوچتا ہے راہ یعنی کفر کی

وقت جو کوئی جو رو کو مان کتا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہو جاتی اور جو کسی
 کو بیٹا کر بوتا تو سچا بیٹا ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دئے جو رو کو
 مان کہنا پارہ قد سمع اللہ من مذکور ہے اور بے پالک کا حکم آگے آتا ہے ان
 دو کے ساتھ تیسری بات یہ بھی سنا دی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتری ہیں اور نیک
 عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے اسکے دو دل ہیں چہاٹی چیر کے دیکھو
 تو کسی کے دو دل نہیں اذُعُوهُمْ لَا يَأْمَنُوهُ اَن تَسْطُرَ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا
 اٰتَانَا مَهْرًا فَآخُوْا نَكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا اَخْطَاْتُمْ
 بَيْنَكُمْ وَمَا لَكُمْ مَّا تَعْلَمُوْنَ قُلُوْا بَكُمْ دَكَانَ اللَّهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا یعنی پکارو بے پالکوں
 کو اور تم کے باپ کا کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے ہاں پہر اگر نہ جانتے ہو
 تم اور تم کے باپوں کو تو تمہارے بہائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں تمہارے اور
 گناہ نہیں تمہارے جس چیز میں تم چوک جاؤ پر وہ جو دل سے ارادہ کیا اور ہے اللہ
 بخشنے والا مہربان یعنی اگر بھول کر مومنہ سے نکل جاوے بے پالک کو کہ وہ
 فداں کا بیٹا ہے تو اس میں گناہ نہیں مگر جانکر کسی کے بیٹے کو اور کا بیٹا کہنا نچاہیے
 کہ یہ گناہ کی بات ہے اور جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا اور پہلے وہ
 آپ کی بے پالک حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بی بی تھیں پھر ادن سے
 طلاق ہو کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح

میں آئین اُس کا پورا پورا حال قرآن مجید اور حدیث شریف میں لکھا ہی پس لازم
 ہے کہ سب مسلمان بے پالکون کو اپنا بیٹا اور وارث نہ جانیں اور نہ اونکی بیبیوں
 کو بوجھیں بلکہ شرع میں وہ غیروں کی طرح اجنبی ہیں اونکا کوئی حق اور حصہ نہیں
 مسجد اور مجمع میں نکاح کرنا اعلان کے لئے مستحب ہے اور شوال کے مہینے
 کو نکاح کے لئے بُرا نہ جانیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح
 اور زفاف اسی ماہ میں ہوا تھا اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح اور
 حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا زفاف بھی دونوں عیدوں کے پہلے میں
 ہوا تھا پس یہ مہینا نکاح کے لئے بہت ہی مبارک ہے اسکو ہرگز بُرا نہ جانیں
 اگر خالص یہ بُرا ہوتا تو ایسے مبارک لوگوں کا نکاح اس مہینے میں کیوں ہوتا
 اور اس مہینے کی کیا خصوصیت ہے بلکہ کسی ماہ اور تاریخ اور وقت اور دن
 کو کسی امر کے لئے بد اور غس نہ جانیں کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے
 ہیں کسی میں بُرائی اور نحوست نہیں ہے قرآن مجید اور حدیث شریف میں کسی دن
 اور ماہ وغیرہ کی بُرائی نہیں ثابت ہوتی جس سے وہ بُرے سمجھے جاویں بلکہ ایسی
 باتوں کا تو خیال کرنا شرک میں داخل ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد اور عورت
 کو شرک اور کفر اور بدعت وغیرہ سے بچا دے اور اپنے محفظہ امان میں رکھے
 آمین ثم آمین اکثر جاہل اور ناواقف لوگ شادی بیاہ میں بہت سارے
 واہیات اور مخرقات رسوم اور بیہودہ کاموں اور منہیات میں خرچ کرتے

ہین اور اُسکو اپنا فخر اور نام آوری سمجھتے ہین اگر اپنے پاس نہیں ہوتا تو قرض وام لیکر اپنے دل کی خواہشیں جو خلافت مرضی خدا و رسول ہین پوری کرتے ہین پھر قرض کی ادائیگی میں زندگی بہ طرح طرح کی تکلیف و ایذا میں گرفتار رہتے ہین اسلئے ضرور ہے کہ شادی وغیرہ میں اپنے مقدور کے موافق خرچ کرین قرض لیکر نہ ادا نہ دین کیونکہ قرض لینے میں بہت سے نقصان ہین ایک یہ کہ اس سے آدمی اکثر زیر بار اور تنگ دست ہو جاتا ہے دوسرے سود دینے کے سبب سے گناہ کبیرہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ تیسرے زندگی میں اگر قرض ادا نہ ہو سکا اور اوس کے وارثوں نے بھی اوسکی طرف سے ادا نہ کیا یا خدا بخو استہ نیت میں فساد آگیا یعنی ارادہ قرض ادا کرنے کا نہ ہوا تو یہ قرض دوزخ میں داخل ہونے کا باعث ہوگا کیونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں قرضدار کے بارے میں بہت سخت وعیدیں آئی ہین کہ تفصیل اونکی تفسیر و حدیث کی کتب ابون میں موجود ہے چوتھے نکاح کرنے والا بیاہ کرتے ہی قرضدار ہو جاتا ہے یعنی عورت کا مہر اوس کے ذمے واجب ہو جاتا ہے پھر اگر شادی کے لئے بھی قرض لے گا تو دو قرضوں کی ادائیگی میں نہایت تکلیف ہوگی اور تفصیل دین مہر کی مہر کی فصل میں آوے گی۔

فصل اولیاء نکاح کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ شرع میں ولی قرابت کی راہ سے بالغ عاقل وارث کو کہتے ہین

اگرچہ فاسق غیر مستحکم ہو اور ولایت چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے ایک
 قرابت سے اس میں عصبیات اور ذوی الارحام داخل ہیں۔ دوسرے مالک سے
 جیسے مالک ہونا مولیٰ کا اپنے غلام لونڈی کو تیسرے ولایت سے چوتھے امانت
 سے اور ولایت دو قسم ہے ایک جبری دوسرے استحبابی جبری جاری کرنا حکم کا
 ہے غیر پرچاہے وہ ماننے یا ماننے اور یہ ولایت نابالغ لڑکی کے لئے ہے
 ثیبہ ہو یا مجنونہ خواہ لونڈی کہ نکاح بدون اجازت ولی کے نہیں ہو سکتا
 اور استحبابی یہ ہے کہ بالغہ عورت اپنا اختیار اپنے ولی کے سپرد کر دے اگرچہ
 ثیبہ ہو تاکہ بے شرم نہ کہلائے اور ولی کا ہونا نابالغ لڑکی اور دیوانی اور لونڈی
 کی صحت نکاح کی شرط ہے عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح کے واسطے شرط نہیں
 اوس کا نکاح بدون رضاے ولی کے بھی ہو سکتا ہے اور باکرہ بالغہ پر ولی کو
 جبر نہیں پہنچتا اور ترتیب اولیا کی نکاح میں اس طرح پر ہے کہ اول درجہ عصبیا
 کا ہے اور عصبہ وہ ہے کہ بصورت نہونے اور کسی وارث کے سب مال
 لے لیوے اور حصے دار کے ساتھ باقی مال اوس کو ملے جیسے باپ اور
 بھائی عینی ہو یا علاقہ دار اور چچا پردادا وغیرہ اور بیٹا پوتا پروتا وغیرہ اور جو
 عصبون میں سے کوئی نہ تو ولایت مان کے لئے ہے پردادی پر بیٹی پر
 پوتی پر نواسی پر پوتے کی بیٹی یعنی بروتی پر نواسی کی بیٹی یعنی کنواسی
 کے لئے یعنی جہان تک نیچے درجے کی ہوں پر نانا پر سگی بہن پر سوتیلی

بہن جس کا باپ ایک ہو یعنی علاقائی بہرمان کی اولاد جن کو اخیانی کہتے ہیں
 مرد ہوں یا عورت بہرمان سب قسم کی بہنوں کی اولاد کو اگر ان میں سے کوئی نہو
 تو ولایت ذوی الارحام کو ہے اس طرح کہ اول پیپون کو بہرما موون کو بہر
 خالاون بہرچچا کی بیٹیوں کو اور اسی ترتیب سے ان سب کی اولاد کو یعنی پہلے
 پیپون کی اولاد بہرما موون کی بہر خالاون بہرچچا زاد بہنوں کی اولاد کو اگر ان میں
 سے بھی کوئی نہو تو والی مولی الموالاة سے یعنی جس کے ہاتھ پر نابالغ لڑکے
 کا باپ اسلام لایا اور وہ اس کے باپ کا وارث ہو گیا پس مولی الموالاة
 کو اس کے نکاح کرنے کی ولایت پہنچتی ہے اگر یہ بھی نہو تو ولایت حاکم کو
 ہے بہر اس شخص کو ہے جس کو حاکم نے قاضی بنا کے نابالغوں کے نکاح کی
 کی اجازت دی ہو بہر قاضی کے نائبوں کو اور ان میں سے ایک ولی کا ہونا کافی
 ہے جو کوئی ہو اور ولایت نکاح میں یہ شرط ہے کہ ولی آزاد عاقل بالغ مسلمان
 ہو اس لئے کہ غلام اور دیوانہ اور بچہ اور کافر کو ولایت نہیں ہے اسی طرح مسلمان
 کو کافر پر ولایت نہیں مگر مسلمان آقا کو اپنی کافر لونڈی پر یا مسلمان بادشاہ
 خواہ اس کے نائب کو سبب عام کی وجہ سے کافر پر ولایت ہو سکتی ہے
 اور وصی کو مطلقاً ولایت نہیں ہے ہاں اگر قریب کا رشتہ دار ہو یا حاکم تو یہ
 بصورت نہوئے کسی قریب کے ولی ہو سکتا ہے یہ سب تقریر موافق مذہب

خفنیہ کے ہے علمائے محدثین فرماتے ہیں کہ نکاح عورت کا بدون ولی کے
 باطل ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے
 روایت کیا ہے عَنْ أَبِي مُوسَى بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نِكَاحَ
 إِلَّا بِوَلِيٍّ يَعْنِي أَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَضَعَتْ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رِوَا
 کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نہیں ہے نکاح بغیر ولی کے اور جیسا کہ امام احمد
 اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا سے روایت کیا ہے۔ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا
 امْرَأَةٍ تَكَتْ بِغَيْرِ إِذْنٍ وَلِيِّهَا فَتِنَا مَهَا بَاطِلٌ فَتِنَا مَهَا بَاطِلٌ فَإِنْ دَخَلَ
 بِهَا فَلَهَا الْهَرَبُ مَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا فَإِنْ اسْتَجْمَرُوا فَالْإِسْلَامُ
 وَلَيْتُ مَنْ كَذَبَنِي لَهُ، یعنی بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 کہ جو عورت بغیر اذن ولی کے اپنا نکاح کرے پس نکاح اوس کا باطل ہے پس
 نکاح اوس کا باطل ہے پس نکاح اوس کا باطل ہے پھر اگر اوس عورت سے
 خاوند ملا تو اوس کے لئے مہر ہے اس سبب سے کہ فائدہ اوٹھایا اوس سے
 پھر اگر ولی آپس میں جگڑیں تو بادشاہ اوس کا ولی ہے جس کے واسطے کوئی ولی
 نہیں سوائے اس کے اور بہت حدیثیں ہیں جن سے نہ صحیح ہونا عورت کے
 نکاح کا بدون ولی کے ثابت ہوتا ہے چنانچہ حاکم کہتے ہیں کہ اسی باب میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات یعنی بی بی عائشہ اور

ام سلمہ اور زینب رضی اللہ عنہن سے روایت ہے پس اسرا و نہون نے
تیس صحابی بیان کئے یعنی اس باب میں تیس صحابی سے روایت ہے پس
ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اعتبار ولی کا ضرور ہے اور نکاح باندھنے
والا سوا اس کے اور کوئی نہوا اور جو عورت اپنا نکاح بغیر اذن ولی کے
کرے اس کا نکاح باطل ہے۔

فصل مہر کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ مہر واجب ہے اس لئے کہ قرآن شریف میں وارد ہے
وَالْوَالِدَتَا صَدَقَتَيْنِ مَخْلَّةٍ یعنی اور دے ڈالو عورتوں کو مہر ان کے خوشی سے
اور فرمایا فَلَا تَأْخُذُوا بِمَنْهٖ شَيْئًا لِّعَنِ تَوْبَةٍ پھر یہ اس میں سے کچھ اور فرمایا دَکِفَ
تَأْخُذُوْنَہٗ وَقَدْ اَنْفَقَ بِعَضْکُمْ اِلٰی بَعْضٍ اَخَذْنَ مِنْکُمْ مِّثْقًا غَلِيظًا
یعنی اور کیونکر اس کو لے سکو اور پہنچ چکے ایک دو سے تک اور بے چکین
تم سے عہد گاڑ رہا یعنی جب مرد عورت تک پہنچا تو اس کا تمام مہر لازم ہوا
اب بغیر اس کے چوڑے نہیں چوڑتا اور عہد گاڑ رہا یہ ہے کہ حکم شرع سے عورت
مرد کے قبضے میں آئی ورنہ اس کا مال نہیں اور فرمایا وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنْکِحُوْ
مَنْ اِذَا اَتٰتِکُمْ مِّنْ اٰجُوْدَہُنَّ یعنی اور گناہ نہیں تم پر کہ نکاح کر لو ان عورتوں کے
جب ان کو دواد ان کے مہر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کوئی نکاح
بدون مہر کے جائز نہیں رکھا اور مہر ہی سے نکاح اور زنا میں تمیز ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اَنْ تَلْبَقُوا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ
 مُسَافِحِينَ یعنی یہ کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ
 نفس پرستی کو یعنی زبان سے ایجاب و قبول درمیان میں آوے اور مال دنیا
 قبول کرو یعنی مہر پس قرآن مجید اور حدیث شریف سے مہر کا واجب ہونا
 ثابت ہے اور مہر کی دو قسمیں ہیں ایک معقول اس میں بعض علما کے نزدیک
 خلوت سے پہلے کچھ دینا ضرور ہے۔ لیکن مختار یہ ہے کہ خلوت سے پہلے
 عورت کو اس کے مہر میں سے کچھ دینا مستحب ہے واجب نہیں اس لئے کہ
 ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے
 قَالَتْ اَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَنْ ادْخِلَ امْرَأَةً عَلَى
 نَرْدِجِهَا قَبْلَ اَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا یعنی فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا نے کہ حکم دیا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ داخل کرو
 میں ایک عورت کو اس کے شوہر پر پہلے اس سے کہ وہ اس کو کچھ دیوے
 اور اس مہر معجل میں یہ بھی شرط ہے کہ جب عورت یا اس کے ورثہ زر مہر طلب
 کریں تو فوراً ان کو دینا چاہیے اور اس کی ادائیگی میں تاخیر نہ کرے اور حاکم بھی
 ایسے مہر کی ادائیگی میں مہلت نہیں دلا سکتا دوسری قسم مہر کی وہ ہے کہ طلب
 کے وقت اس کی ادائیگی میں مہلت ہو سکتی ہے اور حاکم بھی اس کی ادائیگی قسطوں
 کے ساتھ کر سکتا ہے اور اس کو مہر معجل کہتے ہیں مہر کی کمی اور زیادتی کی کوئی

حد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر نہیں فرمائی کہ اوس سے گھٹانا بڑھانا
 منع ہو اس لئے کہ قلت کے بارے میں ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے
 روایت کی ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْطِيَ فِي مَدَانٍ
 امْرَاً مِلَّءَ كَفِّهِ سَوِيْقًا اَوْ ثَمْرًا فَقَدْ اسْتَحْلَ یعنی بیشک نبی صلی
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دیا اپنی بی بی کے مہر میں دونوں ہاتھ بہر کر
 ستویا کجور پس تحقیق حلال کر لیا اوسنے اوس عورت کو یعنی اپنے اوپر اور احد
 اور ابن ماجہ اور ترمذی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 اِنَّ امْرَاً مِّنْ بَنِي فِزَارَةَ تَزَوَّجَتْ عَلَى ثَعْلَيْنِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَرْضَيْتِ عَنْ نَفْسِكَ وَمَالِكَ بِنَعْلَيْنِ قَالَتْ نَعَمْ فَاَجَازَ ؕ
 یعنی بنی فزارہ کے قبیلے میں سے ایک عورت نے دو جوتیوں پر نکاح کیا پس
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تو اپنے جان و مال سے بعض
 دو جوتیوں کے راضی ہو گئی اوس نے کہا ہاں تو جائز رکھا اپنے اوس کا نکاح
 اسی طرح اور حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قلت مہر کی کوئی حد معین نہیں
 اور کثرت مہر کی بھی کوئی حد شرع شریف سے ثابت نہیں ہوتی اسی لئے
 اللہ تعالیٰ نے وَانْتَبِهْتُمْ اِحْدَا هُنَّ قَطَا اَرْشَاد فرمایا ہے یعنی اور دیکھو
 ایک کوڑھیر مال لیکن بہت بھاری مہر باندھنا مکروہ ہے جیسا کہ طبرانی نے
 اوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

روایت کیا ہے اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّكَاحِ
 بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مُؤَنَّدٌ یعنی بہت بڑی برکت والا نکاح وہ ہے کہ کم ہو محنت میں
 یعنی مہر اور خرچ کم ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کم مہر باندہنا موجب
 برکت کا ہے گویا کم ہون کر ورون کے مہر کی صریح ممانعت نہیں آئی مگر بہتر
 اور افضل یہی ہے کہ اپنے مقدور کے موافق مہر باندہ ہے اور جہان تک ہو سکے
 کم کرے اور اسکی ادائیگی کی نیت رکھے کیونکہ اگر نکاح کے وقت ادا کرنے
 کی نیت نہ ہوگی تو نکاح ہی نہ ہوگا ابن ماجہ نے ابو عیفاء سلمی سے روایت کیا کہ
 قَالَ عَمْرِؤُ بْنُ اَلْمُخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا نَقَالُوْا اَصْدَاقَ النِّسَاءِ فَاِنَّہَا لَوْ کَانَتْ
 مَكْرُمَۃً فِی الدُّنْیَا اَوْ لَقَوْنِیْ عِنْدَ اللّٰہِ کَانَ اَوْ لَا کُمْ وَاَحَقُّکُمْ بِاُحْمَدَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَمَا اَصْدَاقُ اِمْرَاۃٍ مِّنْ نِّسَاۃٍ وَلَا اُصْدِقَتْ اِمْرَاۃٌ
 مِّنْ بَنَاتِہٖ اَلْثَمٰنِ اِشْنَتِیْ عَشْرَۃً اَوْ قِیَۃً یعنی فرمایا حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ نے نہ زیادہ کرو عورتوں کا مہر اس لئے کہ یہ زیادہ مہر باندہنا
 اگر دنیا میں عزت یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے زیادہ لائق اور بہت حقدار تھے اس کے ساتھ
 آپ نے اپنی بی بیوں میں سے کسی بی بی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں باندھا
 اور نہ آپ کی صاحبزادیوں میں سے کسی کا اس سے زیادہ مہر باندھا گیا سوائے
 اس کے مہر کی کسی میں ایک یہ فائدہ ہے کہ جب مہر کم ہوگا تو جو شخص ارادہ نکاح

کا کر لیا کرے گا اور پھر مشکل ہوگا اور لوگ بہت نکاح کریں گے اور فقر کو بھی نکاح
 پر قدرت ہوگی اور کثرت نسل کی جو بڑا مقصود نکاح سے ہے ظہور میں
 آدہ کی بخلاف اس کے کہ جب مہر بہت ہوگا تو سوا مال والوان کے اور
 کوئی نکاح پر قادر ہوگا اور محتاج لوگ جو بہت ہیں بے نکاح رہیں گے بہر وہ
 مکان نرت جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رغبت دلائی ہے حاصل
 ہوگی اور جس عورت کو کسی وجہ سے بغیر خلوت کے فوراً ہی طلاق دیا وے
 تو جتنا مہر نکاح کے وقت مقرر ہوا ہو اس کا آدھا عورت کو دینا فرض ہے
 اور جس عورت کا مہر کسی سبب نکاح کے وقت مقرر نہوا اور نکاح ہو گیا اور
 خلوت ہی کسی وجہ سے نہ ہونے پائی اور خاوند مر گیا تو ایسی صورت میں اس
 عورت کو مہر مثل دلویا جائیگا یعنی اس عورت کے باپ کی طرف سے جو
 عورتیں رشتہ دار ہیں اور انکے مہر کے موافق مہر دینا لازم ہوگا مثلاً جو مہر اسکی بیویوں
 اور بہنوں اور چچا کی بیٹیوں کا ہوگا وہی اس عورت کو بھی دلا یا جائیگا جیسا کہ
 ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ
 ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا شَيْئًا لَمْ
 يَدْخُلْ بِهَا حَتَّى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَاءِهَا لَا دَكْسَ
 وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ فَقَالَ
 اقْضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نِي بَرْدِجَ بِنْتِ دَاشِقِ امْرَأَةٍ مِنَّا

بِمِثْلِ مَا قُضِيَتْ فَفَرَّجَ بِهَا ابْنُ مَسْعُودٍ ۖ یعنی علقمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
 سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک شخص کے حکم سے پوچھے گئے کہ اوس نے
 ایک عورت سے نکاح کیا اور اوس کے لئے کچھ مہر مقرر نہ کیا اور نہ اوس سے
 خلوت کی بیان تاکہ وہ مگرگیا پس فرمایا ابن مسعود نے یعنی مہینا بہر کے بعد
 اجہتا و کر کے کہ اوس عورت کے واسطے مہر ہے مانند مہر اوسکی قوم کی عورتوں
 کے یعنی مہر مثل دینا ویگانہ کم نہ زیادہ اور اوپر عدت وفات کی ہے یعنی
 وفات کی عدت پوری کرے اور اوس کے لئے میراث ہے یعنی اوسکو ترکہ
 بھی ملے گا بہر معقل بن سنان اشجعی کٹرے ہوئے اور کہا کہ جیسا تم نے حکم کیا ہے
 ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شروع و اشق کی بیٹی کے حق میں
 کہ ایک عورت تھی ہم میں سے حکم فرمایا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات
 سے خوش ہوئے اور بعد نکاح کے مہر کا زیادہ کرنا درست جیسا کہ اس
 آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَا ضَيْتُمْ بِهِ مِنْ
 بَعْدِ الْفَرِیْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا یعنی گناہ نہیں تمہارے چیز میں کہ تم
 اوس کے ساتھ رضا مند ہو بعد مقرر کرنے کے تحقیق اللہ جاننے والا ہے
 حکمت والا اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کے بعد اگر اللہ تعالیٰ مرد کو آسودہ اور
 غنی کر دے اور بی بی اپنے مہر میں زیادہ کرنا چاہے اور خداوند ہی اوپر رضا مند
 ہو تو بشرط دونوں رضا مندی کے مہر میں زیادتی ہو سکتی ہے سوائے اسکے

عنایتاً جتنا مال چاہے دے مثلاً ایک خزانہ بی بی کو بخش دے لیکن اولیٰ و افضل
 ہمارے نزدیک یہی ہے کہ مہر کم ہی مقرر کرے تاکہ اوس کا ادا کرنا دشوار نہ ہو اور
 کسی طرح کی ناخوشی دل میں نہ آوے اور باری مہر کی کراہت سے بھی محفوظ
 رہے اور خوشی خوشی جلدی سے مہر ادا کر کے سبکدوش ہو جاوے اسلئے
 کہ مہر ہی حقوق عباد سے ہے بغیر ادا کرنے یا بی بی سے معاف کرانے کے
 اوس سے رہائی نہیں ہو سکتی اور اسکی معافی میں عورت ہی کو اختیار ہے
 چاہے معاف کرے یا نہ کرے اوپر کسی کو جبر نہیں پہنچتا اور نہ کوئی اوسکی طرف
 سے عفو کر سکتا ہے اور جب تک مہر ادا نہ ہو تمام ورثہ مرد کے اوسکی میراث سے
 محروم رہتے ہیں ایک حصہ ہی کسی کو نہیں مل سکتا البتہ مہر ادا ہونے کے بعد
 جو مال بچے اوس میں سے ورثہ کو ترکہ ملے گا اور مہر ایسا بڑا حق ہے کہ اگر عورت خاوند
 سے یہ کہے کہ جب تک تو میرا مہر نہ دے گا میں تیرے پاس نہ آؤں گی تو وہ
 اس انکار سے گنہگار نہ ہوگی اور اگر عورت مر گئی اور اوس نے مہر معاف نہ کیا تو اوسکے
 ورثہ مہر کے مستحق ہیں اون کو مرد کے مال میں سے بقدر دین مہر کے دلایا جاوے گا
 غرض کہ دین مہر سے بغیر ادا کرنے یا معافی کے کسی طرح خلاصی نہیں ملتی پس تجا
 کہ اپنی استعداد کے موافق تھوڑا مہر یا نہ بہن اور جلدی سے ادا کر کے دنیا و آخرت
 کے مواخذے سے نجات پاوین

فصل آداب خلوت کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ جب کسی مرد کی شادی ہو اور دولہن بیاہ کے گھر میں لاوے تو پہلے اس کا ماتھا پکڑ کے یہ دعا پڑھے **اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ دَاعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْكَ** اور یہ دعا ابو داؤد وغیرہ نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے فائدہ اس دعا کے پڑھنے کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ اسکی برکت سے عورت کی بُرائی کو دور کرتا ہے اور بے لائی کو پسلاتا ہے اسی طرح اگر کوئی لونڈی غلام یا کوئی جانور سواری کا خریدے تو اسکا بھی ماتھا پکڑ کے یہی دعا پڑھے اور شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ جب دولہن کو گھر میں لاوے تو سنت یہ ہے کہ اس کے دونوں پاؤں دھو کر اس پانی کو گھر کے کونوں میں چھڑک دے اس عمل سے اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں برکت دے لگا اور خاوند کو چاہیے کہ خلوت سے پہلے ہمیشہ یہ دعا پڑھ لیا کرے تاکہ اس کی برکت سے شیطان دور رہے اور اولاد نیک نجات پیدا ہو **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْنَا** یعنی اللہ کو نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ دور کر

۱۵ اے اللہ بیشک میں سوال کرتا ہوں تجھے اس عورت کی خیر کا اور اس چیز کی خیر کا جس پر تو نے اسکو پیدا کیا اور پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے اسکی بُرائی سے اور بُرائی اس چیز سے جس پر تو نے اسکو پیدا کیا ۱۲

۱۵ مگر حدیث مرفوع صحیح مرتب سے یہ بات ثابت نہیں ہے ۱۲۔

ہم کو شیطان سے اور دوزخ کہ شیطان کو اوس سے جو تو ہم کو دے اس دعا کو ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

باب پانزدہم

فصل عورتوں کے دوسرے نکاح کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نماز روزے حج زکوٰۃ وغیرہ کے احکام قرآن شریف میں سب مسلمانوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں اسی طرح جو وہ عورتوں اور طلاق والیوں کے نکاح کر دینے کا حکم بھی اپنی کتاب عزیز میں بیان فرمایا ہے جیسا کہ دوسرے پارے کے چودہویں رکوع میں ارشاد ہوا ہے
وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَا تَقْضُوا لَهُنَّ أَنْ يَتَّكِنَنَّ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاصُوا بَيْنَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ذَلِكَ يُؤْخِذُكُمْ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
ذَلِكَ أَدْكِي لَكُمْ وَأَظْهَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنی اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پہرہ پہنچ چکیں وہ اپنی عدت تک تو اب نہ روکو
اون کو کہ نکاح کر لیں وہ اپنے خاوندوں سے جب راضی ہو جاویں آپس میں موافق دستور کے یہ نصیحت ملتی ہے اوسکو جو کوئی تم میں یقین رکھتا ہے
اللہ پر اور پچھلے دن پر اسی میں سنوار زیادہ ہے تم کو اور مسترانی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے پس اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت کو طلاق ہو جاوے تو اوسکو تین حیض یا تین ماہ کے بعد کہ یہی عدت

شارع نے طلاق والی کے لئے معین کی ہے اپنا نکاح ثانی کر نیکا اختیار ہے
 کسی وارث کو اسکا منع کرنا نہیں پہونچتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے اولیا
 کو صاف یہ حکم دیا ہے کہ جو عورت نکاح ثانی کرنا چاہے اسکو نہ روکو بلکہ اونکو
 رغبت دلانی ہے کہ نکاح ثانی کر دینے میں تمہارے لئے بہت سنوارا اور
 نہایت سہرائی ہے اور ایک طرح کی تنبیہ بھی فرمائی یعنی یون ارشاد کیا کہ یہ
 حکم اس کے لئے ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہے اس سے
 معلوم ہوا کہ جو شخص اس حکم کو نہ مانے اور اوسپر عمل نہ کرے بلکہ اس کو تنگ و
 عار سمجھے تو وہ شخص منافق ہے سچا مسلمان نہیں اور اسی رکوع میں نکاح ثانی
 کے باب میں یہ آیت بھی وارد ہوئی ہے **وَالَّذِينَ يُتَّقُونَ فَمِنْكُمْ وَكَذُّونَ**
أَزْدًا جَائِزًا تَصْنَعُونَ أَرْبَعَةَ أَشْهُدٍ عَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ
 یعنی اور جو لوگ مرد جاوین تم میں سے اور چوڑ جاوین عورتیں وہ انتظار دیوین
 اپنی جانوں کو چار مہینے دس دن کا پر جب پہونچ چکیں وہ اپنی عدت کو تو
 تم پر گناہ نہیں جو وہ اپنے حق میں کریں موافق دستور کے اور اللہ کو تمہارے
 کام کی خبر ہے پس اس آیت شریف سے بھی معلوم ہوا کہ بیوہ عورت
 کو اس کی عدت گزرنے کے بعد نکاح ثانی کرنے کا اختیار حاصل ہے
 اس کے ورثہ میں سے میکے کے ہون یا سسرال کے کسی کو مانعت نکاح

توبہ کرتیان بندگی بجا لاتیان روزہ دار بیاہیان اور کنواریان یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی بیبیونیں کسی بات پر کچھ گفتگو ہوئی تھی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیبیون سے رنجیدہ ہوئے تو اللہ پاک نے آپکی بیبیونکی چشم نمائی
کیلئے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم اللہ کے رسول کی اچھی طرح اطاعت نہ کرو گی تو وہ تمہارا
بد بھائی ہو سکو تب سے ہتھ پھیرا عنایت کر لیا جنہیں وہ صفتیں ہونگی جو بیان ہوئیں اور انکی
صفتوں میں یہ بھی صفت بیان فرمائی کہ وہ بیاہیان ہوں اور ظاہر ہے کہ
بیاہیان نہیں ہو سکتیں جب تک اون کا دوسرا نکاح حلال نہ ہو پس اس آیت
سے بھی دوسرے نکاح کا حلال ہونا ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو صفتیں
اللہ کے نزدیک اچھی ہیں مثل کنواری کے بیوہ میں بھی پائی جاتی ہیں اور عورت
و شان میں اللہ پاک کے نزدیک کنواریاں اور بیاہیان دونوں برابر ہیں بلکہ
اس آیت شریف سے بیاہیوں کی فضیلت کنواریوں پر زیادہ ثابت ہوتی
ہے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے کنواریوں سے پہلے بیاہیوں کا ذکر فرمایا
یا جو دیکھ کنواریوں کا درجہ بیاہیوں سے پہلے ہے علاوہ اس کے بیاہیان
کنواریوں سے خوب بتر بہ کار اور زیادہ عقل والیاں ہوتی ہیں اور اکثر حاملہ بھی
جلد ہو جاتی ہیں جب ان آیتوں سے بیوہ کے دوسرے نکاح کرنے کا حکم او
اوسکی فضیلت ثابت ہوئی تو سب مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی رانڈوں کو نکاح
ثانی کی ترغیب دیا کریں اور ہمیشہ اوس کے کرنے کی خوبیاں اور نہ کرنے کی

برائیان جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہیں ان کے سامنے
 بیان کیا کریں تاکہ وہ اوسکو عیب نہ سمجھیں اور برا نہ جانیں اور جب کفو ملجائے
 تو بلا تامل نکاح ثانی کر دیں جیسا کہ ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
 سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ عَلَاوُءَ
 خَرْنِ الصَّلَاةِ اِذَا اَتَيْتُ وَاجْتَنَادَ اِذَا احْضَرْتُ وَالْاَيْمُ اِذَا وَجَدْتُ
 نَهًا كُنْتُ اَيْمُنِي بِشَيْءٍ نَبِيٍّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهَى فَرَمَا یا تین چیزیں نہ دیر
 کیجا وین نماز جب کہ آجاوے یعنی وقت اوسکا اور جنازہ جب حاضر
 ہو جاوے اور راند جب کہ پاوے تو اوس کے لئے کفو اور اسی مضمون
 کی اور بھی کئی آیتیں اور حدیثیں ہیں اختصار کے لئے اسی قدر پر کفایت
 کی گئی اس واسطے کہ عمل کرنے کو ایک ہی آیت بس ہے اور اس باب میں
 تو متعدد آیتیں اور بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں پراپنی ہوا سے
 نفسانی اور جہالت و نادانی کے پیرو ہو کے قرآن مجید اور حدیث شریف
 کے حکموں سے موہ نہ موڑنا اور بت پرستوں کی رسم کے موافق بیوہ اور
 طلاق والیوں کو نکاح سے روکنا اور اس بات کو اچھا سمجھنا اور جس عورت
 نے موافق حکم خدا و رسول کے دوسرا خاوند کر لیا ہو اوسکو ذلیل و خوار جاننا
 صریح قرآن شریف کی آیتوں کا جھٹلانا اور سنت نبوی سے موہ نہ پیرنا ہے
 اور کلام الہی کے ایک حرف کا بھی جھٹلانا اور اوس سے انکار کرنا بالاتفاق

اکفر ہے پس نادان اور جاہل مسلمانوں کو لازم ہے کہ بیوہ اور طلاق والیوں
 کو نکاح ثانی سے نہ روکیں دیکھو سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 کے اور سب بیبیان خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مبارک
 میں دو دو تین تین نکاح کے بعد آئی تین چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا جو سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں اور سب بیبیوں
 میں افضل ہیں دو نکاح کے بعد آپ کے نکاح سے مشرف ہوئیں اسی طرح حضرت حفصہ
 اور حضرت زینب حضرت میمونہ اور حضرت ام سلمہ حضرت سوار اور حضرت جویریہ
 حضرت ام حبیبہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ان سب کے دو دو تین تین نکاح کے بعد آپ کے
 نکاح میں آئی تین علاوہ اس کے سوا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور
 صاحبزادیوں کا خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے نکاح کر دیا تھا
 اور ام کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی کے چار نکاح ہوئے
 ہیں پہلے بیبیوں سے زیادہ کون شریف اور صاحب عرت و عفت ہے
 جو اپنی پارسائی اور عرت کی وجہ سے نکاح ثانی کو برا سمجھے اور دوسرے نکاح کرنے
 والی کو بچیا اور ذلیل و خوار جانے پس ایمان والوں کو لازم ہے کہ اپنی حیات
 و نادانی کو چھوڑ کے قرآن شریف کے حکموں اور سنت نبوی کے مطیع ہوں
 جملہ اہل کتاب کے نزدیک بھی نکاح ثانی درست ہے بلکہ کسی دین اور کسی
 ولایت میں سوائے ہندوستان کے اس امر کو معیوب ہی نہیں جانتے اور

جو اسکو بُرا جانتے ہیں وہ لوگ ویسا ہی پہل پاتے ہیں اس واسطے کہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کو بے نکاح گھر میں بٹھا کر طرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں اور انواع و اقسام کی بے غیرتیوں اور بے شرمیوں اور رسوائی اور ذلتوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور وہ بچا ریاں ہی اپنا پتہ مار کے ورثا کی جان پر صبر کر کے چپ بیٹھی رہتی ہیں اور ہر طرح کی مصیبت اٹھاتی ہیں یا شیطان کے اغواء سے بدراہ ہو کر خود ذلتیں اٹھاتی ہیں اور مان باپ اور کنسے کی تحقیر و تذلیل کا باعث ہوتی ہیں۔ اور ایک قوی دلیل اس امر پر کہ بیوہ اور مطلقہ کا جلد نکاح کر دینا بہتر ہے اس کو بٹھانا نہ رکھنا چاہیے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے سال بہر عدت بیوہ کی معین فرمائی تھی جیسا کہ دوسرے پارے کے پندرہویں رکوع کی اس آیت سے ظاہر ہے **وَالَّذِينَ يُتَوَكَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَذْوَاجًا صَيِّئَةً لَا يَذَرُ أَزْوَاجَهُمْ مَّتَاعًا إِلَى الْخُسُوفِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ** - یعنی اور جو لوگ کہ مجاہدین تم میں سے اور چوڑ جاوین عورتیں وصیت کر دین اپنی عورتوں کے لئے خرچ دینا ایک برس کا نہ نکال دینا پھر اسی پارے کے چودہویں رکوع میں اس بڑی مدت کو منسوخ فرما کے چار مہینے دس دن مقرر فرمائے لہذا سب ایمان والوں اور ایمان والیوں کو لازم ہے کہ جن مصلحتوں سے کنواری لڑکیوں کا جلد نکاح کر دیتے ہیں انہیں مصالح سے عدت کے بعد اپنی رضامندی اور خوشی سے بیوہ اور طلاق والیوں کا بھی جلد نکاح ثانی کر دیا کریں اسلئے کہ

یہ سب مصلحتیں جیسے اولاد ہونا اور لڑکی کے نان نفقے اور دکھ بیماری اور اوس کے نیک و بد سے مان باپ کا بیفکر ہو جانا جیسے کنواری کے واسطے نکاح کا باعث ہوتے ہیں اسی طرح بیوہ اور طلاق والیوں کے واسطے بھی ہیں پس وارثوں کو چاہیے کہ اون کا نکاح ثانی بہت جلد کر دیا کریں تاکہ قطع نسل نہ ہو اور امت محمدی کی کثرت ہو اور آپ بھی دنیا کی مصیبتوں اور آخرت کے مواخذے سے نجات پاویں۔

فصل ولیمے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ ولیمہ اوس کمانے کو کہتے ہیں کہ نکاح کے بعد مرد کی طرف سے کھلایا جاتا ہے اور یہ دعوت شرعاً جائز ہے اکثر علما کے نزدیک مسنون ہے اور بعض کے نزدیک مستحب اور بعضوں نے اسکو واجب کہا ہے اور وقت اسکا بعد عقد کے اور بعضوں نے بعد خلوت کے لکھا ہے اپنے مقدور کے موافق کرے اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَا هَذَا قَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى دَرَيْنِ نَوَاحٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوَّلُهُ وَكَوْنُهَا یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف پر نشان زردی کا یعنی اونکو بدن یا کپڑے پر زعفران لگی

ہوئی تھی پس فرمایا یہ کیا ہے عبدالرحمن نے کہا تحقیق میں نے نکاح کیا ایک
 عورت سے گٹھلی بہر سو نے پر آپ نے فرمایا اللہ تجھے برکت دے ولیمہ کر یعنی
 کھانا پکا کر لوگوں کو کھلا اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو اور جو اتنا ہی نہ ہو سکے تو جس قدر
 میسر ہو اسی پر کفایت کرنا چاہیے جیسا کہ اس حدیث بخاری میں وارد ہوا ہے
 عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَدَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنٍ مِنْ شَعِيرٍ ذَوَاهُ الْبُخَارِيُّ يَعْنِي
 صفیہ رضی اللہ عنہا شیبہ کی بیٹی سے روایت ہے اونہوں نے کہا ولیمہ کیا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیبیوں کا دو مد جو پر اس سے
 معلوم ہوا کہ اگر مقدور نہ ہو تو توڑا ہی کھانا پکا کر کھلاوے زیادہ کی کچھ ضرورت
 نہیں مگر ولیمہ کی سنت کو ضرور ادا کرے چوڑے نہیں اور جو مقدور رکھتا
 تو جتنا چاہے کھانا کھلاوے زیادہ کی کچھ ممانعت نہیں ہے لیکن اسراف
 نہ کرے اور اپنی ناموری کے واسطے قرضدار نہ ہو جاوے ولیمے کی دعوت
 قبول کرنا واجب ہے اور دعوتین جن کا کرنا شرعاً درست ہے انکا قبول کرنا سنت
 ہے جہاں تک ہو سکے اس دعوت کو رد نہ کرے بلکہ جب کوئی اس دعوت
 میں بلاوے تو ضرور ہی جاوے ہاں اگر کوئی بات اس جگہ خلاف شرع ہو
 جیسے ناجائز گانا بجانا سہرہ وغیرہ تو پھر وہاں جانا جائز نہیں اور نکاح میں چلے دن

۱۵ یعنی بقدر گٹھلی کھجور کے سونے کا ہر بانہ ۱۲ ۱۵ شاید یہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں ۱۲۔

کہانا کھانا اور قبول کرنا اوسکا واجب ہے یا سنت موکرہ ہے بحسب اختلاف
 علما کے اور دوسرے دن کا کہانا سنت و مستحب ہے اور تیسرے دن کا اس لئے
 ہوتا ہے کہ لوگ تعریف کریں جیسا کہ ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ أَوَّلِ
 يَوْمٍ مَحَقٌّ وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّانِي سُنَّةٌ وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّلَاثِ سَمْعَةٌ وَمَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہانا پہلے دن کا حق ہے اور
 کہانا دوسرے دن کا سنت ہے اور کہانا تیسرے دن کا سنا ہے اور جو کوئی سنا
 سنا دیکھا اللہ اوسکو یعنی میدانِ حشر میں اوسکو رسوا اور فضیحت کر دیکھا کہ اسنے سننے
 وکمانے کے لئے کیا تھا اور طریقہ دعوت میں جانے کا یہ ہے کہ جو شخص پہلے بلاوے
 اوس کے ہاں پہلے جاوے پہر جس کا گھر زیادہ قریب ہو اوس کے بیان جاوے
 فصل میان بی بی کے حقوق اور آپس میں اچھا برتاؤ کرنے کے بیانیہ
 ایماندار عورتوں کو چاہیے کہ امور شرعیہ میں اپنے خاوندوں کی نہایت اطاعت
 کریں اور ان کو خوب راضی رکھیں جہاں تک ہو سکے اونکی ناخوشی اور خلاف
 مرضی باتوں سے بچیں اس لئے کہ خدا و رسول کی فرمانبرداری کے بعد عورت
 کو خاوند ہی کی تابعداری کا حکم ہے اس باب میں اگرچہ بہت حدیثیں وارد
 ہوئی ہیں مگر توڑی سی اس جگہ لکھی جاتی ہیں عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ

اِلٰی فِرَاشِهِ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعْنَتُهَا الَّذِي لَكَلَّهٗ حَتّٰی تُصْبِحَ مَشْقٰۗءٌ عَلَیْهِ
 وَفِیْ رِوَاۗیَۃٍ لَّهُمَا قَالَا الَّذِیْ اَنْشِیْ بِیْدِیْ مَا مِنْ رَجُلٍ یَّدْعُوْا مَرَّتًا اِلٰی
 فِرَاشِهِ فَنَابِیْ عَلَیْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ سَلِیْطًا عَلَیْهَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْهَا
 یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا فرمایا رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے بچہ کی طرف
 بلاوے پس وہ انکار کرے یعنی بغیر عذر شرعی کے اور خاوند خفا سو رہے تو
 صبح تک فرشتے اوس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں روایت کیا اس
 حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور انہیں دو کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے
 کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے
 ہاتھ میں میری جان ہے نہیں ہے کوئی آدمی کہ بلاوے اپنی عورت کو اپنے بچہ کی
 طرف پر وہ انکار کرے اور سپر گرخفا ہوتا ہے اوس عورت پر وہ جو آسمان میں
 ہے یہاں تک کہ راضی ہو خاوند اوس کا اوس سے دَعْنُ اَنْسِی رَضِیَ اللہ عَنْہُ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم الْمَرْأَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَہَا وَ
 صَامَتْ شَہْرَہَا وَاحْصَنَتْ نَفْسَہَا وَ اطَاعَتْ بَعْلَہَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اٰتِ
 الْاَبْوَابِ الْمُجْتَنَّةِ شَاعَتْ رِوَاۗیَۃُ الْاَبُو اَیْمَنِ فِی الْحَلِیۃِ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے اونہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت
 عورت اپنی پانچوں نمازیں پڑھے یعنی اوقات طہارت میں اور روزے

رکے ماہ رمضان کے یعنی ادا و قضا اور اپنی شر مگاہ کو نگاہ رکے یعنی
 حرام سے اور اپنی خاوند کی فرمانبرداری کرے یعنی جس چیز میں اوسکی فرمانبرداری
 چاہے پس چاہیے کہ داخل ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے
 روایت کیا اسکو ابو نعیم نے کتاب علیہ میں دَعْنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَمْرًا أَحَدًا أَنْ تَسْجُدَ
 لِأَحَدٍ لَا مَرُءَ الْمَرْءُ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجٍ حَارٍ وَآهُ الثِّرِمِذِيِّ
 یعنی کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 اگر میں کسی کو حکم کرتا سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنے کا تو بیشک عورت کو
 حکم کرنا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے دَعْنِ أُمِّ سَلَمَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ
 مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتْ الْجَنَّةَ وَآهُ الثِّرِمِذِيِّ یعنی حضرت ام سلمہ
 رضی اللہ عنہا آپ کی بی بی کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 جو عورت کہ مرے اس حال میں کہ اوس کا خاوند اس سے راضی ہو داخل ہوگی وہ
 جنت میں روایت کیا اسکو ترمذی نے یعنی جو خاوند کہ عالم متقی ہو اوسکی بیوا مند
 کا یہ ثواب ہے نہ فاسق جاہل کی رضامندی کا دَعْنِ طَلْحِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهُ بِحَاجَتِهِ
 فَلَتَاتِهِ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّوَسُّلِ دَعَاهُ الثِّرِمِذِيُّ یعنی طلح بن علی

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس
وقت بلاوے کوئی شخص اپنی بی بی کو اپنی حاجت روائی کے لئے تو چاہیے کہ
اوس کے پاس آوے اگرچہ تنور پر ہو یعنی اگرچہ ضروری کام میں مشغول ہو روایت کیا
اسکو ترمذی نے وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِي امْرَأَةً ذَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ ذَوْجَتُهُ
مِنْ الْمُحْرَمَاتِ فَإِنَّهَا هُوَ عِنْدَكَ وَخَيْلٌ لِيُشَاكَ أَنْ يَفَارِقَكَ
النَّسَاءُ وَآه الترمذی و ابن ماجہ و قَالَ الترمذی هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ قَرِيبٍ
یعنی معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
آپ نے فرمایا نہیں ایذا دیتی کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں مگر کہتی ہے
اوس کی بی بی حور عین میں کی نہ ایذا دے تو اسکو اللہ تجھے قتل کرے یعنی اپنی
رحمت جنت سے تجھے دور کرے تو وہ بڑے پاس مہمان بہت قریب ہے کہ
وہ تجھے جدا ہو کے ہمارے پاس آئیگا یعنی بہشت میں روایت کیا اسکو ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور کما ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے پس ان سب
حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ خاوندوں کے حق بیبیوں پر بہت ہیں اور
اونکی رعنا مندی اللہ و رسول کی خوشنودی کا باعث ہے اور اونکو ناراض
کرنا اور اونکی اطاعت نہ کرنا جنت کو مفت ہاتھ سے دینا اور خدا و رسول کی

خنکی میں گرفتار ہونا ہے اور جس طرح خاوندوں کے حق عورتوں پر مبنی ہی طرح
 عورتوں کے حق بھی خاوندوں پر مبنی اس باب میں ہی بہت حدیثیں آئی
 ہیں چند حدیثیں بیان لکھی جاتی ہیں عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ
 قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّ زَوْجَةٍ أَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا
 إِذَا اطْعِمْتَ وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تُضْرِبَ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحَ وَلَا تَهْجُرَ وَلَا
 فِي الْبَيْتِ رَدَاةُ أَحْمَدُ وَالْبُؤْدُودُ وَابْنُ مَاجَةَ يَعْنِي حَكِيمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ
 قُشَيْرِي اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اونہوں نے کہا کہ عرض کیا میں
 یا رسول اللہ کیا حق ہے ہم میں سے ایک شخص کی بی بی کا اوپر آپ نے فرمایا
 کہ کھلاوے تو اس کو جب کہ تو کھاوے اور پہناوے اس کو جب کہ تو پہنے اور
 نہ مارا اس کے مونہ پر یعنی جب بدکاری اس سے ظاہر ہو یا فرائض کو چھوڑ
 تو اس کے مونہ پر نہ مارے اور کسی جگہ مارے تو مضانقہ نہیں اس لئے کہ مونہ
 پر مارنا ممنوع ہے اور نہ کہہ کہ برا کرے تھکوا اللہ یعنی اس کے فعل کو برائی
 کی طرف نسبت نہ کریا اس کو گالی نہ دے اور جدا نہ ہو اس سے مگر گھر میں یعنی
 اگر عورت سے جدا رہنے میں کوئی معصحت ہو تو اس کے بچہ نے سے
 جدا ہو جاوے نہ یہ کہ اور کسی گھر میں چلا جاوے روایت کیا اس کو احمد اور
 ابوداؤد اور ابن ماجہ نے دَعْنُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنْ مِنْكُمْ أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا أَطْفَمُوا

بِأَهْلِهِ رَدَّاهُ التَّوْبَةُ بِذِي يُعْنِي حَضْرَتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَمَاتِي هُنَّ كَمَا يَا
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّكَ كَامِلٌ تَزْمُونُ كَامِلٌ اِيْمَانُ مِيْنُ وَهُ
 سَبَّ كَمَا حَسْبُ كَاخْلُقُ سَبَّ سَبَّ اِجْحَا هُوَا وَرَإِنِّي بِي بِي كَمَا سَاهَتْ بَهْت زَمِي كَرْتَا هُوَا
 يُعْنِي اِنِّي اَهْلُ وَغِيَا اِلْ بِرَبِّتْ مَهْرَانُ هُوَا رَوَايْتُ كَمَا اسْكُو تَرْزَمِي نِيْ اِنِّي
 حَذَرْتِيْنَ سَبَّ مَعْلُومُ هُوَا كَمَا وَوَنَكُوْ جَا بِيْ جِيْسا كَمَا اَبَّ كَمَا اِيْن سِيْنُ مِيْنُ يَسَا هُوَا
 اِنِّي بِيْجُوْنُ كُوْهُيْ كَمَا اِيْن پَلَا اِيْن پِيْنَا اِيْن دَرْمَا سِيْطُ بَغِيْرَا مَشْرَعِيْ كَمَا كَرِيْن
 بَلَكَا جَوَانُ تَمَكُ مَكْمَنُ هُوَا نَكَا سَاهَتْ خَوْشُ خَلْقِيْ اُوْرَا نَزْمِيْ اُوْرَا اَتْفَاقُ اُوْرَا حَسَنُ سَلُوْكَ
 سَبَّ زَنْدَگِيْ بَسْرُ كَرِيْن بَدْرَا جِيْ اُوْرَا سَخْتِيْ نَكَا كَرِيْن جِيْسا كَمَا تَرْزَمِيْ اُوْرَا اِيْ اُوْرَا اِنِّي
 نِيْ حَضْرَتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَبَّ رَوَايْتُ كَمَا هُوَا قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ وَكَلَامُهُمْ وَآنَا خَيْرُكُمْ كَلَامُهُمْ
 يُعْنِي فَرَمَا يَا رَسُوْلُ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ
 سَبَّ اِنِّي اَهْلُ كَمَا اُوْرَا مِيْنُ تَمُ سَبَّ سَبَّ بَهْتَرِيْ جُوْنُ اِنِّي اِنِّي كَمَا لِيْ اِنِّي
 اِسْ سَبَّ مَعْلُومُ هُوَا كَمَا سَبَّ سَبَّ بَهْتَرَا اَللَّهُ تَعَالٰی اُوْرَا خَلْقُ كَمَا نَزْدِيْكَ وَهُ شَخْصُ
 هُوَا جَوَا اِنِّي اَهْلُ كَمَا سَاهَتْ بِلَا اِيْ اُوْرَا سَلُوْكَ كَرْتَا هُوَا اِنِّي اِنْسَانُ كُوْلَا زَمُ
 كَمَا هَمِيْشَةُ اِنِّي بِي بِي كَمَا سَاهَتْ پِيَارَا وَرَحْمَتُ كَمَا بَرْتَا وَرَكَا اُوْرَا اِنِّي اِنِّي اِنِّي
 جُوْ خَلَاْفَ مَرْثِيْ اُوْرَا سَبَّ سَبَّ مِيْنُ اُوْرَا اِنِّي نَكَا اُوْرَا جَا كَرَا بَلَكَا اَكْثَرُ طَرَحُ دِيْتَا رَحْمَتُ
 كَمَا كَرَا اَكْثَرُ عَوْرَتُوْنُ كَمَا مَزَا جُ مِيْنُ غَضَبُ اُوْرَا جِهَالَتُ بَهْت هُوَاتِيْ هُوَا مَرُوْهُيْ اُوْرَا

اون کے ساتھ بد مزاجی کرے تو کجی کی وجہ سے جو اونکی خلقت میں ہے۔
 بہت جلد بُرائی کی طرف مائل ہو جاتی ہیں اور اونکے دل میں کینہ اور دشمنی
 بیٹھ جاتی ہے اسی سبب سے باہم اتفاق نہیں رہتا پرمفت میں گھر کی
 تباہی ہوتی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث شریف سے ثابت
 ہوتا ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْأَبِ النَّسَاءَ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنْ
 أَعْوَجَ شَيْءٌ فِي الضِّلَعِ أَغْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبَتْ لِقِمَّتُهُ كَسَرَتْهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ
 فَاسْتَوْأَبِ النَّسَاءَ عِنِّي الْبُؤْسُ رِوَايَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہا اوہنوں
 نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے کہ قبول کرو عورتوں کے حق میں
 وصیت بھلائی کی اس لئے کہ بیشاک عورتیں پیدا کی گئی ہیں پسلی سے کہ وہ
 ٹیڑھی ہے اور مقرر بہت ٹیڑھی چیز پسلی میں اوپر کی جانب ہے پس اگر چاہے
 تو کہ او سکوسیدھا کرے تو توڑ دیگا او سکو اور اگر چوڑ دے او سکوا اپنے حال
 پر تو ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی پس قبول کرو وصیت کو عورتوں کے حق میں و
 عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں یعنی حضرت حوا کہ سب عورتوں سے پہلے اور
 سب کی اصل ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی کے اوپر کی جانب سے
 پیدا ہوئی ہیں اور وہ بہت ٹیڑھی ہوتی ہے اور پسلی کا حال یہ ہے کہ اگر او سکو
 سیدھا کرنا چاہیں تو ٹوٹ جاوے گی اور جو او سکوا اپنی حالت پر رہنے دیں تو ہمیشہ

ٹیڑھی رہے گی اسی طرح عورتوں کا حال ہے کہ وہ اصل خلقت میں بد اعمال
 اور کج اخلاق واقع ہوئی ہیں مرد اگر چاہیں کہ اچھی طرح اونکو سیدھا کریں اور
 ہزبات میں اپنی طبیعت کے موافق کر لیں تو یہ ممکن نہیں اسلئے کہ اونکی درستی
 میں اگر زیادہ درستی کیجاوے تو طلاق کی نوبت پونجیگی پس بہتر یہ ہے کہ
 جب تک کوئی ایسا امر اونے سرزد نہ ہو کہ اسکی وجہ سے کسی گناہ میں گرفتار
 ہونے کا خوف ہو تب تک اونکی کجی سے درگزر کرتے رہیں اور دنیا کے
 کاموں میں بہت غصہ وغیرہ اونپر نہ کیا کریں بلکہ اکثر اونکے ساتھ خوش خلقی
 اور نرمی اور دلجوئی سے پیش آویں اور ہر امر میں کج خلقی اور ترشروئی اور بد مزاجی
 نہ کیا کریں دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ازواج مطہرات کے
 ساتھ کیسا عمدہ برتاؤ فرماتے تھے اور کس قدر اونکی باتوں کی برداشت کرتے
 تھے اس باب میں بہت سی حدیثیں صحاح کی کتابوں میں وارد ہیں ایک
 اون میں سے یہ ہے عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ
 نِسَائِهِمْ فَأَدْرَسَتْ إِحْدَى الْأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ بِحَقْفَةٍ فَبِهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ
 الَّتِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهَا بِإِدِّ الْخَادِمِ فَسَقَطَتْ
 الصَّحْفَةُ فَأَنْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَ الصَّحْفَةَ
 ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُولُ غَارَتْ أُمُكُمْ
 ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّى أَتَى بِالصَّحْفَةِ مِنْ عِنْدِ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا فَدَفَعَ

الصحفة الصحيحة إلى التي كُسرَتْ مَحْفُومًا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ
الَّتِي كُسرَتْ فِيهِ، یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اونہون نے
تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی بی بی کے پاس پس اور کسی بی بی تے
ایک رکابی میں کھانا بیجا تو جن بی بی کے گھر میں آپ تشریف رکھتے تھے اونہون
نے خادم کے ہاتھ پر مارا تو رکابی اوسکے ہاتھ سے گر کے ٹوٹ گئی نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اوسکے ٹکڑے جمع کئے پھر اکٹھا کر کے لگے اون ٹکڑوں میں اوس کھانے
کو جو رکابی میں تھا اور کئے لگے ہماری ماں نے غیرت کی پھر خادم کو روک کر کہا
ہیان تاک کہ لائی گئی رکابی اون بی بی کے پاس سے جن کے گھر میں آپ تھے پھر
سالم رکابی اون بی بی کے پاس بھیج دی جن کی رکابی ٹوٹ گئی تھی اور ٹوٹی رکابی کو اون
بی بی کے گھر میں رہنے دیا جن کے گھر میں وہ ٹوٹی تھی روایت کیا اس حدیث کو بخاری
نے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ اپنی بیبیوں کے ساتھ کس طرح حلم
سے پیش آتے تھے اور کس قدر اونکی باتوں کا تحمل فرماتے تھے اس لئے مسلمانوں
کو چاہیے کہ اپنی بیبیوں کے ساتھ نہایت حلم اور بردباری سے زندگی بسر کریں اور
ہنسی دل لگی اور خوش طبعی کے ساتھ پیش آیا کریں تاکہ بیبیان اون سے راضی
اور خوش رہیں اور حدیث شریف سے بھی اوسکی اجازت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ
ابوداؤد نے روایت کیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ قَالَتْ فَمَا بَقَعْتُ فَبَقَعْتُ

عَلَى رَجُلٍ فَلَمَّا حَمَلَتْ اللَّحْمَ سَابِقَتُهُ فَنَبَقَنِي قَالَ هَذِهِ بَيْتُكَ السَّبَقَةُ
 یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ بیشک وہ آن
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھیں اونہوں نے کہا
 پس دوڑی میں آپ کے ساتھ اپنے پاؤں پر پس آگے بڑھ گئی میں آپ سے
 پہر حب میں موٹی ہو گئی تو دوڑی آپ کے ساتھ پس آپ مجھ سے آگے نکل گئے
 آپ نے فرمایا کہ یہ میرا آگے بڑھنا بد لے اوس آگے نکل جانے کے ہے
 یعنی کہ پہلے تو مجھے آگے بڑھ گئے تھے پس اس حدیث شریف سے ہی آن حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن خلق اور مہربانی کرنا اپنی بیبیوں پر صاف ظاہر
 ہے غرض کہ ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خلاف شرع نہوں
 اور اونہیں کسی طرح کی رسوائی اور بدنامی اور گناہ عائد نہ ہوتا ہو ایسی باتوں میں
 اونہیں کی خوشی کو مقدم جانیں اور جہان تک ممکن ہو اپنی بیبیوں کو خوش
 و خرم اور راحت و آرام کے ساتھ رکھیں اور زندگی بہر زمی اور خوش خلقی کے
 ساتھ برباد کیا کریں تاکہ روز بروز آپس میں محبت و الفت بڑھتی رہے اور کسی طرح
 کی رنجش و بے لطفی درمیان میں نہ آوے اور دونوں کی زندگی آرام و چین سے
 بسر ہو جاوے اور میان بی بی کے حقوق کا بیان علیحدہ سائے میں لکھا
 گیا ہے اوسکے دیکھنے سے مفصل حال معلوم ہوگا۔

فصل نان نفقے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ حد نفقے کی کسی آیت یا حدیث میں نہیں آئی ہے فقط قید معروف کی ارشاد فرمائی ہے معروف کے یہ معنی ہیں کہ جو بڑاؤ نان نفقے کا اوس کے شہر قوم قبیلے محلے میں مشہور و معمول و مروج و دستور ہے اوس کے موافق دیوے اوس میں کمی نہ کرے باوجود قدرت کے مقدار معروف میں کوتاہی کرنا منظور نہ کرے یہ مطلب نہیں ہے کہ جتنا بی بی مانگے اتنا ہی اوسکو دے اور نان نفقہ دینے میں اعتبار شوہر کی قدرت و حال کا ہے جب قدر اوسکو مقدور ہو اوس میں قصور نہ کرے عورت کی امیری غریبی کو کمی بیشی نان نفقہ میں کچھ دخل نہیں ہے مثلاً ایک شخص کی دو بیبیاں ہیں ایک غریب دوسری مالدار ہے تو اوسکو چاہیے کہ نان نفقے میں دونوں کو برابر کرے ایک کو دوسری پر فضیلت نہ دے ورنہ خلاف عدل ہوگا جس کا شارع نے ارشاد فرمایا ہے اور نان و نفقہ سے صرف روٹی پکڑ دینا مرد نہیں بلکہ عورت کے رہنے کا مکان دینا بھی مرد پر واجب ہے اس کے سوا اور سب ضروری حاجتوں کا مثل پان زردے وغیرہ کے بھی خیال رکھنا چاہیے اور دو اور غیر یہی نفقے میں دخل ہے اور جو مرد نان نفقہ عورت کو نہ دیوے اوسکی اطاعت بھی عورت پر واجب نہیں یعنی اگر وہ اپنے خاوند کی تابعداری نہ کرے تو اوپر کچھ گناہ نہیں اور مصارف نان و نفقے کے تو مرد پر بیان تاک ضروری ہیں کہ اگر خاوند بالکل نہ دیوے یا دینے میں

کچھ تنگی کرے تو عورت کو بقدر اپنی حاجت اور ضرورت کے شوہر کے مال
 سے چپا کر لینا بھی درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث متفق علیہ
 ثابت ہوتا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ هُنْدَ ابْنَتَ عُمَرَ قَالَتْ يَا
 رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي
 إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدِكَ بِالْمَعْرُوفِ
 یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ مقرر کیا ہند عتبہ کی
 بیٹی نے اے رسول اللہ کے تحقیق ابوسفیان یعنی میرا خاوند ایک کنجوس اور
 لالچی آدمی ہے نہیں دیتا مجھ کو اس قدر خرچ کہ کفایت کرے مجھے اور میری
 اولاد کو یعنی جو اس سے ہے مگر کافی ہوتا ہے مجھے اور سکا دیا ہوا اور وہ چیز کہ
 لون میں اس کے مال سے اس حال میں کہ وہ نجائے یعنی اس سے چپا کر
 سیلون پس فرمایا آپ نے کہ لیلیہ اس قدر مال جو کفایت کرے تجھے اور تیری
 اولاد کو موافق دستور کے یعنی اوسط درجے کے خرچ کو کافی ہو اس سے
 معلوم ہوا کہ عورت کو اپنی حاجت اور اولاد کی ضرورت کے موافق ہر طرح سے
 روٹی کپڑے کے مصارف کا لینا خاوند کے مال سے درست ہے۔ اور نان
 نفقہ نہ دینے کی صورت میں اگر عورت چاہے تو خاوند سے اس کی تفریق بھی
 ہو سکتی ہے یعنی حاکم بجا دے کو جدا کر سکتا ہے اور نان نفقہ بی بی کا اس کے خاوند
 پر جب تک واجب ہے کہ وہ اس کے نکاح میں ہے اور رجعی طلاق والے کا

بھی واجب ہے جب تک وہ عدت میں ہے بان بائنہ کی زمانہ عدت کا
 اوپر لازم نہیں اور بائن وہ ہے جسکو ایک یا دو طلاق رجعت کی نیت سے
 دی ہوں پھر عدت میں رجوع نہ کی ہو یا ایک بنیونت یعنی جدائی کی نیت سے
 دی ہو یا جسکو تین طلاق دے ہوئے ہوں اور رجعی مطلقہ اسے کہتے ہیں جسے ایک
 یا دو طلاق رجعت کی نیت سے دے ہوئے ہوں پس جب تک تیسری طلاق
 نہ دے یا عدت کا زمانہ نہ گزر جاوے وہ عورت اس کے نکاح میں ہے اس
 مدت کا نان و نفقہ شوہر کو دینا چاہیے اور موت کی عدت میں نفقہ دینا لازم
 نہیں مگر جب کہ مطلقہ بطلاق بائن اور بیوہ حمل سے ہوں تو اون کو ولادت
 تک نفقہ دینا چاہیے چھوٹی لولاد کا نان نفقہ باپ پر اور محتاج اولاد کا زردار
 والدین پر اور محتاج مان باپ کا آسودہ اولاد پر اور شرعی لونڈی غلام کا روٹی کپڑا
 مالک پر واجب ہے یعنی ان لوگوں میں سے اگر کسی کو نفقہ نہ لگتا تو گنہگار
 ہوگا اور باقی قرابت والوں کا نفقہ اس پر واجب نہیں اگر کسی کو بطریق صلہ
 رحم کے دیوے تو خالی ثواب سے نہیں ہے۔

باب شانزدہم

فصل طلاق کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ طلاق البغض مباحات ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو مباح چیزوں

میں سے طلاق و نیا بہت ناپسند ہے جیسا کہ ان حدیثوں سے صاف ظاہر
 ہے ابو داؤد میں ہے عَنْ أَبِي عُمَرَ دَنِيَّ اللَّهِ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ أَبْغَضُ الْحَدَالِ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ يَعْنِي رَوَايَتِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
 سے کہ بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزوں
 میں کی اللہ کے نزدیک طلاق ہے اور دارقطنی میں ہے عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ
 اللَّهُ شَيْئًا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الْعِتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا
 عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ يَعْنِي مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا مجھے رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے معاذ نہیں پیدا کی اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز روئے
 زمین پر یعنی مستحبات میں سے کہ بہت پیاری ہو اس کی طرت آزاد کرنے سے
 یعنی بروئے کا آزاد کرنا اللہ تعالیٰ کو نہایت پسند ہے اور نہیں پیدا کی اللہ تعالیٰ
 نے کوئی چیز روئے زمین پر یعنی حلال چیزوں میں سے کہ بہت بری ہو اس کے
 نزدیک طلاق دینے سے پس ان دونوں حدیثوں سے ناخوشی اللہ تعالیٰ
 کی طلاق سے اور اس کا بغض مباحات ہونا ثابت ہوا اس لئے مردوں کو چاہئے
 کہ ہرگز طلاق دینے کا ارادہ نہ کریں اور ادنیٰ ادنیٰ قصور اور ذرا ذرا سی باتوں پر برہم
 ہو کے مفارقت کو گوارا نہ کریں بلکہ حتی المقدور عورتوں کی خطاؤں سے درگزر

کرتے رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچویں پارے کے تیسرے رکوع میں ارشاد فرمایا ہے
 وَالَّتِي تَخَافُ نُشْرَ زَهْنٍ فَعِظُوهُنَّ وَاجْهَرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاقْبِرُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ
 فَلَا تَتَّبِعُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا یعنی اور جن عورتوں کی بدخولی کا ڈر ہو تو ان کو
 سجھاؤ اور جدا کر دینے میں اور مارو پہر اگر تمہارے حکم میں آوین تو نہ تلاش کرو
 اوپر راہ الزام کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا یعنی اللہ تعالیٰ نے مرد
 کا درجہ اوپر بنایا تو عورت کو چاہیے اسکی فرمانبرداری کرے اور اگر کچھ عورت
 بدخولی کرے تو مرد پہلی بار سجھاوے دو سری مرتبے جدا سووے لیکن اوسی گھر
 میں پہر آخر درجے میں مارے ہی لیکن مومنہ پر نہ مارے اور نہ ایسا کہ خنر ہو پچھے
 عورت کو پہر اگر بظاہر عورت مطیع ہو جاوے تو کر دینہ کرے اسکی تفصیر وں پر
 اللہ سب پر حاکم ہے باقی ہر تفصیر کی ایک حد ہے مارنا آخر کا درجہ ہے فقط
 پس اس آیت شریف سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بدخو عورت کو پہلی ہی بار طلاق
 نہ دیدے بلکہ جب ان تینوں درجن سے اسکا حال گزر جاوے تو مجبوری
 سے اسکو چھوڑ سکتا ہے اور ان تین امروں میں سے ایک بات ہے جب
 تک کام چلے تو طلاق نہ دینی چاہیے اس لئے کہ بے ضرورت شدید کے مرد کا
 طلاق دینا یا عورت کا طلاق چاہنا حرام ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت
 ہوتا ہے عَنْ تَوْبَانَ دَفَى اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيْمًا مَرَأًةً سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ

فَحَرَّمَ عَلَيْهِمْ هَارَ آئِحَةَ الْجَنَّةِ وَآلَةَ أَحْمَدُ وَالْزَّوْمِذِي وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ
 مَاجَةَ وَاللَّادِرِيُّ يَعْنِي ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے روایت ہے انہوں نے
 کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت بغیر ڈر کے یعنی بدون
 ضرورت قوی کے اپنے خاوند سے طلاق چاہے تو اس پر جنت کی بوجرام
 ہے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے
 یعنی جبکہ حشر کے میدان میں مقربان الہی کو جنت کی خوشبو پہنچگی تو یہ عورتیں
 بسبب اس معصیت کے اس سے محروم رہیں گی پس عورتوں کو چاہیے کہ اس
 وعید کا لحاظ کر کے بلا ضرورت اپنے خاوندوں سے طلاق نہ نکالیں اور اونسے
 بدخوی نہ کیا کریں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورتوں
 کو منافق فرمایا ہے تبیسا کہ نسائی کی حدیث میں وارد ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُنْتَرَعَاتُ وَالْمُخْلَعَاتُ
 هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ يَعْنِي ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے روایت ہے انہوں نے
 کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتیں اپنے خاوندوں کی نافرمانی کرنے
 والیاں اور ان سے خلع چاہنے والیاں وہ ہیں منافق پس عورتوں کو چاہیے
 کہ بدون سخت ضرورت کے خلع چاہنے سے بچتی رہیں تاکہ منافقون میں نہ گنی
 جاویں اور مردوں کو بھی لازم ہے کہ حتی الامکان طلاق دینے سے پرہیز کرتے
 رہیں اسلئے کہ مباحات میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی ناپسند

چیز نہیں مانا اگر ایسی ہی ضرورت شرعی پیش آوے کہ بدون طلاق کے چارہ نہ تو مجبوری کی حالت میں مکلف مختار کو شرعاً طلاق دینا جائز ہے۔ اور طلاق کے مقدمے میں نہایت احتیاط کرنا چاہیے اسلئے کہ یہ نہیں ہے ہی واقع ہو جاتی ہے اور نیت کے ساتھ اشارے سے بھی پڑ جاتی ہے اسی طرح اگر کسی کو اپنی طرف سے طلاق کا مختار کر دے اور وہ بدون اسکی اطلاع اسکی عورت کو طلاق دیدے یا اپنی بی بی کو طلاق کا اختیار دیدے اور وہ خود طلاق کو اختیار کرے تو ان صورتوں میں طلاق واقع ہو جاوے گی اور جب کسی شخص کو طلاق دینے کی ضرورت پیش آوے تو چاہیے کہ سنت کے موافق طلاق دے اور اسکی کئی شرطیں ہیں ایک یہ کہ حالتہ نہ وجہ اسکی یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بی بی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر خفا ہوئے دوسرے یہ کہ نفاس میں نہ ہو اس لئے کہ سنی طلاق طہر میں ہوتی ہے اور نفاس طہر نہیں تیسرے یہ کہ ایسے طہر میں طلاق دی ہو کہ اوسمیں خلوت نہ کی ہو چوتھے یہ کہ ایسے طہر میں طلاق نہ دی ہو کہ اوس سے پہلے کے حیض میں طلاق دیکھا ہے یا اوس حمل میں جواب ظاہر ہوا ہے پس جو طلاق حیض یا نفاس میں دیکھی یا ایسے طہر میں کہ اوس میں خلوت کی ہے یا ایسے طہر میں کہ اوس سے پہلے کے حیض میں طلاق دیکھا ہے یا اوس حمل میں جو ظاہر ہوا ہے طلاق دے تو اس طرح کا طلاق دینا حرام ہے

اور اس کے وقوع میں علما کا اختلاف ہے راجح عدم وقوع ہے اور طلاق سنی
میں شرائط مذکورہ کے معتبر ہونے کی دلیل یہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ
عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّطَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يَسْكُهَا حَتَّى تَمُتَ ثُمَّ تَحِيضُ فَتَطْهُرُ
فَإِنْ بَدَأَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا إِنْ يَمْسُرُهَا فَبِذَلِكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ
اللَّهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ وَفِي رِوَايَةٍ مُرَّةٌ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا
أَوْ حَامِلًا يَعْنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَعَى رِوَايَتِهِ أَنَّ طَلَّاقَ دِيْ اُنْثَى
نَعَى ابْنِي بِي بِي كُوْحِيضٍ كِي حَالَتِي مِيْن لِسِي حَضْرَتِ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعَى رَسُوْلُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَعِي سَاعَتِي اِسِي كَا ذِكْرِي كِيَا تُوْ اَبِي اِسِي كَا مِي كَعِي سَبَبِي
خَفَا هُوْنِي پَر فرمایا کہ عبد اللہ اوس عورت کی طرف رجوع کرے یعنی مثلاً یوں
کہے کہ میں نے اوسکو اپنے نکاح کی طرف پھیر لیا اور یہ اس لئے فرمایا کہ حیض میں
طلاق دینے کے گناہ کا تدارک ہو جاوے پھر اوس عورت کو اپنے پاس روک
رکے بیان تک کہ وہ پاک ہو پھر حائضہ ہو پھر پاک ہو جاوے یعنی دوسرے
حیض سے پھر اگر اوس کا طلاق دینا چاہے تو پاکی میں خلوت کرنے سے پہلے
اوسکو طلاق دیدے پس یہ وہ عدت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ
میں عورتوں کو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ

فَطَلِّقُوهُنَّ حُرًّا بِعَدَّتِ كُفْرًا وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ يَعْزِي بِكُمْ إِلَهُ الْعَالَمِينَ
 طلاق دو عورتوں کو تو اون کو طلاق دو اون کی عدت پر اور گنتے رہو عدت او
 ڈڑو اللہ سے جو رب ہے تمہارا یعنی عدت پر طلاق دینا یہ ہے کہ طلاق والی
 کے لئے مدت عدت کی تین حیض ہیں پس حیض سے پہلے طلاق دینا چاہیے تاکہ
 سارا حیض گنتی میں آوے اور اس پاکلی میں قربت نہ کی ہو اور جو شخص سنت کے
 موافق تین طلاقیں دینا چاہے تو تین طہرین تین طلاقیں دے ایک ہی بار تینوں
 ندے اس لئے کہ یہ جائز نہیں اور جو کسی شخص سے نہ خلاف سنت تینوں طلاقیں
 ایک ہی دفعہ دین تو صحیح یہ ہے کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسی طرح ایک
 طہرین دو یا دو طہرین تین طلاق دینا خلاف سنت ہے اور دینے والا اس کا
 گنہگار اور بعض علماء کے نزدیک اس طرح کی طلاق میں رجوع کرنا واجب ہے
 اور رجعی طلاق میں طلاق تک رجوع کرنا ممکن ہے جیسا کہ قرآن شریف میں
 آیہ ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاِمْسَاكٌ يَّحْتَرُمُ وَاَوْتَسِرُحٌ بِاِحْسَانٍ یعنی
 طلاق دو بار ہے پہر رکنا، وافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے یعنی دو طلاق
 تک مرد عورت سے رجوع کر سکتا ہے اور جب تین طلاق دے تو وہ بی بی
 اس کے نکاح میں نہیں رہ سکتی اور نہ وہ مرد پر اس سے نکاح کر سکتا ہے
 بان عدت گزرنے کے بعد اگر وہ عورت دوسرے مرد کے نکاح میں آوے اور
 وہ دوسرا خاوند نکاح اور خلوت کے بعد اس عورت کو طلاق دے اور اس

طلاق کی عدت بھی پوری ہو جاوے تب پہلا خاوند اس سے نکاح کر سکتا
 ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَكَ مِنْ بَعْدِ حَتَّى
 تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهَا فَإِنْ طَلَّقَهَا فَتَكْلُجُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ طَلَّقَا
 أَنْ يَقِيَا حَدَّ وَكَدَّ اللَّهُ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ یعنی پہر اگر
 اس کو طلاق دیا تو اب اس کو حلال نہیں وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح
 کرے کسی خاوند سے اس کے سوا سے پہر اگر وہ شخص یعنی دوسرا شوہر اس کو طلاق
 دے تو گناہ نہیں ان دونوں پر یہ کہ پہر بجاوین اگر خیال رکھیں کریں کہ ٹھیک
 رکھیں گے قاعدے اللہ کے اور یہ دستور باند ہے ہین اللہ کے بیان کرتا ہے
 واسطے جاننے والوں کے یعنی تیسری طلاق کے بعد پہر نہیں سکتے بلکہ دونوں
 کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندہ سکتا جب تک بیچ میں اور خاوند کی خلوت
 نہ ہو چکے اور دوسرے نکاح میں مرد کا خلوت کرنا اس عورت سے ضرور ہے
 ایسا نہ کرے کہ دوست آشنا کی خاطر داری کے لئے نکاح کر کے بغیر صحبت کے
 طلاق دیدے اس لئے کہ وہ عورت نرے نکاح اور طلاق سے پہلے خاوند پر
 حلال نہیں ہو سکتی۔ اور جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاق دے پہر کسی دوسرے
 سے کہے کہ تو اس عورت سے نکاح کرے بعد خلوت کے اس کو طلاق دیدینا
 سو یہ امر ہرگز درست نہیں اگرچہ حنفیہ کے نزدیک خلوت ہونے کی صورت میں
 تو پہلے خاوند پر حلال ہو جاوے گی مگر حدیث شریف میں ان دونوں آدمیوں پر

لعنت آئی ہے جیسا کہ ترمذی میں آیا ہے عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَعَنَّ الْمُحْلَّ ذَا الْحُلِّ لَكَ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے والی پر اور اس شخص پر جس کے لئے حلالہ کیا گیا لعنت فرمائی ہے پس آدمی کو چاہیے کہ ایسا کام کیوں کرے کہ لعنت کا طوق گردن میں پڑے بلکہ جہان تک ممکن ہو طلاق دینے سے نہایت پرہیز کرے اس لئے کہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی غصے میں طلاق دے بیٹھا ہے اور آخر کو نادام اور پشیمان ہوتا ہے پر نہ امت کچھ فائدہ نہیں دیتی پس عاقل کو چاہیے کہ اگر کسی ہی ضرورت پیش آوے تو ایک یا دو طلاق دیدے تین نہ دے اس لئے کہ تین طلاق کے بعد پر عورت سے رجوع نہیں ہو سکتی بہر طرح کی مشکل اور دشواری ہوتی ہے اور شرع میں آزاد عورت کے لئے تین طلاق کی حد مقرر ہے اور لونڈی کے واسطے دو کی یعنی جس طرح آزاد عورت تین طلاق کے بعد نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اسی طرح لونڈی دو طلاق کے بعد نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور جو حکم آزاد عورت کے لئے تین طلاق کے بعد مقرر ہے وہی حکم لونڈی کے واسطے دو طلاق کے بعد ہے اور جو شخص بغیر خلوت کے عورت کو طلاق دے اور سکول لازم ہے کہ آدھا مہر اس کا دیدے جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے وَإِنْ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ

اَنْ تَمْسُوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً تَنْصِفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّا اَنْ يَّعْفُوْنَ
 اَوْ يَّعْفُوَ الَّذِيْ بِيْدِ عُقْدَةِ النِّكَاحِ وَاَنْ يَّعْفُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنسَوُا فُضْلَ
 بَيْنِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يَبْاِءُ الْعَمَلُوْنَ بِصِرِّهِمْ يَعْنِي اور اگر طلاق دواون کو ہاتھ لگائے
 سے پہلے اور ٹھیرا چکے ہو اون کا حق تو لازم ہوا اسکا آدھا جو کچھ ٹھیرا لیا تھا مگر یہ
 کہ درگزر کرین عورتین یا معاف کرے جس کے ہاتھ گرہ ہے نکاح کی اور عزم مرد
 درگزر کرو تو قریب ہے پر ہنر گاری سے اور نہ بھلا دہڑائی رکھنی آپس میں تحقیق الہم
 جو کرتے ہو سو دیکھتا ہے یعنی اگر ٹھیر چکا تھا پہرین ہاتھ لگائے طلاق دے تو
 آدھا مہر دینا لازم ہوا لیکن جو عورتین بالکل مہر معاف کر دین تو پہر کچھ دینا لازم نہیں
 اور اگر مرد درگزر کرے جو مختار تھا نکاح رکھنے اور توڑنے کا کہ پورا مہر خوشی سے
 عورت کے حوالے کر دے تو بہت بہتر اور انسب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو
 بڑائی دی ہے اور اسکو مختار کیا نکاح رکھنے اور توڑنے کا پس اوس کو چاہیے
 کہ مہر دینے میں اپنی بڑائی رکھے یعنی پورا مہر دے اور جس عورت کو بدون خلوت
 اور بغیر مقرر کرنے مہر کے طلاق دے تو اسکو کچھ مہر دینا لازم نہیں لیکن موافق اپنے
 مقدور کے کچھ خرچ دینا ضرور ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے لَا جُنَاحَ
 عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا مَسَّوْهُنَّ اَوْ فَرَضُوا لَكُمْ فَرِيْضَةً وَتَمَتَّعُوْهُنَّ عَلَى الْمَوْعِدِ
 وَ عَلَى الْمَقْتَرِدِ لَا مَتَاعًا بِالْعُرْوَةِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ يَعْنِي گناہ نہیں مگر اگر طلاق دو
 تم عورتوں کو جب تک کہ نہ ہاتھ لگایا ہو انکو یا نہ مقرر کیا ہو کچھ اون کا حق اور

اور اون کو خرچ دو وسعت واسے پراو سکے موافق ہے اور تنگی واسے پراوس کے موافق جو خرچ دستور ہے لازم ہے نیکی والون پر پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایسے حال میں مہر دنیا لازم نہیں لیکن مرد کو اپنے مقدر کے موافق اوس عورت کے ساتھ کچھ سلوک کرنا ضرور ہے اگر زیادہ دہو سکے تو ایک جوڑا ہی اپنی وسعت کے لائق اوس عورت کو دیکے رخصت کر دے اور یہ دنیا مکارم اخلاق اور حسن سلوک سے ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ محسنین کا ارشاد فرمایا ہے یعنی اگرچہ خلوت نہیں ہوئی اور مہر مقرر نہ ہوا مگر احسان بہر حال نہایت عمدہ چیز ہے اور اللہ احسان کرنے والون کو دوست رکھتا ہے ان اللہ یحب المحسنین

فصل خلع اور ایلاء اور طہار اور لعان کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ خلع طلاق نہیں بلکہ نکاح کا فسخ کرنا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيْعُ بِاِحْسَانٍ فرمایا اس کے بعد افتدا یعنی خلع کا ذکر کیا ہر اس کے پیچھے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہَا ارشاد فرمایا سو اگر خلع کو جو ایلاء اَنْ يَتَخَا فَاَنْ لَا يُقِيمَا اَحَدُودَ اللہ سے مراد ہے طلاق کہین تو وہ طلاق کہ اوس کے بعد عورت پہلے خاوند پر بغیر دوسرے نکاح اور خلوت اور طلاق کے حلال نہیں ہو سکتی چوتھی طلاق ہوگی اور طلاق تین ہوتی ہیں نہ چار دوسری وجہ یہ ہے کہ ربیع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں خلع کیا تو آپ نے اسکو ایک حیض

تک مدت میں بیٹھنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ خلع طلاق نہیں ہے اس لئے کہ اگر طلاق ہوتا تو آپ اوسکو تین حیض کی مدت کا حکم فرماتے نہ ایک کا پس جو عورت کسی وجہ شرعی سے خلع کرنا چاہے تو مرد کو اس سے کچھ مال دلوانا یا اوسکے مہر سے کچھ معاف کرنا چاہیے اس لئے کہ خلع تو بڑے بہت مال پر جائز ہے مگر جو مال عورت کو مرد کی طرف سے ملا ہے اوس سے زیادہ نہ دلوانا چاہیے اور خلع بدون رضاے شوہر نہیں ہو سکتا مگر نہ راضی ہونے کی صورت میں بشرطیکہ کسی طرح سے باہم اتفاق ممکن نہ ہو تو بایجاب حاکم خلع ہو سکتا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں آیا ہے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أُمَّرَأَةً ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتَبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَكَأْدٍ وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَتَوَدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنْ قَبِلَ الْحَدِيثُ وَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَهُ يَعْنِي رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِمَّنْ كَانَتْ تَتَّبَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ كُفْرًا فَارْجُوهُ فَإِنْ كُنْتُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَارْجُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتُ كُفْرًا فَارْجُوهُ فَإِنْ كُنْتُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَارْجُوهُ

ڈرتی ہوں کہ اوسکی نافرمانی جو خلافت متفقنا ہے اسلام ہے کیمن مجہد سے
 ظہور میں نہ آوے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا پیر دیگی تو
 اوس پر اوس کا باغ یعنی جو اوس نے تجھے مہین دیا تھا وہ بولی ہاں پر رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت سے فرمایا کہ تو اپنا باغ لیلے اور اوسکو ایک
 طلاق دیدے جو کہ اس حدیث شریف سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کا خلع کرنا عورت سے مرد کو باغ دلو کر صاف ظاہر ہے اس لئے حاکم کو چاہیے
 کہ جب کوئی عورت بوجہ کسی امر شرعی کے اپنے خاوند سے جدائی چاہے اور آپس میں
 کسی طرح اتفاق ممکن نہ ہو تو مصلحت عورت سے مرد کو کچھ مال دلا کر یا اوس کا مہر
 معاف کر کے خلع کرادے اور ایک طلاق دلوادے اسکے بعد اگر وہ دونوں
 آپس میں راضی ہو جاوے اور نکاح کرنا چاہیں تو ان کا نکاح ہو سکتا ہے حلالہ
 کی ضرورت نہیں ہے اور ایلا شرع میں اوس سے کہتے ہیں کہ خاوند قسم کھاوے
 کہ میں اپنی سب یا بعض بیویوں کے پاس بجاؤں گا پھر اگر چار مہینے سے کم کی
 مدت ٹھیرائی تو اوس زمانے کے پورے ہونے تک جدا رہے اس لئے کہ
 صحیحین وغیرہ میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں
 سے ایک مہینے کا ایلا کیا تھا پھر اوس کے بعد اونکے پاس تشریف لے گئے اور جو
 چار مہینے سے زیادہ کی مدت مقرر کرے تو اوس کے گزرنے کے بعد خاوند
 کو اختیار ہے چاہے بی بی سے میل کر لے یا طلاق دیدے جیسا کہ دوسرے

پارے کے بارہویں رکوع میں آیا ہے لِلَّذِينَ يُولُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ
 أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَإِنْ عَزَمُوا
 الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ یعنی جو لوگ قسم کھا رہے ہیں اپنی عورتوں سے
 اون کو فرصت ہے چار مہینے پہر اگر ملگئے تو اللہ بخشنی والا مہربان ہے اور اگر
 ٹھیرایا رخصت کرنا تو اللہ سنتا ہے جانتا پس اس آیت شریف سے معلوم
 ہوا کہ چار مہینے گزرتے ہی طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ اس مدت کے بعد خاوند
 مختار ہے جب طلاق دیگا تو واقع ہوگی جیسا کہ امام بخاری نے ابن عمر رضی اللہ
 عنہما سے روایت کیا ہے إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ لَوْ قِفْتُ حَتَّى
 يُطْلِقَ وَلَا يَفْعَ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتَّى يُطْلِقَ وَيَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ عُثْمَانَ
 وَعَلِيٍّ وَآبِي الدُّدْدِ وَأَعْوَعَالِشَةَ وَإِثْنَيْ عَشَرَ جَلَامًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ یعنی جب چار مہینے گزر جاویں تو توقف کیا جاوے
 بیان تک کہ خاوند طلاق دے اور اوپر طلاق واقع نہ ہوگی بیان تک کہ
 طلاق دیوے اور ذکر کی گئی یہ بات حضرت عثمان اور حضرت علی اور
 حضرت ابوالدرداء اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور بارہ صحابیوں سے
 اور چار مہینے گزرنے کے بعد جو شوہر نے رجوع نہ کی تو اس میں علما کا اختلاف
 ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس مدت کے گزرنے سے فوراً
 طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ توقف کیا جاوے چاہے مرد رجوع کرے اور

اپنی عہد کا کفارہ دے یا طلاق دیدے ورنہ حاکم طلاق ولادے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک چار مہینے گزرتے ہی بائن طلاق واقع ہوگی اور سعید بن مسیب اور ابو بکر بن عبدالرحمن رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق رجعی ہوگی اور ایلا کی مدت میں ہی علما کا اختلاف ہے جمہور کے نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلا نہیں ہوتا اور دلیل اون کی اوپر کی آیت شریف ہے مگر وہ اون کے مدعا کے مفید نہیں اس لئے کہ آیت میں توقیت نہیں ہے بلکہ اوس میں اوس مدت کا بیان ہے کہ جس کے بعد ایلا کرنے والا رجوع کرے یا طلاق دے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکے مہینے کا ایلا کیا پھر اوس کے بعد اپنی بیبیوں پر داخل ہوئے جیسا کہ پہلے گزر چکا پس اگر ایلا چار مہینے سے کم میں جائز نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیوں واقع ہوتا اور ایک جماعت اہل علم کے نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلا جائز ہے اور یہی حق ہے اور جو چار مہینے کے اندر رجوع کر لگا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور کفارہ عین کا تین روزے رکنا یا دس محتاجون کو کھانا کھلانا یا اونکو کپڑا دینا یا بردہ آزاد کرنا ہے اور ظہار یہ ہے کہ خاوند اپنی بی بی سے کہے کہ تو مجھ پر میری مان کی پیٹھ کے مانند ہے یا میں تجھ کو اپنی مان کی پیٹھ کے مانند ٹھیرا یا یا اس کے مثل کہے جیسا کہ قرآن شریف کے اٹھائیسویں پارے کے پہلے رکوع میں وارد ہوا ہے اَلَّذِي يَظْهَرُ ذَنْبُكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ مَا هُنَّ

اَمْتَحِنُمْ اِنْ اَمْتَحْنُمْ اِلَّا اِلَىٰ وَلَدُھُمْ وَاھُمْ لَیْقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ
 وَزُورًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ یعنی جو لوگ مان کہ بیٹھیں تم میں سے اپنی عورتوں
 کو وہ نہیں انکی مائیں اون کی مائیں وہی جنہوں نے اون کو جنما اور بیشک
 وہ بولتے ہیں ایک ناپسند بات اور جھوٹ اور اللہ معاف کرتا ہے بخشنے والا
 پس اس طرح کے کئے سے طلاق نہیں ہوتی اور خاوند پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے
 یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور جو بردہ نپاوے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے
 اور جو یہ بھی نہ ہو سکے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے پھر خاوند کو اپنی
 بی بی کے پاس جانا حلال ہے اور کفارہ دینے میں اسی ترتیب کا لحاظ رکھنا
 چاہیے دلیل اسکی یہ آیت ہے جو قد سمع اللہ کے پہلے رکوع میں ہے۔
 وَالَّذِیْنَ یُظْہِرُوْنَ مِنْ نِّسَاھِمْ ثُمَّ یُعُوْدُوْنَ لِیَا قَالُوْا فَمَنْ یُجْزِئُہُمْ مِّنْ قَبْلِ
 اَنْ یَّمْسَا ذٰلِکُمْ لَعُنُوْنَ بِہِ وَاللّٰہُ یَمَّا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامٌ
 شَہْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّمْسَا فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنِ مِسْکِیْنٍ
 ذٰلِکَ لَتَوْعِیْہُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتِلْکَ مُدْرَدُ اللّٰہِ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
 یعنی اور جو مان کہ بیٹھیں اپنی عورتوں کو پھر وہی کام چاہیں جسکو کہا ہے یعنی یہ
 لفظ کہا ہے قطع تعلق کے لئے لیکن اگر پھر تعلق رکھنا چاہیں تو آزاد کرنا ایک
 بردہ پہلے اس سے کہ آپس میں ہاتھ لگا دیں اس سے ٹکڑی نصیحت ہوگی اور
 اسہ خبر رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو پھر جو کوئی نپاوے تو روزے دو مہینے کے

لگا تا پہلے اس سے کہ آپس میں چوٹیں پہر جو کوئی نہ کر سکے تو کمانا دینا ہے ساٹھ
 محتاج کا یعنی اگر بکا کر کھلا دے تو سالن روٹی دو وقتہ پیٹ بہر کھلا دے اگر
 اناج دے تو ہر ایک کو دو سیر گیہون یہ اس واسطے کہ حکم مالو اللہ کا اور اس کے
 رسول کا اور یہ حدین باندھی ہیں اللہ کی اور منکر و نکر وہ کہ کی مار ہے اور اسی ترتیب
 کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلم بن صخر کے قصے میں بیان فرمایا ہے
 عَنْ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَلْمَانَ بْنَ صَخْرٍ رُلِقَالَ لَهُ سَلْمَةُ بْنُ صَخْرٍ
 الْبَيَاضِي جَعَلَ امْرَأَتَهُ عَلَيْهِ كَظْهَرِ امَةٍ حَتَّى بَمَضَى رَمَضَانَ فَلَمَّا مَفَى
 نِصْفُ مِنْ رَمَضَانَ دَفَعَ عَلَيْهَا الْبَلَاءَ فَأَنَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِعْتِقْ رَقَبَةً
 قَالَ لَا أَجِدُهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَستطِيعُ قَالَ أَطْعِمْ
 سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا أَجِدُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 لِفَرْدَاةِ ابْنِ عَمْرِوٍ وَأَعْطَاهُ ذَلِكَ الْعَرَقُ هُوَ مِثْلُ يَأْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا
 أَوْ سِتَّةَ عَشَرَ صَاعًا لِطَعْمِ سِتِّينَ مِسْكِينًا رَوَاهُ الْبُزْجِيُّ
 وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسْبٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ
 وَالدَّارِمِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ صَخْرٍ نَحْوَهُ قَالَ كُنْتُ
 امْرَأَةً أُصِيبُ مِنَ النِّسَاءِ مَا لَا يُصِيبُ غَيْرِي رَفِي رِوَايَتِهِمَا أَخْبَى أَبَا
 دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ فَاطْعِمُوا سَقَامًا مِنْ تَمْرَيْنِ سِتِّينَ مِسْكِينًا -

یعنی روایت ہے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ سلمان بن صخر نے اور انکو مسلم بن
 صخر بیاضی بھی کہتے ہیں اپنی بی بی کو اپنے اوپر اپنی مان کی بیڑیہ کے مثل ٹھیرایا
 بیان تاک کہ رمضان گزر جاوے یعنی یہ کہا کہ رمضان بہر تک تو مجھ پر میری مان
 کی بیڑیہ کے مانند حرام ہے پر جب آدھا مینا رمضان کا گزر چکا تو واقع ہوئے
 سلمان اپنی عورت پر ایک رات پر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 خدمت شریف میں حاضر ہو کے یہ حال بیان کیا تو آپ نے اوسے فرمایا
 کہ ایک بروہ آزاد کر سلمان نے کہا مجھے اوسکی قدرت نہیں آپ نے
 فرمایا تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھ یعنی اس مدت میں کبھی روزہ ناغہ نہ کر اور
 رات کو بھی عورت سے خلوت نہ کر سلمان نے کہا میں روزے نہیں رکھ سکتا
 آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ انہوں نے کہا مجھے اس کا مقدور
 نہیں پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروہ بن عمرو صحابی سے فرمایا
 کہ یہ کچھ روزن کی زنبیل سلمان کو دیدے تاکہ یہ ساٹھ محتاجوں کو کھلاوے اس
 حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ظہار کر نیوالا محتاج ہو اور روزہ بھی نہ رکھ سکتا
 ہو تو امام کو چاہیے کہ مسلمانوں کے صدقات سے اوسکی اعانت کرے اور ظہار
 کرنے والا اگر محتاج ہو تو اپنے اوپر اور اپنے اہل و عیال پر اوس کفارے میں سے
 صرف کر سکتا ہے اس لئے کہ اس حدیث کی ایک روایت میں لفظ مسکینوں کو
 بعد یہ بھی آیا ہے لَمْ اسْتَعِنْ بِسَائِرِهِ عَلَيْكَ وَعَلَى عِيَالِكَ یعنی مسکینوں کے

کہلانے کے بعد جو بچے اوسکو اپنے اور اہل و عیال کے صرف میں لا اور جو
 نماز کا ایک وقت مقرر کرے تو طہار نہیں جاتا مگر اوس وقت کے گزر جانے
 سے اور ظاہر قرآن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفارہ عود ہی سے واجب
 ہوتا ہے تو طہار موقت کے وقت گزرنے کے بعد صحبت کا ارادہ کرنا عود
 نہ ہوگا پس کفارہ اوس میں واجب نہ ہوگا اور جو کفارہ کا موجب قول منکر اور زور
 ہو تو طہار مطلق اور موقت دونوں میں کفارہ واجب ہوگا اس لئے کہ طہار
 کرتے ہی قول منکر وقوع میں آچکا اور جو طہار موقت میں وقت گزر جانے سے
 پہلے بوی کے پاس جائے اور مطلق میں کفارہ دینے سے آگے تو پہلی صورت
 میں مرد کو چاہیے کہ وقت مقرر کے گزرنے تک اور دوسری صورت میں کفارہ
 دینے تک پہر صحبت نہ کرے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ
 عَلِيٍّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنْ امْرَأَتِهِ فَغَشِيَهَا قَبْلَ أَنْ يَكْفُرَ
 فَأَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى
 ذَلِكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ بَيَاضَ حَجْلَيْهَا فِي الْقَمَرِ فَلَمْ أَمْلِكْ نَفْسِي
 أَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 وَامْرَأَةٌ أَنْ لَا يَقْرُبَهَا حَتَّى يُكْفِرَ وَآلُ ابْنِ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ
 وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَرَوَى
 أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْهُ مُسْنَدًا وَمُرْسَلًا وَقَالَ النَّسَائِيُّ الْمُرْسَلُ

اَوَّلِيْ بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ یعنی روایت ہے عکرمہ سے اوہون نے ابن
 عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے نہا کر کیا
 پھر کفارہ دینے سے پہلے اوس سے خلوت کر لی پھر اوس نے نبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے پاس آ کے یہ حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کس چیز نے تجھے اس
 کام پر آمادہ کیا اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں چاندنی میں اوسکی پازیبون کی
 کی سفیدی دیکھتے ہی اوس پر واقع ہونے سے اپنے نفس کو نہ روک سکا یہ
 سنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس دئے اور اوسکو حکم دیا کہ کفارہ
 دینے سے پہلے اوس سے قربت نہ کرے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ
 نے اور نقل کی ترمذی نے مثل اسکے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے
 اور ابو داؤد اور نسائی نے مانند اس کے مسند اور مرسل نقل کیا اور کہا نسائی نے
 مرسل نزدیک ہے ساتھ صحت کے مسند سے اور جو کفارہ دینے سے پہلے
 خلوت کرے گا تو جمہور کے نزدیک ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور یہی حق
 ہے اور ظہار غلام کا آزاد کے ظہار کے مثل ہے اور روزی غلام کے لئے
 ظہار کے کفارے میں آزاد کی طرح بالاتفاق دو مہینے کے ہیں اور ظہار بی بی
 سے ہوتا ہے لونڈی سے ابتداء نہیں ہوتا اگرچہ بقا صحیح ہے اور لعان آہل
 میں ایسی مضبوط قسموں کو کہتے ہیں جو خاوند کو ہمت کی حد سے بری اور زنا
 کا لوٹ عورت پر ثابت کرتی ہیں اور عورت پر اوس کے سبب سے تنگی اور

سختی کی جاتی ہے اور جو خاوندانکار کرے تو اسے تہمت کی حد ماری جاتی ہے
 اور ایسی موکوہ تسمین میں کہ عورت کو تہمت سے بری کرتی ہیں اور جو انکار کرے
 تو اس پر بھی تہمت کی حد ماری جاتی ہے پس جب مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت
 لگا دے اور وہ اس کا اقرار نہ کرے اور خاوند اپنے تہمت لگانے سے نہ پرے
 تو مرد لعان کرے یعنی چار بار گواہی دے کہ بیشک وہ سچا ہے اور پانچویں بار
 یہ کہے کہ لعنت خدا کی اس مرد پر اگر وہ جھوٹا ہے پر عورت گواہی دے چار بار
 کہ بیشک مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ غضب اللہ کا ٹوٹ پڑے اس
 عورت پر اگر مرد سچا ہے اور دلیل اس کی یہ آیت شریف ہے جو سورہ نوز کے
 پہلے رکوع میں مذکور ہے وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ
 شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ
 بِاللَّهِ إِنَّهُ مِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ
 إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ یعنی اور جو لوگ عیب لگاویں اپنی جوڑوؤں کو اور نہ ہوں
 ان کے پاس گواہ سوائے اپنی جانوں کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار بار
 گواہی دے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی
 پشکار ہو اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہو اسی طرح اس کے بعد عورت سے پانچ مرتبہ
 گواہی دلوانا چاہیے کہ یہ گواہی زنا کی حد کو عورت سے دفع کرتی ہے جیسا کہ اس
 آیت سے معلوم ہوتا ہے وَيَذْرَأُهَا الْعَذَابُ إِنْ تَشْهَدُ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ

بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَ اَلْخَمْسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ
 مِنَ الْقَادِرِيْنَ - یعنی اور عورت سے یوں مار ملتی ہے کہ گواہی دے
 چار گواہی اللہ کی نام کی مقررہ شخص جو ٹا ہے اور پانچویں باریہ کہ اس کا غضب
 آوے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے عومیر عجلانی اور اونکی بی بی اور ہلال بن اُمیہ اور اونکی عورت کے درمیان
 میں لعان کا حکم فرمایا تھا اور جب مرد عورت لعان کر چکیں تو حاکم کو چاہیے کہ
 اون دونوں میں جدائی کرادے پھر یہ عورت اوس مرد پر ہمیشہ کو حرام ہو جاوے گی
 جیسا کہ دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
 کی ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم قَالَ الْمُدَّاعِيَانِ اِذَا تَفَرَّقَا
 لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جن میں
 بی بی کے درمیان میں لعان ہو وہ جدا ہونے کے بعد کبھی جمع نہ ہونگے
 یعنی اون دونوں میں باہم نکاح ہرگز جائز نہ ہوگا اور مرد جس قدر مرد بچکا ہے
 وہ ہی اوس کو واپس نہ ملیگا جیسا کہ اس حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے
 عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم قَالَ
 لِّلْمُدَّاعِيَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ
 عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لِيَ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا
 فَرُبَّمَا اسْتَحَلَّتْ مِنْ فَرْجِهَا اِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا اَفْذَا لَكَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت مرد لعان کرنے والوں سے کہ حساب تمہارا اللہ پر ہے ایک تم دونوں میں سے جو بڑھا ہے یعنی نفس الامر میں اور ہم ظاہر کے موافق حکم کرتے ہیں تیرے لئے کوئی راہ نہیں اس عورت پر یعنی کسی طرح جائز نہیں کہ تو اس عورت کے ساتھ رہے بلکہ تجھ پر یہ ہمیشہ کو حرام ہو گئی اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال یعنی میرا مہر دیا ہوا کیا جاتا رہے گا فرمایا نہیں کچھ مال تیرے لئے یعنی تیرا مہر دیا ہوا کچھ ہر نہیں سکتا اس لئے کہ وہ حال سے خالی نہیں جو تو اوس پر سچ بولتا ہے تو وہ مال اوسکی شرمگاہ کے حلال کرنے کے بدلے میں ہے اور جو جو بڑھ بولتا ہے تو پیر لینا مہر کا اوس سے بہت دور ہے اور بہت دور ہے تیرے لئے یعنی جب صدق کی حالت میں نہ پھیر سکا تو کذب میں بطریق اولیٰ نہ پیرنا چاہیے اور لعان کا بچا یعنی لعان کے وقت اگر عورت حاملہ ہو تو وہ عورت ہی کو ملیگا مرد کو نہ ملیگا جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا عَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ فَاتَّخَذَ مِنْ وَلَدٍ هَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَالْحَقُّ الْوَلَدُ بِالْمَرْأَةِ مُشْفِقٌ عَلَيْهِ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص اور اوسکی بی بی کے درمیان میں لعان کا حکم فرمایا پس وہ شخص اوس عورت کی لڑکی سے دور ہوا یعنی ملاعت کے

سبب لڑکی کا نسب اس شخص سے منقطع ہو گیا پہر آپ نے اون دونوں میں
جدائی کر دی اور لڑکی کو عورت کے ساتھ ملا دیا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
اور حجب عورت زنا کا اقرار نہ کرے اور مرد تممت لگانے سے باز نہ رہے تو حاکم کو
چاہیے کہ مرد اور عورت دونوں کو نصیحت کرے جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں وارد ہوا
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کو نصیحت کی اور یہ بات فرمائی کہ مقرر
عذاب دنیا کا آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے پہر عورت کو نصیحت کی
اور ایسا ہی فرمایا اور جو عورت زنا کا اقرار کرے تو شبہ نہ ہونے کی صورت میں
اوسے بیاہ والے زانی کی حد ماری جائے گی اور جو مرد جو ط بولنے کا اقرار
کرے تو اس پر تممت کی حد لازم آئے گی پس ہر مسلمان ایماندار کو چاہیے کہ ان
سب باتوں سے نہایت احتیاط رکھے تاکہ دنیا کے معائب اور آخرت کے
مصائب سے محفوظ رہے۔

فصل عدت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ عدت کی تین قسمیں ہیں ایک طلاق کی دوسری خلع کی تیسری
وفات کی پس حاملہ طلاق والی کی عدت جننے تک ہے جیسا کہ سورہ طلاق
کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے **وَأُدْلَاۤتُ الْاَحْصَاۤلِ**
اَجَلُهُنَّ اَنْ يُّضَعْنَ حَبْلُہُنَّ یعنی اور جن کے پیٹ میں بچا ہے اون کی
عدت یہ ہے کہ جن دیون بیٹ کا بچہ اور جن مطلقہ عورت کو حیض آنا ہو اوسکی

عدت تین حیض ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ کے اٹھائیسویں رکوع میں آیا ہے ۔
 وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ یعنی اور طلاق والی عورتیں
 انتظار کروادیں اپنے تئیں تین حیض تک اور جو نہ حاملہ نہونہ اسے حیض آتا
 ہو جیسے نابالغ لڑکی یا وہ بوڑھا جیسے حیض نہیں آتا یا ایسی عورت جس کا حیض
 کسی بیماری کے سبب سے آنے کے بعد منقطع ہو گیا تو ان سب کی عدت
 تین مہینے ہیں جیسا کہ سورہ طلاق کے پہلے رکوع میں واقع ہوا ہے وَالَّتِي
 يَكْسُنُ مِنَ الْحَيْضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ امْسَتْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ
 الْآلِیَّ كَمْ يَخْضُ یعنی اور جو عورتیں نا امید نہونیں حیض سے تم ساری
 عورتوں میں اگر تم کو شبہ رہ گیا تو ان کی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی
 جن کو حیض نہیں آیا اور خلع والی کی عدت ایک حیض ہے جیسا کہ خلع کی
 فصل میں گذرا اور جس عورت کا خاوند مر جاوے اور حاملہ نہو تو اسے چاہیے
 کہ چار مہینے دس دن عدت میں بیٹھے جیسا کہ سورہ بقرہ کے تیسویں رکوع میں
 وارو ہوا ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ
 بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا یعنی اور جو لوگ مر جاویں تم میں اور چھوڑ جاویں وہ بیویاں
 انتظار کروادیں اپنے تئیں چار مہینے اور دس دن اور جو حاملہ نہو تو چار
 مہینے تک عورت میں رہے جلدی پیدا ہو یا دیر میں جیسا کہ سورہ طلاق کی آیت
 میں گذرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو خوب کھول کر بیان

فرمایا ہے چنانچہ اس مقدمے کی حدیثیں صحیحین میں موجود ہیں اور جو عورت
 وفات کی حدت میں ہو وہ چاہیے کہ کسی طرح کی زینت اور آرائش نہ کرے
 یعنی مٹی نہ لگے نہ لگا اور گٹھنکا ہو کپڑا اور زیور وغیرہ نہ پہنے منہ دی اور سر
 نہ لگاے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں وارد ہوا ہے عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحِدُّ امْرَأَةٌ عَلَى مَتِّتٍ فَوْقَ
 ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِ أَرْبَعَةٍ أَشْهُرٍ وَعَشْرٍ أَوْ لَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوعًا إِلَّا ثَوْبَ
 عَصَبٍ وَلَا تَكْتُمِلُ وَلَا تَمْسُ طَبِيبًا إِلَّا إِذَا طَهَرَتْ بُدَّةً مِنْ قُسْطٍ أَوْ
 أَظْفَارٍ وَلَا دَاؤُودَ أَوْ دَدَ لَا تَخْتَضِبُ یعنی روایت ہے ام عطیہ رضی اللہ
 عنہا سے اوہ بن نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوگ
 نکرے کوئی عورت کسی مرد سے پر زیادہ تین دن سے لگے خاوند پر چار مہینے ہں
 دن اور نہ پہنے یعنی عورت میں رنگین کپڑا مگر کپڑا عصب ہے کا اور نہ سرمہ لگاوے
 اور نہ خوشبو ملے مگر جبکہ پاک ہووے حیض سے تو کچھ استعمال کرنا قضا یا نفاس

۱۵ عصب میں کی ایسی چادر دن کو کہتے ہیں کہ پہلے اونکا سوت اکٹھا کر کے جگہ جگہ اوس کو تانوں کے باندھ کر
 رنگ دیتے ہیں وہ ایسی چادر بن بنتی میں تو جس جگہ سوت باندھا گیا تھا وہ سفید رہ جاتی ہے اور باقی رنگین
 جیسے آجکل رنگ برنگی لٹکیاں بنی جاتی ہیں ۱۲۔

۱۶ قضا و نفاس ایک قسم کی خوشبو ہے عرب کی عورتیں حیض سے پاک ہونے کے بعد شرمگاہ
 میں اوس کا استعمال کرتی ہیں تاکہ بدبو دور ہو جائے ۱۲۔

کا درست ہے اور زیادہ کیا البر واود نے اور نہ رنگے یعنی بالون کو اور ہاتھوں کو منہدی سے غصنکہ جس عورت کا شوہر مر جاوے او سے سب آرائش کی چیزوں کا برتن و فوات کی عدت میں منع ہے اور سوگ سوائے عدت و فوات کے طلاق وغیرہ کی عدت میں نہیں ہے اس لئے کہ اس میں کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی اور نہ عورتوں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک میں اسکو کیا پس جو اس کے وجوب کا مدعی ہو اسکو چاہیے کہ دلیل پیش کرے اور علمائے حنفیہ کے نزدیک جس عورت کو تین طلاقیں دی ہوں یا ایک بائنہ او سپر سوگ واجب ہے رجعی طلاق والی پر نہیں اور جو عورت وفات کی عدت میں ہو او سے یہ بھی چاہیے کہ جس گھر میں خاوند کے مرنے یا اسکی موت کی خبر آنے کے وقت تھی اوسی میں عدت پوری ہونے تک رہے کہیں باہر نجاوے اور نہ کسی کی شادی غمی میں شریک ہو جیسا کہ فرعیہ کی حدیث میں کہ جب کو امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے وارد ہے قَالَتْ خَرَجَ زَوْجِي فِي طَلَبِ اَعْلَاجٍ لَهٗ فَاذَرَ كَهْمُ فِي طَرِيقِ الْقَدُومِ فَقَتَلُوهُ فَاَنِي نَعِيْهُ وَاَنَا فِي دَارِ شَاسِعَةٍ مِّنْ دُوْرِ اَهْلِيْ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ فَقَوْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقُلْتُ اِنَّ نَعِيْ زَوْجِيْ اَتَانِيْ فِي دَارِ شَاسِعَةٍ مِّنْ دُوْرِ اَهْلِيْ وَلَمْ يَدَعْ نَفَقَةً وَّلَا مَالًا وَرِثَةً وَلَيْسَ الْمُسْكِنُ لَهٗ فَلَوْ تَحَوَّلْتُ اِلَى اَهْلِيْ وَاِخْوَتِيْ لَكَانَ اَذْفَقَ

بِي فِي بَعْضِ شَأْنِي قَالَ تَحَوَّلِي فَلَمَّا خَرَجْتُ إِلَى السَّجْدِ أَوَّلِي الْحُجْرَةَ
 دَعَانِي أَوْ أَمَرَنِي فَدُعَيْتُ فَقَالَ أُمْلِكِي فِي بَيْتِكَ الَّذِي أَتَاكَ
 فِيهِ نَعْمُ سَرُوحِكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ قَالَتْ
 فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَفِي بَعْضِ الْفَاطِمَةِ أَنَّهَا أَدْسَلُ
 إِلَيْهَا شَتْمَانُ بَعْدَ ذَلِكَ فَاخْبَرُوهُ فَآخَذَ بِهِ يَعْنِي فَرَعِيہ کمتی ہین کہ میرا خاوند اپنے غلاموں
 کو ڈھونڈ رہے کیا تھا قدر رحم کی راہ میں اونکو پایا اونہوں نے اوسکو مار ڈالا جب
 اوسکی موت کی خبر پہونچی تو میں اپنے میکے کے محلے سے ایک دور گھر میں تھی پھر
 میں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر
 یہ حال بیان کیا اور کہا کہ میرے خاوند کی موت کی خبر آئی ہے اور میں ایک
 ایسے گھر میں ہوں کہ وہ میرے میکے کے محلے سے دور ہے اور میرے خاوند
 نہ نفقہ چھوڑا ہے اور نہ کچھ مال کہ میں اوسکی وارث ہوتی اور نہ اوسکا کوئی گھر ہے
 سوا کہ میں اپنے میکے والوں اور اپنے بہائیوں کے پاس جا رہوں تو مجھے
 راحت ہوگی آپ نے فرمایا چارہ پہر جب میں مسجد یا حجرے کی طرف منہ چلی تو
 آپ نے مجھے بلایا یا میرے بلانے کا حکم دیا پہر میں بلائی گئی آپ نے فرمایا کہ
 تو اوسی گھر میں رہ جس میں تجھے تیرے خاوند کے مرنے کی خبر پہونچی بیان تک
 کہ تو اپنی مدت کو پہونچ جاوے یعنی عدت تمام ہو جاوے فرعیہ کمتی
 ہین کہ میں نے اوسی گھر میں چار مہینے دس دن تک عدت پوری کی اور

اسی حدیث کے بعض الفاظ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اسکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فریہ کے پاس آدمی بھیجا فریہ نے یہی قصہ بیان کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قول پر اعتماد کیا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو عورت وفات کی عدت میں ہو اسے پاسبی کہ جس گھر میں اس کا خاوند مرایا ہو اسکے مرنے کی خبر پہنچی ہو اسی میں عدت گزرنے تک رہے اس سے باہر نجاوے اور یہی صحیح ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہ بھی مروی ہے کہ سبب کسی عذر کے عورت کو اس گھر سے نکلتا جائز ہے جیسا کہ علماء حنفیہ کہتے ہیں کہ وفات کی عدت والی رات دن میں نکلے اور اکثر رات اپنے گھر میں رہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ رجعی اور بائنتہ طلاق والی جس گھر میں طلاق واقع ہوئی ہے اسی میں عدت پوری کرے اس گھر سے باہر نجاوے اور لوٹدی کی عدت آزاد عورت کے مثل ہے اور یہی قول قوی ہے اور بعض علماء کے نزدیک اس کی عدت دو حیض ہیں مگر جو بدشین ان کی دلیل میں دن میں علماء محدثین نے کلام کیا ہے اور ان کو نہ نصبت ٹھہرایا ہے۔

فصل اول امور کے بیان میں جن سے بدن
طلاق کے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

جانتا چاہیے کہ نکاح ٹوٹنے کے کئی سبب ہیں ایک انہیں سے کفر یا ارتداد

ہے جیسے میان بی بی و دو کافر تھے ایک اون میں سے مسلمان ہو گیا تو
 کفر کی حالت کا نکاح ٹوٹ جائیگا یا میان بی بی دو نوں مسلمان تھے عیاذاً
 باللہ ایک اون میں سے مرتد ہو گیا اور دوسرا مسلمان رہا تو اس صورت میں بھی
 نکاح ٹوٹ جائیگا ہاں اگر دو نوں یکبارگی کافر ہو جاویں پھر ساتھ ہی اسلام
 لائیں تو نکاح اون کا بدستور قائم رہیگا اور جو مسلمان میان اور بی بی یہودی یا نصرانی
 ہو پھر مجوسی ہو جاوے تو حنفیہ کے نزدیک نکاح ٹوٹ جائے گا۔ لیکن صحیح
 یہ ہے کہ مجوسہ کتابیہ کے حکم میں ہے یعنی جیسے مسلمان کا نکاح یہودی نصرانی
 صورت کے ساتھ صحیح ہے ایسے ہی مجوسہ سے بھی درست ہے عورت کا
 مجوسی ہو جانا نکاح کو مفسد نہیں اور جو میان بی بی دو نوں مجوسی تھے ایک
 اون میں سے دارالحرب میں مسلمان ہو گیا تو تین حیض یا تین عینے کے بعد
 جس قسم کی عدت کی وہ عورت مستحق ہو اس کا نکاح ٹوٹ جاوے گا اور بہ امام
 ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ
 کے نزدیک فسخ ہے اور اہل حدیث کے یہاں مجوسہ کتابیہ کے حکم میں
 ہے یعنی اس کا نکاح نجائیگا مگر یہ حکم مجوس اور یہود اور نصاریٰ کی عورتوں
 کے لئے ہے ان کے مردوں کے واسطے نہیں یعنی اگر مجوسہ یا کتابیہ
 مسلمان ہو جاوے اور ان کے مرد اپنے ہی دین پر قائم رہیں تو یہ عورتیں اون کے
 نکاح میں نہ رہیں گی دوسرا سبب نکاح ٹوٹنے کا ملک ہے جیسے میان

بی بی کا یا بی بی میان کی مالک ہو گئی تو اس صورت میں نکاح جاتا رہے گا
یہ قول علمائے حنفیہ کا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ زے ایک دوسرے کے
مملوک ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ اس کے اختیار پر موقوف رہتا ہے
یہ سراسر یہ کہ نکاح کے بعد مرد کا نام مرد ہونا ثابت ہو یا برص جذام وغیرہ میں مبتلا
نکلا تو ان عیبوں کے سبب سے نکاح کا فسخ جائز ہے چوتھا یہ کہ کسی عورت
نے بغیر ولی کی اجازت کے غیر کفہ کے ساتھ جس سے اس کے خاندان کو عار
لاحق ہوتا ہے اپنا نکاح کر لیا تو اس صورت میں وارثوں کو پوچھنا ہے کہ اس کا
نکاح فسخ کر دین اور محدثین کے نزدیک سرے ہی سے یہ نکاح منعقد نہ ہوا
پانچواں یہ کہ میان بی بی میں سے کسی نے ایسا امر کیا جس سے مصاہرت کی
حرمت ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک نکاح جاتا رہا
لیکن محدثین کے نزدیک نہیں گیا چھٹا رضاع حلبے ایک شخص کی دو عورتیں
ہیں ایک بڑی دوسری چھوٹی بڑی نے دو برس کے اندر چھوٹی کو دودھ پلایا تو
چھوٹی کا نکاح ٹوٹ جاوے گا سنا تو ان کفار کی رسموں کو شادی بیاہ میں برتنا
اور ان کو اچھا جانتا اور ان کے کرنے میں نفع اور نہ کر نہیں ضرر سمجھنا سو ایسی
رسموں کے کرنے سے زوجیت کا علاقہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ سید آدم بنوریؒ
اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ نکاح میں بعض چیزیں کفر ہیں اور بعض میں
کفر کا خوف ہے اور بعضی بدعت ہیں پر جو کوئی ان کو برتے تو زوجیت کا علاقہ

درمیان میں سے جاتا رہتا ہے اور وہ نکاح اسلام کا نہیں رہتا اور جو بچہ
 اس نکاح سے پیدا ہوتا ہے اس کا نسب بھی ثابت نہیں ہوتا ایک
 کنگنا باندھنا کہ یہ صریح کفر ہے بنانیوالا اور اس فعل سے راضی ہونیوالا دونوں
 کافر ہو جاتے ہیں دو شے جلوہ دنیا کی طرح طرح کی فضیحتوں اور رسوائیوں
 پر مشتمل ہوتا ہے تیسرے دولہ کے سر پران بہن یا اور عورتوں کا آنچل ڈالنا اور
 دولہن کے سر پر دستار رکنا یہ فعل لعنت کا موجب ہے اس لئے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرد کو جو اپنے تئیں عورت کے مثل بنا دے
 اور اس عورت کو جو مرد سے مشابہت پیدا کرے دونوں کو ملعون فرمایا ہے
 چوتھے دولہن کے انگوٹھے کو دودھ پانی سے دھو کے دولہہ کو پلانا یہ رسم
 گہرون کی ہے اس میں کفر کا خوف ہے پانچویں مصری کی ڈلیاں عورت کے
 بدن پر رکنا اور دولہ کا اون کو اپنے موہنے سے اوٹھانا اس فعل میں باوجود فسق
 اور آتش پرستوں کی رسم ہونے کے چوبایوں کے ساتھ بھی مشابہت ہے
 چھٹے جلوے کے وقت سرخ ڈورا دولہ کے گلے میں ڈالنا اور مشاطہ کا اسکو
 تخت پر لٹا کر اس کے ہر ایک عضو بیان تک کہ بستر کو بھی ناپنا اور عورتوں
 کا ان افعال کو دیکھ کر نہننا یہ سب کام لعنت کے ہیں ساتویں مسیح مقلد گالیان
 دینا مسجد اور محراب شملے اور دستار کی امانت کرنا اور ان چیزوں کی امانت
 کرنا کفر ہے آٹھویں دولہہ کا دولہن کے گرد سات بار پہرنا یہ کفار کی رسموں سے

ہے اور اس میں کفر کا خوف ہے توین مردکی آنکھ میں کا جل لگانا یہ باتفاق کردہ
 ہے دسویں دولہ کو چاندی کا طوق یا عورتوں کا لباس پہنانا یہ بھی بدعت
 سیئہ ہے بیان تک سید آدم کا مضمون تمام ہوا اور اسی مصحف کی رسم جو
 ہندوستان کے دیار میں مروج ہے اسکی بھی کوئی اصل شریعت محمدیہ سے
 ثابت نہیں ہوتی یہ بھی بدعت ہے اسکو چھوڑنا چاہیے اس کے سوا اور
 بہت سی خرافات رسمیں ہیں جنکو جاہل لوگ شادی وغیرہ میں کرتے ہیں
 جیسے صندل سے ڈھول کو چھاپنا اور اوسپر سرخ ناڑا باندھنا رتھکا کرنا اور
 اوس میں سنجیو پان بھرننا اور رحم کے لڈو اور کھم بنانا اور ادنیٰ پوہوں کا سہرا باندھنا
 اور صندل کے چھاپے لگانا بی بی کا کوٹڈا بھرننا اور اوسپر پھول ڈالنا اور سرخ
 رومال سے اوسکو چھپانا اور مردکی چھانوں سے اوسکا بچاؤ کرنا اور دو چشمی
 اور حمل والی کو ادسکے کمانے سے روکنا سوہاگنوں کا کوٹڈا کرنا اور اون کو شہین
 اوڑھنیاں اوڑھانا اور چوڑیاں پہنانا لگن رکنا یا مھن سے ساعت پوچھنا
 ساچو کے دن میوے اور شیرینی سے مشکیاں بھرننا اور اون کو کاغذ کے
 تختوں پر رکھکے روشنی آتش بازی باغ بہاری باجون کے ساتھ دیولسن کے
 گھریجنا دیولسن کے گھر سے منہدی کے ساتھ کاغذ کی منہدی لانا اور سہر
 منہدی گوندھکر اوسکو چومک بنا کے اوسکو پنی وغیرہ سے مٹھنا اور اوسپر
 چار بتیان روشن کر کے مالیدے اور لڈو سے خوان بہر کے باغ بہاری

کے تختون اور روشنی کے ساتھ سالی کے ہمراہ دولہ کے گہراوسکو بھیجنا پھر وہاں
 پہونچ کے دولہ کو چوکی پر بٹھانا اور اوسکی سر پر پول وغیرہ کا سہرا باندھ کے
 اوسکے ہاتھ پانون میں منہدی لگانا اور طیدے کے سات نواسے دولہ کو
 کھلانا اور ڈومنیون سے منہدی گوانا منڈیا باندھنا برت بہنا تیل چڑھانا موسل
 میں لال ناڑا باندھنا دولہن کے سر پر مائیون کی اربل باندھنا اور اوس میں بیٹھنے
 کی جگہ سیر و سیر گہیون رکھکے اوسپر سبز چچا کر دولہ کو بٹھانا اور ڈومنیون سے
 سہرا سہاگ گوانا براست کی رات دولہ کو سوار کے اوس کے سر پر سہرا باندھنا
 اور دولہ کی بہن کا آکے اوسکی آنکھ میں کاجل لگانا پھر اپنا نیک لینا دولہن
 کے گہر جا کے دولہ سے چکی پسوانا لونگیں چھدوانا دولہ کا جوتا اوسکی سالی سے
 چھپوانا دولہن کے گہر پہونچکے دھنگانے کی رسم کرنا کلس کاروپہ دینا نکاح
 بعد دولہ دولہن کے پانون جوڑ کر منہدی لگانا پھر اوس وقت ڈومنیون سے
 ٹونے گوانا اور سمدھون کو چھڑپان مارنا اور اونکو گالیان گوانا رخصت کے
 وقت دولہ سے پانی کھوانا دولہن کے سر کا اربل دولہ کے ایک ہاتھ سے
 کھلوانا دولہ کے ایک ہاتھ سے سہاگ پڑے کالج تسل بٹے پر پسوانا دولہن
 کے پانچا مے میں دولہ سے ازار بند ڈلوانا دولہن کی جوتی دولہ کے سر سے
 چھوانا اوسکے بعد جلوہ دلانا نبات چھوانا ساس کا دولہ کے کان میں آکے
 سہاگا لگانا دولہ دولہن کے سر پر رخصت کا سہرا باندھنا دولہن کے بہائی

سے اوسکے ڈوپٹے کے چارون آچل بندھونا خست کے وقت دولہن
 کے غسل کے پانی کا شربت بنا کے دولہ کو پلانا دولہن کو گمرین لائیکے بعد بکرا منگا کر بیچ
 کرنا اور اوسکا خون دولہن کے پانوں کے انگوٹھوں میں لگانا دولہن کے ہاتھ سے جائفل چھڑانا
 اور اوسکے پانوں پر پانوں رکھ کے انار توڑنا دولہ دولہن کو برابر کڑا کر کے دونوں کے مونڈھ پر ٹانگنا
 دولہن کے ہاتھ سے دولہ کو کبیر کھلوانا صبح کو پلچا گوانا اور لوگوں سے ہیسک مانگ کے
 ہلجا کا پکوان پکانا پھر دولہن کے میکے سے باجون کے ساتھ مقبول آنا اور
 دولہ کا سلام کے لئے سسرال جانا نکاح کے چوتھے دن چوتھی کرنا اور
 دولہن کی گود میوے سے بھرنا پھر میراٹن سے وہ میوہ اور پھولوں کی گیندیں دولہن
 کے ہاتھ سے دولہ کی طرف اور دولہ سے دولہن کی طرف سات بار پکوانا
 تالاب یا ندی پر جا کے خواجہ خضر کا دودھ دلیا کرنا اور چھوٹی چھوٹی ناوین بنا کے
 اوپر رنگ برنگ کی اوڑھنیاں ڈالنا پھر اون میں روشنی کر کے دولہ دولہن
 کے سہرے اور پھولوں کو رکھ کے دریا میں بہانا اور دولہ دولہن کے آچل جوڑ کر
 باندھنا اور اونکو دریا کے کنارے پر لیجا کے اکٹھا کڑا کرنا اور ڈومنیوں سے
 کچھڑیاں اور پالنے گوانا پھر اونکو کچی کچھڑی کے خوان بہر کے دینا اور جب
 لڑکی حمل سے ہو تو پانچویں ساتویں نوین مہینے پچاسا ستوا سافو ما سا کرنا
 اور اس تقریب میں میکے سے جوڑے کا آنا اور زچا کو جوڑا پہنا کے مندر پر
 بٹھانا اور زرد کپڑے پر روپیہ رکھ کے دودھ کا دیکھنا اور نو ما سے کی گود بہرائی

مین زچا کو جوڑا پینا کے دائی کے سامنے لٹانا اور اس کے ہاتھ سے زچا کے
 پیٹ پر تیل ملوانا اور بچہ پیدا ہونے کے چھٹے روز چھٹی کرنا اس کا بیان چھٹی
 کی فصل میں گذر چکا دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں یہ سب رسمیں جو بیان
 ہوئیں بعض ان میں سے صریح کفر ہیں اور بعض میں کفر کا خوف ہے اور
 بعض بدعت ہیں یہ ساری غیر قوموں کے میل جول سے مسلمانوں میں پھیل
 گئی اور بے علمی کی وجہ سے جاہل مرد اور عورتوں نے ان کو دین ٹھیرالیا
 بلکہ تکلف شادی بیاہ وغیرہ میں ان کو خوشی خوشی کرتے ہیں اور ان کے
 کرنے کو مبارک سمجھتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ کفر و شرک و بدعت میں گرفتار
 ہو کے ایمان سے ہاتھ دھو تے ہیں اور ابد الابد کا عذاب اپنے سر لیتے
 ہیں اور نکاح کا رشتہ میان بی بی سے توڑتے ہیں اور اولاد کو بے نسب
 بناتے ہیں یعنی جب نکاح ہی نہ رہا تو پھر نسب کہاں بلکہ اولاد زنا کی ٹھیری
 یہی وجہ ہے کہ اکثر اولاد صالح اور لائق نہیں پیدا ہوتی اس لئے کہ حرام کی
 اولاد سے خیر و برکت کی اُمید معلوم نہیں سب مسلمان مرد اور عورتوں کو
 چاہیے کہ جن افعال اور رسوم سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا اس میں کسی طرح
 کا فتور آتا ہے ان کو خوب سمجھ لیں اور اونٹ پر ہنر کرتے رہیں تاکہ دنیا کی
 رسوائیوں اور آخرت کے عذاب سے بچاؤ پاویں۔



باب ہفتم

فصل بیماری اور مصیبت وغیرہ پر صبر کرنے اور اس کے اجر کے بیان

مسلمانوں کو چاہیے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اپنی صحت و عافیت کی دعا مانگا کرین اس لئے کہ تندرستی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں تمام دین و دنیا کے کام اسی پر موقوف ہیں اگر دنیا بہر کی نعمتیں آدمی کے پاس موجود ہوں اور ایک صحت نہ تو سب چچ ہین اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی اللہ جل شانہ سے عافیت چاہتے تھے اور امت کو بھی عافیت کی دعا مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے مگر آدمی تندرستی کی قدر صحت و عافیت کے دنوں میں نہیں سمجھتا جب کسی مرض وغیرہ میں مبتلا ہوتا ہے اس وقت اس کی خوبی اور عمدگی کی بخوبی قدر کھلتی ہے کہ ذرا سے دکھ درد میں گہرا نئے اور شکوہ شکایت کرنے لگتا ہے اور تھوڑی سی ایذا سے بیتاب ہو جاتا ہے انصاف سے دیکھئے تو اکثر صحیح رہتا ہے اور بیمار کم ہوتا ہے اور صحت کے زمانے میں اس نعمت عظمیٰ کا کبھی شکر ادا نہیں کرتا بخلاف بیماری کے کہ تھوڑی سی ایذا اور تکلیف سے ہی ناشکری کرنے لگتا ہے اور اس کا متحمل نہیں ہوتا پس انسان کو چاہیے کہ جب کبھی بیمار یا کسی رنج و غم میں گرفتار ہو تو راضی برضا سے مولیٰ ہو کے اور صبر کرے جزع و نزع نہ کرے اور کسی طرح کی خفگی اور رنج و ملال دل میں نہ لاوے اس لئے کہ

مسلمان کو بیماری ورنج و الم کی جو تکلیفیں پہنچتی ہیں اور وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف
 سے سمجھ کر اونپر صبر کرتا ہے تو اس سے اس کے گناہ جڑتے ہیں اور اجر کے
 درجے بڑھتے ہیں جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِيبْ مِنْهُ
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ
 تعالیٰ بہلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو کسی مصیبت وغیرہ میں گرفتار کرتا ہے۔ اور
 بخاری و مسلم میں ہے عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا
 هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشُّوْكَةِ يُشَاكُّهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا
 مِنْ خَطَايَا كُ يَعْنِي أَبُو سَعِيدٍ خُدْرِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نہ میں پہنچتا مسلمان کو
 کوئی رنج اور نہ کوئی دکھ اور نہ کوئی فکر اور نہ غم اور نہ کوئی ایذا اور نہ الم بیان تک
 کہ اسے کاٹنا چھو یا جاتا ہے مگر دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے
 اس کے گناہ حاصل یہ کہ جب مسلمان کو کسی طرح کا رنج و ملال یا کوئی صدمہ
 اور تکلیف پہنچے اور وہ اوپر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے
 اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ بخش دیتا ہے اور صحیح مسلم میں بروایت جابر
 رضی اللہ عنہ وارد ہوا ہے قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

عَلَى أُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَالِكٌ تَزْفِرِينَ قَالَتْ الْحُشَى لَا بَارَكَ اللَّهُ فِيهَا
 فَقَالَ لَا تَسْبِي الْحُشَى فَإِنَّهَا تُدْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يُدْهِبُ الْكَبِيرُ
 خَبَثَ الْحَدِيدِ يَعْنِي جَابِرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ هُنَ كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ أُمُّ السَّائِبِ كَيْفَ تَقُولُ تَشْرِيفُ لَأَنَّهُ بِرِزْمَا يَكُ تَجْعَلُ كَيْفَ هُوَ
 كَيْفَ تَقُولُ كَانَتْ هِيَ أَوْ نَعْنِي كَيْفَ تَقُولُ هِيَ نَعْنِي بَرَكَةُ وَكَانَ أَوْ سَمِينُ بَسْ
 أَفْ نَعْنِي فَرْمَا نَعْنِي بَرَكَةُ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ
 وَكَانَتْ هِيَ بَرَكَةُ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ
 عَنْهُ سَ رَوَايَتُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ
 مَضَى مِنَ الذُّلُوبِ يَعْنِي حَسَنُ كَتَبَ هُنَ كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 رَاتُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ
 أَبُو اللَّهِ رَدَا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَ مَرُوى هِيَ كَيْفَ تَقُولُ رَاتُ كَيْفَ تَقُولُ
 كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ
 مَرَضُ يَأْمُصِيبَتُ مِينَ كَرْتَارُ هُوَ تَوَاوَسْكَوْ جِرَانَهُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ
 كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ
 مَعَا فَرْمَا هِيَ أَوْ آخِرَتُ مِينَ بَرَكَةُ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ
 أَوْ سَكَلُ رَحْمَتُ تَوَاوَسْكَوْ جِرَانَهُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ

بیماری یا سفر کے اپنے نوافل اور اوراد و وظائف کے ادا کرنے سے معذور
 رہتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اس کے نامہ اعمال میں ویسا ہی
 ثواب لکھتا ہے جیسا کہ صحت و حضر میں اس کے لئے لکھتا تھا چنانچہ یہی
 مضمون بخاری شریف میں آیا ہے عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ بِمِثْلِ
 مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے یعنی اور اس کے سبب سے اپنے
 نوافل اور وظائف ادا نہیں کر سکتا تو لکھا جاتا ہے اس کے لئے مانند اس
 چیز کے کہ عمل کرتا تھا اگر میں تندرست یعنی بے پڑ ہے اس کو نفل اور وظیفہ
 پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا كَانَ عَلَى طَرِيقِهِ
 حَسَنَةً مِنَ الْعِبَادَةِ ثُمَّ مَرِضَ قِيلَ لِلْمَلَكِ الْمُوَكَّلِ بِهِ أَكْتُبْ لَهُ مِثْلَ عَمَلِهِ
 إِذَا كَانَ طَلِيقًا حَتَّى أُطْلِقَ أَذْكَفْتُهُ إِلَى تَرَدَاكَ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ یعنی
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک بندہ جس وقت عبادت کی
 کسی نیک راہ پر ہوتا ہے پر بیمار ہو جاتا ہے یعنی اور وہ عبادت نہیں کر سکتا
 تو لکھا جاتا ہے یعنی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اس فرشتے سے جو اس کے ساتھ

ساتھ معین ہے یعنی کہ لکھ اوس کے واسطے مانند اوس کے عمل کے جس وقت
 وہ تندرست تھا بیان تک کہ صحیح سالم کروں میں اوسکو یا ملائون اوسکو
 اپنی طرف یعنی مرجاوے اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ
 أَوِ الْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ رَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ پہنچتی رہتی ہے بلا ایماندار
 مرد یا عورت کی جان اور مال اور اولاد میں بیان تک کہ وہ اللہ سے ملاقات
 کرتا ہے یعنی مر جاتا ہے اس حال میں کہ اوسپر کوئی گناہ نہیں یعنی بلاؤں کے
 سبب سے اوسکے سب گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور امام مالک نے
 بھی مثل اسکے روایت کی ہے اور امام احمد اور ابو داؤد رحمہما اللہ نے محمد بن
 خالد سلمی سے روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ
 مِنَ اللَّهِ مَنَزَلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بَعْلُهُ إِلَّا اللَّهُ فِي جَمَدٍ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ
 ثُمَّ صَيَّرَ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَهُ الْمَنَزَلَةُ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ
 یعنی محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے اور وہ اون کے دادا سے روایت
 کرتے ہیں کہ کما اونہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
 بیشک بندہ جب مقدر ہوتا ہے اوس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ایسا مرتبہ کہ نہیں پہنچ سکتا وہ اوسکو اپنے عمل سے تو مبتلا کرتا ہے اوسکو
 اللہ اوسکے بدن یا مال خواہ اولاد میں پہر اوسکو اوسپر صبر عطا کرتا ہے بیان تک
 کہ پہنچاتا ہے اوسکو اللہ اوس رتبے پر جو مقدر ہوا تھا اوس کے واسطے اللہ
 کی طرف سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبتوں پر صبر کرنا ایسی عمدہ
 چیز ہے کہ آدمی جس درجے کو طاعت و عبادت سے نہیں پہنچ سکتا وہ
 اس کے سبب سے اوس مرتبے کو پہنچ جاتا ہے حاصل یہ کہ ہر مسلمان ایماندار
 کو چاہیے کہ کسی طرح کے بے غم ایذا و تکلیف دکھ درد میں ہرگز نہ گہراوے
 اور جزع فزع اور شکوہ شکایت ہی نہ کرے بلکہ اپنے مالک حقیقی کی رضا پر رضی
 رہے اور ہر وقت اپنے گناہوں سے ڈرے تو بہ اور استغفار کرتا رہے
 تاکہ اسکی برکت سے اللہ تعالیٰ جلد صحت و عافیت عطا فرماوے اور عمل خیر کی توفیق دے

فصل بیمار کی خدمت اور اوسکی خبر گیری کے بیان میں

جانتنا چاہیے کہ بیمار کی خدمت کرنا اور ہر وقت اوسکے حال کی خبر رکھنا عمدہ
 بات اور ثواب کا کام ہے اور والدین کی خدمتگزاری اور فرمانبرداری خصوصاً
 بیماری میں اون کی تیمارداری نہایت ہی اجر کی بات بلکہ باعث نجات
 ہے اس لئے کہ مان باپ اولاد کی جنت و نارہین جیسا کہ ابن ماجہ نے
 ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے إِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 مَا أَحَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَيَّ وَلَدِيهَا قَالَ مَا جَنَّتْكَ وَنَادَكَ يَعْنِي اِيكَ اَدَمِي نے

عرض کیا یا رسول اللہ کیا حق ہے مان باپ کا اپنی اولاد پر فرمایا وہ دونوں
 تیری جنت دوزخ ہیں یعنی اونکی فرمانبرداری سے جنت نصیب ہوتی ہے
 اور اونکی نافرمانی سے دوزخ ملتی ہے اور یہ کیوں نہواون کی اطاعت تو اولاد
 پر فرض ہے دیکھو اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع کے شروع
 میں اپنی عبادت کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ بہلائی کرنا ارشاد فرمایا ہے
 وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِنَّهُ كَانَ عِنْدَكَ
 الْكِبَرُ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا تُنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا
 كَرِيمًا ۖ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي
 صَغِيرًا ۚ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ ۚ إِنَّ تَسْكُودُوا صَالِحِينَ
 فَلَا تَكُن لِّلْوَائِلِينَ ۖ غَفُورًا رَّحِيمًا ۚ یعنی اور چکا دیا تیرے
 رب نے کہ نہ پوجو اوس کے سوا اور مان باپ سے بہلائی کہی ہو تیخ جاوے
 تیرے سامنے بڑا سپے کو ایکٹ دونوں تو نہ کہہ اون کو ہون اور نہ جہڑک
 اونکو اور کہہ اونکو بات ادب کی اور جہڑکا اونکے آگے کندہ ہے عاجزی کر کے
 پیار سے اور کہہ اے رب اوپر رحم کر جیسا پالا اونہوں نے مجھکو چوٹا مہتا را رب
 خوب جانتا ہے جو مہتا رہی میں ہے جو تم نیک ہو گے تو وہ رجوع لانے
 والوں کو بخشا ہے یعنی اگر دل میں آوے کہ بڑا ہے مان باپ سے یہ معاملہ
 نباہنا مثل ہے تو فرما دیا کہ جبکی نیت نیکی پرچو اگر خفا کرے اور پھر رجوع لاوے

تو اللہ بخشنے والا ہے پس ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ مان باپ کے
 ساتھ احسان اور سلوک سے پیش آنا اولاد پر فرض ہے اس لئے کہ جس طرح
 ان آیتوں میں اور صیغے امر کے ارشاد فرمائے ہیں اسی طرح بالوالدین سے پہلے
 لفظ احسنوا امر کا صیغہ مقدر ہے اور امر واجب کے واسطے ہوتا ہے سو اولاد
 کو چاہیے کہ سب کاموں میں جو خلاف شرع نہوں انکی فرمانبرداری کو مقدم
 جانے اور سعادت داریں اور موجب نجات سمجھے خاصکر مان باپ میں سے
 جب کوئی بیمار ہو جاوے تو اولاد کو چاہیے کہ ہر وقت انکی خدمت میں
 حاضر رہے انکے علاج معالجے اور کھانے پینے اور اوٹھانے بٹھانے
 کا خود ہی نہایت خیال رکھے تاکہ کسی طرح کی ایذا اور تکلیف ان کو نہونے
 پاوے اور جس طرح سے خدمت کر نہیں انکی خوشی کا اور رضا مندی معلوم
 ہو اسی طرح سے انکی خدمتگزاری کرتی رہے اور ہرگز کوئی بات ایسی نہ کرے
 کہ ان کو ناگوار گذرے یا ان کے دل کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے اس لئے
 کہ مان باپ کی ناخوشی سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے جیسا کہ ترمذی نے
 روایت کیا ہے عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ رَفَى الرَّبُّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَرَفَى الرَّبُّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ
 یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
 کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رضا مندی اللہ کی والد کی رضا مندی میں ہے

اور ناخوشی اللہ تعالیٰ کی باپ کی ناخوشی میں ہے اس حدیث شریف میں
 نرے باپ کا ذکر آیا ہے اور مان ہی اسی حکم میں داخل ہے بلکہ اوس کا
 حق تو باپ سے ہی زیادہ ہے جیسا کہ اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے
 اور جو والدین اپنی آسودگی یا اس سبب سے کہ اولاد کو خدمت کرنے میں
 تکلیف ہوگی زیادتی عطوفت و رافت کی راہ سے اوس سے خدمت
 نہ لین اور اوس کو خدمت کرنے سے منع کریں تو یہی اوس کو لازم ہے کہ اونکی
 بیماری کی حالت میں ہمیشہ حاضر رہے تاکہ جب وہ کسی کام کے لئے اشارہ
 کریں یا حکم دیں تو فوراً اوس کو بطیب خاطر بجالا دے اور دوا غذا وغیرہ کا تو خود
 ہی نہایت اہتمام رکھے نرے آدمیوں پر نہ چوڑ دے اس لئے کہ ہر آدمی
 سے اوسکی احتیاط ہونا مشکل ہے۔ اور مان باپ کے سوا خاوند کی خدمت
 بی بی کو اور بی بی کی خدمت خاوند کو کرنا بہت ضرور ہے یعنی ان میں سے
 جب ایک بیمار ہو تو دوسرے کو چاہیے کہ اوسکی بیماری اچھی طرح کرے
 اور کسی کام اور خدمت میں درلیغ اور کوتاہی نہ کرے اور نہ اوس کے کریمین
 اپنی حقارت سمجھے بلکہ اوسکی خدمت رغبت اور خوشی سے کرے اس لئے
 کہ یہ خدمت میان بی بی کے حقوق میں داخل ہے اور عزیز و اقارب کی
 بیماری وغیرہ میں تیمار داری اور خبر گیری صلہ رحم سے ہے جتنا جو عزیز و قریب
 ہو اتنا ہی اوس کا ہر حال میں شریک و معاون رہے اور غیروں کے

ساتھ بیماری میں سلوک کرنا اور اونکی ہر طرح سے خبر رکھنا موجب اجر و ثواب
 کا ہے اور بیمار کی خدمتگزاری میں ان امور کا ضرور خیال رکھنا چاہیے ایک
 یہ کہ بہت آہستہ سے اوسکو اوٹھاوے بٹھاوے لٹاوے تاکہ کسی طرح کی ایذا و
 تکلیف اوسکو نہ پہنچے اس واسطے کہ بیماری کی وجہ سے سارا بدن اور سب
 قویٰ ضعیف ہو جاتے ہیں ذرا سے صدر سے بہت تکلیف پہنچتی ہے
 دوسرے یہ کہ بیمار کے پاس کیسکو شور و غل نہ کرنے دے اور نہ کوئی چیز ایسے زور
 سے پینکے کہ اوسکے کھٹکے اور دھمکے سے اوسکو ایذا پہنچے تیسرے اوسکی
 دوا غذا وغیرہ میں دیر اور غفلت نہ کرے جو وقت اوسکا مقرر ہوا اسی وقت
 کھلا پلاوے چوتھے اکثر وقت مریض کے پاس موجود رہے اور اوس کے
 قریب بیٹھ کے اوسکے اشارے کا دھیان رکھے تاکہ بیمار کو چھیننا چلانا نہ پڑے
 اور اشارے سے اوسکا کام لکھجاوے پانچویں یہ کہ اگر کسی ضرورت کے واسطے
 آپ کہیں جاوے تو کسی دوسرے معتبر ہوشیار خیر خواہ آدمی کو اوس کے پاس
 چوڑ جاوے تاکہ وہ اوسکی خبر گیری کرتا رہے اور اوس کو کسی طرح کی تکلیف
 نہونے پاوے غرض کہ بیمار کی خدمت نہایت غور و فکر سے کرے اور جو کوئی
 بیمار عزیز ہو یا غیر اپنے گھر آجاوے تو اپنے مقدور کے موافق اوسکی دوا علاج
 وغیرہ میں مدد کرے اور حتی الامکان اوسکی خدمت سے بھی دریغ نہ کرے اور
 تندرست ہونے تک آرام و چین سے اوسکو اپنے یہاں رکھے جب تک

وہ رہے اچھی طرح سے اسکی خاطر داری اور تشفی کرتا رہے اور کام کاج سے فراغت پانے کے بعد ہر روز دو ایک بار اس کے پاس جا کے اسکی تسلی اور تسلیں کیا کرے تاکہ بیماری کی ایذا سے اسکا دل نہ گہرا سے بلکہ ہر طرح سے اسکی دلچسپی ہو جائے اور وہ یہ بھی نہ سمجھے کہ میرا بیان کا رہنا گرواے پر بار ہے اور میرے رہنے سے اسکو تکلیف پہنچتی ہے غرض کہ بیمار کی خدمتگاری اور خاطر داری وغیرہ میں کسی طرح کی کوتاہی اور بے پرانی اور کج خلقی اور بد دماغی ہرگز نہ کرے بلکہ جو شخص جس طرح کی خدمت کے قابل ہو اس کے استحقاق اور اپنے مقدور کے موافق اسکی خبر گیری کرتا رہے اس لئے کہ بیماروں کی تیمارداری وغیرہ میں سعی اور کوشش کرنا نہایت اجر کی بات ہے یہ نہ خیال کرے کہ یہ لگانا ہے یا بیکانہ بلکہ ہر ایک کے دکھ درد میں جس طرح سے ہوسکے بلا تامل شریک ہو جایا کرے یعنی خدمتگاری اور خاطر داری اور روپے پیسے وغیرہ سے جو ممکن ہو اسکی مدد کرے کیونکہ بیمار کی خبر گیری میں کئے فائدے ہیں ایک یہ کہ دکھ درد موت زندگی ہر آدمی کے ساتھ لگی ہوئی ہے دنیا میں اس سے کوئی خالی نہیں پس اگر انسان کسی کی دکھ بیماری میں شریک ہوگا تو دوسرا بھی اسکی مصیبت میں کام آوے گا اور جو وہ کسی کے بُرے وقت کام نہ آویگا تو اسکا بھی کوئی پرسان حال نہ ہوگا گو کیسا ہی عزیز و قریب ہو دنیا میں تو اکثر خوش خلقی اور ملنساری ہی سے کام

نکلتے ہیں یہ ایسے عمدہ چیز ہے کہ اس سے غیر بھی لگانا ہوتا ہے دوسرے
یہ کہ کسی کو نفع پہنچانے اور اوسکی تکلیف کے وقت کام آنے سے آخرت
میں عمدہ عمدہ درجے ملین گے تیسرے یہ کہ ایسے شخص سے اکثر لوگ رضی
اور خوش رہتے ہیں حاضر و غائب اوسکو دعاے خیر سے یاد کرتے ہیں پس
ہر انسان کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے دوسرے کے مصائب اور ایذا
اور تکالیف کے وقت کام آوے اور اونکے دفع کرنے کی تدبیر اور راحت
و آرام پہنچانے کی فکر کرے اس لئے کہ حدیث حسن میں وارد ہوا ہے۔

يُحَيِّرُ النَّاسَ الْفَقَهُمُ لِلنَّاسِ

فصل عیادت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ بیمار کی عیادت کرنا اسلام کے ایسے حقوق میں سے ہے
جنہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برتنا چاہیے جیسے ہو کے کو کمانا
کہلانا سلام کا جواب دینا دعوت قبول کرنا مردے کو نلانا کفن پہناتا جنازہ
کے ساتھ جانا اور مثل اسکے اور عیادت کی فضیلت میں اگرچہ بہت حدیثیں
وارد ہوئی ہیں مگر توڑی سی اس جگہ لکھی جاتی ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ثوبان
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ سَأَلَ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْقَةٍ أَلْبَنَةٍ حَتَّى يَرْجِعَ يَعْنِي رَسُولُ اللَّهِ

۱۵ امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کو قضاعی نے جابر رضی اللہ عنہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مسلمان جب اپنے مسلمان بہائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ ہمیشہ بہشت کی میوہ خوری میں رہتا ہے یہاں تک کہ پہر آوے یعنی وہ بیمار پرسی کے لئے جانے سے جنت اور اس کے میوے کے کھانے کے لائق ہو جاتا ہے اور ترمذی اور ابو داؤد میں آیا ہے عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَتْهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرْيُفٌ فِي الْجَنَّةِ
 یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نہیں عیادت کرتا ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان کی اگلے دن میں یعنی دوپہر سے پہلے مگر ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ شام کرے اور نہین عیادت کرتا ہے پچھلے دن میں یعنی دوپہر کے بعد مگر رحمت و مغفرت مانگتے ہیں اس کے واسطے ستر ہزار فرشتے یہاں تک کہ صبح کرے اور ہوتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک باغ اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہوا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبَّتْ وَطَابَ مَمْسَاكَ وَتَبَوُّؤَاتُ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو

شخص کہ بیمار کی عیادت کرتا ہے تو پکارتا ہے آسمان سے ایک پکارنیوالا
 یعنی فرشتہ کہ خوشی ہو تجھ کو یعنی دنیا و آخرت میں اور اچھا ہو تیرا چلنا دنیا یا
 آخرت میں اور بناوے تو جنت میں ایک مکان یعنی بہشت میں تجھے بڑا
 مرتبہ نصیب ہو اور امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ
 عنہ سے روایت کرتے ہیں قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ
 عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ يَجُوزُ الرُّوحَةَ حَتَّى يَجُوسَ فَإِذَا مَجَسَّ اسْتَمْسَرَ فِيهِ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص بیمار کی عیادت
 کرتا ہے وہ ہمیشہ دریا سے رحمت میں پڑتا رہتا ہے یہاں تک کہ بیٹھ جاوے
 یعنی بیمار کے پاس پہر جب بیٹھ جاتا ہے تو رحمت میں ڈوب جاتا ہے پس
 ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بیمار پر سی نہایت عمدہ چیز اور بڑے اجر
 کی بات ہے مسلمان کی عیادت کرنے میں تو بہت ہی ثواب ملتا ہے
 اور غیرین والوں کی بیمار پر سی بھی شرعاً جائز اور خالی ثواب سے نہیں
 جیسا کہ بخاری کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 قَالَ كَانَ عَلَامٌ يَهُودِيٌّ يُجَدُّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَمَرَضَ فَأَتَاهُ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِعَوْدَةٍ فَقَدَّعَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمَ
 فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَطِيعِ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ أَحْمَدُ لِلَّهِ الَّذِي أَقْدَاهُ مِنَ النَّارِ يَعْنِي النَّارَ مَعْنَى النَّارِ

روایت ہے انہوں نے کہا ایک یہودی کا لڑکا نبی صلی اللہ وآلہ وسلم کی خدمت
 کیا کرتا تھا اور وہ بیمار ہو گیا پہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے
 لئے اوسکے پاس تشریف لائے اور اوسکے سر کے نزدیک بیٹھ گئے اور
 اوس سے فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ سنئے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور وہ اُسکے پاس
 تھا اوس کے باپ نے کہا ابو القاسم کا کما مان لے پس وہ مسلمان ہو گیا پہر نبی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لے آئے کہ سب
 تعریف اوس اللہ کے لئے ہے جس نے اوسکو آگ سے بچا لیا یعنی اسلام
 لانے کے سبب سے پس اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ کافر
 کی عیادت کرنا درست ہے اگرچہ مجوس اور فاسق کی عیادت جائز ہونے میں
 علما کا اختلاف ہے لیکن ٹھیک بات یہی ہے کہ اونکی بیمار پرسی میں ہی کچھ
 مضائقہ نہیں کافر کی عیادت جائز ہونے کے سوا اس حدیث شریف سے
 اور بھی کئی باتیں سمجھی جاتی ہیں ایک یہ کہ ذمی کافر سے خدمت لینا درست ہے
 دوسرے یہ کہ جب بیمار کی عیادت کو جاوے تو اوسکے سر کے پاس بیٹھے تیسرے
 اگر بیمار کا فر ہو تو اوسکو اسلام کی ترغیب دے علاوہ اسکے اور آداب عیادت
 کے بہت ہیں ایک ان میں سے یہ کہ بیمار کے پاس بہت نہ بیٹھے جلد اوٹھ
 کھڑا ہو جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْعِيَادَةُ نَوَاقٍ وَفِي رَدِّ آيَةِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَلَّبِ مُرْسَلًا وَأَفْضَلُ

الْعِيَادَةُ سُرْعَةُ الْقِيَامِ رَدَّاهُ الْكُفِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَعَى كَهْ أَفْضَلُ زَمَانٍ عِيَادَتِ كَامَقْدَارِ أَوْسِ زَمَانٍ كِي
 كِه دَر مِیَانِ دَوْدِه دَوْتِ نَوَاطِنِ كِه اَوْر سَعِيدِ بْنِ سَعِيدِ كِي رَوَايَتِ مِیْنِ مَرْسَا اَوْر دِ
 هُو اِهْ كِه بَیِّنِ عِيَادَتِ كِي وَهْ عِيَادَتِ هِے كِه اَوْسِ مِیْنِ جِلْدِ اَوْطَمَه كُتْرَ اِهْ اَوْسِ كُو
 بِهَقِی نَعَى شُعْبِ الْإِيمَانِ مِیْنِ نَقْلِ كِیَا هِے اِنْ دَوْنُونِ حَدِثُونِ سَهْ مَعْلُومِ
 هُو اَكِه عِيَادَتِ مِیْنِ بَهْتِ نَهْ بَیْهِنَا چَا هِیْے مَگَرِ جِسْ شَخْصِ كِه بَیْهِنِے سَهْ بِمَارِ كُو تَشْفِی
 اَوْر تَسْكِیْنِ هُوتِی هُو یَا وَهْ اَوْسِ شَخْصِ سَهْ خَدْمَتِ بَیْنِے مِیْنِ كِسِی طَرَحِ كَا تَكْلُفِ
 نَهْ كُتْرَا هُو تُو اَوْسِ كُو بِمَارِ كِه پَاسِ زِیَادَهْ بَیْهِنَا چَا هِیْے تَا كِه اَوْسِ كَا دِلِ سَبَلِے اَوْر
 اَوْر رَاحَتِ وَآرَامِ پُو پُچْے - دُوسَرَا اَدَبِ یَهْ هِے كِه بِمَارِ كِه سَامَنِے تَسْلِی كِي بَاتِیْنِ
 كَرِے جِیسا كِه تَرْمِذِی اَوْر ابْنِ مَاجَهْ رَحِمَهُمَا اللَّهُ نَعَى اَبُو سَعِيدِ خَدْرِی رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ
 سَهْ رَوَايَتِ كِیَا هِے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا
 دَخَلْتُمْ عَلَى مَرِيضٍ فَنَفْسُ الْوَالِدِ فِي أَجَلِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيُطِيبُ بِنَفْسِهِ
 يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَعَى كِه جِبْ تَمَّ عِيَادَتِ كِه لَئِے
 بِمَارِ كِه پَاسِ آؤ تُو طَمَعِ دُورِ اَوْسِ كُو زَنْدَگِی كِي يَعْنِي یُونِ كِه كُو كِه رَجَبِیدَهْ هُنُو كُچَهْ دُورِ نِیْنِ
 اَبِی اُجَا هُو جَاوِیگا اَسَدِ تِری عَمْرِیْنِ بَرَكَتِ دِے اِنْ لَئِے كِه یَهْ كِنَا تَقْدِیرِ كِي بَاتِ
 كُو نِیْنِ پِیْرَتَا اَوْر بِمَارِ كِه دِلِ كُو خُوشِ كَر دِیتَا هِے تِیسَرَا یَهْ هِے كِه مَرِیضِ كِه پَاسِ
 شُورِ غُلِ نَهْ مِچَاوِے جِیسا كِه رَزِیْنِ كِي اِسْ رَوَايَتِ سَهْ ثَابِتِ هُوتَا هِے -

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مِمَّنِ السُّنَّةُ تَخْفِيفُ الْجُلُوسِ وَفِيهِ الْقَصَبُ
 فِي الْعِبَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيضِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا
 كَثُرَ لَفْظُهُمْ وَارْتِخَالَهُمْ قَوْمُوا عَنِّي يَعْنِي ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
 روایت ہے اونہوں نے کہا سنت سے ہے کم بیٹھنا اور کم غل کرنا عیادت
 میں نزدیک بیمار کے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بہت ہو غل اور اختلاف صحابہ میں اٹھ
 کئے ہو میرے پاس سے چوتھا ادب یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی عیادت
 کو جاوے تو اس کے لئے شفا کی دعا مانگے اور یہ دعا جو صحیحین میں حضرت
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے پڑھے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى مِنْ
 الْإِنْسَانِ مَسْحَهُ بِمِزْنِهِ ثُمَّ قَالَ أَذْهَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ
 الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَةً أَيْضِي حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
 فرمایا کہ جب کوئی آدمی ہم میں سے بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اپنا دہنا ہاتھ اوپر پھیرنے پر فرماتے دور کر بیماری کو اے پروردگار آدمیوں
 کے اور شفا دے تو ہی شافی ہے نہیں کوئی شفا مگر تیری شفا وہ شفا کہ نہ چھوڑے
 کسی بیماری کو اور اس دعا کے سوا چاروں قل پڑھے مریض پر دم کرے جیسا کہ
 بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ قَالَتْ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى لَفَتْ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمَعْذَاتِ
 وَاسْتَمَحَّ بِبَيْدِهِ فَلَمَّا اشْتَكَى رَجَعَهُ الَّذِي تُوْفِيَ فِيهِ كُنْتُ الْفَتْ عَلِيْدُ بِالْمَعْذَاتِ
 الَّتِي كَانَ يَفْتُ وَاسْتَمَحَّ بِبَيْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَفِي رَدِّ آيَةِ الْمُسْلِمِ
 قَالَتْ كَانَ إِذَا مَرِضَ أَحَدُ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهِ لَفَتْ عَلَيْهِ بِالْمَعْذَاتِ يَعْنِي حَضَرَتْ عَائِشَةُ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَمَاتِي هِيَ كَحَبِّ نَبِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمَا رُبُّهُ تَوَدُّمُ كَرْتِ
 أَفْنِ أَوْ بِمَعْذَاتِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ
 بِأَتْمَ بَدَنِ مَبَارَكٍ بِرِسِّ حَبِّ بِمَا رُبُّهُ تَوَدُّمُ كَرْتِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ
 كَرْتِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ
 دَمُ كَرْتِ تَحْتِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ
 مِّنْ مَعْذَاتِ بِرْمِثِي أَوْ حَضَرَتْ كَرْتِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ
 أَوْ كَرْتِ بَدَنِ مَبَارَكٍ بِرْمِثِي أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ
 كَرْتِ حَضَرَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَرْتِ هِيَ كَحَبِّ نَبِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 بِمَا رُبُّهُ تَوَدُّمُ كَرْتِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ
 مَعْذَاتِ سِ مَرَاوَقْلِ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ أَوْ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ هِيَ نَفْظُ
 حَمِجٍ بِأَعْتَبَارِ آيَتُونِ كَرْتِ كَمَا يَأْتِي حَمِجُ كَرْتِ دُوبِئِنِ يَأْتِي دُوبِئِنِ يَأْتِي دُوبِئِنِ
 قُلْ هُوَ اللَّهُ ان تَمِينُونِ كَرْتِ مَعْذَاتِ كَرْتِ تَغْلِيْبًا هِيَ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ
 تَعْبُضُ نِ كَمَا قُلْ يَأْتِي أَسْمِينِ دَاخِلِ هِيَ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ أَوْ بِبِيرْتِ أَفْنِ

کے وقت یہ دعا پڑھنا ہی جو ابو داؤد اور ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ لَعُوذُ مُسْلِمًا
 فَيَقُولُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ إِلَّا
 شَفَى إِلَّا أَنْ يَكُونَ قَدْ خَفَرَ أَجَلُهُ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
 کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کوئی مسلمان کہ پوچھے
 بیمار مسلمان کو ہر کسے سات بار سوال کرتا ہوں میں اللہ بزرگ رب عرش عظیم
 سے کہ شفا دے تجھ کو مگر وہ شفا دیا جاتا ہے مگر یہ کہ حاضر ہوا جل او سکی یعنی
 یہ مرض لا علاج ہے اگر او سکی موت نہیں آئی ہے تو اس دعا کے پڑھنے سے
 مرض الموت کے سوا او سکی سب بیماریاں جاتی رہتی ہیں پس ان حدیثوں کے
 معلوم ہوا کہ بیمار کی عیادت کے بعد اس کے لئے دعا کرنا ہی ضرور ہے
 اور جو مناسب سمجھے تو بیمار سے اپنے ہی واسطے دعا کرے کیونکہ او سکی دعا
 اکثر قبول ہوتی ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى
 مَرِيضٍ فَمُرَّ بِكَ يَدُكَ عَلَى رَأْسِهِ كَدُّ عَائِشَةَ الْمَلَكَةِ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
 کہا فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تو کسی بیمار کے پاس جاؤ
 تو اس سے کہہ کہ وہ تیرے لئے دعا کرے اس واسطے کہ او سکی دعا فرشتوں

کی دعا کے مثل ہے یا پنجوان ادب یہ ہے کہ جب بیمار کی عیادت کے لئے
 جاوے تو کہے لَا بَأْسَ طَهُورًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى یعنی کچھ ڈرنہیں اگر اللہ
 چاہے تو یہ مرض تیرے گناہوں کو دور کر دیگا اور تو پاک صاف ہو جاوے گا جیسا کہ
 بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَى
 فَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُورًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ بَأْسَ طَهُورًا إِنْ
 شَاءَ اللَّهُ قَالَ كَلَّا بَلْ حُمِيَ تَفُودُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تَزِدُّهُ الْقُبُورَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَتَعَمَّ إِذَا بَشِيَكَ نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيكَ
 بِأَسْ عِيَادَتِكَ وَسَطِ تَشْرِيفٍ لَأَنَّهُ وَأَرْأَيْتَ جِيبَ كَسِيٍّ بِمَارِكَةِ عِيَادَتِكَ
 لَأَنَّهُ تَشْرِيفٌ يَجِئُ تَقُومُ تَلَا بِأَسْ طَهُورًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى بِسْ آسْ
 یعنی حسب عادت یہی کلمہ فرمایا اوس گنوار نے کہا ہرگز یون نہیں بلکہ تیرے
 کہ بڑے بوڑھے پر جوش مارتی ہے یہ تپ اوسکو قبروں سے ملا دیگی یعنی مار ڈالے گی
 پس آپ نے فرمایا ہاں اب یون ہی ہوگا عیادت کے وقت اِن لفظوں
 کے کہنے کے سوا اس حدیث شریف سے اور کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک
 یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس گنوار کے کفرانِ نعمت پر خفا ہو
 اس لئے کہ آپ نے تو بیماری کا ثواب اور صبر و شکر کا طریقہ بتلایا اور اُس نے
 اس نعمت کی قدر بخان کے کفران کیا سو آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ اب

یونہی ہوگا جیسا تو کہتا ہے اس واسطے کہ کفران نعمت کی سزا محرومی کے سوا
 اور کچھ نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کبھی کفران نعمت نہ کرے ورنہ
 وہ اس نعمت سے محروم رہے گا دوسرے یہ کہ اولیٰ اولیٰ آدمی کی عیادت
 کرنے میں کسی طرح کی حقارت نہ سمجھے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم بسبب کمال تواضع اور خلق کے جو آپ کے مزاج مبارک میں ہوتا
 ایک اولیٰ گنوار کی بیمار پرسی کے واسطے تشریف لے گئے چٹا ادب یہ ہے
 کہ بیمار کے پاس ایسی باتیں نہ کہ جس سے اسکو غصہ آوے یا کسی طرح
 کا بے چہری ہو جائے اور اس کے سامنے روئے پیٹے ہی نہیں کہ اس سے وہ ہرگز
 ہو بلکہ ہمیشہ اسکو تشفی دیتا اور بہت دلاتا رہے تاکہ اس سے فرحت ہو پس
 ہر مسلمان ایماندار کو چاہیے کہ موافق حدیث شریف اور سنت نبوی کے
 بیماروں کی عیادت کرے تاکہ مستحق اجر کثیر کا ہو

فصل بہت کی آرزو کرنے کی ممانعت میں

مسلمانوں کو چاہیے کہ قضاے الہی سے جب کسی رنج و غم یا دکھ بیماری میں
 مبتلا ہوں تو ہرگز اپنے لئے موت کی تمنا نہ کریں اس لئے کہ حدیث شریف
 میں اسکی ممانعت آئی ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
 سے مروی ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ
 الْمَوْتَ إِلَّا مَحْسِنًا وَأَعْلَاهُ أَنْ يَرْزَأَ أَخِيْرًا وَإِمَامُ سَيِّئًا فَلَعَلَّه لِيَسْتَعْتِبُ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ آرزو کرے ایک متارا
 موت کی اگر وہ نیک کا رہے تو شاید زیادہ نیکی کرے یعنی زندگی کے بڑھنے
 سے اور جو وہ بدکار رہے تو شاید کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رعنا مندی چاہے یعنی
 توبہ کرے اور لوگوں کی اذیت کی حق ادا کرے اور صحیح مسلم میں بھی حضرت
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ لَا تَمْنَى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُ إِنَّهُ إِذَا مَاتَ
 انْقَطَعَ أَمَلُهُ وَإِنَّهُ لَا يَزِيدُ الْمُؤْمِنَ عُسْرَةً إِلَّا خَيْرًا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرے ایک متارا موت کی یعنی دل سے اور دعا
 نہ مانگے مرنے کی یعنی زبان سے پہلے اس سے کہ اوسکو موت آوے بیشک
 جبکہ وہ مرجاتا ہے تو اوسکی امید منقطع ہو جاتی ہے یعنی زیادہ بہلائی کرنے
 کی اور بیشک مہین زیادہ کرتی مومن کو اوسکی عمر کی درازی مگر بہلائی کو اور امام
 احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنُوا الْمَوْتَ فَإِنَّ هَوْلَ الطَّلَعِ شَدِيدٌ
 وَإِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ أَنْ يَطُولَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَيَسْرُقَهُ اللَّهُ عَمْرًا وَجَلَّ الْإِنَابَةُ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرو مرنے کی اسلئے
 کہ جانکنی کی دہشت سخت ہے اور بیشک نیک بختی سے ہے یہ کہ زیادہ
 ہووے عمر مندے کی اور نصیب کرے اوسکو اللہ عزوجل رجوع کرنا اپنی فرماؤں

اک طرف حاصل ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ کسی ایذا اور تکلیف اور مصیبت
 کے پورے بچنے سے کبھی اپنے واسطے موت نہ مانگے بلکہ جہان تک ہو سکے
 صبر کرے اپنے مولائے حقیقی کی رضا پر راضی رہے کیونکہ جو مقدر میں لکھا
 ہے وہ ضرور ہی ہونا ہے چاہے صبر کرے یا نہ کرے مگر صبر کرنے سے مصیبت
 آسان ہو جاتی ہے اور اجر کثیر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب
 ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے **وَإِنَّمَا لُوفِي الصَّابِرِينَ أَجْرُهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ**
 یعنی ملتا ہے ثیر نے والوں ہی کو اونکانیگ ان گنتی اور وارد ہوا ہے **إِنَّ**
اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ یعنی بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور
 بے صبری سے مصیبت کی ایذا اور تکلیف بڑھتی ہے اور اجر سے محرومی
 نصیب ہوتی ہے پھر صبر کے اجر کو مفت ہاتھ سے دنیا کو ن عقلمندی کی
 بات ہے ہاں اگر ایسی ہی موت کی آرزو کریشکی ضرورت پیش آوے تو اس
 طرح کے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْتَنِينَ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ مِنْ ضَرِّ آصَابِهِ
فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي وَتَوَتَّنِي إِذَا
كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہرگز
 نہ آرزو کرے کوئی تم میں کامرنے کی اس ضرر سے کہ اوسکو پونچے یعنی بدنی ہو
 یا مالی پس اگر ہے ضرور آرزو کرنے والا موت کی تو چاہیے کہ کہے اے اللہ زندہ

کہ مجھ کو جب تک کہ زندگی میرے لئے بہتر ہو یعنی مرنے سے اور موت
 دے مجھ کو جس وقت کہ مرنا میرے واسطے بہتر ہو یعنی جینے سے اس حدیث
 سے اگرچہ ضرورت شدید کے وقت ان لفظوں کے کہنے کی اجازت
 ثابت ہوتی ہے لیکن اگر یہ بھی نہ کہے تو اولیٰ و افضل ہے اس واسطے
 کہ موت کسی کے اختیار میں نہیں کہ جب چاہے آجائے اور سکا تو ایک
 وقت مقرر ہے اس سے پہلے ہرگز نہیں آسکتی۔ دوسرے یہ کہ موت
 کی آرزو دنیا کے رنج و غم اذیت اور تکلیف سے چٹکارا پانے کے لئے کی جاتی ہے
 اور انجام کا حال اسد ہی کو معلوم ہے کہ مرنے کے بعد وہاں کیا معاملہ ہوگا
 راحت پاویگا یا تکلیف خدا نخواستہ موت کے بعد اگر کسی طرح کے عذاب
 میں گرفتار ہوا تو ایسی مصیبت میں پڑیگا کہ دنیا کی سب تکلیفوں اور مصیبتوں
 کو بول جاویگا اور یہ آرزو کریگا کہ کاش دنیا میں اور زندہ رہتا اور اچھے کام کرتا
 تو اس بلا میں نہ مبتلا ہوتا پہر یہ آرزو اس وقت کچھ فائدہ نہ دیگی اور جو اللہ
 تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس عالم میں اچھا معاملہ ہوا تو بھی موت کی تمنا کرنے
 کے سبب سے جو خلاف شرع ہے کسی نہ کسی طرح کی تکلیف میں مبتلا ہوگا
 خوف ہے تیسرے یہ کہ دنیا آخرت کی کمیٹی ہے یہاں حسب قدر نیک عمل کریگا
 اور تنہا ہی وہاں ثواب پاویگا دنیا کی چند روزہ زندگی کو گو کتنی ہی بلا و مصیبت
 سے کٹے غنیمت جانے جہاں تک اچھے کام ہو سکیں کرتا رہے اور موت

تو خود ہی آنے والی ہے پھر اس کی تمنا کرنے میں کیا فائدہ پس ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ کم در و اور انداز تکلیف سے گہرا کے ہرگز موت کی تمنا نہ کریں اور نہ کبھی کسی طرح کا شکوہ و شکایت زبان پر لادیں بلکہ ہر حال میں اپنے مالک کی رضا پر راضی اور شاکر رہیں اور اپنے جینے مرنے کو ایسی کی خوشی اور رضا پر چھوڑ دیں اپنی رائے کو دخل دیکے مرنے کو جینے سے ہرگز بہتر نہ سمجھیں اور ہر وقت اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کرتے رہیں تاکہ خاتمہ بخیر ہو اور آخرت کی خوبیاں نصیب ہوں۔

باب ہجدهم

فصل موت کے علامات اور نزع کے حالات اور اوس وقت کی

تدبیروں کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ موت ایسی چیز ہے کہ کسی ذی روح کو اوس سے چھٹکار نہیں انسان اگرچہ کتنی ہی مدت تک عیش و آرام سے زندگی بسر کرے مگر آخر کو موت اوسے نہ چھوڑے گی پس ہر مسلمان ایماندار مرد اور عورت کو لازم ہے کہ جب بیماری طول کھینچے اور امید زندگی کی منقطع ہو جاوے تو اپنے چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت چاہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور دروازہ توبہ کا کھلا ہے بند نہیں جب بندہ صدق دل اور خلوص نیت سے اپنے مالک کی

طرف رجوع کرتا ہے تو وہ اپنے فضل و کرم سے اسکی توبہ قبول فرماتا ہے
 اور اسکے گناہوں سے درگزر کرتا ہے اور یہ بھی ضرور چاہیے کہ جو بندہ
 کے حق اسکے ذمے ہوں جیسے قرضہ یا امانت یا غصب وغیرہ
 اذکبہ فوراً ادا کرے یا اونکے مالکین سے معافی چاہے اس واسطے کہ حقوق
 عباد سے بددین والی یا معافی کے سلاسی نہیں ہو سکتی اور جو اسوقت
 کسی وجہ سے یہ نہ ہو سکے تو اپنے دائروں و بیعت زحیا سے تاکہ وہ اسکی
 طرف سے ادا کر دیں اور یہ بھی مریض پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 جو رب العالمین اور ارحم الراحمین ہے نیارے گمان رکھے اس لئے کہ اللہ
 پاک کے ساتھ حسن ظن رکھنا دخول جننت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث
 غریبہ میں وارد ہوا ہے عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 عَلَى شَابٍ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ أَرْجُو اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنِّي
 أَخَافُ عَلَى دُؤُنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبٍ
 عَبْدٌ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ رَوَاهُ
 ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ غَرِيبٌ يَعْنِي رَوَايَتُهُمْ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے کہما کہ داخل ہوئے بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جوان
 پر اور وہ جانکنی کی حالت میں تپا پس آپ نے فرمایا تو کس طرح پاتا ہے اپنے
 آپ کو یعنی تو اپنے دل کو اس وقت کس طرح پاتا ہے آیا رحمت الہی کا امید

ہے یا اوس کے غصے سے ڈرتا ہے اوس نے کہا میں امید رکھتا ہوں اللہ
 تعالیٰ سے اے رسول خدا کے یعنی میں اپنے کو اوسکی رحمت کا امیدوار پاتا
 ہوں اور باوجود اسکے بیشک میں اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں پس فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں جمع ہوتے خوف و امید بندے
 کے دل میں بیچ مانند اس وقت کے مگر دیتا ہے اوسکو اللہ وہ چیز کہ امید
 رکھتا ہے یعنی رحمت اپنی اور اسکو امن میں رکھتا ہے اوس چیز سے کہ ڈرتا
 ہے یعنی عذاب سے اسکو ترندی و ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے
 کہا یہ حدیث غریب ہے اور بیار کے عزیز و اقارب وغیرہ جب اوسکی زندگی
 سے مایوس ہو جاویں اور موت کی نشانیاں اوس پر نمودار پاویں مثلاً ناک کا ہانسا
 جھڑپا ہو جاوے۔۔۔ کنپٹیاں بیٹھ جاویں مردانہ موندہ پر چھا جاوے پانوں ایسے
 سست ہو جاویں کہ کھڑے کھڑے سے بھی کھڑے نہوسکیں سارے بدن
 کی جلد لٹک پڑے تو اونکو چاہیے کہ اوسکی اس غیر حالت کو دیکھ کے اپنے
 سین سنبھالیں اور دل کو مضبوط رکھیں اور اوس کے پاس بیٹھ کر دین میں
 نہیں اور نہ کوئی ایسی بات اوس کے سامنے کہیں جس سے اوسکو ہراس اور
 زندگی سے مایوسی پیدا ہو اور ایسی حالت میں اوسکو دوا پلانے وغیرہ کی
 تعلیفات نذیر خصوصاً وہ دوائیں جنکا کھانا پینا شرعاً منع ہے جیسے افیون وغیرہ
 تو ہرگز نہ کھلائیں پلائیں اور پرہیز سے بھی اوسکو معاف رکھیں بلکہ جو وہ مانگے

اوسے دین اور تسکین کے لئے شربت انار میں کیوڑا ملا کے پلاوین اور آب
 زمزم جو نہایت متبرک اور ہر بیماری کا علاج ہے اگر میسر ہو تو اوسکے حلق میں
 ڈالتے رہیں اور اوسکا موہنہ قبلے کی طرف کر دین اس طرح سے کہ سر شمال کی
 طرف اور پانوں جنوب اور موہنہ قبلے کے سمت ہو جاوے اس لئے کہ
 ہندوستان کا قبلہ مغرب کی طرف ہے حاکم اور بیہقی نے ابوقتاڈہ سے روایت
 کیا ہے اِنَّ الْبَرَاءَ بْنَ مَعْرُورٍ اَوْحَىٰ اَنْ يُّوجَّهَ اِلَى الْقِبْلَةِ اِذَا الْخُفِّ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَصَابَ الْفِطْرَةَ يَعْنِي بَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ وَصِيَّتِ
 كِيْ كِه اَوَّلُكَامُوْهِنَه قِبْلَه كِي طَرَف كِر دِيْن جِس كِه مَوْت كَا وَقْت قَرِيْب آجَاوے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چونچا گیا اسلام کے طریقے کو یعنی
 اسلام کا یہی طریقہ ہے لیکن اس امر میں اختلاف ہے کہ قبلہ رخ کس طرح کریں
 علمائے حنفیہ کہتے ہیں کہ قبلے کی طرف اس طرح سے چٹ لٹا دین کہ موہنہ
 اور پانوں سب قبلے کی طرف ہو جاوین اور محدثین یہ کہتے ہیں کہ داہنی
 گروٹ پر لٹا دین اور یہی اولیٰ ہے اس واسطے کہ قبر میں اسی طرح لٹاتے ہیں
 اور سونے والے کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح سونے
 کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ روضہ مذہب میں اسکی تحقیق مذکور ہے اور سورہ یٰسین
 پڑھکر اوس کو سنائیں جیسا کہ احمد والبوداؤد اور نسائی وابن ماجہ وغیرہ نے
 معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ اَسْوَدَ لَا يَسْنَ عَلَى مَوْتَاكُمْ لَعْنِي اَنْخَضَتْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
 وَسَلَّمَ نے فرمایا پڑھو تم سورہ یسین کو اپنے مردوں پر مردوں سے ایسی
 جگہ وہ ہیں جن پر موت کے آثار ظاہر ہوں اور مرے ہنوں آجرا خیر وقت میں
 اوسکے پاس ایسی باتیں جس سے اوسکی طبیعت دنیا کی طرف مائل ہوا اور آخرت
 کا خیال جاتا رہے ہرگز ہرگز نہ کہیں بلکہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہیں
 حدیث شریف کا شغل رکھیں درود استغفار وغیرہ پڑھتے رہیں اور کلمہ شہادت
 یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ بَلَدَ اَوَارِے اوسکے
 سناتے رہیں تاکہ وہ بھی خود پڑھنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور اسی
 پیراؤسکا حسن خاتمہ ہو حدیث صحیح مسلم میں بروایت ابوسعید خدری اور
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما وارد ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
 لَقِنَا مَوْتَاكُمْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ لَعْنِي اَنْخَضَتْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا
 تلقین کرو اپنے مردوں کو لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کی اس سے یہی مراد ہے کہ
 مردے کو سناؤ نہ یہ کہ اوس سے کہو کہ تو پڑھ اس لئے کہ معاذ اللہ اگر وہ انکار
 کر بیٹے گا تو اس میں کفر کا خوف ہے اور ابوداؤد میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ
 اٰخِرُ كَلَامِهِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
 نے جو شخص کہ ہووے آخر کلام اوسکا لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ بہشت میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو سلمہ کے پاس تشریف لائے اور انکی
 آنکھیں بہتر اگئیں تھیں پس آپ نے انکو بند کر دیا پھر فرمایا بیشک جب
 روح قبض کیجاتی ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے ساتھ اس کے پس اون کے
 گھر کے لوگ چلائے یعنی حضرت کے فرمانے سے سمجھ گئے کہ اونکا انتقال
 ہو گیا پھر آپ نے فرمایا نہ دعا کرو اپنی جانوں پر مگر ساتھ بہلائی کے یعنی واویلا
 اور بد دعا نہ کرو اسلئے کہ بیشک جو تم کہتے ہو فرشتے اور پسر آمین کہتے ہیں یعنی
 تمہاری دعا پر پہلی ہو یا بڑی پھر آپ نے فرمایا اے اللہ ابو سلمہ کو بخش دے
 اور بلند کر اسکا درجہ اون لوگوں میں کہ سید ہی راہ دکھائے گئے ہیں اور
 کار ساز ہو جاؤ اس کے پس ماندوں میں جو کہ باقی ہیں باقی رہے ہوئے لوگوں
 میں اور اے پروردگار عالموں کے ہماری اور اسکی مغفرت کر اور وسعت
 دے اسکی قبر میں اور اس کے لئے وہاں روشنی کر اس حدیث شریف
 سے مرنے کے بعد آنکھوں کا بند کرنا ثابت ہوا اسکے سوا اور چند باتیں
 بھی معلوم ہوئیں ایک یہ کہ چیخنا چلانا اور واویلا کرنا منع ہے دوسرے
 اُس وقت اپنے اور مردے کے لئے دعاے خیر کرنی چاہیئے اس واسطے
 کہ یہ وقت بھی دعا کے قبول ہونیکا ہے اور بعد آنکھ بند کرنے کے مردے
 کو کسی صاف پاک کپڑے سے ڈھانک دین جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوْفِيَ سُبْحِي بِبَرْ وَحَبَرَةٍ يَعْنِي وَه كَتَمَ هُنَ كَه
 جَبَ أَخْشَرَتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَفَاتَ كَتَمَ كَتَمَ تَوَاطَبَ مِثْلُ
 جَادِرَ سَ وَهَانِ كَتَمَ تَهْتَجِيرَ تَكْفِينِ مِثْلُ جَلْدِي كَرِنَ جَلِيَا كَه الْوَادِ وَهَانِ
 حَصِينِ بِنِ وَجُوحَ سَ رَوَايَتُ كَيَا هَ إِنْ طَلْحَةُ بْنُ الْبَرَاءِ مَرَضَ فَأَتَاهُ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَعُودُ فَقَالَ إِنِّي لَا أَرَى إِلَّا قَدْ حَدَثَ
 بِهِ الْمَوْتُ فَأَذِنُونِي وَعَجِّلُونَا نَهْ يُدْبِعِي الْجَيْفَةَ مُسْلِمٌ أَنْ تَجْلِسَ بَيْنَ ظَهْرَانِي أَهْلِيهِ
 يَعْنِي طَلْحَةُ بْنُ بَرَارٍ بِيَارِ هُوَ لَمْ يَسْ نَبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عِيَاوَتَ كَه
 لَمْ أَوْنَكِ بِاسْ تَشْرِيفَ لَمْ يَسْ فَرَمَا كَه بِشِيكَ مِثْلُ نَهْمِ كَمَانِ كَرْتَا
 طَلْحَةُ كَه لَمْ أَوَسْ بِمَوْتِ ظَاهِرٍ هُوَ كَتَمَ تَمَّ أَوْنِ كَه مَرْنِ كِي مَجْهَ خَبَرِ كَرِ دِنَا يَعْنِي
 تَا كَه مِثْلُ آوْنِ أَوْرَاوْنِ بِرَنَازِ بِرْمُونِ أَوْرَجَلْدِي كَرِ يَعْنِي تَهْتَجِيرَ تَكْفِينِ أَوْرَفْنِ
 وَغَيْرِهِ مِثْلُ اسْ لَمْ كَه بِشِيكَ مُسْلِمَانِ مَرْدَ كَه لَمْ لَاقَ نَهْمِ كَه
 رَوَكِ رَكَا جَادِ وَهَانِ أَوَسْ كَه كَه رَوَانِ كَه بِسْ إِنْ حَدِيثُونِ
 سَ مَرْدَ كِي أَنْكَمِ مِثْلُ بِنْدِ كَرْنَا أَوْرَجَادِرَ سَ أَوَسْ كَوِ چَا دِنَا أَوْرَاوَسْ كِي تَهْتَجِيرَ
 تَكْفِينِ مِثْلُ جَلْدِي كَرْنَا ثَابِتِ هُوَا أَوْرَمَرْدَ كَه مَوْنَه كَوَا أَوْرَبَاوْنِ كَه
 دَوْنُونِ أَنْكَوْطُونِ كَوْمَا كَه بَانْدَهِنَا شَرَعِ سَ ثَابِتِ نَهْمِ الْبَتَهْ أَوَسْ كَا
 بَوَسَه لِيْنَا حَدِيثُونِ سَ دَرَسَتْ مَعْلُومِ هُوَا هَ يَعْنِي إِنْ كَرُوْنِي أَسْ نَهْمِ عَزِيزِ
 وَقَرِيبِ يَادُوسْتَ أَشْنَا كِي بِشِيَا نِي وَغَيْرِهِ كَا أَوَسْ كَه مَرْنِ كَه بَعْدَ بَوَسَه

لیے تو جائز ہے جیسا کہ ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 آلِهِ وَسَلَّمَ بَلَغَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ وَهُوَ يَنْكِحُ حَتَّى سَأَلَتْ دُمُوعُ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى وَجْهِ عُثْمَانَ يَعْنِي حَضْرَتَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَتَمَتْ
 هِيَ كَيْفَ مَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي عِثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ كَابُوسَهُ لِيَا اسْ حَالِ مَيِّتٍ كَهَ وَهُوَ مَيِّتٌ تَحَّى وَأَرْأَى رَوَتْ تَه
 سِيَانِ تَكْ كَ أَكْ أَنْسُو عُثْمَانَ كَ چہرے پر ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ
 نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ
 قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ يَعْنِي وَهُوَ كَتَمَتْ هِيَ كَيْفَ مَشَى
 أَبُو بَكْرٍ صَدِيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَابُوسَهُ
 لِيَا وَأَرْأَى مَيِّتٌ تَحَّى پَسِ اِنْ دُونِ حَدِيثُونَ سَ مَعْلُومٌ هُوَا كَ مَرْنِ
 كَ بَعْدَ مُسْلِمَانِ كَابُوسَهُ لِيَا وَأَرْأَى مَيِّتٌ تَحَّى پَسِ اِنْ دُونِ حَدِيثُونَ سَ مَعْلُومٌ هُوَا كَ مَرْنِ
 مَكْرُجِيْنَا چِلَانَا پِٹِينَا سَ كَسُوْطْنَا كِطْرَ پَہَاڑْنَا وَآوِيلَا كَرْنَا شَرَعِ مَيْنِ مَنَعِ هَ
 اَوْرَ اسْ بَابِ مَيْنِ سَخْتِ وَعِيدِ وَارُوْهُوْیَ ہِے مُسْلِمَانِ مَرُوْا وَرَعُوْرَتُوْنِ كُوْچَاہِ
 كَ حَبْ كَسِی طَرَحِ كِی مَصِیْبَتِ وَتَكْلِیْفِ مَيْنِ مَتْلَا هُوْنِ تَوَا وَسِہْرِ صَبْرِ وَشُكْرِ كَرِيْمِ
 اَوْرَا نَا لَعْدَا وَرَا نَا اَلِیہ رَا حِجُوْنِ پُرْ ہَا كَرِيْمِ اسْ لَے كَ حُوْ لُوْگِ مَصِیْبَتِ كَ
 وَقْتُ اسْ آیت شَرِیْفِ كُوْ پڑھتے ہِے اَوْنِ كِی تَعْرِیْفِ اللہِ تَعَالٰی نَے

قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے جیسا کہ دو سے پارے کے تیسرے
 رکوع میں ارشاد ہوا ہے وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ
 قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ
 وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُكْتَدُونَ یعنی اور خوشی سنا ثابت رہنے والوں کو کہ جب انکو
 جو بچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پر جانا
 ایسے لوگ انہیں پر شاہا شین ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی
 ہیں راہ پر اور حدیث شریف میں بھی ایسے لوگوں کی مدح آئی ہے جیسا
 مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ
 فَيَقُولُ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللَّهُمَّ أَجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ
 لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهُ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ أَيُّ السُّلَمِيِّينَ
 خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلَ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
 إِنِّي قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ اللَّهُ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي لِي ابْنُ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کوئی مسلمان
 کہ جو بچے اسکو مصیبت یعنی تھوڑی ہو یا بہت پس کہے وہ چیز کہ حکم
 کیا اسکو اللہ نے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون یا الہی تو مجھے ثواب
 دے بسبب میری مصیبت کے اور بدلا دے واسطے میرے بہتر اس کے

یعنی اوس چیز ہے کہ میرے ہاتھ سے گئی اس مصیبت میں تو بدلا دیتا ہے
 اللہ تعالیٰ اوس کے لئے بہتر اوس سے پس جبکہ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو
 بیٹے کا ابوسلمہ سے بہتر کون مسلمان ہوگا اول صاحب خانہ کہ ہجرت
 کی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہرے یہ کلمے کہے پس دیا
 اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنی
 حضرت کے نکاح میں آئی اور امام احمد اور ترمذی نے ابو موسیٰ اشعری
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ وَكَدَّ الْعَبْدُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضُوهُ وَكَدَّ عَبْدِي يَقُولُونَ
 نَعَمْ يَقُولُ قَبَضْتُمُ مَرَّةً نَدُّدًا يَقُولُونَ نَعَمْ يَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي يَقُولُونَ
 أَحْمَدُكَ وَاسْتَزَجَعَ يَقُولُ اللَّهُ ابْنُ الْعَبْدِ بَيْنَانِي الْجَنَّةِ وَسَمُوهُ بَيْتَ أَحْمَدٍ -
 یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب
 کسی بندے یعنی مومن کا فرزند مرنے لگا تو فرماتا ہے اللہ جل شانہ اپنے
 فرشتوں یعنی ملک الموت اور انکے فرمانبرداروں سے کہ قبض کی تمہیں روح
 فرزند بندہ میرے کی پس وہ کہتے ہیں کہ ہاں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قبض کیا
 تم نے میوہ او سکے دل کا وہ کہتے کہ ہاں پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیا کہا میرے
 بندے نے وہ کہتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ
 کہا پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ بناؤ میرے بندے کے لئے ایک بڑا گھر بہشت

میں اور نام رکھواؤ سکا بیت اکھرا اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔
 عَنْ أَبِي مَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ
 وَتَعَالَى ابْنُ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصُّدُومَةِ الْأُولَى لَمْ أَذْخَلْكَ
 ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ يَعْنِي وَإِيكَ يَا مَامَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ نَبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ
 ارشاد کرتا ہے اے بیٹے آدم کے اگر تو صبر کرے یعنی بلا پر اور ثواب چاہے
 پہلے صدمے کے وقت تو نہیں راضی ہوتا میں تیرے لئے ثواب کا سوا
 بہشت کے یعنی اوسکے بدلے میں بہشت میں داخل کروں گا اور یہی نے
 شعب الایمان میں اور امام احمد رحمہ اللہ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے
 روایت کیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
 قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَةٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ فَيَذْكُرُهَا وَإِنْ طَالَ عَمْدُهَا فَيُعْذِرُ
 لَذَلِكَ إِسْتِرْجَاءًا إِلَّا جَدَّدَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ عِنْدَ ذَلِكَ نَافِطَةً مِثْلَ
 أَجْرِهَا يَوْمَ أُصِيبَ بِهَا يَعْنِي نَبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا مہین کوئی
 مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کہ پہنچائے جاوے مصیبت پہر وہ اوسکو
 یاد کریں اگرچہ دراز ہو زمانہ اوس مصیبت کا پس کہیں واسطے اوس کے
 اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ مگر تازہ کر دیتا ہے یعنی ثابت کرتا ہے
 اللہ تعالیٰ نزدیک اوس کے ثواب پس دیتا ہے اوسکو مانند ثواب

اوس مصیبت کے جس دن پہنچا یا گیا تھا وہ مصیبت یعنی اور اوس پر صبر کیا
 تھا بیقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
 ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْقَطَعَ شَيْعٌ أَحَدِكُمْ
 فَلَيْسَتْ تَرْجِعُ فَإِنَّهُ مِنَ الْمَصَائِبِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس
 وقت کہ ٹوٹ جاوے تسمہ یا پوش ایک تمہارے کا پس چاہیے کہ کہے اِنَّا
 لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اس لئے کہ یہ بھی مصیبتوں سے ہے فائدہ شاید تسمہ
 ٹوٹنے سے مراد اونی مصیبت ہے یعنی اگر اونی مصیبت ہو چکے تو بھی
 یہ پڑ ہے چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے چراغ گل ہونیکے وقت اس آیت کو پڑھا حاصل یہ ہے کہ ہر مصیبت
 کے وقت چھوٹی ہو یا بڑی اس آیت شریف کو پڑھا کریں اس لئے کہ اسکے
 پڑھنے سے نہایت ثواب اور بہت اجر ملتا ہے۔

بیان فرط کا

فرط اوس شخص کو کہتی ہیں جو کہ پہلے سے منزل پر جا کے پانی گما س وغیرہ رسد
 قافلے کے لئے تیار کرے اسی لئے جو بچہ کہ قبل بلوغ کے مرجاتا ہے اوسکو
 فرط کہتے ہیں کیونکہ وہ پہلے سے جا کے مان باپ کے واسطے بہشت کی نعمتوں کی
 درستی کرتا ہے پھر شفاعت کر کے اون کو جنت میں لیجا یگا اس باب میں چند
 حدیثیں صحاح و سنن میں وارد ہوئی ہیں کچھ بیان بھی لکھی جاتی ہیں بخاری و

مسلم نے باتفاق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَمُوتُ مُسْلِمٌ ثَلَاثَةَ مِّنَ الْوَلَدِ فِيَلِجِ النَّارِ إِلَّا تَحِلَّةً يَنْتَمِ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں مرتے تین فرزند کسی
 مسلمان کے پر وہ داخل ہو آگ میں مگر واسطے کہو نے قسم کے اس سے
 معلوم ہوا کہ جس مسلمان کے تین بچے مر جاویں وہ دوزخ میں نہ جاویگا مگر بقدر
 سچے ہو جانے قسم کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قسم کہا کہ ارشاد فرمایا ہے
 کہ سب کا درود جہنم پر سے ہوگا سو مسلمان ایماندار لوگ بجا فیت تمام ہوا
 یا بجلی کی طرح پل صراط پر سے گذر کے جنت میں داخل ہونگے اور ان کو اوسکی ہوا
 تک نہ لگے گی اور کفار ٹکڑے ٹکڑے ہو کے جہنم میں گر نیچے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ
 فَرَطَانِ مِنَ أُمَّتِي أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ فَقَالَتْ عَالِشَةُ مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ
 أُمَّتِكَ قَالَ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مَوْفَقَةً فَقَالَتْ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ أُمَّتِكَ
 قَالَ فَأَنَا فَرَطَانِ أُمَّتِي لَنْ يُصَابِرُوا بِمِثْلِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ
 یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ شخص کہ مر گئے ہوں واسطے اوس کے دو فرزند
 بالغ ہونے سے پہلے میری امت میں سے داخل کر لیگا اوسکو اللہ بسبب ان
 دونوں کے بہشت میں پرکھا عالشہ نے پس جو شخص کہ مر گیا ہو واسطے اوسکی

ایک فرزند آپ کی اُمت میں سے فرمایا اور جو شخص کہ مر گیا ہو واسطے اس کے ایک فرزند پس بھی حکم ہے اے توفیق دہیگی پس کہا حضرت عائشہ نے پس وہ شخص کہ نہ مرا ہو واسطے اس کے ایک بھی فرزند آپ کی اُمت سے یعنی تو وہ کیا کرے فرمایا پس میں ہوں میرے منزل اپنی اُمت کا نہیں مصیبت پہونچائی گئی مانند مصیبت میری کہ اسکو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریبہ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ السَّقَطَ لَيُزَاغِمُ رَبَّةً إِذَا دَخَلَ أَبُوهُ النَّادِفِ قَالَ أَيُّهَا السَّقَطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّةً إِذَا دَخَلَ أَبُو يَكُ الْجَنَّةِ تَجْمُرُهَا بَسْرَةٌ حَتَّى يَدْخُلَهَا الْجَنَّةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ يَعْنِي حَضْرَتَ عَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کچا بچا البتہ جبکہ لڑیکا اپنے پروردگار سے جبکہ وہ اس کے مان باپ کو آگ میں داخل کر لیکا یعنی داخل کرنیکا ارادہ کر لیکا پس کہا جاو لیکا اے کچے بچے جبکہ نے واے پروردگار اپنے سے داخل کر اپنے مان باپ کو جنت میں پس کہنیچے گا اون کو ساتھ آؤل نال اپنے کے بیان تک کہ داخل کرے گا اون کو بہشت میں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے یہ تو اس شخص کا اجر ہے جس کے ایک دو تین بچے نابالغ مر جاوین اور وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسکو جنت میں داخل کر لیکا بلکہ اسکی سعت رحمت بیان تک پہونچی ہے کہ

اگر کسی کا عزیز قریب دوست وغیرہ اہل دنیا سے مر جاوے اور اوسپر صبر کرے تو اللہ اوسکو جنت عنایت فرماتا ہے جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ مَا الْعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا اقْبَضْتُ صَفِيَّةً مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نہیں ہے واسطے بندے مومن میرے کے نزدیک میرے جزا جس وقت کہ قبض کرتا ہوں میں اوس کے پیارے کو اہل دنیا سے پر وہ ثواب چاہے یعنی صبر کرے مگر بہشت سبحان اللہ یہ اجر تو اہل دنیا کے عزیز قریب کا ہے اور جو اہل آخرت سے کوئی پیارا مر جاوے اوس کے ثواب کا کیا پوچھنا یعنی اوس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور اوسکی ذرا سی رضا سب سے افضل ہے۔

فصل میت کے حالات بیان کر کے اوسپر رونے پٹنے کے بیان میں
 جاننا چاہیے کہ مردے پر آواز سے رونا اور اوسکے اوصاف و حالات بیان کر کے چیخنا چلانا اور حد سے زیادہ اوسکی تعریف کرنا سر اور مونہ اور زانو اور سینے وغیرہ کا پٹینا اور سر کے بال نوچنا کسوٹنا اور اوسپر خاک دھول اسب وغیرہ ڈالنا یہ سب باتیں جاہلیت کی ہیں اسلام میں ان کا کرنا حرام ہے رونے پٹنے والا تو حرام فعل کا مرتکب ہوتا ہے اور مردہ بچا رہا اسکے سبب

مفت عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم نے مغیرہ بن شعبہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ نَجَّحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نَجَّحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی مغیرہ کتور بن سنان
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جس پر نوحہ کیا جاتا ہے
 پس بیشک وہ عذاب کیا جاوے گا بسبب نوحہ کئے جانے کے دن قیامت
 کے عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ يَبْقُوهُ بَيْنَهُمْ يَقُولُ وَاجْبِلَا لَا وَاسْتَبِلَا وَتَعُوذُ لَكَ
 إِلَّا دَخَلَ اللَّهُ بِمَلَائِكَةٍ يَكْفُرَانِهِ وَيَقُولَانِ هَكَذَا أَنْتَ یعنی ابو موسیٰ
 اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کو کہ فرماتے تھے کہ نہیں کوئی میت کہ مرے پس کھڑا ہو ورنہ والا اون میں سے
 اور کہے اے پاڑا اے سردار اور ماتنہ اسکے مگر متعین کرتا ہے اللہ تعالیٰ
 ساتھ میت کے دو فرشتے کہ کئے مارتے ہیں اوس کے سینے میں اور کہتے
 ہیں کیا تو ایسا ہی تھا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب
 حسن ہے اور بخاری مسلم میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْكُمْ مَرَبٌ اخْتَدُوهُ وَشَقَّ
 الْحَبُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْحَبَا هِلْشَةَ یعنی نبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے ہمارے اہل طریقہ سے وہ شخص کہ بیٹے رخسار

اور گریبان پہاڑے اور پکارے پکارنا جاہلیت کا یعنی روتے وقت وہ
 باتیں کہے جو شرعاً جائز نہیں مانند نوحہ اور بیان اور دوا پلا کرنے کے
 اور بگڑی سپینکدینا اور سر پٹینا اور بال نوچنا بھی رخسار پیٹنے اور گریبان پہاڑنے
 کے حکم میں ہے اور صحیح مسلم میں ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ آدَبٌ فِي أَقْتِنِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا
 يَذْكُرُكَ نَحْنُ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالِاسْتِسْقَاءُ بِالنَّجْوَمِ
 وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ النَّاسِجَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تَقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 عَلَيْهِمْ سِرْبَالٌ مِنْ قِطْرٍ إِنْ دَرَجَ مِنْ جَرَبٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے چار چیزیں ہیں میری امت میں جاہلیت کے کام سے کہ وہ
 ہرگز اونکو نہ چھوڑیں گی یعنی اکثر لوگ فخر کرنا حسب میں طعن کرنا نسب میں اور
 پانی طلب کرنا بسبب ستاروں کے اور نوحہ کرنا اور فرمایا نوحہ کرنے والی عورت
 جس وقت توبہ نہ کی ہو اسے اپنے مرنے سے پہلے تودہ کھڑی کیجا دیگی
 قیامت کے دن حشر کے میدان میں ہوگا اس پر کرنا قطران کا اور کرنا خارش
 کا یعنی خارش اس پر مسلط کیجا میگی پہر اس پر قطران ملی جائے گی تاکہ ایذا زیادہ
 ہو عیاذاً باللہ منہ قطران ایک بدبودار سیاہ دوا ہے اہل کے درخت سے
 نکلتی ہے اور کھلی واسے اونٹوں کو ملی جاتی ہے اور اس میں آگ جلد لگ جاتی ہے
 اور بہت جلد بڑھنے لگتی ہے اور آلودہ دوائے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الثَّائِمَةَ
 وَالمُسْتَمْعَةَ یعنی انہوں نے کہا لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے نوحہ کرنے والی عورت کو اور نوحہ سننے والی عورت کو پس ان احادیث کے
 ثابت ہوا کہ چیخنا چلانا نوحہ کرنا حد سے بڑھے میت کے اوصاف بیان
 کرنا باعث لعنت کا ہے ہر مسلمان مرد اور عورت کو ان باتوں سے نہایت
 احتیاط کرنا چاہیے تاکہ لعنت کا مورد نہ بن جائے اگر غم اور رحم کے سبب
 بدون آواز کے رووین تو شرعاً جائز ہے اس میں کسی طرح کا گناہ نہیں بلکہ ایسا
 رونا رحمت میں داخل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اس طرح
 سے روئے ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظَعْرًا
 لِأَبِي رَاهِيْمٍ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَبَا رَاهِيْمٍ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ
 دَخَلْنَا عَلَيْهِ لَعْدُ ذَلِكَ وَأَبُو رَاهِيْمٍ يُجُودُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَذَرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّمَا دَحْمَةٌ ثُمَّ أَتْبَعَهَا أُخْرَى فَقَالَ إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ
 يَحْزَنُ وَلَا تَقُولُ إِلَّا مَا بَرَضِي رَبَّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا أَبَا رَاهِيْمٍ لَمَحْزُونُونَ
 یعنی انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے ساتھ ابوسیف ہمارے پاس گئے اور وہ حضرت ابراہیم کے

رضا علی بابا تھے پس لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت
 ابراہیم کو پہراون کا بوسہ لیا اور اون کو سونگھا یعنی اپنی ناک اور مونہ کو اونکے
 مونہ پر رکھ دیا جیسے کوئی بوسہ لگتا ہے پہر گئے ہم اونکے پاس بعد اسکے یعنی بعد
 چند روز کے اور ابراہیم نزع کی حالت میں تھے پس ہوئیں دونوں آنکھیں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاری ہوئے اونے آنسو پس عرض کیا
 حضرت سے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تم روتے ہو یا رسول اللہ
 آپ نے فرمایا اے عوف کے بیٹے بیشک یہ رحمت ہے پہر آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس رونے کے بعد پہر رونے پر فرمایا مقرر
 آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اور باوجود اس کے ہم نہیں کہتے
 مگر وہ چیز کہ راعنی ہو رب ہمارا اور بیشک ہم تیری جدائی کے سبب سے
 اے ابراہیم البتہ غمگین ہیں فائدہ یہ قصہ حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے کا ہے جنہوں نے سولہ یا سترہ مہینے کی
 عمر میں وفات پائی اور ابوسیف کا نام برار تھا ان کے یہاں ہماری کا پیشہ
 ہوتا تھا اور ان کی بی بی کا نام خولہ تھا یہ منذر انصاری کی بیٹی حضرت ابراہیم
 کی انا تہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم کی نزع کے
 وقت اونکے یہاں تشریف لے گئے اوس وقت آپ نے حضرت ابراہیم کو
 پیار کیا اور روئے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ تو روتے ہیں

آپ ہی باوجود اس بڑی شان اور معرفت الہی کے روتے ہیں آپ نے
 فرمایا یہ رحمت ہے یعنی ابراہیم کو اس حال میں دیکھ کر رحم آتا ہے اور یہ رونا
 اوسى کا اثر ہے بے صبری کے سبب سے نہیں جیسا کہ تو نے خیال کیا
 اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اشارۃً اس کے
 سمجھا جاتا ہے کہ نہ روزا قلت رحمت کی وجہ سے ہے اور غمگین ہونا سنگدلی
 کے سبب سے پس رونا اور غم کرنا اہل کمال کے نزدیک اس حال سے بہتر ہے
 کہ کسی کا ہٹیا مر جاوے اور وہ ہنستا رہے اس لئے کہ عدل کا مقتضا یہی ہے
 کہ ہر حق واسے کو اوس کا حق دیوے اور ہر کام کو اوس کے محل اور موقع میں کرے
 بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قَالَ
 اُرْسِلْتُ اِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ اَنْ اُبْنِيَ قُبُورَ فَاتِنَا
 فَارْسَلْتُ يَقْرِءُ السَّلَامَ وَيَقُولُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ عِنْدَ لَا يَاجِلٍ
 تُسَمِّي فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَارْسَلْتُ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيَّ لِيَايَتَهُمَا قَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ
 ابْنُ عِبَادَةَ وَمَعَاذُ بَنِي جَبَلٍ وَابْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرَفَعُوا إِلَى
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقْقَعُ فَقَاضَتْ عَلَيْنَا هُ
 فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا فَقَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ فَإِنَّمَا
 يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحِمَاءَ يَعْنِي اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کسی شخص کو

آپ کے پاس بھیجا کہ میرا بیٹا مرنے لگا ہے پس آپ میرے پاس تشریف لائے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کو سلام کما بھیجا اور فرمادیا کہ تحقیق
 اللہ ہی کے لئے ہے جو چیز کہ اوس نے لی اور اللہ ہی کے لئے ہے جو چیز کہ
 اوستے وہی یعنی اولاد وغیرہ پس اوس کے صنائع ہونے میں جزع فزع
 نچا ہے اس لئے کہ اوس کی امانت تھی جب چاہے لے لے اور ہر چیز اوس کے
 نزدیک ساتھ مدت معین کے ہے یعنی ترے بیٹے کی زندگی بھی اسی قدر
 مقدر تھی کہ جب قدر جیسا پس چاہے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پہر بھیجا یعنی
 آپ کی بیٹی نے دوبار آدمی کو آپ کے پاس بھیجا اور قسم دی کہ آپ ضرور ہی تشریف
 لائے پس کھڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تھے آپ کے
 ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت
 اور اور لوگ صحابہ میں سے پس اٹھایا گیا لڑکا آپ کی طرف یعنی نواسے
 کو آپ کی گود میں دیا اور اوسکی روح حرکت کرتی تھی یعنی جانکنی کی حالت تھی
 پس بنے لگین دونوں آنکھیں حضرت کی پہر کما سعد نے یا رسول اللہ کیا
 ہے پس آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے اوسکو اپنے بند بن
 کے دون میں پیدا کیا ہے پس رحمت یعنی مہربانی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اپنے
 بندوں میں سے مگر رحمت کرنے والوں پر یعنی سعد یہ سمجھے تھے کہ رونے
 کی سبب قسمیں حرام ہیں شاید آپ بھول کے رونے ہوں اس لئے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذکو بتا دیا کہ آنسوؤں سے رونا حرام اور مکروہ
 نہیں بلکہ وہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر گریبان ہسٹا کر رونا اور مونہ پٹینا
 وغیرہ حرام ہے اور بخاری و مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
 کیا ہے قَالَ اشْتَكِي سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ قَاتَا الشَّيْءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 مَسْعُودٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي غَاشِيَةٍ فَقَالَ قَدْ قَضَى قَالُوا أَلَا يَأْتِيكَ اللَّهُ
 نَبِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَامَ الْقَوْمُ بُكَاءَ الشَّيْءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُونَ أَنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ
 وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا وَاشْأَدَّ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ بِزُحْمٍ وَإِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذِّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ
 یعنی انہوں نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی بیماری میں بیمار ہوئے
 یعنی ابن عمر کو معلوم نہیں کہ ان کی بیماری کیا تھی پس آئے ان کے پاس نبی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کرنے کو ساتھ عبد الرحمن بن عوف اور
 سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود کے پس جب گئے ان کے پاس
 تو پایا ان کو بیہوشی میں پس فرمایا حضرت نے کیا تحقیق مر گیا صحابہ نے
 عرض کیا نہیں یا رسول اللہ پس روئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر یعنی ازراہ
 مہربانی کے صحابہ نے جب آپ کا رونا دیکھا تو وہ سب ہی رونے لگے پر آپ
 نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو سنو کہ بیشک اللہ تعالیٰ عذاب نہیں کرتا ساتھ

آنسوؤں آنکھوں کے اور نہ ساتھ غم کرنے دل کے ولیکن عذاب کرتا ہے
 ساتھ اسکے اور اشارہ کیا طرف زبان اپنی مکے یا رحم کرتا ہے یعنی اگر بندے
 نے زبان سے ناشکری یا بے ادبی کے کلمات جناب الہی میں کہی یا نوحہ
 کیا تو عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور ان اللہ وانا
 الیہ راجعون پڑھا تو رحمت اور ثواب کے لائق ہوتا ہے اور بیشک انبیا و
 عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے او سکے لوگوں کے او سپر اس سے معلوم
 ہوا کہ مصیبت کے وقت نوحہ کرنا اور بے ادبی اور ناشکری کے کلمات
 زبان سے نکالنا نہایت بُری بات ہے پس مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیے کہ
 اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور ہر حال میں اوسکی رضا پر راضی رہیں اور صبر و شکر
 کریں تاکہ جنت الفردوس میں بڑے بڑے مرتبے پاویں۔

فصل قبر کی تیاری کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب کوئی شخص مرد جاوے تو اوسکے عزیز قریب یا دوست
 آشنا وغیرہ کو لازم ہے کہ اور کاموں سے پہلے اوسکی قبر بنوانے کی تدبیر کریں
 اسلئے کہ اکثر اسکی درستی میں دیر ہوتی ہے پس اوسکی تیاری کے واسطے
 خود جاوے نہیں تو اور کسی ہوشیار و بیندار معتمد آدمی کو بھیج دے کہ وہ اوسکا
 انتظام کرے قبر و قسم کی ہوتی ہے ایک لحد جسکو ہماری زبان میں بغلی کہتے
 ہیں دوسرے شق حبکا نام صندوقی ہے جیسی بیان نبی ہے طریقہ لحد بنانیکا

یہ ہے کہ پہلے وسعہ کے موافق بقدر مردے کی لبنائی کے ایک گڑھا کھودا
 پھر قبیلے کی طرف ایک کول بنا سکے اور مین مردے کو رکھ کر کچی اینٹوں سے
 اوپر بند کر دیں اس طرح کی قبر بنانے میں نہایت فضیلت ہے اس لئے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے محد بنائی گئی تھی جیسا کہ شرح السنہ
 میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ
 أَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْآخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوا أَيُّهُمَا جَاءَ أَوْ لَا عَمَلٌ فَمَجَاءَ الَّذِي
 يَلْحَدُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي عروہ نے کہا مرنے میں جو شخص
 تھے یعنی گور کن کہ ایک اون میں سے یعنی ابو طلحہ انصاری محد کرتا تھا یعنی
 نبلی قبر کھودتا تھا اور دوسرا یعنی ابو عبیدہ بن جراح محد نہیں کرتا تھا یعنی جیسی
 بیان قبر بنتی ہے پس کہا صحابہ نے یعنی بعد وفات حضرت کے اتفاق
 کیا اسپر کہ جو سنا اون میں سے پہلے آوے وہ اپنا کام کرے یعنی اگر محد والا پہلے
 آوے تو حضرت کے لئے محد مودے اور جو شوق والا پہلے آوے تو شوق کھودے
 پس آیا وہ شخص کہ محد کرتا تھا پس محد کی اوس نے واسطے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے اور مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے
 روایت کیا ہے إِنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ قَنَّ فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ
 الْحَدُّ وَالْحَدَّ وَالْغُبُّ أَعْلَى اللَّيْلِ نَضْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي سعد بن ابی وقاص نے کہا اپنی اس

بیماری میں جہین اونکی وفات ہوئی کہ بناؤ میرے دفن کے لئے لحد
 اور کٹری کرو مجھ پر بھی اینٹیں کٹری کرنا جیسا کہ کیا گیا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور ترمذی اور ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ نے ابن
 عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام احمد نے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
 سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَالِ الشَّقُّ
 لِعَفِيرَتَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لحد ہمارے
 واسطے ہے اور شق ہمارے غیر کے لئے پس ان سب حدیثوں سے معلوم
 ہوا کہ لحد بنانا مستحب ہے جہاں تک ہو سکے اسی قسم کی قبر بناوین اور
 ابن ہمام نے کہا کہ ہمارے نزدیک لحد بنانا سنت ہے لیکن جبکہ زمین نرم ہو
 اور قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو ضرورت کے لئے شق بنانا درست ہے جیسے
 بیان بنتی ہے اور جو بلا ضرورت بناوین تو یہی اس طرح کی قبر بنانا مشروع ہے
 اس لئے کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر جو عشرہ مبشرہ
 سے ہیں شق بناتے تھے اگر اس طرح کی قبر بنانا جائز نہ ہوتا تو وہ باوجود اس بڑے
 رتبے کے ایسی قبر بن کیوں بنایا کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کس طرح اونکے اس فعل کو جائز رکھتے غرض کہ دونوں قسم کی قبر بنانا شرعاً
 درست ہیں جس طرح کی ممکن ہو ویسی بناوین

باب نوزدہم

فصل مردے کے نہلانے اور کفنانے کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ مردوں کا نہلانا زندوں پر فرض کفایہ ہے یعنی ایک جماعت میں سے اگر دو چار آدمی مردے کو نہلاویں تو اور دن کے ذمے سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے نہیں تو سب گنہگار ہوتے ہیں اور اسپر سب علما کا اتفاق ہے کسی کا اختلاف نہیں اور میت کے نہلانے کے لئے اوسکا رشتہ دار بہتر ہے غیر سے اگر اوسکی جنس سے ہو یعنی مرد مرد کو نہلاوے اور عورت عورت کو جیسا کہ امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَأَدَّى فِيهِ الْأَمَانَةَ دَلَّ يُشْفِي عَلَيْهِ مَا يَكُونُ مِنْهُ عِنْدَ ذَلِكَ خَرَجَ مِنْ دُؤْبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ وَقَالَ لِيْلِيَةِ أَتَرُبُّكُمْ إِنْ كَانَ بَعْلُكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُ فَمَنْ تَرَوْنَ عِنْدَ دُحْطَا مِّنْ دَوَّجٍ وَ أَمَانَةٍ یعنی حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے غسل دیا میت کو پہرہ دیا اوسمیں امانت کو اور افشانہ کیا اوسپر اوس چیز کو جو ہوتی ہے اوس سے اوسوقت تو نکلا وہ اپنے گناہوں سے مثل اوس دن کے کہ جتنا اوسکو ادنیٰ مان نے اور فرمایا چاہیے کہ والی ہو اوسکا یعنی اوسکے نہلانے والا وہ شخص جو تم میں سے زیادہ قریب ہو طرف میت کے اگر وہ جانتا ہے یعنی نہلانے کے احکام سے واقف ہے پس اگر وہ نہ جانتا ہو تو پہرہ شخص کہ دیکھتے ہو نزدیک اسکے

حصہ پر ہیزگاری و امانت سے یعنی جسکو پرہیزگار اور امانت دار سمجھتے ہو مگر
 میان بی بی من سے باوجود غیر جنس ہونے کے ایک کا دوسرے کو نہ لانا بہتر ہے
 جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قَالَتْ رَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَنَازَةٍ بِالْبَيْعِ وَأَنَا حُجْدُ صَدَاغِي رَأْسِي وَأَقُولُ دَا
 رَأْسَاهُ فَقَالَ بَلْ أَنَا دَارُ سَاهُ مَا ضَرَّكَ لَوْ مِتَّ قَبْلِي فَعَسَلْتُكَ وَكَفَتُّكَ ثُمَّ صَلَّيْتُ
 عَلَيْكَ وَدَفَنْتُكَ یعنی عائشہ کتنی ہین کہ لو مگر آئے طرف میرے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے سے کہ بقیع میں تھا اور میں
 پانی تھی درو کو اپنے سر میں اور کتنی ہتی دار اسادہ پس آپ نے فرمایا بلکہ انا وارسا
 کون چیز تجھے ضرر پہنچاتی ہے اگر تو مرجاؤے مجھے پہلے پس میں تجھ کو نہ لاون
 اور تجھے کفناؤن پر تجھ پر نماز پڑھوں اور تجھے دفن کر دوں اس حدیث کو امام
 احمد اور ابن ماجہ اور دارمی اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے روایت
 کیا اور اصل اس حدیث کی بخاری شریف میں اس طرح پر ہے کہ ذَاكَ
 لَوْ كَانَ وَأَنَا حَتَّى نَأْتِيَنَّكَ دَا عُوْلَاكَ اِذَا رِيَهُ هُوَ الْعَيْنِ لَوْ مَرَجَاتِي اَوْ مِيْن زَنْدَه
 ہوتا تو تیرے لئے بخشش چاہتا اور دعا مانگتا اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا
 فرماتی ہیں لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِلَّا نِسَاءً یعنی اگر میں پہلے سے جانتی جواب جانا تو آپ کی بی بیوں کی
 سوا آپ کو کوئی نہ نہلاتا نقل کیا اسکو امام احمد اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے اور

بیشک نما یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسماء اونکی بی بی نے اور
 منلاتے وقت صحابہ موجود تھے کسی نے اسکو بُرا بھانا اور امام شافعی اور
 دارقطنی اور ابو نعیم اور بیہقی نے باسناد حسن یہ روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو منلا یا بتا پس ان سب حدیثوں سے
 ثابت ہوا کہ منلانا میان کابی بی کو اور بی بی کا میان کو اولیٰ و افضل ہے اور
 رشتے دار کے ہوتے ہوئے غیر کا منلانا بھی شرعاً درست ہے مگر غسل دینے
 والا پرہیزگار و نیکو منلانے کے امور سے واقفکار امانت دار ہونا چاہیے
 تاکہ اگر میت میں کسی طرح کے آثار بھلائی کے جیسے چہرے کا چمکنا و کمنا یا بدن
 سے خوشبو آنا دیکھے تو اونکو ظاہر کرے اور جو معاوضہ کسی طرح کی بُرائی دیکھے
 جیسے بدبو آنا یا مومنہ اور بدن کا کالا ہو جانا یا صورت بدل جانا تو اونکو ہرگز نہ
 بیان کرے اسلئے کہ کتاب از ہارین لکھا ہے علما کہتے ہیں کہ میت کی جہی
 نشانیوں کو بیان کرنا مستحب اور بُری علامتوں کا ظاہر کرنا حرام ہے اور مردوں
 پر لعن طعن اور اونکی عیب جوئی ہرگز نہ کرے اور نہ اونکو بُرا کہے اگرچہ وہ کافر
 یا فاسق فاجر ہوں جیسا کہ بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
 روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا
 الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدْ مَوُا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے نہ بُرا کہو مردوں کو اسلئے کہ بیشک وہ پونچے طرف اوس چیز کے

جسکو اونہون نے آگے بھیجا یعنی اپنے کئے کی جزا کو پہونچ گئے اور ابو داؤد اور
 ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْكَرُ أَحْسَنِ مَوْتَاكُمْ دَكُوعًا عَنْ مَسَارِئِهِمْ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یاد کرو اپنے مردوں کی
 نیکیاں اور باز رہو اونکی بُرائیوں کے ذکر سے مردوں کو بہلائی سے یاد کرنے
 کا حکم استحباب کے لئے ہے اور بُرائی سے باز رہنے کے باب میں امر و حجب
 کے واسطے ہے حجۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ مردے کی غیبت کا گناہ زندہ
 کی غیبت سے بہت بڑا ہے اس لئے کہ زندے سے تو بخشوا لینا ممکن ہے
 بخلاف مردے کے کہ اس سے کسی طرح نہیں بخشوا سکتا غرض کہ مردے کے
 بُرا کئے سے نہایت احتیاط رکھیں اگرچہ زندوں کی غیبت کرنا بھی حرام
 ہے طریقہ مردے کے غسل کا یہ ہے کہ پہلے اوسکے ظاہر بدن کی نجاست
 دور کریں اور نرم نرم ہاتھ سے اوسکے پیٹ کو دبا دیں تاکہ جو نجاست
 باقی ہو وہ نکل جاوے پھر دھنی جانب سے نہلانا شروع کریں اور اس امر کا
 ضرور خیال رکھیں کہ اوسکا ستر کھلنے نہ پاوے اور تین یا پانچ بار یا اس سے
 زیادہ پانی میں بری کی پتی ڈال کے اوس سے نہلا دیں اور پچھلی بار پانی میں
 کا فور ڈال کے اوس سے نہلا دیں جیسا کہ بخاری و مسلم نے اُمّ عطیہ رضی
 اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَاللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
اِنَّ رَأْيُنِيْ فِيْكَ بِمَا عَدِدْتُ وَاَجْعَلْنِ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَانُوْرٍ
فَاِذَا خَرُغْتَنِيْ فَاْدِنِّيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اَذْنَابًا فَاقْبَلْ اِلَيْنَا حَقُّوْكَ فَقَالَ اَشْعُرُ هَهَا
اَيَّاهُ وَفِيْ سِرٍّ اَوَّيَّةٍ اَغْسِلْنَهَا وَتَرَائِلَتَا اَوْ خُمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ اَبَدًا اَنْ يَّمِيًّا مِنْهَا
وَمَوَاضِعُ الوُضُوْءِ مِنْهَا وَقَالَتْ فَصَفِّرْ ذَا شَعْرَ هَاتِلَتَا قُرُوْنَ نَالِقَيْنَاهَا
خَلْفَهَا يَعْنِيْ اُمُّ عَطِيَّةٌ نَكَمَا بَهَارَةً پَس رَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تشریف لائے اور ہم اونکی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا
کو نہلاتے تھے پس آپ نے فرمایا نہلاؤ اوں کو تین بار یا پانچ بار یا اس سے
زیادہ اگر دیکھو تم یہ مناسب یعنی اگر اسکی احتیاج پانی اور بیر کی پتی سے یعنی
پانی میں بیر کی پتی جوش دیکے اوس سے نہلاؤ کہ اس سے خوب پاکی اور ستہرائی
ہوتی ہے اور آخر بار میں کافور ڈالو یا فرمایا تھوڑا سا کافور ڈالو پہ جب تم غمت
یا کوتاہی تو مجھے خبر کرنا پس جب کہ ہم نہلا چکے تو آپ سے خبر کی آپنے ہماری طرف
اپنا تہ بند سپینکا پر فرمایا کہ اس تہ بند کو اوس کے بدن سے لگا دو یعنی کفن کے
نیچے اس طرح سے رکھ دو کہ بدن سے لگا رہے اور ایک روایت میں ہون
ایا ہے کہ غسل دو اوس کو طاق یعنی تین یا پانچ خواہ سات بار اور شروع کرواؤ گے
دہنے طرف اور اوس کے اعصاب وضو سے اور ام عطیہ نے کہا کہ ہم نے
اونکے بالوں کی تین چوٹیاں گوندہیں پہر ڈالا ہم نے اونکو اونکے پیچھے اس معلوم

کہ عورت کے بالوں کے تین حصے کریں کھلے رکھیں خواہ اونکی چوٹیاں گوندہ ہوں
 مگر سنت وہی ہے جو آپ کی صاحبزادی کے ساتھ کیا گیا اور شہیدوں کے
 واسطے غسل نہیں ہے بلکہ اونکے کپڑوں اور خون سمیت اونکو دفن کر دینا
 چاہیے جیسا کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
 کیا ہے قَالَ أَمْرٌ مِّنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَقَتْلَى أَحَدٍ أَنْ يُنْزَعَ عَنْهُمْ
 الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ وَأَنْ يُدْفَنَ إِيْدِمَائِهِمْ وَثِيَابُهُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ تے
 کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے احد کے حق میں یہ فرمایا کہ
 اونسے لوہا اور تاراجاؤے یعنی زہرین اور ہتھیار اور چمڑے یعنی پوستین وغیرہ
 جو کہ خون میں نہیں بہرے ہین اور دفن کئے جاوین خون سمیت اور کپڑوں
 سمیت یعنی جو کپڑے کہ خون میں بہرے ہوں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک شہید کے لئے نہ غسل ہے نہ نماز اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ
 فرماتے ہین کہ اوسکو نہلاوین نہیں لیکن اوسپر نماز پڑھین اور جیسے مردوں کا
 نہلانا زندوں پر واجب ہے اسی طرح اونکو کفن دینا بھی شرعاً واجب ہے اور تکفین
 میں ان امور کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیے ایک یہ کہ ایسا کفن دینا چاہیے جس سے وہ
 خوب ڈھک جاوے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھے کفن
 دینے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ابوقتیادہ کی روایت سے وارد

ہوا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَفَنْتُمْ أَحَدَكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنُوا
 كَفَنَهُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ کفن دیکو
 ایک تمہارا اپنے بھائی کو تو چاہیے کہ اچھا کفن دے اور سکو اور حارث ابن ابی سہل
 نے اپنی مسند میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَحْسِنُوا الْكَفَانَ مَوْتَاكُمْ فَإِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ دَبِئًا وَدُرُونَ
 فِي قُبُورِهِمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھا کفن
 دو اپنے مردوں کو پس تحقیق وہ فخر کرتے ہیں آپس میں اور ایک دوسرے کی
 ملاقات کرتے ہیں اپنی قبروں میں تراد اچھے کفن سے یہ ہے کہ خوب ستر
 اور پاک صاف ہونیا ہو یا پُرانا نہ ہو یا ہوا دوسرا یہ کہ سفید ہو جیسا کہ امام احمد
 اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْبُسُورُ مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ فَإِنَّهَا مِنْ
 خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفَنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ مِنْ خَيْرِ أَكْحَالِكُمْ الْإِثْمَدُ فَإِنَّهُ يُنَبِّتُ الشَّعْرَ وَجَمَلُ
 الْبَصَرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سفید کپڑے پہنو
 اس واسطے کہ وہ تمہارے کپڑوں میں بہترین اور کفنناؤں میں اپنے مردوں
 کو بہتر ہے سزوں تمہارے میں اثمہ اس لیے کہ بیشک وہ جاتا ہے پلکوں کے
 بالوں کو اور روشن کرتا ہے بینائی کو ابن ماجہ نے اس حدیث کو موتا کم تک روایت
 کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سفید کفن دینا اولیٰ و افضل ہے ہاں ضرورت

کے وقت اور رنگ کا کفن دینا ہی جائز ہے تیسرا یہ کہ بہاری قیمت کا
 کفن نہ دینا چاہیے اس واسطے کہ شرع شریف میں ایسا کفن دینا منع ہے
 جیسا کہ ابو داؤد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغَاوُافِي الْكُفْنَ فَإِنَّهُ يُسْلَبُ سَلْبًا سَرِيعًا يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے بہت منگاکپڑا نہ لگاؤ کفن میں اسلئے کہ وہ بہت
 جلد چھین لیا جاتا ہے یعنی جلد بوسیدہ اور خراب ہو جاتا ہے اس سے معلوم
 ہوا کہ قیمتی کفن دینا اور اس میں اسراف کرنا بہت بُری بات ہے اس لئے
 کہ حدیث شریف میں اگر اسکی ممانعت نہ آئی ہوتی تو بھی اس میں مال کی احتیاط
 ہے کیونکہ بہاری قیمت کے کفن دینے میں نہ میت کا کچھ نفع ہے نہ زندوں
 کا کوئی فائدہ دیکھو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیمتی کفن کیا
 نئے کفن کے حق میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بیشک زندہ زیادہ مستحق ہے نئے
 کپڑے کا اور یہ اس وقت فرمایا تھا کہ آپ نے ایک کپڑا اپنے کپڑوں میں
 کفن کے لئے معین کیا تھا کسی شخص نے دیکھ کر کہا کہ یہ پرانا ہے پس آجکل
 کے مسرف لوگ جو ناموری اور تکبر کی راہ سے بڑی بڑی قیمت کے کفن
 مردوں کو دیتے ہیں اسکی حرمت میں کچھ کلام نہیں اس لئے کہ قیمتی کفن دینا
 ایک تو شرع کے خلاف ہے دوسرے موجب اسراف تیسرے ریا و تکبر کے
 خالی نہیں اور ان سب چیزوں کا حرام ہونا شرع میں بخوبی ثابت ہے

چوتھا امر یہ کہ اپنے مقدور کے موافق اوسط درجے کی قیمت کا کفن دینا
 مستحب ہے اور مسنون کفن مردوں کے لئے تین کپڑے ہیں ایک کفنی موٹا ہون
 سے قدیون تک چاک اس کا دونوں کندھوں کی طرف ہوتا ہے اور لبان
 جوڑان میں آگے پیچھے سے برابر ہوتی ہے اور سی نہیں جاتی دوسرے ازار
 یعنی نیچے کی چادر جو سر سے پائون تک چپا وے تیسرے لفافہ یعنی اوپر کی
 چادر جسے بیان موٹہ کی چادر کہتے ہیں یہ بھی سر سے پائون تک چپا دیتی
 ہے اور کفن کفایہ ازار و لفافہ ہے تین کپڑے کفن میں اس وجہ سے
 مسنون ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تین کپڑوں میں کفناے گئے
 تھے جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
 قَالَتْ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کُنَّ فِی ثَلَاثَةِ اَوْبَیْمَانِیَّۃٍ بَیْضَ
 سَحْلَیْنِ مِّنْ کُرْسَیِّ فِہَا قُبُصٌ وَّلَا عِمَامَۃٌ یعنی بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ بیشک
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفن وے گئے کچھ تین کپڑوں سفید میں کے
 اور سحول کی بنی ہوئی روئی کے نہ تھا اون میں کرتا سیا ہوا اور نہ پگڑی ہاں ضرورت
 کے وقت ایک دو کپڑے میں کفنا تا ہی جائز ہے لیکن بلا ضرورت اور
 قدرت ہوتے ہوئے تین سے کم نکرنا چاہیے اور مسنون کفن عورتوں کے
 لئے پانچ کپڑے ہیں ایک کفنی جبکا چاک سامنے ہوتا ہے دوسرے اوڑھنی

جس سے سر کے بال چُپائے جاتے ہیں تیسرے ازار یعنی نیچے کی چادر چوتھے
 سینہ بند پانچویں لفافہ یعنی موٹہ کی چادر اور آٹھویں دو ہاتھ کی لبنی ایک
 بالشت کی چوڑی ہوتی ہے اور سینہ بند تین ہاتھ کا لنبیا اور چوڑان میں اس قدر
 ہو کہ بغلوں کے نیچے سے گھٹنوں تک چپ جاوے اور باقی تین کپڑے
 ویسے ہی لینے چوڑے ہوں جیسے مرد کے کفن میں مذکور ہو چکے اور کفن کفایہ
 عورت کا ازار اور اوڑھنی اور لفافہ ہے ضرورت کے وقت یہ تین کپڑے
 اور ایک کپڑا ہی کافی ہے لیکن بلا ضرورت ایک یا دو خواہ تین کپڑے پر
 کفایت نہ کرنا چاہیے بلکہ مرد اور عورت کے لئے جو کپڑے معین کئے گئے ہیں
 اوہنیں میں اونکو کفنا چاہیے اور مستحب ہے خوشبو لگانا مروے کے بدن میں اور
 کفن میں اور اون اعضا میں جو سجدہ کرنے میں زمین سے لگتے ہیں یعنی پیشانی
 گھنی گھٹنے وغیرہ اور ان میں کافور ہی لگانا چاہیے اور خوشبو تین بار لگا دینا اسلئے
 کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 إِذَا اجْتَمَعَتِ النَّبَاتُ فَاجْتَرِدُوا ثَلَاثًا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا جب تم میت کو خوشبو لگاؤ تو تین بار لگاؤ اس حدیث کو امام احمد اور
 بیہقی اور بزار نے روایت کیا ہے اسکی سند کثیرا و صحیح کے راوی ہیں طریقہ
 مرد کے کفنانے کا یہ ہے کہ لفافے یعنی پوٹ کی چادر کو کسی پاک سات
 جگہ میں پھرا کر اوپر ازار یعنی اندر کی چادر پہلا دین پر کفن کر کہہ کے سب کو

تین یا پانچ بار دھونی دیکے کفنی پہنا کر ازار پر لٹا دین اور اس کے دونوں ہاتھ
 دونوں طرف پیلا دین سینے پر نہ رکھیں پہرازار اس کے بائیں طرف سے
 پیٹھ کے داہنی طرف سے پیٹھ تک چادر کا دھنا کنارہ اوپر رہے اور اسی طرح
 لفافے کو پیٹھ پر اور عورت کے کفنائے کا یہ طریقہ ہے کہ اوپر کی چادر
 بچھا کے اوپر سینہ بند رکھ کے اندر کی چادر پیلا دین پہراڑھنی ڈال کے سب کے
 اوپر کفنی رکھ کے سب کو پانچ یا سات بار دھونی دیکے کفنی پہنا کے ازار پر
 لٹا دین اور اس کے دونوں ہاتھ بھی دونوں طرف پیلا دین سینے پر نہ رکھیں
 اور سر کے بالوں کی دو لٹیں کر کے دونوں طرف سینے پر ڈال کے اڑھنے سے
 سر اور بالوں کے دونوں سرے چپا کے اندر کی چادر پہلے اس کے بائیں جانب
 پیٹھ پر داہنی طرف پر سینہ بند باندھے لفافہ یعنی اوپر کی چادر اسی طرح
 پیٹ دین اور جو کفن کھل جائے گا خوف ہو تو سر اور بالوں کی طرف سے
 اس کو باندھ دین اسی کفن نہ کھلنے کے لئے بعضوں کے نزدیک سینہ بند
 سب سے اوپر باندھنا بہتر ہے اور محرابین کے نزدیک عورت کے سر
 کے بالوں کے تین حصے کر کے اس کی چوٹیاں گوند بکے سر کے پیچھے ڈال دینا
 اور اڑھنی سے چپا دین

فصل جنازہ لیجانے اور اس پر نماز پڑھنے کے بیان میں
 جاننا چاہیے کہ جب نہلا دھلا اور کفنا کے جنازہ طیار کر لیں تو گھر کے مردوں کو

لازم ہے کہ گھر سے اٹھانے کے اوسکو باہر لیجاوین اور لوگ جمع ہوں وہ اور
 جو راہ میں شریک ہوتے جاوین یہ سب اوسکو کا نہرا دیتے ہوئے جلد جلد
 قبرستان کی طرف لیجاوین جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ
 فَإِنْ تَلَّكَ صَالِحَةٌ فَخَيْرٌ تَقْلِدُ مَوْنَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَلَّكَ سَوِيٌّ ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ
 عَنْ رِقَابِكُمْ يَعْنِي فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازہ
 کے پس اگر یہ وہ جنازہ یعنی میت نیک پس ہلالی ہے یعنی ہلالی ہے
 اوسکے لئے پونچاؤ اوسکو طرف ہلالی کے اور اگر یہ غیر اسکے پس بدیہی کہو
 اوسکو اپنی گردنوں سے اور بخاری نے ابو سعیدؓ سے روایت کیا ہے قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعْتَ الْجَنَازَةَ فَاغْتَمَّكَ الرَّجُلُ أَلْغَى
 أَعْنَاقَهُمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَالَتُ فَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ
 لَا هُنَّ أَبَاؤُ بِلِهَآ أَبْنُ تَذْهَبُونَ بِهَا تَسْمَعُ سَوْرَتَهَا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ دَلَّوْ
 سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَعْنَتَ يَعْنِي فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ
 جنازہ طیار کیا جاتا ہے اور لوگ اوسکو اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں پس اگر
 وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لیجاو یعنی میری منزل کی طرف اور جو بڑا سو
 ہوتا ہے تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے اے منیبت کمان لئے جاتے ہو اوسکو یعنی
 بھٹکوا اوسکی آواز کو آدمی کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور آدمی اگر سن لے تو البتہ حرام ہے

یا بیہوش ہو جاوے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جنازے کو جلد لیجانا
 چاہیئے اسی لئے جمہور کہتے ہیں کہ جلد لیجانا مستحب ہے اور ابن حزم کے
 نزدیک واجب اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ بیچ کی چال چلنا مستحب ہے
 اس واسطے کہ جلدی سے مراد یہی بیچ کی چال ہے یعنی چوٹے چوٹے
 قدم سے جلد چلنا دوڑنا مقصود نہیں پس جو لوگ جنازے کو لیچلین اونکو
 چاہیئے کہ نہ بہت آہستہ چلیں نہ بہت تیز بلکہ میانہ روی اختیار کریں اور
 جنازے کے ساتھ چلنا سنت ہے اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اور صحابہ رضی اللہ عنہم جنازے کے ساتھ چلتے تھے جیسا کہ بہت حدیثوں
 میں وارد ہوا ہے اور جیسے جنازے کے ساتھ چلنا مسنون ہے اسی طرح
 اوسکا اوٹھنا بھی سنت ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَمْلِكْ بِجَوَانِبِ الشَّرِيفِ
 كُلِّهَا فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدْعُ
 یعنی اونہوں نے کس شخص جنازے کے ساتھ جاوے
 اوسے چاہیئے کہ اوس کے سب کناروں کو کندھا دیوے اسلئے کہ بیشک
 یہ سنت سے ہے پھر اگر چاہے تو زیادہ کرے اور اگر چاہے چوڑوے یعنی اگر
 زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہے تو کندھا دیتا چلا جائے اور جو بیچا ہے تو چوڑوے
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جنازے کے ہمراہ جاوین اونکو چاہیئے کہ

اوسکے سب طرفوں کا کندھا دین اسکے بعد اگر پہر ہی اوٹھاتے رہیں گے تو
 اجر ملیگا ورنہ کچھ گناہ نہیں مردے کا حق ادا ہو گیا اور ترمذی نے ابوہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا ثَلَاثَ مِرَاطٍ فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا یعنی فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ جنازہ کے ساتھ ہو اور اوسکو تین بار اوٹھایا پس تحقیق
 ادا کیا اوس نے اوسکا حق جو اوپر تھا اس روایت سے معلوم ہوا کہ جنازہ
 کو تین بار کا ندھا دینا افضل ہے اور مستحب طریقہ فقہاء کے نزدیک کا ندھا
 دینے کا یہ ہے کہ جنازہ اوٹھائیو الا جنازے کے اگلے بائیں کنارے کو کہ
 مردے کی دہنی طرف ہوگی پہلے اپنے داہنے کا ندھے پر رکھو دس قدم چلے
 پہر پیچھے کے بائیں کنارے کو چوال کے محاذی ہے اوسی کندھے پر رکھ لے
 اوتنے ہی قدم چلے پہر جنازے کے آگے کی داہنی جانب کو اپنے بائیں کا ندھے
 پر رکھ لے اوتنا ہی چلے اسی طرح اوس کے پیچھے کے داہنے طرف کو اپنے
 بائیں کندھے پر کہ میت کی بھی بائیں جانب ہوگی اوٹھا کر دس قدم چلے اس
 حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً أَرْبَعِينَ خُطْوَةً كُفِّرَتْ عَنْهُ
 أَرْبَعُونَ كَبِيرَةً یعنی جو شخص جنازہ اوٹھا کر چالیس قدم چلے تو اوسکے چالیس

۱۵۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ۱۲

۱۶۔ شامی نے کہا کہ اس حدیث کو زیلعی نے ذکر کیا ہے اور بحر میں بدائع سے اسکو نقل کیا ہے ۱۲

گناہ معاف کیے جاتے ہیں جب اس کے سب جہتوں کے کندھاؤینے
 سے فراغت پا چکے تو توڑی ویر راحت لینے کے لئے ٹھیر جاوے پہر دو
 مرتبہ بیچ میں دم لیکے ایسا ہی کرے خلاصہ یہ کہ تین بار اسی طرح اوٹھاوے
 اور جو لوگ سوار ہوں اونکو چاہیے کہ جنازے کے پیچھے چلیں اور پیدل
 قریب قریب اوس کے جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی
 وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم قَالَ الرَّكْبُ يَمْشِي خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي يَمْشِي
 خَلْفَهَا وَاَمَامَهَا وَعَنْ عِمِّيْنِهَا عَنْ يَسَارِهَا قَرِيْبًا وَفِي
 رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوُدَ الْمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا وَاَمَامَهَا وَعَنْ عِمِّيْنِهَا عَنْ يَسَارِهَا قَرِيْبًا
 مِنْهَا يَعْنِيْ قَرِيْبًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم لَمْ يَكُنْ سَوَارِجِنَازَةٍ كَيْفَ
 يَمْشِي وَهَلْ يَمْشِي سَوَارِجِنَازَةٍ كَيْفَ يَمْشِي وَهَلْ يَمْشِي سَوَارِجِنَازَةٍ كَيْفَ يَمْشِي
 بَايْنُ طَرَفِ حَلِيٍّ اَوْ رَاوِدَاوُدُ كِيْ اِيْكَ رَوَايَتِيْنِ يَهْ اِيْآيَا هِيْ كِيْ پِيْدِلِ جِنَازَةٍ
 كِيْ يَمْشِي اَوْ رَاوِدَاوُدُ كِيْ اِيْكَ رَوَايَتِيْنِ يَهْ اِيْآيَا هِيْ كِيْ پِيْدِلِ جِنَازَةٍ
 اَوْ رَسَاوِيْ اَوْ تَرْمِذِيْ كِيْ اِيْكَ رَوَايَتِيْنِ يَهْ اِيْآيَا هِيْ كِيْ پِيْدِلِ جِنَازَةٍ
 خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ يَعْنِيْ سَوَارِجِنَازَةٍ كِيْ يَمْشِي اَوْ
 پِيْدِلِ جِدْ هَرْ جَا هِيْ حَلِيٍّ اَوْ رَاوِدَاوُدُ كِيْ اِيْكَ رَوَايَتِيْنِ يَهْ اِيْآيَا هِيْ كِيْ پِيْدِلِ جِنَازَةٍ
 رَوَايَتِيْ كِيْآيَا هِيْ اِنَّهٗ سَرَاوِيْ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرُ

يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ يَعْنِي أَوْهَنُونَ مَنِ كَمَا يَمِينَ نَبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ جنازے
 کے آگے چلتے تھے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیچھے چلنا اور
 امام شافعیؒ کے نزدیک آگے چلنا پیدل کے لئے افضل ہے اور وہ اپنے
 بائیں طرف چلنا جائز اور ہر سمت کے چلنے میں بہتر یہی ہے کہ جنازے
 کے پاس رہے تاکہ ضرورت کے وقت اوٹھانے والوں کی مدد کرے اور
 حق یہ ہے کہ جنازے کے آگے پیچھے دائیں بائیں سب طرف چلنا برابر ہے
 اور بلا عذر جنازے کے ساتھ سوار ہو کے چلنا مکروہ ہے جیسا کہ ابن ماجہ
 اور ترمذی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ خَرَجْنَا
 مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَى نَاسًا رُكِبَانًا فَقَالَ أَلَا
 تَسْتَحْيُونَ إِنَّ مَلَائِكَةَ اللَّهِ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ عَلَى ظُهُورِ الدَّوَابِّ يَعْنِي ثُوبَانُ
 نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں
 پس آپ نے کئی آدمیوں کو سوار دیکھا فرمایا کیا تم میں شرم نہیں آتی بیشک
 اللہ تعالیٰ کے فرشتے اپنے قدموں پر یعنی پیدل چلتے ہیں اور تم جانوروں
 کی پیٹھوں پر اس سے ثابت ہوا کہ جنازے کے ہمراہ سوار ہو کے چلنا
 مکروہ ہے ہاں لوٹتے وقت سوار ہو کے چلنا درست ہے جیسا کہ
 امام ابو داؤد نے مثل اسکے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث ثوبان موقوفہ ہے

ابو داؤد نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَتٰی بِدَابَّةٍ وَهُوَ مَعَ جَنَازَتِہٖ فَاَبٰی اَنْ یَّرْکَبَہَا فَلَمَّا انْفَرَّتْ اَتٰی بِدَابَّةٍ فَزَکَبَ فَعَبِلَ لَہٗ قَالِ اِنَّ الْمَلَائِکَةَ تَمْشِیْ فَلَمْ اَکُنْ لِذَکَبَ وَهُمْ یَمْشُوْنَ فَلَمَّا ذَہَبُوْا رَکَبْتُ یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ الہ وسلم کے حضور میں سواری حاضر کی گئی اس حال میں کہ آپ ایک جنازے کے ساتھ تھے آپ نے سوار ہونے سے انکار فرمایا پھر جب لوٹے تو سواری حاضر کی گئی تو آپ سوار ہوئے کسی نے اس باب میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ بیشک فرشتے پیدل چلتے تھے سو مجھے یہ نہوسکا کہ میں سوار ہوں اور وہ پیدل چلیں جب کہ وہ چلے گئے تو میں سوار ہو لیا اور ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے خَرَجَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَعَ جَنَازَةِ ابْنِ

الدَّحْدَاجِ مَا شِیْءٌ اَدْرَجَ عَلٰی فَوْسٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن و حداج کے جنازے کے ساتھ پیدل تشریف لے گئے اور گھوڑے پر سوار ہو کے لوٹے اور جنازے کے ساتھ آگ لیجانا ممنوع ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ اَوْصٰی اَبُو مُوْسٰی حِیْنَ حَضَرَ النَّوْکَ فَقَالَ لَا تَتَّبِعُوْنِیْ بِحُمْرٍ اَلْوَا اَوْ سَمِعْتُ فِیْہِ شَیْءًا قَالَ نَعَمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یعنی ابو بردہ نے کہا کہ وصیت کی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جبکہ انکو موت حاضر ہوئی کہ عود دان میرے ساتھ

نہ لیجانا لوگوں نے کہا کیا تم نے اس باب میں کچھ سنا ہے اونہوں نے کہا ہاں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آو چونکہ جنازے کے ہمراہ آگ
لیجانا جاہلیت کے افعال سے ہے اس لئے اس سے منع کیا گیا اور
جو لوگ جنازے کے ساتھ ہوں انکو چاہیے کہ جب تک وہ زمین پر
نہ رکھا جاوے نہ بیٹھیں اس لئے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ
عنه سے وارد ہوا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ اتَّبَعَ
جَنَازَةً فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى تُوَضَعَ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
نے پس جو شخص کہ جنازے کے ساتھ چلے تو نہ بیٹھے یہاں تک کہ
رکھا جاوے یعنی زمین پر اور عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا منع ہے
جیسا کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے جنازے کی نماز کا بیان جاننا
چاہیے کہ مردوں پر مردے کی نماز پڑھنا واجب ہے اس لئے کہ یا نذر
کے ایک گروہ کا جمع ہو کے میت کے واسطے بخشش چاہنا نزولِ حمت
کے لئے نہایت موثر ہے جیسا کہ ابو داؤد نے مالک بن سیرہ رضی اللہ
عنه سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
مَا مِنْ مُسْلِمٍ مَيِّتٍ فَيُصَلِّيَ عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا أُدْجِبَ فَكَانَ مَا
لَكَ إِذَا اسْتَقَالَ أَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَاءَهُ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ
كَانَ مَا لَكَ بِنُ هُبَيْرَةَ إِذَا أَصَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَتَقَالَ النَّاسُ عَلَيْهِمْ جَزَاءَهُ ثَلَاثَةُ

اَجْزَاءُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ ثَلَاثَةً
 صُفُوفٍ أَدْجَبَ وَرَدَّاهُ أَبُو مَلْجَةَ تَحَوُّهُ يَعْنِي مَالِكُ بْنُ هَبِيرَةَ كَمَا مَنِ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُوسًا كَمَا فَرَمَاتِهِ تَمْنِيْن كُوسًا كُوسًا كُوسًا كُوسًا كُوسًا
 صَفِيْن مَسْلَمَانُوْن كِي مَكْرُوْا جَب كَرْتَا هِي اَللّٰهُ تَعَالٰى هَبْشَت اُوْر مَغْفَرَت اُوْر كِي
 لَيْسَ پَس تَمَّ مَالِكُ جَبْ وَقْت كَم جَانْتِيْ اُوْر مِيُوْن كُو تُو تَقْسِيْم كَرْتِيْ اُوْر
 كُو تِيْن صَفِيْن مَوْجِب اِسْ حَدِيْث كِي اُوْر تَرْمِزِيْ كِي رُوَايَت مِيْن يُوْن هِي
 كِي كَمَا رَاوِي نِي تَمَّ مَالِكُ بِن هَبِيْرَه جَبْ وَقْت كِي مَازِطْرِيْ جَبْ اُوْر لَيْسَ پَر لَيْسَ اُوْر
 كَرْتِيْ مَازِطْرِيْ هِي كَا پَس كَم جَانْتِيْ لُوْ كُوْن كُو اُوْر پَر تُو كَرْتِيْ لُوْ كُوْن كُو تِيْن حَصِيْ
 يَتِيْن صَفِيْن پَر كَمْتِيْ رَسُوْل اَللّٰهُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نِي فَرَمَا يَا هِي جَبِيْر
 مَازِطْرِيْ تِيْن مَضِيْن تُوْا جَب كَرْتَا هِي اَللّٰهُ تَعَالٰى هَبْشَت كُو اُوْر رُوَايَت كِيَا
 اِبْن مَاجِه نِي مَآئِد اِسْ كِي اُوْر مَسْلُوْم وَغِيْرَه نِي حَضْرَت عَالِشَه صَدِيْقَه رَضِيْ اَللّٰهُ
 عَنْهَا سِي مَرْفُوْعَا رُوَايَت كِيَا هِي قَالَ صَا مِيْن مَصِيْبَتِيْ نَصِيْبِيْ عَلَيْكَ اُمَّةٌ مِيْن
 الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كَانَهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَكَ اَلَا تَشْفَعُوْا فَيَدَّيْنِيْ رَضِيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ نِي فَرَمَا يَا نَبِيْن كُوِيْ مِيْت كِي مَازِطْرِيْ هِي اُوْر پَر اِيَك جَمَاعَت
 مَسْلَمَانُوْن سِي كِي پُوْخِيْن سُوْ كَر سَب شَفَاعَت كَرِيْن اُوْر كِي وَاسْطِيْ مَكْرُوْ
 قَبُوْل كِي جَاتِيْ هِي شَفَاعَت اُوْر كِي مِيْت كِي حَق مِيْن اُوْر مَسْلُوْم وَغِيْرَه مِيْن حَضْرَت
 اِبْن عَبَّاس رَضِيْ اَللّٰهُ عَنْهَا سِي مَرْفُوْعَا وَارُوْا هِي قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اَللّٰهِ

اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم يَقُوْلُ اَمِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ مَيِّتٍ يَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ
 رَجُلًا لَا يَشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اَلَا شَفَعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ يَعْنِيْ اَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ
 عَنْهُمَا نَعْمَا سَنَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم كُوْكَرَ فَرَمَاتِيْ تَتِيْ نَهْنِيْ
 كُوْنِيْ مُسْلِمَانِ مَرْدُكُمُ رَجَاوِيْ پَر اُوْكَسَكِيْ جَنَازِيْ پَر اِيْسِيْ چَالِيْسِيْ اُوْمِيْ كُرِيْ
 هُوْنِ جُو اَللّٰهُ تَعَالٰی كِي سَاٲھ كُسي چِيْز كُو شَرِيْكُ نَہ كُرتِي هُوْنِ مَكْرُ اللّٰهُ تَعَالٰی
 اُوْس كِي حَقِّ مِيْنِ اُوْنِكِي شَفَاعَتِ قَبُوْلُ فَرَمَاتِيْ هِيْ اُوْر ثَبُوْتِ اِس نَمَاز كَا
 اِيْ نَخْفَرَتِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اُوْر صَحَابِيْہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمُ كِي فَعْلِ سِي
 صَافِ ظَاہِرِ ہِيْ مَحْتَجِ بِيَانِ كَا نَمِيْنِ اُوْر يِہ نَمَاز فَرَضِ كُھَا يِہ ہِيْ يَعْنِيْ اَكْر
 بَعْضِ پُڑھ لِيْنِ كِي تُو سَب كِي ذَمِّ سِي وَجُوْبِ سَا قَطُ هُو چَالِيْسَا وَر نہ سَب
 اَكُنْگَا رُھوْنِگِي اِس لِيْے كِي صَحَابِيْہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمُ حَضُوْر پَر نُوْرُ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم
 دُوسَلَمُ كِي ہوتِي ہونِيْ خُوْد مُرْدُوْنِ پَر نَمَاز پُڑھ لِيْتِي تِي اُوْر آپ كُو اُسكِي
 اَطْلَاعِ ہِي نَمِيْنِ كُرتِي تھِي جِيْسَا كِي اُوْس كَا لِي عُوْرَتِ كِي قِصَّۂ مِيْنِ وَا رُو هُو ا
 ہِي جُو مَسْجِدِ شَرِيفِ مِيْنِ جِہَاڈِ و دِيَا كُرتِي تھِي آپ كُو اُو سَكِي مَرْنِي كِي اَطْلَاعِ
 و فَنِ كِي بَعْدِ ہونِي تُو آپ نِي فَر مَایَا كِي تَم نِي مَجھِي كِيُوْنِ نہ خَبَرِ كِي پَسِ اَكْر يِہ
 نَمَاز فَرَضِ عِيْنِ ہونِي تُو آپ ضَرُوْرِي پُڑھتِي كَبِي تَرْكُ نہ فَر مَاتِي اُوْر نَمَاز پُڑھنِي

۱۵ پہلی حدیث میں سو آدمی فرمائے اور اسی چالیس سو ظاہر ہے کہ ادا ل سو کے جمع ہونے کی فضیلت دہری ہو پھر ارزا د
 فضل و کرم کے اپنے بند کو حلال چالیس کے جمع ہونے کی بھی فضیلت فرمائی ہو اور یہ بھی خیال ہے کہ مراد دونوں عددوں کی کثرت ہے

دالے کو چاہیے کہ اگر وہ جنازہ ہو تو اوس کے سر کے مقابل کھڑا ہوا ورجو
 عورت کا ہو تو وسط کے محاذی جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی وغیر
 نے روایت کیا ہے **إِنَّ أُنْسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى عَلَى جَنَازَةِ رَجُلٍ
 فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَنَمَارِغَتْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ إِصْرًا تَوَضَّعَ عَلَيْهِمَا فَقَامَ وَسَطَهَا
 فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ فَقِيلَ لَهُ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ
 مِنَ الرَّجُلِ حَيْثُ قُتِلَ وَمِنْ الْمَرْأَةِ حَيْثُ قُتِلَتْ قَالَ نَعَمْ** یعنی بیشک حضرت
 انس نے ایک مرد کے جنازے پر نماز پڑھی پس اوس کے سر کے
 نزدیک کھڑے ہوئے پھر جب وہ اوٹھایا گیا تو ایک عورت کا جنازہ لایا
 گیا پس اونہوں نے اوس پر نماز پڑھی اور اوس کے وسط کے مقابل کھڑے
 ہوئے پس وہ اس سے پوچھی گئی اور اوس نے کہا گیا کہ اسی طرح تھے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے مرد سے جس جگہ تم کھڑے ہوئے
 اور عورت سے جس جگہ تم کھڑے ہوئے فرمایا ہاں اور اس نماز میں چار
 تکبیر بن کے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس اور جابر اور عقبہ بن
 عامر اور براء بن عازب اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن مسعود وغیرہ رضی اللہ
 عنہم کی روایت سے ثابت ہوتا ہے یا پانچ تکبیر بن جیسا کہ مسلم نے
 عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے **قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ أَدْقَمَ يُكَبِّرُ
 عَلَى جَنَازَتِهِ أَدْبَعًا وَآلَهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةِ خَمْسًا فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ**

عَلَيْهِ دَالِهِ وَسَلَّمَ يَكْتُمُهَا لِعِنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ نَعَى كَمَا كَزِيْرِيْنِ اَرْقَمُ هِمَارِے جَنَازُوْا
بِرْجَازِ تَكْبِيْرِيْنِ كَتَتِے اَوْرِ بِيْشِكْ اَوْنُوْنِ نَعَى اِيَكْ جَنَازِے پَر پَانِجْ تَكْبِيْرِيْنِ
اَكِيْنِ پَسِ سَمْنِے اَوْنِ سِے پُوْجِھَا اَوْنُوْنِ نَعَى كَمَا كَزِيْرِيْنِ اَرْقَمُ هِمَارِے جَنَازُوْا
وَسَلَّمَ پَانِجْ تَكْبِيْرِيْنِ كَتَتِے تِے اَوْرِ تِپَلِيْ تَكْبِيْرِ كِے بَعْدِ سُوْرَةِ فَاتِحَةِ اَوْرِ كُوْنِيْ اَوْرِ سُوْرَتِ
پَر هِے جِيْسَا كِه اِمَامِ بَخَارِيْ اَوْرِ سَمْنِ وَالُوْنِ نَعَى حَضْرَتِ اِبْنِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمَا سِے رَوَايَتِ كِيَا هُوْ كِه اِنَّهُ صَلَّى عَلٰى جَنَازَةِ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ
لَعَلَّمُوْا اَنْتُمْ مِّنَ السَّنَةِ لِعِنِيْ اَوْنُوْنِ نَعَى اِيَكْ جَنَازِے پَر نَازِ پُرِ هِيْ پَسِ سُوْرَةِ
فَاتِحَةِ كُوْ پُرَا اَوْرِ كَمَا تَا كِه تَمَّ جَانِ لُوْ كِه سُوْرَةِ فَاتِحَةِ پُرِ هِنَا سَمْنَتِ سِے هِے اَوْرِ
نَسَالِيْ كِي رَوَايَتِ مِيْنِ يِهْ آيَا هِے فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةَ دَحْجَرٍ فَلَمَّا فَرَغَ
قَالَ سُنَّةٌ دَحْجَرٌ لِعِنِيْ پَسِ اَوْنُوْنِ نَعَى سُوْرَةِ فَاتِحَةِ اَوْرِ اِيَكْ اَوْرِ سُوْرَتِ پُرِ هِيْ
اَوْرِ جِہْرِ كِيَا لِعِنِيْ لِيْكَارِ كِے پُرَا جَبْ نَازِے فَارِغِ هُوْنِے تُوْ كَمَا يِهْ سَمْنَتِ اَوْرِ حَقِ هِے
اَوْرِ بَاتِيْ تَكْبِيْرُوْنِ مِيْنِ جُوْدِ عَابِيْنِ اَنْخَضْرَتِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ دَالِهِ وَسَلَّمَ سِے مَنْقُوْلِ
هُوْنِيْ مِيْنِ اَوْنِ كُوْ پُرِ هِے جِيْسَا كِه اِمَامِ اَحْمَدِ اَوْرِ تَرْمِذِيْ اَوْرِ ابُوْ دَاوُدِ اَوْرِ ابْنِ مَاجَہِ نَعَى
ابُوْ هَرِيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سِے رَوَايَتِ كِيَا هِے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى عَلٰى جَنَازَةٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَهِدِنَا وَ
غَايِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا اِنَّا نَا اللّٰهُمَّ مِّنْ اَحْيَيْتِنَا فَاَحْيِہِ عَلٰى
اِلْسَلَامٍ وَمِنْ تَوَفَيْتِنَا تَوَفِّہِ عَلٰى اِيْمَانٍ اَللّٰهُمَّ لَا تُخْرِجْنَا اَجْرُوْہِ وَ

[illegible]

اور بہتر کر مہمانی اسکی یعنی جنت میں اور کشادہ کر قبر اسکی اور پاک کر اسکو ساتھ
پانی کے اور برف کے اور اوسے کے یعنی طرح طرح کی مغفرتوں کے ساتھ
گناہوں سے اسکو پاک کر اور پاکیزہ کر اسکو گناہوں سے جیسے کہ پاکیزہ کرتا
ہے تو سفید کپڑے کو میل سے اور بدلہ دے اسکو گھر یعنی اوس عالم میں
بہتر اسکے گھر سے یعنی اس عالم کے اور اہل یعنی خادم بہتر اسکے اہل سے
اور بی بی بہتر اسکی بی بی سے اور داخل کر اسکو جنت میں یعنی ابتدائے اور پناہ
دے اسکو عذاب قبر سے یا کما عذاب ووزخ سے اور ایک روایت میں
ہے کہ بچا اسکو فتنہ قبر سے یعنی متحیر ہونے سے فرشتوں کے جواب میں
اور آگ کے عذاب سے عوف نے کہا جب میں نے یہ دعا حضرت سے
اوس میت کے لئے سنی تو مجھے رشک آیا بیان تک کہ آرزو کی مینے کہ یہ
میت میں ہوتا یعنی تاکہ حضرت میرے لئے یہ دعا فرماتے اور ابو داؤد و
ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلٰی الْمَيِّتِ فَاخْلَصُوْا لَہُ الدُّعَاءُ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم میت پر نماز پڑھو تو خوب خلوص سے اوسکے
لئے دعا مانگو یعنی کسی کے دکھانے سنانے کیلئے نہ ہو بلکہ حضور ول سے خاص اللہ
تعالیٰ ہی کی خوشنودی مقصود ہو ان دعاؤں کے سوا اور بہت سی دعائیں
حدیث شریف میں وارد ہوئی ہیں پس جو دعائیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بچے کے جنازے پر بھی ضرور چاہیے گو پیدا ہوتے ہی مرجاوے اور جو مرا
 بچا پیدا ہوا اور کوئی نشان زندگی کا نہ پایا جاوے جیسے اوسکا آواز کرنا یا
 اوس کے کسی عضو کا ہلنا تو اوسپر نماز نہ پڑھنی چاہیے جیسا کہ جابر رضی اللہ
 عنہ سے وارد ہوا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَطْلُ لَا
 يُصَلِّي عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَلَا يُورَثُ حَتَّى يَسْتَهْلَ رِذَاةَ الدَّرْمِذِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ
 إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَلَا يُورِثُ يَعْنِي بِشَيْخِ بْنِ صَالِيٍّ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 فرمایا ہے کہ بچے کی نہ نماز پڑھی جاوے اوسپر اور نہ وہ وارث ہو اور نہ کوئی اوسکا
 وارث بنے یہاں تک کہ وہ آواز کرے روایت کیا اسکو ترمذی و ابن ماجہ نے
 مگر ابن ماجہ نے ولایورث کا لفظ ذکر نہیں کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو بچا
 مرا ہوا پیدا ہو اور بعد پیدا ہونے کے آواز نہ کرے اوسپر نماز پڑھنی چاہیے
 یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا ہے اور امام احمد
 رضی اللہ عنہ کے نزدیک جبکہ چار مہینے دس دن کے بعد پیدا ہو تو اوسپر
 نماز پڑھنی چاہیے گو پیدا ہونے کے وقت آواز یا حرکت عضو کی معلوم نہ ہو
 فائدہ جس شخص نے غنیمت کے مال میں خیانت کی ہو یا اپنے تئیں آپ ہلاک
 کیا خواہ کافر ہو یا لڑائی میں شہید ہوا یا جس نے عمر بھر نماز نہ پڑھی ہو ان سب پر
 جنازے کی نماز نہ پڑھنی چاہیے ویکو خیر کی لڑائی میں ایک شخص نے غنیمت
 کے مال میں خیانت کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر نماز نہ پڑھی

جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ایک شخص نے تیر کی بہال سے اپنے تین ہلال کیا تا او سپر ہی آپ نے نماز نہیں پڑھی جیسا کہ مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور کافر پر نماز نہ پڑھنے کی تصریح قرآن شریف میں سورہ توبہ کے دسویں رکوع کی اس آیت میں مذکور ہے وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ یعنی اور نماز نہ پڑھ اوں میں کسی پر جو مر جاوے کبھی اور نہ کھڑا ہوا و سکی قبر پر سی لئے کسی کا فر کے جنازے پر نماز پڑھنا آپ سے منقول نہیں ہوا اور شہید پر نماز نہ پڑھنے کا حال غسل کے بیان میں گذر چکا فائدہ غائب میت پر نماز پڑھنا درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَفِيَ لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمَصَلِّ فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَذْبَعِ تَكْبِيرَاتٍ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کے مرنے کی لوگوں کو خبر دی جس دن کہ وہ مرا اور نکلے ہمراہ صحابہ کے طرف عید گاہ کے پہر صف باندھی ساتھ اونکے اور چار تکبیر بن کہیں و نجاشی حبش کے بادشاہ کا لقب ہے اور اوسکا نام اصحیہ اور نصرانی دین رکھتا تھا پھر مسلمان ہو گیا جب اپنے ملک میں اوسکا انتقال ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ میں اوسکے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے عید گاہ

میں تشریف لیجا کے غائبانہ او سپر جنازے کی نماز پڑھی پس اس سے ثابت
 ہوا کہ جب کوئی شخص کسی جگہ مر جاوے اور اسکے مرنے کی خبر معلوم ہو تو او سپر
 غائبانہ نماز پڑھنا درست ہے اسی طرح قبر پر نماز پڑھنا بھی درست ہے جیسا کہ
 بخاری و مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرِ دُفْنٍ لَيْلًا فَقَالَ مَتَى دُفِنَ هَذَا قَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ
 أَفَلَا أَذْنَمُونِي قَالُوا دَفَنَّاكَ فِي ظِلِّهِ اللَّيْلِ فَكَبَّرْنَا أَنْ لَوْ قَطَعْتَ فَقَامَ نَصَفْنَا خَلْفَهُ
 فَصَلَّى عَلَيْهِ يَعْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَذَرَعِ ابْنِ قَبْرِ
 کہ دفن کیا گیا تھا مردہ اوسین رات کو پس فرمایا کب دفن کیا گیا ہے یہ صحابہ نے عرض کیا
 کہ آج کی رات فرمایا پس کیون نہ خبر کی تھے مجھ کو صحابہ نے عرض کیا کہ دفن
 کیا ہے اوسکو اندھیری رات میں پس مکروہ جانا ہے جگنا آپ کا پر کھڑے ہوئے
 حضرت پس صف باندھی ہم نے پیچھے حضرت کے پس نماز پڑھی او سپر پس
 اس سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد بھی قبر پر نماز پڑھنا درست ہے فائدہ مسجد
 میں جنازے کی نماز پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے بیضا رکے دونوں بیٹوں پر مسجد میں نماز پڑھی تھی جیسا کہ
 مسلم نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے اِنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ فِي سَعْدِ بْنِ
 أَبِي دَقَاقِصٍ قَالَتْ اَدْخُلُوْا بِي الْمَسْجِدَ حَتَّى اُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَاَنْكِرَا ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللَّهِ
 لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ابْنِي بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ

سُہیلؑ وَاَخِيْهِ یعنی جب وفات ہوئی سعد بن ابی وقاص کی تو حضرت عائشہ
 نے کہا داخل کرو اون کو مسجد میں تاکہ نماز پڑھوں میں اون پر پس انکار کیا گیا یہ
 حضرت عائشہ پر پس فرمایا حضرت عائشہ نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق نماز
 پڑھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوپر دونوں بیٹوں بیٹنار کے
 مسجد میں یعنی سہیل اور اوسکے بہائی پر اور سعید بن مسعود اور ابن ابی شیبہ
 روایت کیا ہے اِنَّ الصَّحَابَةَ صَلَّوْا عَلٰی اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي
 الْمَسْجِدِ یعنی صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر
 مسجد میں نماز پڑھی اور جو لوگ مکہ و مکّے میں اونکی دلیلین ضعیفہ ہیں فائدہ
 جس طرح جماعت سے جنازے کی نماز پڑھنا شروع ہے اسی طرح انکے
 پڑھنا بھی درست ہے مگر یہ ضرورت کے وقت ہو ورنہ حقیقت جماعت زیادہ ہوگی اور
 فضیلت زیادہ اور سب کا نفع ہو فائدہ جو شخص فقط جنازے کی نماز میں شریک ہوگا
 اوسکو ایک قیراۃ ہو ثواب ملیگا اور جو کوئی اوسکے دفن ہونے تک شامل رہے گا اوسکو دو قیراۃ
 ہر اجر ملیگا جیسا کہ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
 عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَنْ صَلَّی عَلٰی جَنَازَةٍ فَلَهُ قِرَاطٌ وَ مَنْ تَبِعَهَا حَتّٰی یُقْبَضَ دَفْنُهَا
 فَلَهُ قِرَاطَانِ اَوْ اَحَدُهُمَا اَوْ اَصْغَرُھُمَا مِثْلُ اَحَدٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عُسْرٍ
 فَارْسَلَنِی اِلٰی عَائِشَۃَ فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ صَدَقَ الْوُحَرٰی سَرَّحَ
 فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَشَدُّ قُرْطَانِیْ قُرْاٰیطَ کَثِیْرَةٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و مسلم نے جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اور اسکے لئے ایک قیراط کا ثواب ہے اور جو اوس کے ساتھ جاوے یہاں تک کہ اوسکو دفن کر چکیں تو اوس کے واسطے دو قیراط ہیں ایک اون میں کایا چوٹا اون میں کا مثل احد کے پہاڑ کے ہے ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر سے اس کا ذکر کیا اونہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بھیجا اونے اونے یہ قصہ پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو ہریرہ نے سچ کہا ابن عمر کہنے لگے بیشک ہم نے بہت قیراطوں کا نقصان کیا فائدہ جنازے کی نماز پڑھنا اور اوس کے ساتھ جانا اور دفن تک وہاں ٹھیرنا مردوں کے لئے ضرور ہے عورتوں کے واسطے نہیں اس لئے کہ نہ اون کو جنازے کے ساتھ جانا جائز ہے اور نہ نکاحی جانا درست پس مسلمان مردوں کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے جنازہ کی نماز میں شریک ہوں اور اوس کے دفن ہونے تک حاضر رہیں تاکہ ثواب کثیر پاویں ہاں اگر کسی شدید ضرورت کے سبب سے فقط نماز پڑھ کے چلے آویں تو جائز ہے مگر ثواب کم ملے گا۔

فصل دفن کرنے کے بیان میں

جانتا چاہئے کہ جیسے مردے کو ملنا کفنانا اور سپر نماز پڑھنا واجب اسی طرح اوسکو دفننا بھی واجب ہے پس جب جنازے کی نماز پڑھ چکیں تو اوس کو

قبر کے پاس لائین اور چار پانچ آدمی آہستہ سے اوسکی لاش اوٹھا کے
 بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ دَعٰی مِلَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھتے ہوئے قبر کی پائنتی سے اوسکے
 سر کو پہلے قبر میں اوتار کے قبلہ رخ اوسکو ٹھاوین اور کفن کے بند کولہ دین پہر
 اوس کے مونہ پر سے چادر ہٹا دین تاکہ چہرہ کھل جاوے اور باقی تمام بدن
 کو کفن میں لپٹا اور چھپا رہنے دین اور قبر میں اوتارنے والے اگر میت کے
 وارث اور عزیز قریب ہوں تو بہتر ہے اسلئے کہ وہ سب پر مقدم ہوں اور
 مجبوری سے غیر کا اوتارنا بھی جائز ہے اور عورت کے واسطے افضل یہ ہے
 کہ وارثوں میں سے جو اوس کے محرم ہوں وہ اوسکو قبر میں اوتارین اور ضرورت
 کے وقت غیر مرد کا بھی اوتارنا جائز ہے اور مردے کو قبر میں رکھتے وقت
 بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ دَعٰی مِلَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھنا حدیث شریف سے ثابت ہے
 جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبد السمہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے
 روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَدْخَلَ الْبَيْتَ الْقَبْرَ
 قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ دَعٰی مِلَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰی دَاوُدَ دَعٰی سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
 یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کو قبر میں اتارنے لگتے تو
 یہی لفظیں فرماتے تھے یعنی اوتارنا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ
 کے حکم کے ساتھ اور رسول خدا کی شریعت پر اور ابو داؤد کی روایت میں بجا
 لفظ ملت کے لفظ سنت وارد ہوا ہے اور مردے کو قبر کی پائنتی سے اوتارنے

کی وہ حدیث دلیل ہے جو ابو داؤد نے عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ
 سے روایت کی ہے اِنَّهُ اَدْخَلَ مِيتًا مِنْ قَبْلِ رَجُلٍ الْقَبْرِ وَقَالَ هَذَا مِنَ السُّنَّةِ
 یعنی مقرر عبد اللہ بن زید نے کسی میت کو قبر کی پائنتی سے اوتارا اور کہا
 یہ سنت سے ہے اور قبلہ رخ ٹٹانے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ہر مرد
 کو قبر میں قبلہ رخ ٹٹانے کے بعد اگر لحد بنائی گئی ہو تو اس کو کچی اینٹوں سے
 بند کر دیں اور جو شوق نبی ہو تو پتر کے پٹیوں یا لکڑی کے تختوں سے اس کو
 پاٹ کے روزن کو مٹی کے ڈھیلوں یا پتر کے ٹکڑوں سے بند کر دیں اس کے
 بعد حاضرین میں سے ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ ہر کے
 میت پر مٹی ڈالے جیسا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جو محمد کے
 بیٹے ہیں اپنے باپ یعنی امام باقر سے بطریق ارسال کے روایت کیا ہے
 اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خُتِيَ عَلَى الْمِيتِ ثَلَاثَ خُتَيَاتٍ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا
 وَآلُهُ رُشَّ عَلَى قَبْرِ ابْنِهِ اِبْرَاهِيمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبًا يَعْنِي
 بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈالین میت پر تین پتھر تین ساتھ دونوں ہاتھ
 اپنے کے اکٹھا کر کے اور بیشک حضرت نے چٹک پانی اوپر قبر بیٹے اپنے ابراہیم
 کے اور کے قبر پر سنگریزے یعنی نشان کے لئے روایت کیا اس کو شرح
 السنہ میں اور روایت کی امام شافعی نے لفظ رش سے اور ہزار اور
 وار قطنی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اِنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عَلَى قَبْرِ عُمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ ثَلَاثًا يَعْنِي
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مطعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر تین
 لپ بہر کے مٹی ڈالی اور میت پر اس کے سر ہانے کی طرف سے مٹی ڈالی
 جیسا کہ ابن ماجہ اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ ثُمَّ آتَى قَبْرَ الْمَيْتِ
 فَنَحَى عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا يَعْنِي بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
 جنازے کی نماز پڑھی پر میت کی قبر پر تشریف لائے پس اس کے سر کی
 جانب سے تین لپ بہر کے اوپر مٹی ڈالے علمائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ
 فرماتے ہیں کہ پہلے لپ ڈالتے وقت مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ اور دوسرے کے
 وقت وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسرے کے وقت وَفِيهَا نُخْرِجُكُمْ قَارَةَ اخْرَی
 کے پر جب سب لوگ مٹی دے چکین تو قبر پر پانی چھڑکین اور یہ مستحب ہے
 اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ
 عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا تھا جیسا کہ امام شافعی نے اور ابو داؤد نے اپنے
 مراسیل میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ میں آیا ہے قَالَ أَبُو سَرَفٍ سَلَّ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَعْدًا دَسَّ عَلَى قَبْرِ هَآءِیْ عِنِ الْبُورِغِ نَعْنِ لَمَّا كَہ
 نکالار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کو جنازے میں سے سر کی

لے روضہ ندیم میں لکھا ہے کہ اسکی اسناد صحیح ہے نہ جیسا کہ ابو حاتم نے لکھا ہے ۱۲

طرف سے اور چٹر کا اونکی قبر پر پانی اور حکم فرمایا آپ نے پانی چٹرنے کا
 عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر جیسا کہ بزار کی روایت میں آیا
 ہے اور بیہقی نے ولائل النبوة میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
 ہے قَالَ رُشَّ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الَّذِي رَشَّ الْمَاءَ
 بِلَالُ بْنُ رِبَاعٍ لِقَبْرِ بَنِي إِسْمَاعِيلَ حَتَّى رَأَيْتُهُ حَتَّى أَتَى إِلَى رَجُلَيْهِ يَعْنِي جَابِرَ بْنَ كَعْبٍ
 گئی قبر مبارک بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور تہا وہ شخص کہ جس نے ڈالا پانی
 حضرت کی قبر پر بلال بن رباع ساتھ مشک کے شروع کیا چٹر کنا سر کی
 طرف سے یہاں تک کہ پہنچا دیا پانوں تک اور جب پانی چٹرک چکین
 تو قبر کی مٹی برابر کر کے اوپر سنگریزے رکھ دیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی
 قبر پر سنگریزے رکھے تھے جیسا کہ شرح السنہ میں آیا ہے اور امام شافعی
 رضی اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے اور سابق میں ذکر ہو چکا ہے یا بیچا
 کے واسطے قبر پر پتھر رکھ دیں جیسا کہ ابو داؤد نے مطلب بن ابی و داع
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ أَخْرَجَ
 بِجَنَازَتِهِ فَدْفَنَ وَأَمَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا أَنْ يَأْتِيَهُ بِخَبَرٍ فَلَمْ
 يَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَجَسَّ عَنْ ذِرَا
 عَيْهِ قَالَ لَطَلِبُ قَالَ الَّذِي يُخْبِرُنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کَاتِي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ ذِرَاعِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حِينَ حُمِرَ
 عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ أَعْلِمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَذِنُ
 إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي يَعْنِي مَطْلَبَ نَعْنِي مَطْلَبَ نَعْنِي مَطْلَبَ نَعْنِي
 عثمان بن مظعون تو لگا لگا گیا جنازہ اونکا پس دفن کئے گئے اور حکم دیا بنی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کہ لاوے آپ کے پاس ایک
 پتھر یعنی بڑا پتھر تاکہ علامت کے لئے رکھا جاوے پس نہ اوٹھا سکا وہ
 شخص اوس پتھر کو پہر کٹے ہوئے طرف اوس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم اور آستینیں چڑھائیں دونوں ہاتھوں کی کما مطلب راوی نے کہا
 اوس شخص نے کہ خبر دی مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گویا کہ میں
 دیکھتا ہوں طرف سفیدی دونوں ہاتھوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے اوس وقت کہ کہو لا اون دونوں کو پہرا اوٹھا یا اوس کو پس رکھا اوس کو
 سر ہانے قبر عثمان کے اور فرمایا نشان کیا میں نے ساتھ اسکے اپنے بہائی
 کی قبر کا اور دفن کرونگا میں پاس اونکے اوس شخص کو کہ مر گیا اہل میری سے
 عثمان بن مظعون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دودھ شریک
 بہائی تھے پہلے پہل انکے پاس حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے صاحبزادے دفن کیے گئے پس اس سے معلوم ہوا کہ پہچان کے
 لئے قبر پر نشانی رکھنا اور عزیزا قارب کا ایک جگہ دفن کرنا مستحب ہے۔

قائمہ قبر کو بالشت بہر بلند کرنا چاہیے جیسا کہ سعید بن منصور اور بیہقی
 نے جعفر بن محمد عن ابیہ سے روایت کیا ہے **إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ**
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَسَّ عَلَى قَبْرِ إِبْرَاهِيمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ وَرَفَعَهُ شِبْرًا
 یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم
 کی قبر پر پانی چھڑکا اور اوپر سنگریزے رکھے اور بالشت بہر او کو بلند کیا
 پس اس سے زیادہ بلند کرنا منع ہے جیسا کہ بہت سی حدیثوں میں
 وارد ہوا ہے علما کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قبر کو سطح اور مستقیم دونوں طرح
 بنانا جائز ہے مگر فضائیت میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک قبر کی
 مٹی برابر کر کے دونوں جانب سے ڈھالوان بنا دینا اور درمیان میں اونچا
 رکھنا کہ بطور اونٹ کے کوہان کے ہو جاوے افضل ہے اس لئے کہ
 بخاری نے سفیان تمارضی المدعنے سے روایت کیا ہے **أَنَّ رَأْيَ قَبْرِ النَّبِيِّ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُسْتَمًا یعنی سفیان نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر کو اونٹ کے کوہان کے مثل دیکھا اور اور صحیح
 حدیثوں سے بھی اس طرح کی قبر بنانا ثابت ہوتا ہے اسی لئے امام مالک
 اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک قبر مستقیم بنانا بہتر ہے
 اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک برابر سطح بنانا افضل ہے جیسا کہ ابو داؤد
 نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے **قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ**

يَا أَيُّهَا أَكْشَفِي لِي عَنْ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلِحِيهِ فَكَشَفَتْ
لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَا مَشْرِفَةَ وَلَا كَاطِيَةَ سَبْطُوحَةٍ بِطَحَاءِ الْعَرَصَةِ الْحُمْرَاءِ

یعنی قاسم نے کہا کہ کیا میں حضرت عائشہ کے پاس پس کیا میں نے مان
میری کہ ولد و میرے لئے قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ان کے دونوں
یاروں کی یعنی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پس کہ ولدین میرے بے
تینوں قبرین نہ تھیں بہت بلند اور نہ متصل ساتھ زمین کے یعنی بلکہ بالشت
بالشت ہر بلند تھیں بھی ہوئی تھیں ساتھ کنکریوں سرخ میدان کے
یعنی جو کہ گرد و مٹیہ مسطرہ کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی قبر شریف سطح
تھی مسنم نہ تھی اور بہتر ہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر کو سطح برابر بناوین مسنم نہ کریں
اس لئے کہ مسلم نے ابی الہیاج اسدی تابعی سے روایت کیا ہے قَالَ
قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْغُبَارِ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا
تَدَعَ تَمَشَاكًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا أَمْشُرَ فَإِلَّا سَوَّيْتَهُ یعنی ابوالہیاج نے
کہا کہ فرمایا مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا نہ بھیجوں میں تجھ کو اوس کام
پر کہ بھیجا مجھ کو اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ
نہ چوڑ تو کسی تصویر کو مگر کہ مٹا دے اوسکو اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے
اوسکو پس اس سے معلوم ہوا کہ خود آپ نے قبر کے برابر کرنے کا حکم فرمایا
رہی سفیان تمار کی حدیث کہ انہوں نے آپ کی قبر کو مسنم دیکھا سو اس کا

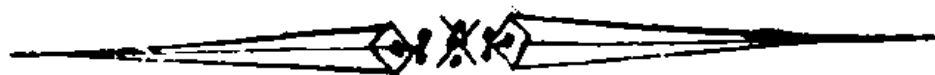
جواب یوں ہو سکتا ہے کہ شروع میں آپ کی قبر مسنم نہ تھی بلکہ مسطح برابر تھی
 پہر جبکہ دیوار قبر شریف کو عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی امارت میں بنایا
 تو اسکو بلند کر دیا ہو فائدہ دفن کے سب کاموں سے فارغ ہونے کے بعد
 کھڑے ہو کے میت کے لئے بخشش چاہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس بات
 کی دعا مانگیں کہ وہ سوال ہو جواب کے وقت ثابت قدم رہے جیسا کہ ابو داؤد
 نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 آلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ وَأَسْأَلُوا
 لَهُ التَّيْتِ فَإِنَّهُ أَكْلَانُ يُسْأَلُ يَعْنِي تَوْبَتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جَبَكَ فَارِغَ بَوْتِ دَفْنِ
 مِيتَ سَ تَوَادِ سَ پَرِ طِ رَ تَ پَرِ فَرَمَاتَ كَ مَغْفَرَتِ مَانْگُوا پِنَ بَہَانِی كَ لَئِ
 اور سوال کرو واسطے اس کے ثابت رہنے کا پس بیشک وہ اس وقت سوال
 کیا جاتا ہے فائدہ مستحب یہ ہے کہ میت کے دفن کر نہیں نہایت جلد ہی کرین
 بیان تک کہ اگر رات ہو اور اسکی تجیز و تکفین کا سب سامان اور نماز پڑھنے
 والے اور اوٹھانے والے جمع ہو جاوین تو رات ہی کو دفن کروین جیسا کہ ترمذی
 نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرَ الْيَلَاءِ فَاسْرَجَ لَهُ سِرَاجًا فَأَخَذَهُ مِنْ قَبْلِ لَيْلَةٍ وَقَالَ
 رَحِمَكَ اللَّهُ إِنْ كُنْتَ لَا دَهَاتِلَاءَ لِلْقُرْآنِ وَكَثُرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے
ایک قبر میں رات کو یعنی ایک شخص کے دفن کرنے کے
لئے پس روشن کیا گیا آپ کے لئے چراغ پس لیا آپ نے
میت کو جانب قبلہ سے اور فرمایا رحمت کرے تجھ کو اللہ تحقیق تھا تو بہت
رونیوالا سبب خوف خدا کے اور بہت تلاوت کرنے والا قرآن کا یعنی
توان دونوں چیزوں کے سبب سے رحمت و مغفرت کا مستحق ہوا اور
اوسپر چار تکبیریں کہیں اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت دفن کرنا درست ہے
سوائے اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کو بعد عشا کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کو رات کے وقت دفن کیا فائدہ میت کو جس جگہ گہر میں مرے اوسی جگہ
دفن کرنے کی اگرچہ ممانعت نہیں لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ مسلمانوں
کے قبرستان میں دفن کریں اور علمائے حنفیہ کے نزدیک گہر میں دفن
کرنا نہ چاہیے اس لئے کہ گہر میں دفن کرنا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص
تھا اور میت کو دفن سے پہلے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک گائون
سے دوسرے گائون لیجانا مکروہ اور خلاف سنت ہے بلکہ جس شہر اور
گائون میں مرے وہیں اوسکو دفن کرنا چاہیے جیسا کہ ترمذی نے ابن ابی ملیکہ
سے روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا لَوْنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بِالْجَبَلِشِيِّ وَهُوَ

مَوْضِعٌ فَنُحِلَ إِلَى مَلَكَةٍ قَدْرَيْنِ بِهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
 أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ هَذَا كُنَّا كُنْدُ مَا نِي حَذِيمَةَ حَبِيبَةَ مِنْ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ لَنْ يَمُوتَ عَا
 فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَانِي وَمَالِكًا بِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبْتَ لَيْلَةً مَعًا ثُمَّ قَالَتْ
 وَاللَّهِ كَوْحَضَرْتُكَ مَا دُنَيْتُ إِلَّا حَيْثُ مِتُّ وَكَوَشِهدْتُكَ مَا زِدْتُكَ يَنْبَنِي ابْنِ ابْنِ
 ليكنے کہا کہ وفات ہوئی عبدالرحمن بن ابی بکر کی حبشے میں اور وہ ایک
 جگہ ہے پر لائے گئے وہ طرف کے کے پر دفن کئے گئے کے میں پس
 جبکہ آئین حضرت عائشہ کے میں حج کے لئے تو آئین پاس قبر عبدالرحمن
 کے کہ انکے بہائی تھے پس کہا اور تھے ہم مانند وہنشینون حذیمہ کے
 جدا نہ تھے آپس میں مدت مدید سے یہاں تک کہ کہا گیا ہرگز جدا نہ ہوں گے
 پس جب ہم جدا ہوئے تو گویا میں اور مالک باوجود بہت مدت ساتھ
 رہنے کے نہیں گذاری سمجھے ایک رات اکٹھے پر کہا حضرت عائشہ نے
 قسم ہے اللہ کی اگر حاضر ہوتی میں تیرے پاس وقت مرنے کے تو دفن
 نہ کیا جاتا تو مگر اسی جگہ مرا تھا تو یعنی اس لئے کہ نقل نہ کرنا مکان موت سے
 سنت اور افضل ہے اور اگر حاضر ہوتی میں تیرے پاس وقت وفات کے
 تو زیارت نہ کرتی میں تیری فائدہ حبشی نام ایک موضع کا ہے قریب مکہ
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایک منزل ہے کے سے اور پس کہا یہی حضرت
 عائشہ نے دو بیٹین پڑھیں حسب حال اپنے بہائی کے فراق میں اور یہ

بیستین تمیم بن نویرہ نے کئی تہین بیچ مرثیے بہائی اپنے مالک بن نویرہ کے
 کہ اوسکو خالد بن ولید نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں مار ڈالا تھا
 معنی بیٹوں کے یہ کہ تمیم کہتا ہے کہ تھے ہم مانند دو ہنشینوں جذبہ کدت مدید مانہ سر جذبہ
 نام ایک بادشاہ کا ہے کہ عراق اور حبیرہ عرب اپنے تصرف میں رکھتا تھا
 اور اس بادشاہ کے دو ہنشین تھے مالک اور عقیل کہ چالیس برس تک
 دونوں ہنشین اور ندیم اوس کے رہے اور اونکو لغمان نے مارا اون کے
 قتل کا بھی قصہ عجیب ہے مقامات حریری میں مذکور ہے پس تمیم اپنے
 بہائی کے مرثیے میں کہتا ہے کہ ہم اور تو ہنشین اور محبت رکھنے والے
 رہتے تھے اور جدا نہ تھے ایک مدت دراز مانند دو ہنشینوں جذبہ کے
 کہ وہ اس طرح آپس میں اخلاص اور ہنشیننی ایک مدت سے رکھتے تھے
 کہ لوگ بسبب جمع ہونے کے مدت دراز سے کہتے تھے کہ یہ ہرگز جدا نہ ہونگے
 پھر تمیم کہتا ہے کہ پس جب جدا ہوئے ہم یعنی میں اور مالک بسبب مرنے
 مالک کے تو گویا میں اور مالک باوجود جمع ہونے کے ایک مدت دراز
 تک ایک رات بھی ساتھ نہ رہے تھے یعنی وہ مدت دراز آنے بو و یا خواجے
 اور نہ زیارت کرتی میں یعنی دوبارہ اسلئے کہ حضرت نے لعنت کی ہے
 قبروں کی زیارت کرنی والی عورتوں کو ولیکن از بسکہ تجھے مرتے ہوئے نہ کیا
 رہا زیارت تیری قبر کی کی تا قائم مقام ملاقات کے ہو پس اس سے معلوم ہوا

میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانا چاہیے ہاں ضرورت شدید کے وقت جیسے دشمن یا درندے وغیرہ کا خوف ہو تو نقل کرنا جائز ہے اور دفن کرنے کے بعد میت کو قبر سے نکالنا چاہیے مگر جو بغیر غسل یا کفن کے دفن کر دیا ہو یا غصب کی زمین اور کفن میں دفن کیا گیا ہو یا اوس کے ساتھ مال دفن ہو گیا ہو اگرچہ درہم بہر کیون نہ ہو تو اوس کا قبر سے نکالنا درست ہے لیکن غسل کے واسطے مردے کا نکالنا اوس وقت تک جائز ہے کہ بعد نکالنے کے اوسکو نہلا سکیں اور جو اوس کے بگڑ جانے کا گمان غالب ہو تو پھر نکالنا جائز نہیں اس فصل میں جن باتوں کا ذکر ہوا مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیے کہ اولکا خوب خیال رکھیں اور شادی غمی وغیرہ میں شرع شریف کی پابندی اختیار کریں اور خلاف شرع رسموں سے بچتے رہیں اور بال برابر ہی کتاب و سنت کی مخالفت نہ کریں اور مرتے وقت بھی اسکا وہیان رکھیں کہ جو باتیں اور رسمیں خلاف شرع ہوں انکی وصیت نہ کریں اس لئے کہ اول تو خلاف شریعت وصیت کرنا حرام ہے اور دوسرے اس قسم کی وصیت جاری نہیں ہوتی یعنی وارثوں کو اسکا کرنا ضرور نہیں تیسرے اگر ورثا اوس کے موافق عمل کریں گے تو وہ اور مردہ دو گنہگار اور آخرت کے مواخذے میں گرفتار ہوں گے۔



فصل تعزیت کے بیان میں

جانتنا چاہیے کہ تعزیت مصیبت زدہ کی تسلی کرنے اور رنج و بلا میں اوسے صبر کرنے کی رغبت دلانے کو کہتے ہیں اور عزیز قریب کے مرنے سے بڑھکر دنیا میں کوئی مصیبت اور غم نہیں ہے پس جب کسی عزیز اقارب یا دوست آشنا کے بیان غمی ہو جاوے تو میت کے وارثوں کے پاس جا کے اونکی تسلی اور تشفی کریں اور مردے کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اور صبر کی فضیلت اور اوسکا ثواب بیان کریں تاکہ اون کی دل کو تسکین ہو اور سب رنج و الم دور ہو جاوے اسی لئے شرع میں تعزیت کرنا مستحب ہے اور اسکی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَّيْتُ كُلَّ كُفٍّ بُوَدَّ فِي الْجَنَّةِ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَّيْتُ كُلَّ كُفٍّ بُوَدَّ فِي الْجَنَّةِ يَعْنِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَّيْتُ كُلَّ كُفٍّ بُوَدَّ فِي الْجَنَّةِ

۱۵ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریبہ ۱۶ قال الترمذی ہذا حدیث غریبہ لانہ مرفوعاً الا من حدیث علی عاصم الراوی وقال درود بعضہم عن محمد بن سوقة بهذا الاسناد موقوفاً یعنی کہا ترمذی نے یہ حدیث غریبہ نہیں پہچانتے ہم اسکو مرفوع گوجہ حدیث علی بن عاصم راوی سے اور کہا ترمذی نے کہ روایت کیا بعض محدثین نے محمد بن سوقة سے

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے کسی مصیبت زدہ کو تو اس سے مصیبت زدہ کے مانند ثواب ملیگا و مصیبت زدہ اس عام ہے کہ اس کا کوئی مرگیا ہو یا اور کسی آفت میں گرفتار ہوا ہو سو جو کوئی اسے صبر کرنے پر رغبت دلاتا ہے اور اس کے پاس جا کے یا خط کتابت سے اس کی تسلی کرتا ہے تو اس کو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسا آفت رسیدہ کو صبر کرنے پر اجر ملتا ہے اس لیے کہ یہ شخص اس کے صبر کرنے کا باعث ہوا ہے اور حدیث ضعیف میں وارد ہوا ہے **الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلُهُ وَاللَّهُ يُحِبُّ إِعَانَةَ الْمُحْسِنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَابُو يُعْلَى فِي مُسْنَدِهِ وَالصَّيَّاهُ عَنْ أَبِي بَرِيدَةَ ابْنِ أَبِي الدُّنْيَا فِي فَضْلِ الْحَوَائِجِ عَنْ النَّسَائِيِّ** یعنی نیکی کی راہ بتانے والا مانند نیکی کرنے والے کے ہے اور اللہ دوست رکھتا ہے مظلوم کی فریاد رسی کو روایت کیا اسکو احمد نے اپنے مسند میں اور ابو یعلیٰ نے اپنے مسند میں اور ضیاء نے بریدہ بن ابی الدنیا سے فضل حوائج میں انس سے ف جامع صغیر میں حرف وال میں اس حدیث کو انہیں لفظوں کے ساتھ لکھا ہے اور ضعیف و صحیح کی کوئی علامت نہیں کی اور الف و نون کی بحث میں یون لکھا ہے **إِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ النَّسَائِيِّ** یعنی بیان علامت ضعیف کی لکھی ہے فائدہ مستحب زمانہ تعزیت کا مرنے سے تین دن تک ہے

اس کے بعد پرمکروہ ہے لیکن اگر تعزیت کرینوالا یا مصیبت زدہ اوس وقت
 حاضر نہ تو جب ملے اوسی وقت تعزیت کرنا جائز ہے اور جو میت کے ورثا
 بہت جرع فرع میں مبتلا نہون تو دفن کے بعد ہی تعزیت کرنا بہتر ہے ورنہ
 دفن سے پہلے افضل ہے اسلئے کہ غرض تعزیت سے اونکو صبر پر رغبت
 دلانا اور اونکی تسلی کرنا ہے پس جب اسکا محل اور موقع ہو اوسی وقت اولیٰ
 ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ میت کے رشتے دار چوٹے ہون یا بڑے مرد ہون
 یا عورت سب کی تعزیت کرنا چاہیے ہاں اون میں سے جوان عورت کی اوسکے
 محرم کے سوا اور کوئی تعزیت نہ کرے اور طریقہ تعزیت کا یہ ہے کہ پہلے مصیبت زدہ
 کو سلام پراوس سے مصافحہ کریں اور نہایت تواضع و انکسار سے پیش آویں
 اور بہت باتیں نہ کریں اور نہ مسکراویں اور اوس سے یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ میت
 کی بخشش کرے اور اوس سے درگزر فرماوے اور اوس کو اپنی رحمت
 واسعہ سے جنت میں داخل کرے اور تجھکو اوسکی مصیبت پر صبر نصیب
 کرے اور ثواب عطا فرماوے اور تعزیت کی سب لفظوں میں سے بہتر وہ
 لفظیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے
 ارشاد فرمائی ہیں اور وہ یہ ہیں اِنَّ اللّٰهَ مَا اخَذَ دَلَّةً مَّا اعْطٰی وَ کُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ
 مُّسَمًّی یعنی اللہ ہی کی ملک ہے جو چیز اونے لی اور اوس کی ملک ہے جو چیز
 اوس نے دی اور ہر چیز کا اوسکے نزدیک ایک وقت مقرر ہے سبحان اللہ

کیا نورانی الفاظ ہیں اور ہر لفظ میں کیسی توحید اور صبر کی کنس تندر تر غیب
 بہری ہوئی ہے کیسا ہی مصیبت زد و کتنے ہی غم میں مبتلا کیوں نہ نہ گراں
 مبارک لفظوں کو صدق دل سے کان و ہر کے سن لے خدا پچا ہے تو سارا
 غم و الم دور ہو جاوے پس جب کیسی تعزیت کیا کریں تو ضرور ہے ان لفظوں
 کو کہا کریں اس لئے کہ جو برکت اللہ تعالیٰ نے ان لفظوں میں رکھی ہے وہ
 اور الفاظ میں کہاں اور جو کا فرم جاوے اور اس کے رشتے دار مسلمان
 ہوں تو اسکی تعزیت میں یوں کہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت ثواب دے
 اور اچھی تسلی عنایت فرماوے اور جو میت مسلمان اور اس کے قرابت
 والے کا فرہوں تو اس طرح تعزیت کریں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اچھی تسلی دے
 اور میت کو بخشے اور جو میت اور قرابتی دونوں کا فرہوں تو یوں کہیں کہ
 اللہ تعالیٰ تمہیں بدلا دے اور تمہارے لوگ کم نہ کرے اور ایک مرتبہ
 تعزیت کرنا کفایت کرتا ہے تیسرے دن یا سوین بیوین روز میت کے
 گھر میں لوگوں کا جمع ہونا بدعت ہے سفر السعادتہ میں لکھا ہے کہ جنازے
 کی نماز کے سوا پہر کبھی میت کے لئے لوگوں کا جمع ہونا بدعت ہے بہت سے
 علمائے متاخرین کہتے ہیں کہ صاحب میت کے پاس لوگوں کا جمع ہونا
 مکروہ ہے اور یہ امر تو نہایت ہی مکروہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے دروازے
 پر بیٹھے اور لوگ جمع ہو کے اس کی تعزیت کریں اس لئے کہ یہ جاہلیت

کی رسموں سے ہے پس بہتر یہ ہے کہ جب لوگ دفن سے فارغ ہو کے پہرین
 ٹواؤن کو چاہیے کہ متفرق ہو جاویں اور اپنے کاروبار میں مشغول ہوں اسی
 طرح جس کے یہاں غمی ہو گئی ہے او سکوبھی چاہیے کہ اپنے کام میں مصروف
 ہو اور عورتوں کو چاہیے کہ جس کے گھر تعزیت کے لئے جاویں تو اس سے
 فارغ ہو کے چلی آویں دو چار روز وہاں نہ رہیں اس لیے کہ سوائے میت کے
 اقارب کے غیروں کا گھر میں مجمع کرنا درست نہیں بلکہ مکروہ ہے اور میت کے
 اقارب کو تین روز تک اس کے غم میں بیٹنا جائز ہے اور جو نہ بیٹھیں تو اولیٰ
 ہے فائدہ میت وائے کے گھر کھانا پکا کے بھیجا درست ہے اس لئے
 کہ ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے
 روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا جَاءَنِي جَعْفَرٌ قَالَ الشَّيْءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 اَصْنَعُوا لِجَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ آتَاهُمْ مَا يَشْفُلُهُمْ يَعْنِي عَبْدُ اللَّهِ نَعْنِي
 جبکہ آئی خبر جعفر کے مرنے کی تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی اہل بیت
 کو کہ تیار کرو واسطے لوگوں جعفر کے کھانا پس تحقیق آئی ہے اونکو وہ چیز کہ
 باز رکھتی ہے اونکو کھانا پکانے سے یعنی جعفر کے مرنے کی خبر پس اس حدیث
 شریف سے ثابت ہوا کہ قرابت والوں اور ہمسایوں کو چاہیے کہ کھانا پکا
 کے صاحب میت کے یہاں بھیجیں اس لئے کہ یہ مستحب ہے اور کھانا استفادہ
 ہونا چاہیے کہ وہ دونوں وقت او سکوپٹ بہر کے کھالیں اور بعض علماء یہ

فرماتے ہیں کہ تین دن تک کھانا بھیجنا حلال ہے اس لئے کہ یہ تعزیت کے
 دن ہیں اور یہ کھانا جو غمی والوں کے لئے بھیجا جاتا ہے غیر دن کو اسکا کھانا
 درست ہے یا نہیں علما کا اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ناجائز ہے
 اور بعض کے نزدیک درست اور جب کھانا پکا کے میت والوں کے یہاں
 لیجاوین تو سنت یہ ہے کہ نہایت اصرار سے اونکو کھانا کھلا دین اس واسطے
 کہ اگر وہ زیادتی غم یا حیا کے سبب سے نہ کھائیں گے تو اونکو زیادہ ضعف
 ہو جاوے گا پہ ضروری کاروبار میں حرج واقع ہوگا اور یہ کھانا نوحہ کرنے
 والی عورتوں کے واسطے بھیجنا سخت حرام ہے اس لئے کہ اس میں ایک
 طرح کے گناہ پر مدد کرنی ہے اور میت والوں کو چاہیے کہ تیجے دسویں بیویں
 وغیرہ میں لوگوں کے لئے ہرگز کھانا نہ پکائیں اس واسطے کہ یہ بدعت اور
 مکروہ ہے ہر مفت میں روپیہ ضائع کرنا اور بدعت و کراہت کے مواخذہ
 میں گرفتار ہونا کو ن عقل مندی کی بات ہے پس حتی الامکان تعزیت وغیرہ
 میں خلاف شرع رسموں سے بچیں اور ہر کام سنت نبوی کے موافق کریں
 تاکہ دین و دنیا دونوں سنور جائیں۔

باب بیستم

فضل سوگ اور تیجے اور دسویں بیویں چالیسویں وغیرہ کی

رسموں کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب کسی کا باپ یا ماں خواہ اولاد یا اور کوئی عزیز و قریب
مر جاوے تو شرع شریف میں تین دن سے زیادہ اوسکا سوگ کرنا درست
نہیں لیکن خاوند کے مر جانے سے بی بی کو چار مہینے دس دن تک سوگ
کرنے کا حکم ہے اور اسی کو عدت کہتے ہیں اور تفصیل اسکی عدت کی فصل میں
گزر چکی اور سوگ سے یہ غرض نہیں جیسا ہندوستان کے جاہل لوگ کرتے
ہیں کہ سیاہ کپڑے پہنے رہتے ہیں اور ہاتھ مونہ کاٹے اور گریبان چاک کرتے
ہیں اور سکر بالوں کو نوچتے بکیرے اور اونپر خاک ڈالتے ہیں اور مونہ اور
سینے اور زانو کو پیٹتے ہیں اور تین روز تک ماتمی بھپونا بچھاتے ہیں اور اوپر
جھاڑو نہیں دیتے اور کھانے کے وقت دسترخوان نہیں بچھاتے اسلئے
کہ یہ سب باتیں گناہ کبیرہ اور قطعاً حرام ہیں بلکہ سوگ سے مقصود زینت
ترک کرنا ہے یعنی کوئی چیز زیور کی قسم سے اور گوٹے پٹے کے کپڑے اور نگین
نہ پہنیں سیدہ سادہ ہے کپڑے پہنے رہیں اور خوشبو وغیرہ ہی نہ لگائیں اور
دن مقرر کر کے تیجا دسوان بیوان چالیسوان وغیرہ کرنا اور ان دنوں میں کھانا
پکا کے برادری والوں اور عزیز واقارب وغیرہ کی دعوت کرنا اور ان کو کھانا
اور تیجے کے دن تکلفات کرنا اور فرش بچھانا اور خیمے کھڑے کرنا اور خوشبو
اور شیرینی اور پان کے پیڑے وغیرہ بانٹنا یہ سب باتیں بدعت اور نامشروع

اور گناہ کی بہن اسی طرح تیجے کے دن لوگوں کا جمع ہو کر قبر پر یا اور کسی جگہ
قرآن شریف کا ختم کرنا بدعت ہے ہاں اگر بغیر مقرر کرنے کے جب
چاہیں مردے کی طرف سے کہنا پکا کے محتاجوں مسکینوں کو کھلا دیں یا قرآن
شریف پڑھ کے اوسکی روح کو ثواب بخشیں تو ناجائز نہیں ہے اور بالدار
برادری والوں اور عزیز و اقارب اور دوست آشنا وغیرہ کو یہ کہنا ناجائز ہے
اس لئے کہ یہ صدقہ ہے اور تصدق غریب اور فقرا کا حق ہے اغنیا کو ہدیہ
لینا البتہ درست ہے اور جو چیز صدقے کی ہو تو آسودہ حال اور متمولوں کو
اوس کا کہنا اور اوس کو اپنے استعمال میں لانا ہرگز نہ چاہیے اور جو لوگ
نا سمجھی سے میت کے وارثوں کو دعوت کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور اوں
کے خواہ اور نکاحی چاہی یا نہ چاہی میت پر میت برا اور مصیوب
اور خلاف شرع ہے اس لئے کہ دعوت شادی بیاہ کے ویسے وغیرہ
میں ہوتی ہے نہ غمی میں اور ایسے وقت میں کہ وہ بیچارے اپنی میت کے
غم و الم میں گرفتار اور شکستہ خاطر ہیں اونسے دعوت لینا ایسا ہے جیسا کہ
اس مثل میں آیا ہے مردہ چاہے دوزخ میں جائے یا بہشت میں یا روں کو اپنے
حلوے مانڈے سے کام علاوہ اس کے موت کے کہنا کہہ جانے سے دل سیاہ
اور مردہ ہو جاتا ہے اسی واسطے فتح القدر میں لکھا ہے کہ اہل بیست سے

۱۰ شرح برزخ میں لکھا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کہ قال اکل الطعام من بیئت

ضیافت لینا بدعت قبیحہ ہے اور یہ کہانا علما فضلاء اغنیاء کے واسطے
 مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مردے کا کہانا دل کو
 مردہ کرتا ہے اور بیمار کا کہانا دل کو مریض کرتا ہے پس تو ان گروں کو ایسا کہانا
 ہرگز نہ کہانا چاہیے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور مقصود صدقے سے ثواب
 حاصل کرنا ہوتا ہے اور ثواب فقرا اور مساکین کے کھلانے سے ہوتا ہے
 نہ مالداروں کے غرض کہ میت کو جب ثواب پہنچانا منظور ہو تو بدوین دن
 مقرر کئے کہانا پکا کے دیندار محتاجوں کو کھلا دیوین تاکہ میت کو ثواب پہنچے
 اور ان کو بھی اجر ملے رسم کی پابندی کر کے برادری والوں اور اغنیاء کو کھانا
 نہ چاہیے اس واسطے کہ خلاف شرع کام کرنے سے ثواب کے بدلے اولٹا
 عذاب میں گرفتار ہونا پڑتا ہے سوائے اس کے ایسے لوگوں کے کھلانے
 سے میت کو کچھ نفع نہیں پہنچتا اور مال ہی مفت میں رائگان اور برباد
 ہوتا ہے اور نہ ان کھلانے والوں کو کسی طرح کا اجر ملتا ہے پہر وہی مثل ہوتی
 ہے کہ دو نو دین سے گئے پانڈے جنہیں حلوا ملا نہ مانڈے اور یہ سب
 خرابیان شادی غمی وغیرہ میں رسوم کی پابندی اور سنت نبوی کے چھوڑنے
 سے ہوتی ہیں اگر تمام امور میں خدا و رسول کے احکام کے موافق عمل کریں
 بِقِيَّةٍ صَفِيَّةٍ قَالَ كُلُّ الْكَلَامِ مِنْ بَيْتِ أَهْلِ الْمُصِيبَةِ يُقْسَى الْقَلْبَ فَلَا يُوَكَّلُ إِلَّا ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنْ يَوْمِهِ
 یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہنا کہانا اہل مصیبت و اگر سے دل کو سخت کرتا ہے پس نہ کیا جاوے اور نہ گھرے

تو دین و دنیا دونوں سد ہر جاوین اور دونو جہان کی خوبیاں نصیب
ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی
توفیق دے اور خاتمہ بخیر فرمادے آمین۔

فصل مردے کی طرف سے خیرات کرنے کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ صدقہ کرنا ایسی عمدہ بات ہے کہ ہر دین و ملت میں پسندیدہ
اور ہر مذہب میں عمدہ ہے خصوصاً اسلام میں تو اسکی نہایت ہی فضیلت
دارو ہوئی ہے دیکھو قرآن مجید میں جا بجا خیرات کرنے کا حکم اور اسکی خوبیاں
مذکور ہیں اور حدیث شریف میں جہان دیکھو وہاں اسکی بہلائی کا ذکر ہے
اور عالم بزرخ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے کیا کیا خوبیاں صدقہ
کرنیوالوں کے لئے مہیا رکھی ہیں اور کیسے کیسے عیش و آرام کے اسباب
انکے واسطے تیار کئے ہیں اور دنیا میں ہی اسکے سبب سے مال و اولاد
میں اللہ تعالیٰ ہر قسم کی برکت عنایت کرتا ہے پس مسلمان مرد اور عورتوں
کو چاہیے کہ خالصتاً خیرات کیا کریں اور اسکا ثواب اپنے عزیز قریب
مردوں کو بخشا کریں اس لئے کہ زندے تو ہر طرح کے نیک کام کر سکتے
ہیں اور مردے بچارے نہایت عاجز اور زندوں کے محتاج ہیں اب
اون کو کوئی بہلائی کرنے کی قدرت نہیں علاوہ اسکے جو زندے اون کی
طرف سے خیرات کریں گے تو دونوں کو برابر ثواب ملیگا کسی طرح کی کمی

نہوگی اللہ تعالیٰ کا فضل بہت بڑا اور اوسکی رحمت نہایت وسیع ہے اور
 خیرات کرنا کچھ مشکل چیز نہیں اور نہ اوسکی کوئی حد مقرر ہے بلکہ ہر شخص اپنے
 مقدور کے موافق کچھ نقد یا غلہ خواہ کھانا یا کپڑا وغیرہ اپنے مال میں سے
 محتاجوں اور مسکینوں کو خیرات کر سکتا ہے اور اوسکا ثواب اپنے مردوں
 کو پہونچا سکتا ہے اور ایسی چیزوں کے ثواب پہونچنے میں کسی طرح کا شک
 نہیں اسلئے کہ یہ عبادت مالی میں داخل ہے اور عبادت مالی کے ثواب
 پہونچنے میں کسی کا اختلاف نہیں اور کیونکہ اختلاف ہو اس لئے کہ یہ امر
 صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ اُفْتَلِتَتْ نَفْسُهَا اُظْهَرْتُ نَفْسِيْ نَصَدَّقْتُ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ
 اِنْ نَصَدَّقْتُ قَالَ نَعَمْ يَعْنِيْ بِيْ بِيْ عَائِشَةُ نَعَمْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ نَصَدَّقْتُ
 آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ تحقیق ماں میری ناگمان
 مرگئی اور میں گمان کرتا ہوں اوسکو کہ اگر وہ بولتی تو کچھ لہو دیتی یا لہو دینے کی
 وصیت کرتی پس کیا ہے واسطے اوسکے ثواب اگر صدقہ دون میں اوسکی
 طرف سے فرمایا ہاں اور عبادت بدنی جیسے نماز روزہ قرآن شریف کی
 تلاوت ذکر اللہ درود شریف کے ثواب پہونچنے میں بعض علمائے
 اختلاف کیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ بدنی عبادت کا بھی مست کو

ثواب پہنچتا ہے جیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِحَارِيَّةٍ وَرَأَاهَا مَاتَتْ قَالَ وَجَبَ
 أَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكَ الْيَرَابُوتُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمٌ شَهْرٍ
 أَفَا صَوْمُ عَنْهَا قَالَ صَوْمِي عَنْهَا قَالَتْ إِنَّهَا لَمْ تَمُتْ قطْ أَفَأَجْعُ عَنْهَا قَالَ لَعَنَ مُحَمَّدٌ عَنْهَا
 یعنی بریدہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا
 کہ ناگهان اونکے پاس ایک عورت آئی پہر کہا یا رسول اللہ تحقیق میں نے
 صدقہ دی تھی ایک لونڈی اپنی ماں کو اور تحقیق ماں مر گئی یعنی پس آیا لون
 میں اوسکو اور عود کر گئی میری ملک میں یا نہیں فرمایا ثابت ہوا ثواب تیرا
 یعنی بسبب صدقہ کرنے کے اور پیر و بالونڈی کو تجھ پر میراث نے عورت نے
 کہا اے رسول اللہ کے تحقیق تھی ماں پر روزے مہینا بہر کے کیا روزے
 رکھوں میں اوسکی طرف سے یعنی حقیقۃً یا حکماً فرمایا کہ روزے رکھ اوسکی طرف
 سے کہا اوس عورت نے کہ تحقیق ماں میری نے کبھی حج نہیں کیا کیا حج کروں
 میں اوسکی طرف سے فرمایا کہ ہاں حج کر اوسکی طرف سے ان دونوں حدیثوں
 سے صاف ظاہر ہے کہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ دونوں سے مرکب تینوں
 قسموں کا ثواب بلا شک میت کو پہنچتا ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے پہلی حدیث میں صدقے کے ثواب پہنچنے کی تصریح فرمائی

اور دوسری حدیث میں روزے کے ثواب پہنچنے سے باقی بدنی عبادتوں کے ثواب پہنچنے پر آگاہ فرمایا اور حج کے ثواب پہنچنے سے مالی اور بدنی دونوں سے مرکب کے ثواب پہنچنے پر اطلاع بخشی پس تینوں طرح کی عبادتوں کا ثواب پہنچنا صریح حدیثوں سے ثابت ہے پس اگر میت کے وارث مقدور و واسے ہوں تو بہتر صدقہ مالی میں صدقہ جاریہ یعنی وہ خیرات ہے جس کا ثواب میت کو ہمیشہ پہنچتا رہے جیسے کنواں کھدوانا یا پل خواہ مسجد یا سرائو اتنا حاصل یہ کہ دولت مندوں کے واسطے افضل ہی ہے کہ ایسی کوئی چیز بنوا کے میت کے نام پر وقف کریں کہ اس چیز کے باقی رہنے تک اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچتا رہے اور جس میت کے نام پر ایسی خیر وقف کی جاتی ہیں ان کے باقی رہنے تک گویا وہ زندہ ہے مرا نہیں جیسا کہ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ۵ نہ مرد آنکہ ماند پس ازوے بجائے پل و مسجد و چاہ و همان سراے ۶ اور صدقات جاریہ میں سب سے بہتر پانی کا صدقہ ہے جیسا کہ ابو داؤد اور نسائی نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ۷ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَخَفَرْتُ بِأَيِّهَا قَالَ هَذَا ۸ کَلَامُ سَعْدٍ یعنی سعد نے کہا یا رسول اللہ تحقیق سعد کی مان یعنی میری مان مر گئی پس کونسا صدقہ بہتر ہے یعنی اس کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے آپ نے فرمایا پانی پس کہو سعد نے کنواں اور

کہا یہ کنواں صدقہ ہے سعد کی مان کے واسطے فانی کا صدقہ اس لیے
 بہتر ہے کہ دین و دنیا دونوں کے امور میں بہت کام آتا ہے خصوصاً اون
 شہروں میں جو کہ گرم ہین اور جو غریب ہوں تو اون کے واسطے اتنا ہی کافی
 ہے کہ میت کی طرف سے کہی کہی ہو کے کو کھانا شنگے کو کپڑا یا کچھ نقد دیدیا
 اکون کہ میت کو اس سے بھی بہت ثواب ملتا ہے کیونکہ خلوص نیت سے
 غریب آدمی کا ایک پیسا امیر کے ہزار پر باری ہے اور جو کسی طرح کی قدرت
 نہ تو قرآن مجید کی تلاوت اور استغفار اور درود اور دعا ہی سے میت کو
 فائدہ پہونچاتے رہیں اس لئے کہ میت کے حق میں یہ بھی بہت مفید ہے
 ویکو ابو محمد سمرقندی نے سورہ اخلاص کے فضائل میں حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے مَنْ مَرَّ عَلَى الْمُقَابِرِ وَقَرَأَ قَدْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
 إِحْدَى عَشْرَةَ مَرَّةً ذَهَبَ أَجْرُهُ لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بَعْدَ دَلَامُوا
 یعنی جو شخص کہ قبرستان پر گذرا اور قل هو اللہ احد گیارہ بار پڑھا پورا اسکا اجر
 مردوں کو بخشا تو دیا جاوے گا وہ ثواب سے برابر گنتی مردوں کے اور قاسم ابن
 سعد بن علی رنجانی نے اپنے فوائد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ لِمُقَابِرٍ ثُمَّ قَرَأَ قَاتِحَةً
 الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْهَآكُمُ الشَّاكُوتُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي جَعَلْتُ
 ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمُقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِلَّا كَالْوُ

شُفَعَاءَ إِلَى اللَّهِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
 شخص کہ قبرستان میں داخل ہوا پھر فاتحہ الکتاب اور قل ہو اللہ احد اور
 الہاکم الشکاثر کو پڑھا پھر کہا الہی کیا میں نے ثواب اوس چیز کا کہ پڑھا میں نے
 تیرے کلام سے واسطے قبرستان والوں کے مومن مرد اور مومن عورتوں
 سے مگر ہونگے وہ شفاعت کرنے والے واسطے اوسکے طرف اللہ کے
 امام یا فعی رحمہ اللہ نے روضہ الریاحین میں لکھا ہے کہ علامہ عالی مقام
 ابن عبد السلام کو مرنے کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اون سے
 پوچھا کہ آپ دنیا میں یہ کتے تھے کہ مردے کو قرآن شریف کی تلاوت کا
 ثواب نہیں پہنچتا کیا ایسا ہی ہے اونہوں نے کہا کہ ہم نے اس عالم
 میں اوسکے خلاف پایا یعنی اون کو ثواب پہنچتا ہے پس یہ حدیثیں اور
 صاحبین کے خواب اس بات پر صریح دلالت کرتے ہیں کہ قرآن شریف
 کی تلاوت کا اجر مردوں کو پہنچتا ہے اور پڑھنے والوں کو بھی اوسی قدر ثواب
 ملتا ہے تو مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیے کہ قرآن شریف پڑھ کر اوسکا ثواب
 خاص اپنے لئے ذخیرہ نہ رکھیں بلکہ عزیز و قریب وغیرہ مردوں کو بخشے
 رہیں تاکہ دونوں کو فائدہ پہنچتا رہے عہد خوش بود کہ برآید بیک کر شمع دوکار
 بیان تک جو بیان ہوا اس امر کا تھا کہ وارث اپنے مال میں سے مردے کے
 لئے خیرات کریں اور جو خود میت کے ترکے میں سے صدقہ دینا چاہیں تو سب سے

پہلے تجزیہ و تکفین یعنی اوس کا گور و کفن وغیرہ اسباب ضروری بغیر افراط
 و تفریط کے کریں اس کے بعد جو مال بچے اوس میں سے میت کے ذمے کا
 قرضہ کہ دین مہر ہی اوس میں داخل ہے ادا کریں پھر اگر وہ شخص یہ وصیت کر مرا
 ہو کہ میرے مال میں سے فلا نے کو اس قدر دینا اور فلان کام میں اتنا
 خرچ کرنا تو اوس کے موافق عمل کرنا ضرور ہے بشرطیکہ وہ وصیت خلاف
 شرع نہ ہو اور رہائی مال سے زائد کو نہ پہونچی ہو پھر جس قدر مال ان کاموں
 سے بچ رہے تو فرائض کے بموجب وارثوں پر اوس کو تقسیم کر دین پھر
 وارثوں کو اختیار ہے کہ اپنے اپنے حصوں میں سے جب قدر توفیق ہو خالصاً
 سد خیرات کر کے اوس کا ثواب میت کی روح کو بخشیں اور جو تجزیہ و تکفین اور
 ادائے دین اور اجراءے وصیت کے بعد اور تقسیم سے پہلے خیرات کرنا چاہیں
 اور سب وارث عاقل بالغ اور اوس قدر مال صدقہ دینے پر راضی ہوں تو
 یہ بھی جائز ہے اور جو کوئی ان میں سے راضی نہ ہو یا بعض وارث نابالغ ہوں تو
 درست نہیں بلکہ میراث کے موافق تقسیم کر کے جو ناراض ہوں اولیٰ کا حصہ اور چوٹوں
 کا حق جدا کر کے جو جوان وارث راضی ہوں اپنے حصوں میں سے جتنا چاہیں
 محتاجوں کو خالصاً سد بانٹ دیں اور اوس کا ثواب میت کو بخشیں اس لئے
 کہ ایسی صورت میں تقسیم سے پہلے کسی کو اوس مال میں سے تصدق کرنا جائز
 نہیں پس مسلمان مرد اور ایماندار عورتوں کو چاہیے کہ اپنے والدین اور عزیز و

اقارب کے واسطے حتی المقدور خلوص نیت سے جس طرح ممکن ہو فقرا اور
 مساکین کی حاجت روائی کر کے اوسکا ثواب اونکو پہونچایا کریں اون کے لئے
 اور سب مومنین اور مومنات کے واسطے غفار الذنوب اور شارا العیوب کی
 اکی بار گاہ عالی میں نہایت تضرع اور خشوع قلبی دعا مغفرت اور ترقی درجات
 کی مانگتے رہیں تاکہ وہ آخرت کے عذاب سے نجات پاویں اور جنت الفردوس
 میں بڑے بڑے درجے اور مرتبے اونکو نصیب ہوں اور اسکے سبب سے
 زندے ہی حقوق اسلام سے بری ہوں کیونکہ میت کا حق مرنے کے بعد ویر
 سوائے دعائے خیر اور صدقہ دینے کے اور کچھ نہیں رہتا پس اس میں ہرگز بخل
 انکار نا چاہیے بلکہ ہمیشہ میت کو صدقے اور دعائے خیر سے یاد رکھیں تاکہ دونوں
 جہان میں برکت اور بھلائی حاصل ہو

فصل مقبرہ وغیرہ بنانے کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ پکی قبر بنانا اور اوس کے گرد چار دیواری اور اوسپر گنبد بنانا جائز
 نہیں جیسا کہ مسلم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے تھی رَسُولُ
 اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ اَنَّ الْمُحِیْضَ الْقَبْرِ دَانَ یُثْبِتُ عَلَیْہِ دَانَ یَقْعَدُ
 عَلَیْہِ یعنی منع فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ نے گچ کرنے قبر کے سے
 اور عمارت بنانے سے قبر پر اور بیٹھنے سے قبر پر مواتہب الرحمن میں لکھا ہے
 کہ زمینیت کے واسطے قبر پر عمارت بنانا حرام ہے اور دفن کے بعد قبر کو محکم اور

مضبوط کرنا مکروہ اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور تحفہ الملوک
 میں یہ مذکور ہے کہ پانی کے صدمے سے بچاؤ کے واسطے قبر کے گرد چوٹے
 سے بنانا مکروہ ہے اس لئے کہ قبر اور اس کے گرد کی زمین جو اس کے
 تابع ہے مضبوطی اور استحکام کی جگہ نہیں پس جیسے قبر کا کچا ہی رکست ضرور
 ہے ایسے ہی اس کے گرد اگر کوہی کچا رکست چاہیے اور از ہار میں ذکر کیا ہے
 کہ قبروں کے گچ کرنے کی نہی جو حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے وہ کراہت
 کے لئے ہے اور یہ ممانعت گچ کرنے کی ان دونوں صورتوں کو شامل ہے
 کہ قبر کے نیچے سے اوپر تک چوٹے کی چٹائی کی جاے یا زے اوپر سے
 گچ کر دی جاوے اور قبر پر عمارت بنانا درست نہیں اس لئے کہ جو مٹی قبر سے
 نکالی گئی ہے اس سے زیادہ اوپر ڈالنا مکروہ ہے تو عمارت بنانا کیونکہ جائز
 ہوگا ایسا ہی بحیرائق اور درمختار اور عینی شرح کنز میں لکھا ہے اور توربشتی نے
 بیان کیا کہ حدیث شریف میں جو قبر پر بنا کرنے کی نہی آئی ہے وہ ان دونوں
 باتوں کا احتمال رکھتی ہے کہ قبر پر پتھر وغیرہ سے مکان بنا دین یا خیمہ وغیرہ
 کھڑا کرین یہ دونوں منع ہیں اس لئے کہ یہ جاہلیت کا فعل ہے یعنی سابق
 میں کفار قبر پر برس روز تک سایہ کیا کرتے تھے پس اس فعل میں کافروں
 کی مشابہت کے سوا اسراف بھی ہے کیونکہ اس عمارت بنانے سے مذہبیت
 کا کوئی فائدہ نہ زندون کا کچھ نفع غرضکہ قبر پر عمارت بنانا ہرگز درست نہیں

بلکہ اگر اوسپر عمارت بنی ہوئی ہو تو اوسکا ڈھانپنا واجب ہے اگرچہ مسجد ہی
 کیون نہ ہو اور عمارت بنانا کیسا اوسے تو بلند کرنا ہی جائز نہیں جیسا کہ شیخ
 عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع البرکات میں بیان کیا ہے
 کہ مسلم نے ابوالیمان اسدی تابعی سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا مجھے
 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا نہ یہی چون میں تجھکو اوپر اوس کام کے کہ
 بیجا مجھکو اوسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چوڑو
 کسی تصویر کو مگر کہ اوسکو مٹا دے اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے اوسکو
 فائدہ قبروں کو مسجدین قرار دینا حرام ہے اس لئے کہ بخاری و مسلم نے عائشہ
 رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرْثِيهِ
 الَّذِي لَا يُقْبَلُ مِنْهُ لَعْنَةُ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی
 اوس بیماری میں جس سے نہیں اوٹے یعنی تندرست نہوئے اوسی میں آپکا
 انتقال ہو گیا لعنت کرے اللہ یہود و نصاریٰ کو کہ اونہوں نے اپنے نبیوں کی
 قبروں کو مسجدین قرار دیا اسی طرح قبروں پر چراغ جلانا اور روشنی کرنا ہی حرام
 ہے اس واسطے کہ ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
 روایت کیا ہے لَعْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَرَاتِ الْقُبُورِ
 وَالْمَسْجِدِ عَلَيْهِمَا الْمَسَاجِدُ وَالشَّرْجُ یعنی لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کو نامور کرنے سے کیا حاصل اور صرف بچا کرنے سے کیا فائدہ یہاں کی زینت
 و آرائش گو کتنی ہی ہو اور اس عالم میں کچھ کام نہیں آتی وہاں تو اعمال صالحہ
 کام آتے ہیں جس کے نیک عمل ہیں اور اس کے واسطے وہاں ہر قسم کا عیش و
 ہرام مہیا ہے اگرچہ دنیا میں اس کی قبر کا نشان بھی نہ ہو اور معاذا اللہ جبکہ بُرے
 اعمال ہیں اور اس کے لئے وہاں ہر طرح کی تکلیف و ایذا ہے گو دنیا میں اس کی قبر پر
 لاکھوں کروڑوں کی تیاری و آرائش ہی کیوں نہ ہو پس مسلمانوں کو چاہیے کہ کوئی کام
 خلاف شرع نہ کریں اور جو روپیہ بکی قبر وغیرہ بنانے میں صرف کیا جاتا ہے اس کا
 کہنا پکا کے محتاجوں اور مسکینوں کو کھلا دیں یا نقدی تقسیم کر دیں تاکہ دونوں
 کو ثواب حاصل ہو اور آخرت کی خوشیاں نصیب ہوں۔

فصل قبروں کی زیارت کے آداب اور اس کے مقصود و کیا نفع

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی مصاحبت سے پہلے
 قبروں کی زیارت کرنے سے منع فرمایا تھا پھر اس کی اجازت دی جیسا کہ ابن ماجہ نے
 ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ زَیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَرُوْهُ فَارْتَضَیْتُ فِی الدُّنْیَا وَتَذْکُرُ الْاٰخِرَۃَ
 یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منع کیا تھا میں نے تم کو
 قبروں کی زیارت کرنے سے پس تم زیارت کرو قبروں کی تحقیق زیارت کرنا
 بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو اس حدیث سے

ثنابت ہوا کہ قبروں کی زیارت کرنا مشروع ہے اور طریقہ زیارت کا یہ ہے
 کہ زیارت کرنے والا قبلے کی طرف اپنا مونہ کر کے یہ دعا پڑھے السَّلَامُ
 عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ أَكَا
 حِقُونَ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ جیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ السَّلَامُ
 عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لِلْآحِقُونَ نَسْأَلُ اللَّهَ
 لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکھلاتے تھے
 مسلمانوں کو جبکہ انکلیں طرف قبروں کے کہ کہیں سلام ہے تمہارے گھر والو
 مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے اور تحقیق ہم اگر چاہے اللہ تعالیٰ سنا
 تمہارے البتہ طین گے مانگتے ہیں ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے
 عافیت یعنی مکروہات سے خلاصی بعض علما فرماتے ہیں کہ مستحب زیارت
 کرنے والے کو یہ ہے کہ اپنا مونہ میت کے مونہ کے سامنے کر کے اوپر
 سلام پڑھے اور دعا کرے جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے روایت کیا ہے قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورٍ بِالْمَدِينَةِ
 فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بَوَّحِهِمْ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ
 أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بَالَاكُنَّ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا گذرے نبی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم قبروں پر مدینے میں پس متوجہ ہوئے اونپر ساتھ موہنا اپنے کے
 اور فرمایا سلام ہے تمپر اے صاحب قبروں کے بخشے اللہ ہو اور تمکو اور تم
 پہلے پہنچے ہو مجھے اور ہم پیچھے سے آتے ہیں ان نفظون کے عوض میں
 زیارت کرتے وقت اور نفظین کہنا ہی حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا
 مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ كَيْفَ
 أَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَعَنِي فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ قَالَ تُولِيْ بِمَعْنَى بِي ابی عائشہ نے
 کہا میں کس طرح کہوں یا رسول اللہ مراد کہتی تھیں اس سوال سے کیا کہوں
 میں زیارت کرتے قبروں میں فرمایا کہ السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
 وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِمَّنِ الْمُسْتَخْرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ
 لَآخِثُونَ یعنی سلام ہے صاحب گہون پر مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے اور رحم کرے اللہ ہے
 پہلے جا نیوالوں پر اور پیچھے ملنے والوں پر اور تحقیق ہم اگر جاہا اللہ نے ساتھ
 تمہارے البتہ ملنے والے ہیں اور یہ بھی مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 سے روایت کیا ہے قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ
 لَيْلَتُهَُا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ أَخْرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ
 فَيَقُولُ يَعْنِي بِي ابی عائشہ نے کہا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ ہوتی
 انکی باری کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تو نکلتے آخر شب
 میں طرف قبرستان مدینہ منورہ کے پہر فرماتے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَذْكُمْ مَوْءُؤْمِنِينَ وَ

اَتَاكُمْ مَا لَوْ عَدَدُونَ عَدًّا مُّوَجَّلُونَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اللَّهُمَّ لَقِمْ
 لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ یعنی سلام ہے تم پر اسے قوم مومنین اور آئی تمہارے
 پاس وہ چیز کہ تمہیں تم وعدہ دیے جاتے یعنی ثواب و عذاب کل کو یعنی قیامت
 کو تم ڈھیل دیے گئے ہو یعنی مدت معین تک اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھ
 تمہارے ملنے والے ہیں یا آئی بخش بقیع غرقہ والوں کو اور زائر کو چاہیے کہ زیارت
 کے وقت سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص تین بار پڑھے اسکا ثواب میت کو
 بخشے پھر اوس کے لئے دعا کرے اور قبر کو ہاتھ لگانا اور اوسکا بوسہ لینا منع
 ہے اس لئے کہ یہ نصاریٰ کی رسموں سے ہے اور زائر کو یہ بھی چاہیے کہ
 میت کا ویسا ہی ادب و محاط کرے جیسا کہ اوسکی زندگی میں کرتا تھا یعنی اگر
 دنیا میں بسبب اوسکی بزرگی کے ادب کی راہ سے اوس سے دور بیٹھتا تو
 زیارت کے وقت بھی اوسکی قبر سے دور کھڑا رہے یا بیٹھ جاوے اور جو زندگی
 میں اوسکے پاس بیٹھتا تو اب بھی قریب بیٹھے اور مراد بزرگی سے یہ ہے کہ
 متوفی ناتنے کی راہ سے بڑا ہو جیسے والدین وغیرہ یا دین کی جہت سے بزرگ
 ہو جیسے استاد پر عالم و رویش وغیرہ اور سلام پڑھتے وقت اس لئے
 ادب کرنا چاہیے کہ میت سلام کرنے والے کو پچانتا ہے اور اوس کا جواب
 دیتا ہے جیسا کہ ابن عبد البر نے استذکار و التمسید میں ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے بقیع نام ہے ایک جگہ کا باہر مدینے کے اوسین قبرین مدینے والوں کی ہیں اور سین پچے درخت غرقہ کے کرنام

سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا
 مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَلَمْ يَسْلَمْ عَلَيْهِ إِلَّا عَرَفَتْهُ
 وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْنِي فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہے
 کوئی شخص کہ گزرے اپنے مومن بہائی کی قبر پر اور وہ اسکو دنیا میں پہچانتا تھا
 پھر اس پر سلام پڑھے مگر وہ اسکو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے
 اور قبروں پر بیٹھنا یا اون پر تکیہ کرنا اور اونکی طرف نماز پڑھنا اور اونکے نزدیک
 سونا منع ہے اسی طرح اون کو روندنا اور اون پر پیشاب اور پانچا نہ پہرنا بھی
 منع ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا نَأْمَتْنِي عَلَى خَيْرَةٍ أَوْ سَلَفٍ أَوْ
 نَعْلِي بِرَجُلٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْتَنِي عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا أَبَالِي أَوْ سَطَّ الْقَبْرِ تَضَيَّتْ
 حَالَتِي أَوْ دَسَّ السَّوْقُ يَعْنِي فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ
 یہ کہ چلون میں جنگاری پر یا تلوار پر یا گانٹھوں میں اپنا جوتا اپنے پانوں کے
 ساتھ مجھے بہت محبوب ہے اس سے کہ چلون میں کسی مسلمان کی قبر پر اور
 نہیں پروا کرتا میں کہ پتھر کے پاخانہ پھرون یا بیچ بازار میں اور قبرستان میں
 ننگے پاؤں جانا مستحب ہے اور والدین کی زیارت کے لئے جمعے کے دن
 یا ہفتے میں ایک بار جانا بہتر ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں مسلاً

روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الثَّعْمَانِ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ الْبُؤْيَةِ أَوْ أَحَدِهَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ وَكَتِبَ بَرًّا لِيَعْنِي رَوَايَتُكَ

محمد بن ثعمان سے پہونچاتے تھے حدیث کو طرف بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا جو کوئی زیارت کرے اپنے مان باپ کی قبر کی یا ایک کی اونہیں سے ہر روز جمعہ میں یا ہر ہفتے میں بخشش کی جاتی ہے واسطے اسکے اور لکھا جاتا ہے یعنی دیوان اعمال میں نیکی کرنے والا ساتھ مان باپ کے فائدہ عورتوں کو قبروں کی زیارت کے واسطے جانا منع ہے اس لئے کہ وہ بہت نرم دل اور بے صبر ہوتی ہیں ذرا سے صدمے میں جزع فرزع کرنے اور رونے پٹنے لگتی ہیں اور اکثر نادان عورتیں بد عقیدگی کی وجہ سے ایسی جگہوں میں کفر و شرک میں مبتلا ہو جاتی ہیں سوائے اسکے جہاں کمین عورتوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں اکثر شہدے لچے بد و عنع لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور اس میں بہ طرح کے فساد کا اندیشہ ہوتا ہے اسی واسطے ایسی جگہ جانے سے عورتوں کو شرع میں ممانعت ہے اور بعض علما اگرچہ اون کا قبروں پر جانا مکروہ اور بعض جائز کہتے ہیں مگر حدیث شریف میں صاف ممانعت وارد ہوئی ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَاِجِرَاتِ الْقُبُورِ

یعنی بیشک لعنت فرمائی رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی بہت

زیارت کرنے والی عورتوں پر آور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے
 پس اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ آپ نے زیارت کرنے والیوں کو
 ملعون فرمایا اور جو بعض علما جائز کہتے ہیں شاید اونکی وہ حدیث دلیل ہوگی
 جسکو امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ
 كُنْتُ ادْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي أَضَعُ
 ثَوْبِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ رَجُلِي وَإِنِّي فَلَتَمَادُفِنُ عُمَرُ صَعْرَتُهُمُ وَاللَّهُ مَا دَخَلَتْهُ إِلَّا وَأَنَا
 مَسْدُودَةٌ عَلَى شَيْءٍ حَيٍّ أَمِّنْ عُمَرُ يَعْنِي بِي بِي عَائِشَةَ لَمَّا تَنِي مِنْ دُخْلِ هَوْتِي أَفْنِي
 اگر میں کہ اوسمین مدفون تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اور ابو بکر
 رضی اللہ عنہ بھی مدفون تھے اوس حالت میں کہ تحقیق رکھتی میں یعنی اوتار تہی
 بدن سے کپڑا اپنا یعنی چادر اور کہتی یعنی اپنے دل میں سوائے اس کے
 نہیں شان یہ ہے کہ مدفون ہیں خاوند میرے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم اور میرا باپ یعنی ابو بکر اور دونوں اجنبی نہیں ہیں پس جبکہ دفن کئے
 گئے عمر رضی اللہ عنہ ساتھ اون کے یعنی اوس مکان میں پس قسم ہے اللہ
 کی نہیں داخل ہوئی میں گھر میں مگر میں باندھے ہوئے ہوتی اپنے اوپر کپڑے
 اپنے واسطے حیار کے عمر سے کہ وہ اجنبی تھے و اسیمن دلیل ہے
 اسپر کہ لحاظ میت کا کرے وقت زیارت کے مانند اوسکے لحاظ کے حالت
 حیات میں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرورت کے لئے اگر عورتین اپنے

عزیز و قریب کی قبروں پر جاوین تو کچھ مصداقہ نہیں لیکن رسم کے موافق مجمع کر کے جانا ہرگز نہ چاہیے اس لئے کہ یہ قطعاً حرام ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زیارت کے وقت میت کے اجنبی اور محرم ہونے کا بھی ضرور لحاظ رکھیں یعنی زندگی میں اگر اوس سے پردہ تھا تو زیارت کے وقت بھی اوس سے پردہ کریں چادر وغیرہ اوڑھے رہیں اور جو دنیا میں شیع کے موافق اوس سے پردہ نہ تھا تو اب بھی چادر وغیرہ اوڑھے رہنا ضرور نہیں اور آج کل کے جاہل لوگ دین سے بے خبر جو قبروں پر جا کے روتے پیٹتے اور اوپر روشنی اور ادن کا طواف کرتے ہیں اور کپڑے اور پھولوں کی چادرین اور غلاف وغیرہ اوپر چڑھاتے ہیں اور شیرینی وغیرہ لیجا کے تقسیم کرتے اور میت سے مراد مانگتے ہیں سو یہ سب افعال منع اور شرک و بدعت ہیں پس مسلمان مرد و عورتوں کو چاہیے کہ جاہلیت کی رسموں کو چھوڑیں اور شرک و بدعت کی باتوں سے موئدہ موڑیں اور کسی میت سے مدد اور مراد نہ مانگیں گواہ کیا اولیا ہی کیوں نہ ہوں کوئی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا اور وہ غیر اللہ سے حاصل ہوتی ہے اللہ سبحانہ دیکھتا سنتا جانتا ہر چیز پر قادر اور زمین آسمان کا مالک ہے عرش سے فرش تک اوس کی خلق اور اوس کے قبضے میں ہے پھر ایسے مالک کو چوڑ کے غیر سے اور وہ بھی مردہ کہ جس کو کسی طرح کی قدرت نہیں اپنی مرادین مانگنا سوائے نادانی اور پریشانی اور دین کو ہونے اور شرک و کفر

میں گرفتار ہونے کے کیا فائدہ اسد جل شبانہ اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ دین میں اپنی رائے کو ہرگز دخل نہ دین بلکہ سنت کے موافق مردوں کی زیارت کیا کریں اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھایا ہے ویسا ہی ہر کام میں بتاؤ کریں بال برابر ہی اوس کے خلافت نکریں مقصود زیارت سے فقط مردوں پر سلام پڑھنا اپنے اور انکے لئے مغفرت کی دعا اور اوس سے عبرت حاصل کرنا ہے تاکہ دنیا کی بے ثباتی اور اوس سے نفرت اور آخرت کا ثبات اور اوس کی محبت حاصل ہو اور مرتے وقت دنیا کا دھیان نہ آنے پائے آخرت کا خیال جاری رہے کلیر شہادت پر خاتمہ بخیر ہو آمین

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ -

بِالْخَمْسَةِ

تالیفات حکیم الامت تھانوی

